مقیاس حنفیت

[illegible] نہ دیدہ و نہ شنیدہ [illegible]
[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمد عربی است

اقبال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتَابَ عَلٰی عَبْدِہٖ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا یَا رَبِّ ذَا الْمَجْدِ وَالْعُلٰی صَلِّ عَلَیْہِ صَلٰوۃً دَائِمَۃً سَرْمَدِیَّۃً لَا اِنْقِطَاعَ لَہَا وَسَلِّمْ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمَنْ اٰمَنَ بِہَا اما بعد فقیر نے سائلین فرقہ وہابیہ کے اعتراضات کے مختصر جوابات پیش کئے ہیں بعد ازاں مفصلاً تحریر ہیں۔

سوال ۱: تبلیغی جماعت کے ارکان کیا غیر مقلد ہیں ثبوت دیجئے۔

جواب۔ تبلیغی جماعت وہابیت کے اصل کی دو فرعیں ہیں۔ دیوبندی اور وہابی۔ دونوں کی معجون مرکب تبلیغی جماعت ہے۔ تمام حضرات کا مشاہدہ ہے۔ کہ اس میں اکثریت غیر مقلدین کی ہے جو رفع یدین کرتے ہیں اور سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے ٹانگیں چوڑی اٹنشن کھڑے ہوتے ہیں اور باقی دیوبندی ہیں۔ دوسرا جواب تبلیغی جماعت اگر وہابی نہیں تو آپ کے پاس کیوں پناہ گزین ہوتے ہیں۔ کسی اہل سنت والجماعت کے پاس کیوں نہیں ٹھہرتے۔ تیسری دلیل آپ نے ان کی رفاقت کو کیوں پسند فرمایا۔ کسی سُنّی سے آپکی رفاقت کیوں نہیں۔ کند ہمجنس با ہمجنس پرواز نمبر ۴۔ ان کے اشکال و اطوار ان کی وہابیت پر واضح دلیل ہے جو کسی دلیل کے محتاج نہیں۔

Nafse Islam
نفس اسلام

سوال ۲؎ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کے مدعی کو وہابی کہنے کا آپ کے پاس کونسا مقیاس حنفیت ہے۔

الجواب:۔ حضرت پیر پیران صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حنفی کو دو مقامات پر علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا ہے جس سے احناف کی دو اقسام ثابت ہوتی ہیں۔ حنفیہ مرجیہ اور حنفی اہل سنت والجماعت جیسا کہ آج کل بھی احناف کی دو قسمیں موجود ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض دعوے کافی نہیں بلکہ حنفیت اعتقاد و اعمال احناف کے متوازی ہونے پر مبنی ہے۔ حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ہی مرجیہ حنفیہ وہابیت کے عقائد کو عمدہ سمجھ کر یکجان دو قالب ہو گئے۔ (فتاوی رشیدیہ جلد اول ص۱۱۱۔ فتاوی رشیدیہ جلد دوم ص۹۹) محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے۔ یہ رشتہ یکجان ہونے کی بنا پر ہے۔

سوال:۔ عبدالوہاب نجدی کیسے شخص تھے۔

الجواب:۔ محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا۔ اب فقہائے احناف سے دریافت کر لیں۔ کہ تمہارے نزدیک محمد بن الوہاب کیسا آدمی ہے۔

رد المحتار جلد ۳ ص۴۲۷ { محمد بن عبدالوہاب اور اس کے مقتدین کو خارجیوں میں شمار کیا ہے۔ اگر حنفی کہلانا چاہتے ہو تو تم فقہا کے عقیدے سے خارجی کہو۔ اُن کو اچھا کیوں کہتے ہو۔ اور معاملہ با الحدیث سے نواز کر ان کے عقائد کو اپنا عقیدہ کیوں بناتے ہو۔

سوال ۳:۔ وہابیوں کے مدرسے میں پڑھتے رہے ہو آپ کے استاد بھی وہابی ہیں۔ الادیں نماز پڑھتے رہے ہو۔

الجواب:۔ واقعی میرا حصول علم تمام وہابیہ سے ہے۔ وہ وہابی آپ کی طرح توہین انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام میں چوٹی کے نہ تھے۔ بلکہ نیچے کے تھے۔ کیونکہ وہ امکان کذب باری تعالےٰ کے قائل نہیں تھے۔ اُن کی کتابیں دیکھ لیجئے میرا عقیدہ بھی بوقت تعلیم خود رفتہ تھا۔ جب علوم تفاسیر و احادیث پڑھے جیسے جیسے دلائل ملے وصول سند تک تمام مسائل مکمل ہو گئے۔ طالب علمی کے زمانہ میں فقیر نے کوئی فتویٰ بھی تو نہیں دیا۔ جب علوم حاصل کر لئے تو خدا نے فتویٰ کی ہمت بھی عطا فرمائی اور باطل سے مقابلہ کرنے کے لئے طاقت

nafseislam
نفس اسلام

بھی عنایت فرمائی۔ اور جب مرشدِ کامل غوثِ اکمل ہی کے کرم نے کلمہ آباد کیا ہوا ہے نے نظرِ کرم فرمائی تو باطل کو فَاِذَا ھُوَ زَاھِقٌ سے درست کرنے کی قوت بیانیہ بھی بخشی جس سے آپ کو بھی حسد ہے۔ لیکن یہ خدا داد نعمت وہبی ہے جو ولی کامل کا عطیہ ہے۔ یہ کسبی چیز نہیں۔ اگر میرے رہبر مجھے منظورِ نظر نہ فرماتے تو عقیدہ شاید درست نہ رہتا۔ مجھے خبر نہیں کیا ہوتا۔ جیسے آپ کے ایمان اور شریعت میں بن میخ ہے۔ جب مرد کامل کی نظر ہو جائے تو بندہ کو بندہ بنا دیتا ہے۔ اسی واسطے حضرت بابرکت کا دامن تھاما کیونکہ کچھ نہ تھا۔ اگر کچھ ہوتا تو غلامی کی کیا ضرورت تھی۔ یہ انعام غلامی ہی میسر ہوا ہے۔

دوسرا جواب:۔ آپ کے اکثر اساتذہ مدرسہ میں ہندو ہوں گے۔ کیا آپ کو ہندو کہہ سکتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ علوم ظاہری کا حصول اچھا مگر نقصان دہ نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ الامر وہابی ہو تو وہابیت میں شک نہیں یا آپ کی طرح مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ ھَوَاهُ کا پیرو ہو تو یقیناً وہابیت کا مجسمہ ہے۔ فقیر نے آج تک کسی مسلمان کو خنزیر نہیں کہا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا فرما دے تو میں فردًا نہیں، کیونکہ الانعام کے ال تعریف نے حکم عام کر دیا ہے جو بھی بدلالت قرآن کَالْاَنْعَامِ ثابت ہو وہ جو بھی کرے یہ حکم اس پر ہی چسپاں ہو سکتا ہے۔ کسی کا نام تو کہا نہیں جاتا۔ اگر آپ کو شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم گھٹنے سے رنج ہوتا ہے تو آپ یقیناً اُسی کے مصداق ہوں گے۔ ورنہ نہیں۔

سوال نمبر ۴:۔ حرمین شریفین زادھا اللہ تعالیٰ شرفاً کے متعلق آجکل وہابی ہیں اُن کی اقتدا میں نماز ادا کرتے رہے ہو اور یہ مقامات مقدسہ پاک ہے یا پلید نیز خود بھی تم نے مدینہ منورہ کے ایک دن جامع مسجد دیوبندیہ میں نماز ادا کی ہے۔ کیا وہ اُس وقت پلید نہ تھی۔ نیز جماعت تبلیغی کی مسجد میں شب باشی پر اعتراض کیا گیا ہے۔ کیا حرمین میں سویا نہیں جاتا وہاں وہابی سوتے ہیں وہ پاک ہیں یا پلید۔

جواب:۔ خدا کے فضل و کرم سے حرمین شریفین پاک کرنے والے ہیں۔ وہاں جو جائے اور جیسا بھی جائے وہ اُس کو پاک کر دیتے ہیں۔ لہٰذا وہابیوں کا وہاں جانا مضر حرمین نہیں۔ کفار کے قیام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پلید نہیں فرمایا جس کی یہی مذکورہ بالا وجہ تھی اور جہاں بوسہ دیتا رہا ہوں وہابیہ اور دیوبندیان مقاماتِ مقدسہ کو چھوتے ہی نہیں اور میرے ہم خیال ساتھی بھی کی تعداد میں تھے۔ جنہوں نے اُن کے پیچھے اقتدا نہیں

پڑھی

کی۔ بلکہ تتبع سے ثابت ہوا کہ اکثر مقلدین علیحدہ جماعت کرواتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارا ابھی یہی وطیرہ رہا اور وہاں کے مقیمین احناف کو میں نے اپنے اپنے گھروں میں نماز گزارتے دیکھا۔ سوال کرنے پر یہی جواب ملتا تھا کہ نجدیوں کی اقتدا ہمارے علماء کے فتوے سے از روئے احادیث صحیحہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے بلکہ گناہ ہے۔ چنانچہ اس طرف کے وہابیہ نے چوٹی سے ایڑی تک زور لگایا اور حکومت نجدیہ سے استدعا کی کہ مجمع علیحدہ جماعت پڑھاتا ہے۔ مگر حکومت نے ان کے اس اعتراض پر جب بھی ہم سے سوال کیا تو اُس وقت ہماری طرف سے ان کے خلاف کوئی کلمہ نہ نکلتا تھا۔ بلکہ حکومت نجدیہ وہابیت کے متعلق اگر کچھ دریافت کرتی تو ان کو کہا جاتا۔ کہ ہم یہاں بغرض زیارت حرمین حاضر ہوئے ہیں نہ کہ مفتی بن کر۔ اگر کوئی فتویٰ کی ضرورت ہم سے ہی دریافت طلب ہے تو سمندر پار پہنچنے پر فتوے دیا جا سکتا ہے۔ اس جواب سے سوائے خاموشی کے اور کچھ نہ کہہ سکتے تھے اور اس وقت جو میرے مقتدی ان کی اتباع میں نماز پڑھنے والے موجود ہیں۔ وہ اب سننے کے بعد انشاء اللہ نجدی کی اقتدا میں نہ الجھیں گے جس کا آپ کو بھی یقین ہو چکا ہے آخری اعتراض کہ حرمین نجدیوں سے پلید ہے یا نہیں اس کی مثال پانی پاک جاری یا پانی پاک کثیر کی ہے۔ جس میں جنبی آدمی غسل کرے تو شرعاً پانی پاک رہیگا۔ ایسے ہی حرمین شریفین نجدیت سے پلید نہیں ہوگا بلکہ بنیت طہارت داخل حرمین ہو تو پاک ہو سکتا ہے۔ پہلے بیت اللہ میں بت تھے جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بتوں کو باہر نکال دیا تو بیت اللہ جیسا کہ پہلے پاک تھا پھر بھی پاک رہا۔ کیونکہ بیت اللہ کا اصل پاک ہے اور بابرکت ہے۔ اور روضہ اطہر کے اندر تو نجدی نہ داخل ہوا ہے اور نہ انشاء اللہ اس کو داخل ہونے کی طاقت ہی ہے۔ اسی واسطے روضہ اطہر کو تو اللہ تعالےٰ نے ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ کے قانون سے پاک مبرا رکھا ہوا ہے نجدی وہابی دیوبندی تو روضہ اطہر کے قریب نہیں جھانک سکتا۔ کیونکہ ان کے دل میں شیطان نے یہ جمایا ہوا ہے۔ کہ اگر تو روضہ اطہر کے قریب گیا تُو نے روضہ اطہر کے سفر کی نیت بھی کی تو مشرک ہو جائے گا۔ لیکن حقیقت یہ یہ ہے کہ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ کے ذکر سے ثابت ہے کہ واقعی شیطان انسان کا دشمن ہے جو وہابی دیوبندی کو اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی نہیں جانے دیتا۔ کہ اگر نزدیک چلا گیا تو پاک ہو جائیگا۔ اسی عناد کی بنا پر دور رکھتا ہے اور ان سے روضہ اطہر پر جانے کو شرک کے فتوے دلاتا

ہے۔ جیسا کہ ان کو حضرت پیرِ پیران کی گیارھویں کے تبرک کے نزدیک نہیں جانے دیتا کہ تمہارے لئے حرام ہے۔ یہاں حضرت پیرِ پیران رحمۃ اللہ علیہ حقیقتہً اپنے تبرک کو ان سے بچاتے ہیں کہ ان کے نجس باطنوں میں پاک تبرک کیوں جائے۔ ایسے ہی وہاں اللہ تعالیٰ روضہ اطہر کی طرف جانے نہیں دیتا کہ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے مقامِ مطہر کو تم جیسے منی چھونے کے قابل ہی نہیں۔ اُدھر شیطان اپنے عناد سے گمراہی میں پیچھے کھینچتا ہے ادھر رب العزت اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار سے نا اہل سمجھ کر پیچھے دھکیلتا ہے جو قیامت کے دن فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنفُسَكُمْ سے بری الذمہ ہونے کی کوشش کرے گا۔ اور رب العزت وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ کا قانون سنا کر بلا اپیل أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ کا حکم سنا دیں گے۔ باقی آپ کا سوال میرے متعلق عصر کی نماز پڑھنا سو میں نے اُس کا اعادہ کر لیا تھا۔

سوال نمبر ۵: آپ کے معتقدی چلے جا کر نجدی کی اقتدا میں نماز پڑھتے رہے ہیں۔ کیا اُن کو توبہ کرائی اور دوبارہ کلمہ شریف پڑھایا۔

جواب: کیا آپ کے پیچھے جو حنفی غلطی سے نماز پڑھنے جاتا ہے تو آپ اُن کو پہلے توبہ کروا کر معتقدی بناتے ہیں۔ یہ کتنا کچا سوال ہے۔ جو معتقدی میرا پختہ معتقد بنتا ہے وہ خدا کے فضل وکرم سے خود بخود ہمیشہ کے تائب ہو کر ہی منتقل ہوتا ہے مجھے توبہ کرانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور بعد از سماع قبول انشاء اللہ فقیر کا معتقدی کبھی قرنِ شیطان کا معتقدی نہیں بن سکتا۔ فقیر کی دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عنایت فرماوے اور اُس دن سے قبل ہی توبہ کی توفیق دے جس دن توبہ کا دروازہ بند ہو جانے والا ہے۔

سوال نمبر ۶: عورت کے دودھ کو حرام کہتا ہے اور بچے کے پیشاب کو پاک۔

جواب: عورت کا دودھ واقعی حرام ہے اور احناف کے نزدیک بعد از حولین اس سے اجتناب لازمی ہے اور حنفیوں کو ہی اپنی مسجد میں ہی یہ مسئلہ سنایا گیا تھا۔ وہابیوں کا مسلک بیان نہیں کیا گیا کیونکہ مجھے علم ہے کہ وہابیہ کے نزدیک داڑھی والا آدمی عورت کا دودھ پی سکتا ہے۔ وَيَحْرُمُ إِرْضَاعُ الْكَبِيرِ

وَلَوْ كَانَ ذَا لِحْيَةٍ داڑھی والے کو عورت کا دودھ پینا جائز ہے۔ دیکھئے

روضۃ الندیہ ص۲۳۶ بلاشک آپ دونوں کاموں سے استفادہ فرمائیں۔ جب آپ حکم الٰہی و اولین کاملین کو چھوڑ گئے ہیں تو میرا کہنا آپ کے سامنے کیا وقعت رکھتا ہے۔ دوسرا مسئلہ فقیر نے عورتوں کے متعلق احکاماتِ شرعیہ بیان کرتے ہوئے لڑکے کی والدہ کو تنبیہ کی کہ تم نماز سے زیادہ گھبراتی ہو۔ کیا یہ کفرانِ نعمت نہیں ہے۔ تمہارا خیال ہے کہ خدا نے ہمیں لڑکا کیوں دیا۔ اگر چھین لے تو بھی نماز کی طرف مائل ہو گی پھر اگر بچے کی والدہ کو موسم سرما میں دو لباس کی توفیق نہ ہو تو مقامِ پیشاب کو دھو دیا جائے کیونکہ پلید ہے اور کپڑا دھو کر نماز ادا کر سکتی ہے۔ اگر باعث سردی خطرہ لاحق ہو تو پانی کے چھینٹے مار کر نچوڑ کر بھی نماز ادا کر سکتی ہے۔ گیلے سے کیونکہ کپڑا لڑکے کے پیشاب کو چھینٹے مارنے سے پاک کا حکم رکھتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے ورنہ کپڑے سے پیشاب بغیر پانی کے کسی صورت میں بھی پاک نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے آپ کے سوالات کے مختصر جوابات۔ اب بعد ازیں مدلل سنئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیوبندی مولوی محمد عمر کو مخاطب ہو کر کہ تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

محمد عمر: اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ اللہ تعالیٰ جل شانہ ہر مسلمان کو اپنی خداوندی کے صفات حمیدہ پر بلا شبہ غیب ایمان رکھنے کی توفیق عنایت فرماویں اور نبی اکرم نورِ مجسم محبوبِ ربی مصطفےٰ احمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ہر وقت صلوٰۃ و سلام بھیجنے کی بلا شبہ طاقت بخشیں اور ہر کفر و شرک و بدعت سے محفوظ رکھے کیونکہ آشا چند گزرے سال گزشتہ اپنے تمنا کرتے تھے لیکن آج وہ وقت آنکھوں سے دیکھا کہ قصور کے مولوی دیوبندی فقیر پر اعتراض کرتے ہیں کہ تم نے قصور میں کفر کی مشین چلائی ہوئی ہے۔

اکابرین دیوبندیہ و وہابیہ نے مسلمانانِ دنیا کے اکابرین و صالحین متقدمین و متاخرین کے صحیح عقائد پر طعن و تشنیع اور جرح و قدح کر کے کفر کے فتوے جاری کیے ہوئے ہیں۔ اور شرک اور بدعتی کے خطابات سے ان کو نوازا ہے۔ یہ شیوہ آپ کا ہی ہے سنیئے:-

دیوبندی وہابی

(۱) تذکیر الاخوان
مصنفہ اسماعیل صاحب دہلوی ص۳۳

تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد — فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد
دوسرا اس سا نہیں دنیا میں بد — ہے گلے میں اس کے حبل من مسد
سب سے اس پر لعنت و پھٹکار ہے

(۲) تذکیر الاخوان
مصنفہ مذکورہ بالا صفحہ ۸۳

مردوں سے حاجتیں مانگنا اور ان کی منتیں ماننا کفار کی راہ ہے۔

محمد عمر:- اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہِ النَّبِیِّ الْمُجْتَبٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی فقیر انشاء اللہ تعالیٰ تمام مسائل کا جواب پہلے قرآن کریم پھر حدیث صحیح محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بعدہ بزرگان دین سے پیش کریگا۔

قرآن کریم

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ — اس آیت سے ثابت ہے کہ مومنین صالحین ہر وقت
مومن مرد اور عورتیں ان کا بعض بعض کے مددگار ہیں ۱۰/۵ — ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

(۲) وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی مائدہ ۶ — کیا اللہ تعالیٰ نے یہاں شرک کا سبق دیا ہے۔ جو نیکی پر مدد
اور تم ایک دوسرے کی امداد کرو نیکی اور تقویٰ پر — کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔

طبرانی صغیر
ص۲۰۲

حدثنا محمد بن عبد اللہ القرمطی من ولد عامر بن ربیعہ ببغداد
حدثنا یحیی بن سلیمان بن نضلۃ الخزاعی حدثنی عمی محمد بن نضلہ
عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ علی ابن الحسین حدثتنی میمونہ
بنت الحارث زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ
علیہ وسلم بَاتَ عِنْدَهَا فِیْ لَیْلَتِهَا فَقَامَ یَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوۃِ فَسَمِعْتُہٗ
یَقُوْلُ فِیْ مُتَوَضَّئِہٖ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ ثَلَاثًا نُصِرْتَ نُصِرْتَ ثَلَاثًا
فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم سَمِعْتُکَ تَقُوْلُ

(۳) **تقویۃ الایمان** صفحہ ۸	سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

فی متوضئہ لبیک لبیک ثلاثا نصرت نصرت ثلاثا کانک
تکلم انسانا فہل کان معک احد فقال ہذا الراجز یستصرخنی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حرث کے پاس ان کی باری کی رات میں ٹھہرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کے واسطے اٹھے نماز کے واسطے وضو کرتے وقت اسی مقام میں بیٹھے ہوئے میں نے سنا کہ آپ فرماتے ہیں لبیک لبیک تین دفعہ فرمایا (یعنی میں تیرے پاس پہنچا میں تیرے پاس پہنچا۔ تو امداد کیا گیا تو امداد کیا گیا تین دفعہ فرمایا اور اپنے وضو کرنے کے مقام میں تشریف فرما ہیں۔ کہیں دوسری جگہ بھی نہیں ہو کہ دور غائب ہوئے، تو جب آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے علیحدہ ہوئے تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ سے سنا ہے۔ کہ آپ اپنے وضو کرنے کے مقام پر بیٹھے ہی فرما رہے تھے لبیک لبیک۔ نُصِرتُ نُصِرتُ تین دفعہ فرمایا گویا کہ آپ کسی انسان سے کلام فرماتے ہیں کیا حضور کے پاس کوئی تھا تو آپ نے فرمایا یہ راجز مجھ سے فریاد کرتا ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ قریش راجز یعنی عمرو بن سالم کو قتل کرنا چاہتے تھے تو وہ مکے سے نکلا اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا جب اس کو مصیبت پڑتی تو وہ عمرو بن سالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ پکارتا اور آپ اسکی امداد فرما دیتے چنانچہ ایک دفعہ راستہ میں زبردست دشمن کے گھیرے میں آگیا تو اس عمرو بن سالم صحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ پکارا، اور فریاد کی کہ حضور مجھے بچائیے ورنہ دشمن قتل کر دیگا تو آپ اس وقت حضرت میمونہ بنت حرث اپنی بیوی صاحبہ کے گھر وضو فرما رہے تھے تو آپ مدینہ طیبہ میں مقام وضو میں بیٹھے ہی لبیک فرما کر راجز کے پاس اپنی حاضری کا ثبوت دیا اور نُصِرتَ سے اس کی امداد فرما کر اس کو دشمن سے بچایا اور اپنی امداد کی راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی چنانچہ راجز صحابی کے اس واقعہ سے استمداد اور آپ کی اپنی امداد غائبانہ

(۲) جواہر القرآن مصنفہ مولوی غلام خاں صاحب صـ ۱۲۲	سوال:- اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و ملائکہ کو غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہٗ کے دربار میں سفارشی سمجھ کر پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے؟ جواب:- یہ بھی شرک ہے۔ مکے کے مشرک اپنے معبودوں کو سفارشی سمجھ کر ہی پکارتے تھے۔

کر اپنی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے بھی بیان فرمایا اور جب عمر بن سالم راجز نبی صلی اللہ کی غائبانہ امداد سے مدینہ طیبہ پہنچا تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کے متعلق چند اشعار پڑھے اس کا ایک شعر فقیر بھی عرض کرتا ہے۔ جو سنہری قلم سے لکھنے کے قابل ہے۔

فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰہِ نَصْرًا عَتَدًا ۔ وَادْعُ عِبَادَ اللّٰہِ یَاْتُوْا مَدَدًا

پس تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد ہر وقت تیار ہے اور اللہ کے بندوں کو پکار وہ تیری مدد کو پہنچیں گے یہ تمام واقعہ اور اشعار اصابہ جلد ۳ صـ ۲۹۰ اور کتاب الاستیعاب جلد ۲ صـ ۲۲۹ میں بھی مذکور ہے۔

اس حدیث پاک سے چار مسائل ثابت ہو گئے۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل کے وقت غائبانہ فریاد کرنا۔
(۳) آپ کا غائبانہ پکارنے والے کی پکار سننا (۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فریاد رسی فرمانا۔

نزہۃ الخاطر والفاطر **لملا علی قاری صـ ۶۱**	وَعَنِ الشَّیْخِ اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ الْخَبَّازِ قُدِّسَ سِرُّہٗ قَالَ سَمِعْتُ الشَّیْخَ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدَ الْقَادِرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

یَقُوْلُ مَنِ اسْتَغَاثَ بِیْ فِیْ کُرْبَۃٍ کَشَفْتُ عَنْہُ وَمَنْ نَادَانِیْ بِاسْمِیْ فِیْ شِدَّۃٍ فَرَّجْتُ عَنْہُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِیْ فِیْ حَاجَۃٍ قَضَیْتُ حَاجَتَہٗ۔

شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ جس شخص نے مجھ کو مصیبت کے وقت پکارا کسی مصیبت میں تو میں اس سے مصیبت دور کرتا ہوں اور جس نے میرا نام لے کر پکارا تو میں تکلیف ہٹا دیتا ہوں اور جس شخص نے

Nafse Islam
نفس اسلام

(۵) جواہر القرآن
صـ١٤٧

شرک فی الدعا غائبانہ: حاجات میں کسی پیر و پیغمبر کو پکارنا کفر و شرک ہے۔ یہی شرک مشرکین مکہ میں تھا۔ اور ہر پیغمبر کے زمانے میں ہوتا رہا۔ - دیوبندیوں، وہابیوں کے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و رسل کا عموماً قادر اور ولی مطلق خاں صاحب کو تمام انبیاء کے برابر سمجھتے ہیں، تو ان کے اقوال کی تخریج بعبارت مذکورہ بالا ملاحظہ کیجئے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مجھ سے وسیلہ لیا کسی حاجت میں تو میں اس کی حاجت کو پورا کرتا ہوں۔

قصائد قاسمی
مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی
بانی دارالعلوم دیوبند ص

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا   نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا   بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار
رہا جو موت کی موجوں میں ہے قبیلہ کی ناؤ   جو تو ہی ہاتھ لگائے تو ہووے بیڑا پار

ان اشعار میں مولوی محمد قاسم صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غائبانہ اپنی حاجت کے واسطے پکارتے ہیں۔ ان پر کیا فتویٰ لگاؤ گے فَاٰمِنُوْا بِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ

قصائد قاسمی صـ۲۶
مولوی ضیاء الدین رامپوری تلمیذ
محمد ضامن صاحب کو لکھتے ہیں۔

تیرا سایہ ہو جس پر اس پہ ہو اللہ کا سایہ   خدا راضی ہو تو راضی ہو شاہ جن کماں سے
مدد کر غوث اعظم بیکسوں ہم سے غریبوں کی   چھڑا دے غیر تیرے کون دست نفس و شیطاں سے
خبر لینا ہماری اے شہ دنیا و دیں جلدی   کہ گنہگار و بیکس ہیں بس ایں زمرہ غلاماں سے
پکڑنا ہاتھ میرا شیخ ذوالاحمد جی جلدی   کہ رہ جا نہیں مقصود کا ظلمات عصیاں سے

تذکرۃ الرشید
جلد اول صـ

سنا ہے کہ طوفان کی شدت کے وقت جبکہ کشتی پر غرقابی کے آثار پیدا ہوئے حکیم ضیاء الدین صاحب یا کسی دوسرے شخص نے عالم رویا یا عالم واقعہ میں دیکھا تھا کہ متلاطم سمندر میں ایک جانب اعلیٰ حضرت حاجی صاحب (امداد اللہ صاحب) اور دوسری جانب حضرت حافظ ضامن صاحب جہاز کو کندھے پر رکھے ہوئے آگے کو دھکیلتے اور موجوں کے تھپیڑوں سے اس کی حفاظت فرماتے جا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں گھبراؤ نہیں۔

تذکرۃ الرشید
جلد اول صـ١١٣
مولوی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں

یا مرشدی یا موئلی یا مفزعی   یا ملجائی فی مبدئی و معادی
ارحم حالی ایا غیاث فلیس لی   کہفی سوی حبکم من زاد
فاذا الانام بکم وانی ھائم   فانظر الی بجستر یا ھادی

تقویۃ الایمان ص۵

سنا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

یا سیدی للہ شیئاً للہ
انتم لی المجدی والی جادی

دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند
واندر آں ظلمت شب آب حیاتم دادند

کیا غیرت عجب جذب گی پیغمبراں
خاک کو گشتم و چندیں درجاتم دادند

امداد المشتاق مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی مشتاق احمد ص۱۱۶

حاجی امداد اللہ جو سب دیوبندیوں کے پیر ہیں وہ اپنے پیر حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رقمطراز ہیں:

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفےٰ

تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پھکے باتیں کھینچتے ہیں دست و پا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا

آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

حاجی امداد اللہ صاحب جو تمام اکابر دیوبندیہ کے پیر و مرشد ہیں تحریر فرماتے ہیں:-

نالۂ امداد غریب مناجات ص

اے رسول کبریا فریاد ہے
یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

گردن و پا سے مرے زنجیر و طوق
یا نبی کیجئے جدا فریاد ہے

قید غم سے اب چھڑا دیجئے مجھے
یا شہ ہر دو سرا فریاد ہے

یا نبی احمد کو واپس تو بلا
اس لئے مجمع دسا فریاد ہے

تقویۃ الایمان
ص۱۰

جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلے میں اس کی دہائی دیوے۔

شاہ ولی اللہ صاحب
اطیب النغم فی مدح
سید العرب والعجم ص۲

وَمُعْتَصَمُ الْمَكْرُوْبِ فِيْ كُلِّ غَمْرَةٍ
وَمُنْتَجَعُ الْغُفْرَانِ مِنْ كُلِّ تَائِبٍ

یعنی منظر کے زد ما گمرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دست زدن اندوہگیں۔ اندوہگین است در ہر شدتے و جائے طلب کردن مغفرت است بہ نسبت ہر توبہ کنندہ و دریں بیت اشارہ است بمضمون آیۂ کریمہ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

ل اٹھتے بیٹھتے کسی کا نام لے تو شرک زبردست ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ اللہ اور اس کے فرشتے ہر وقت درود پڑھتے ہیں۔ اے مومنو تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ درود پڑھو اور سلام۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا درود اٹھتے بیٹھتے پڑھو اور یہ منع کرتے ہیں کہ شرک ہو جاؤ گے۔ ان کو بغض ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور انہوں نے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کو بالکل بھلا دیا ہے۔ فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ کو چاہیے کہ پہلے خداوند تعالے کو روکیں کہ تو اور تیرے فرشتے غیر کا نام کیوں رٹتے ہو۔ ہم لوگوں کو شرک کہہ کر بند کرتے ہیں اور تم اُن کا نام ہر وقت پڑھکر ہمارے دشمنوں کی ہم پر حجت تمام کرتے ہو۔ اور وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ اپنے نیک بندوں پر بھی سلام بھیجتے ہیں۔

ل۲ دور و نزدیک سے پکارنا شرک ہے اس کا جواب اوپر گزر چکا ہے۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تم بھی قعدہ میں ہر نماز میں ایہا النبی پکارتے ہو لہذا آپ بھی مشرک بن گئے۔ اہل قبور کو السلام علیکم یا اہل القبور وانا انشاء اللہ بکم لاحقون پکارتے ہو۔ لہذا آپ کا شرک آپ پر ثابت اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے

اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے۔ یا اُس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے۔ اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہتی اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں جیسے بیماری و تندرستی و کشائش و تنگی مرنا و جینا غم و خوشی سب کی ہر وقت اُسے خبر ہے۔ اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے۔ اور جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے۔ سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے چشتی قادری نقشبندی سہروردی رفاعی یہ سب فرقے یہود کی طرح ہیں۔

سلام کی خبر نہیں ہوتی تو پکارتے کیوں ہو۔ ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک کا اُٹھتے بیٹھتے وظیفہ مع صلوٰۃ پڑھے اور ہر وقت آپ کی امداد کو اور انبیاء و صالحین کو اپنا پشتیبان سمجھے اور اُن سے مدد حاصل کرنے کی ہمت خدا سے طلب کرتا رہے اور مصیبت کے وقت انبیاء و صالحین کی دُہائی خدا کے سامنے پیش کرے۔ تاکہ دُنیا و عقبیٰ میں عذاب الٰہی سے محفوظ رہے اور ان کے نام سے ختم پڑھے یا پڑھاوے تاکہ ان کی دعائے خیر کا مستحق بنے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ پاک کو اپنے تصور میں رکھے یا اپنے پیر کامل کا تصور باندھے تاکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی کروا دے جیسا کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرتے تھے۔ اگر نہ ہو سکے تو آپ کے روضۂ انور کا اپنے سامنے تصور باندھے۔ اور یہ سمجھے کہ میں آپ کے روضۂ اطہر کے پاس بیٹھا ہوں اور یہ خیال رکھے کہ ہر وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ ہیں۔ اگر کوئی خلاف سنت کام کروں گا۔ تو آپ ناراض ہوں گے اور جو مجھ پر حالات گزرتے ہیں جیسے بیماری و تندرستی کشائش و تنگی میری زندگی اور موت عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین کے قانون سے ہر وقت آپ باخبر ہیں میری تکلیف آپ کو گوارا نہیں اللہ کے حکم کے مطابق اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے۔ جو خیال میرے دل میں ہوتا ہے اس کی آپ کو ہر وقت اطلاع ہے۔ آپ دنیا میں کیا بلکہ

تذکیر الاخوان ص ۹۶

نام فلاں بخش رکھنا اور غلام فلاں رکھنا۔ آخری چہار شنبہ کو سیر کرنا اور ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا اور جب وہاں ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آوے تو کھڑے ہونا۔ ربیع الثانی کو گیارھویں کرنا۔ عرسوں میں جانا حلوا پکانا اور چراغ بہت سے جلانا۔ عید کے روز سیویاں پکانا۔ یہ تمام کام کرنے والا مسلمان نہیں ہے۔

عالمین میں ہر وقت شاہد ہیں اور قیامت میں مشاہدہ کی شہادت باذن الٰہی ہر مومن و کافر کی دیجئے۔ اگر اپنا عقیدہ ان تمام امور پر نہ رکھے تو وہابی ہے منکر قرآن کریم دشمن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ خدا کی طرف سے راندہ درگاہ ہے۔ کیونکہ رحمۃ للعالمین کا ساتھ چھوڑنے سے خدا کی لعنت کا ساتھی رہتا ہے۔ باقی رہا تصور شیخ تو یہ بھی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور صحابہ کرام کیا کرتے تھے۔

(۱) **مسلم شریف** ج۲/۱۲۰ قَالَ وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی سِوَاکِہٖ تَحْتَ شَفَتِہٖ (ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا) کہ میں آپ کے لبوں میں مسواک لئے ہوئے کا تصور رکھتا ہوں۔

(۲) **مسلم شریف** ج۱/۴۴۰ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَآءُ قَدْ اَرْخٰی طَرَفَیْہَا بَیْنَ کَتِفَیْہِ (حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یوں تصور بندھا ہوا ہے۔ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور آپ منبر پر تشریف فرما ہیں اور سیاہ عمامہ باندھے ہوئے ہیں اور آپ کے عمامہ طیبہ کے دونوں پلے حضور کے دونوں شانوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خیر القرون کے لئے تصور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق ہوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور کو فخریہ بیان فرمادیا اور آج شر القرون کی حالت ایسی متغیر ہو چکی ہے کہ وہ بھی عالم دینی کہلانے کا مستحق ہے جو تصور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تصور شیخ کو شرک کہے جس تصور کا حکم اللہ رب العزت مومنین کو ارشاد فرمادیں۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اس آیہ کریمہ میں حق سبحانہ نے ایمان والوں کو صبر کرنے اور ثابت قدم رہنے اور ربط پیدا کرنے اور اتقاء کی تلقین

فتاویٰ رشیدیہ

جلد ۲ صہ ۱۴۲

سوال:- جو بزرگوں سے مدد مانگتا ہو یا بدعتی مثلاً جواز عرس و سوم وغیرہ ہے اور یہ جانتا ہے کہ یہ افعال اچھے ہیں تو ایسے شخص سے عقدِ نکاح جائز ہے یا نہیں کیونکہ نصاریٰ اور یہود سے تو جائز ہے تو ان سے کیوں نہ جائز ہو یہ بھی تو بہت سی رسمیں کفر و شرک کی کرتے ہیں۔

الجواب:- جو شخص ایسے افعال کرتا ہے وہ قطعاً فاسق ہے اور احتمال کفر کا ہے ایسے سے نکاح کرنا دختر مسلمہ کا اس واسطے ناجائز ہے کہ فاسق سے ربط ضبط کرنا حرام ہے۔

فنائی ہے ان چار امروں سے رابطہ امیں تصور شیخ مضمر ہے جو اولی الابصار کے واسطے کافی دلیل ہے

دیگر۔ اب فرمایئے جناب کفر کی مشین ہم ہیں یا آپ۔ آپ کے نزدیک تو عید کے دن سیویاں پکانے والا بھی مسلمان نہیں رہا۔ اور تم نے آخری چہار شنبہ والے دن بھی مسلمانوں میں سوگ کا دن مقرر کر دیا کہ اگر اس دن کوئی مسلمان سیر کو باہر چلا جائے تو اسلام سے خارج ہو جائے میرے خیال میں فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ تو اس عبارت پر عمل کرنے کے واسطے اور اپنے ایمانوں کو چہار شنبہ کی ہوا سے بچانے کے واسطے کوٹھڑیوں میں بند ہو جاتے ہونگے۔

متعلقہ ۲۰ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غلام خاں نام بھی ان کے نزدیک غیر شرعی ہے بلکہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور آگے غلام خاں صاحب کا فتوے موجود ہے کہ ایسے لوگوں کا کوئی نکاح نہیں جیسا کہ جواہر القرآن صہ ۱۴۷ میں لکھ چکے ہیں۔ غلام خاں نام رکھنے سے نکاح فاسد ہو گیا۔ اسی حال میں چالیس پچاس سال گزارے۔ کیا ان کی اولاد کا بقول ان کے کیا حال ٹھہرا۔

حشو ۲۰ **ملفوظات شاہ عبدالعزیز صاحب صہ ۱۳** روزے بتقریب عرس برادر مولوی عبدالقادر خود بر قبر والد ماجد وغیرہما تشریف فرما شد اول پیادہ رفت باوجود بعد مسافت وقت واپس آمدن سوارہ آمد۔ قبور پیراں را کہ جد و پدر ہم بودہ است دست بوسید و بعد فراغ قرآن و فاتحہ خوش آوازے را فرمود کہ چیزے از مثنوی مولانا روم بخواند۔

فتویٰ رشیدیہ
حصہ سوم صفحہ ۹

جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ بھی کہنا ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کرکے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔

صفحہ ۱۶

اس سے صاف ثابت ہوا کہ قبر پر عرس اور ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینا اور فاتحہ خوانی بر قبر اور نعت خوانی جائز ہیں۔ کہ شاہ عبد العزیز صاحب اور ان کے اکابر کے نکاح جائز تھے یا نہ۔ وہ قابل بیعت تھے یا نہ۔ آپ کے فرمان کے مطابق تو معاذ اللہ شیطان تھے۔ یہی عقیدے آگے عبد الوہاب نجدی کے ہیں۔ پڑھ لیجئے اور خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ تم کفر کی توپ جو اپنے گھروں کو برباد کر رہے ہو۔ بلکہ دور مار توپ ہو یا نہیں۔ جس کا گولا اپنے ہی مکانوں کو واپس آ رہا ہے۔ اور اندازہ لگاؤ کہ وہابی ہو یا حنفی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی مقررہ رات میں قبرستان تشریف لے گئے ہیں۔ اور وہاں پہنچکر یکے بعد دیگرے تین دفعہ دست پاک اٹھا کر اہل قبور کے واسطے دعا فرمائی ہے۔ اسی واقعہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں چپکے چپکے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بھی ملاحظہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ایسے ہی آجکل موجودہ عرس مقررہ راتوں میں کئے جاتے ہیں۔ اور وہاں جاکر اہل قبور کے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ اور خاص طور پر عورتوں کو مزارات پر جانے سے روکا جاتا ہے تو مستورات حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اس سنت کو ادا کرتی ہوئی مردوں کی نظروں سے پوشیدہ وہاں پہنچتی ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا۔

مسلم شریف ۱/۳۱۲ حَتّٰی جَاءَ الْبَقِیْعَ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِیَامَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ آپ میرے گھر سے نکلے اور جنت البقیع کی طرف تشریف لائے تو آپ نے وہاں قیام فرمایا۔ اور عرصہ تک وہاں ٹھہرے رہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں دست پاک تین دفعہ اٹھائے)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عرصہ تک جنت البقیع میں قیام فرمایا اسی سنت کو ادا کرنے کے لئے ٹھیر لیا

nafseislam
نفس اسلام

کے موقع پر قبور میں قیام کیا جاتا ہے اور آپ کی اس سنت کو ادا کرنے کے لئے وہاں ٹھہرا جاتا ہے۔ اور آپ بھی چونکہ مقررہ رات میں تشریف لائے ہیں۔ لہٰذا ہم بھی بزرگ کی برکت والی مقررہ رات میں حاضری دیتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ تین دفعہ دعا فرمائی ہے اس سنت کو ادا کرنے کے ہم بھی وہاں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ استمداد کو حرام کہہ کر رشتہ داری توڑنے والو تم جب بچے کا جنازہ پڑھتے ہو تو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا کہ یا اللہ اس بچے کو قیامت میں ہمارے آگے بڑھنے والا یعنی دوزخ کی آڑ بن کر جنت میں لے جانے والا بنا دے۔ اور اگر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یقینی فرمان پر جیسا کہ مذکور ہے۔

بخاری شریف ج ۲ ۹۷۵ اِنِّیْ فَرَطٌ لَّکُمْ کہ میں تمہارے پہلے تمہیں دوزخ سے روکنے کے لئے اور جنت میں لے جانے کے لئے پیش پیش ہونگا پہ ایمان لاویں اور آپ کو اپنا استمدادی سمجھیں تو تم سے رشتہ داری توڑنے کا فتوے لے دو تو پھر تمہارے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا کہنے اور واجعلہ لنا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا پڑھنے سے ہمیں آپ کا اِنِّیْ فَرَطُکُمْ فرمانا ہمارے لئے زیادہ معاون ہے۔

البدایہ والنہایہ ج ۳ ۴۵ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهُمْ كُلَّ حَوْلٍ فَإِذَا بَلَغَ نُقْرَةَ الشِّعْبِ يَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ثُمَّ كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ كُلَّ حَوْلٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ تَأْتِيْهِمْ فَتَبْكِيْ عِنْدَهُمْ وَتَدْعُوْ لَهُمْ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء کی قبور پر زیارت کے واسطے تشریف لاتے جب قبرستان کے چھوٹے ٹیلے کے کنارے پہنچتے تو فرماتے السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ ہر سال یہی کرتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰے عنہ ہر سال یہی کرتے رہے اور فاطمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی ان کی قبور پر تشریف لائیں تو ان کے پاس روئیں اور ان کے واسطے دعا فرمائی۔

اس حدیث شریف سے ہر سال اہل اللہ کا عرس منانا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہو گیا اور صحابہ ثلاثہ کی سنت اور حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابت ہو گیا

nafseislam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

بہشتی زیور ص۳۴ | کسی کو دُور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی۔ کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا
کسی سے مرادیں مانگنا یا یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے گا۔ تو شرک ہے۔

اب تم سالانہ عرس کو بدعت کہو تو خدا تمہیں ہدایت دے۔

لہٰذا اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مصیبت میں پکارنا دنیا میں شرک کہو گے تو قبر میں اور قیامت کو آپ دُھتکار دیں گے اور امداد نہ فرمائیں گے اور فرمائیں گے کہ دنیا میں تو نے مجھے چھوڑ دیا قبر میں اور حشر میں میں نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے۔ وہاں بھی نفع کا تو قائل نہ تھا۔ لہٰذا اب میں تیرا ضامن نہیں ہوں۔ آپ کا ناواقف ہونا یہ بڑا نقصان ہے۔ آپ مسلمان عقیدتمندوں کی ہر تیج مراد پوری فرماتے ہیں۔ اگر یہ عقیدہ نہ رکھے تو نجدی ہے۔ آپ کی رحمت سے محروم ہے اور بے نصیب ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق آپ کی ذات پاک پر ایمان لانا ہی اسلام ہے اور ایمان ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد اول ص۷ میں مذکور ہے۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے بخاری شریف جلد اول ص۷۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا کوئی بھی ہو وہ بے ایمان رہیگا یہاں تک کہ میں اس کے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

عن ابن عمر قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی پانچ چیزوں پر بنا رکھی گئی ہے۔ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ پہلے گواہی اس کی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ بناء اسلام کے مقرر فرمائے ہیں جن سے پہلی بنا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ اگر کوئی شخص تمام عمر لا الٰہ الا اللہ پڑھتا رہے تو وہ کبھی ناجی نہیں

nafseislam
نفس اسلام

ہو سکتا جب تک کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ زبان سے اور تصدیق بالقلب سے نہ کہے جس کے اسم شریف کا فائدہ اتنا ہے کہ بال بال سے کفر کو نکال دیتا ہے اور از سرتا پا ایمان سے غرق ہو جاتا ہے۔ اور مقرب الٰہی بن جاتا ہے۔ تو آپ کی ذات پاک کا درجہ بہت دور ہے اور فائدہ حساب سے باہر ہے۔ بدقسمت ہے وہ شخص جو آپ کے نفع سے دور رہا۔ بخاری شریف جلد ۲ صـ ۹۱۱

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ مَتَی السَّاعَۃُ یَا

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے سوال کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا کب قیامت یا رسول

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ مَا اَعْدَدْتَ لَہَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَہَا مِنْ کَثِیْرٍ تو آپ نے فرمایا اس کے لئے تو نے کیا تیار کیا ہے اس نے عرض کی میں نے اس کے لئے کچھ تیار نہیں صَلٰوۃٍ وَّلَا صَوْمٍ وَّلَا صَدَقَۃٍ وَّلٰکِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

نہ نماز بہت ہے نہ روزہ اور نہ صدقہ اور لیکن میں محبت رکھتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی آپ نے فرمایا تو اس شخص کے ساتھ ہوگا قیامت میں جس سے تو نے محبت کی۔

معلوم ہوا کہ صوم و صلوٰۃ بغیر محبت اللہ اور اس کے رسول کے کوئی وقعت نہیں رکھتے کیونکہ ہمارے اعمال صالح پر صالح ہونے کا اتنا اعتماد نہیں ہے اور یقین نہیں ہے جتنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر اور شفاعت پر جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہو چکا ہے۔

ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۰۴

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِیْ لِاَہْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ انس بن مالکؓ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا میری سفارش میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتنی بڑی سفارش کہ کبیرہ گناہ کرنے والے آپ کے نفع سے بخشے جائیں لیکن آپ دیوبندیو وہابیو اگر آپ سے کوئی نفع نہ پہنچا یہ تمہارے منافقانہ اور گستاخانہ روش کا نتیجہ ہے ابوداؤد کے مذکورہ بالا صفحہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ قَالَ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ

مبشرات
مولوی حسین علی وان بھچراں
ص ۸

ثُمَّ رَأَیْتُ الْاَنْبِیَاءَ کُلَّهُمْ مِنْ آدَمَ اِلٰی نَبِیِّنَا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّهُمْ یُنَادُوْنَ بِاَعْلٰی نِدَائِهِمْ اَنَّ مَنْ دَعَا غَیْرَ اللہِ تَعَالٰی فِیْ مُعْتَقَدِہٖ اَنَّہٗ یَعْلَمُ وَیَسْمَعُ فَهُوَ کَافِرٌ۔

بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صلے اللہ علیہ وسلم فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

آپ نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے ساتھ ایک قوم دوزخ سے نکلے گی۔

وَیُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِیِّیْنَ تو جنت میں وہ داخل ہوں گے اور جہنمیوں کے نام سے لوگ ان کو پکاریں گے۔

حاشیہ ۱۹ میرے دوست نے جرح کرتے ہوئے حدیث کا یہ مطلب بیان نہیں کیا کہ اگر اللہ چاہے پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم چاہیں تو یہ کہنا جائز ہے۔ مطلب تو صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض ہے۔

ابن ماجہ صفحہ ۱ صحابہ کرام کو یہودیوں نے طعنہ دیا کہ تم مشرک ہو کیونکہ تم کہتے ہو ما شاء اللہ وشاء محمد، تو یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا۔

قُوْلُوْا مَا شَاءَ اللہُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ یعنی تم کہہ لیا کرو جو اللہ چاہے پھر محمد چاہے۔ یہ کہنا جائز ثابت ہوا۔

لہ یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کے علم ہونے کا انکار کرتے ہیں اور خود خواب میں تمام انبیاء کو دیکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا معاذ اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مولوی حسین علی صاحب جتنا بھی علم نہیں ہے جو لکھتے ہیں (ترجمہ عبارت مذکورہ بالا) میں نے تمام انبیاء کو دیکھا جتنے تھے آدم علیہ السلام سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام ہی بلند آواز سے پکار رہے ہیں کہ جس شخص نے پکارا اللہ کے سوا کو اعتقاد رکھنے والا کہ آپ جانتے ہیں اور سنتے ہیں تو وہ کافر ہے۔

اب مولوی حسین علی صاحب سے بندہ یہ سوال کرتا ہے تم جو یہ لکھ رہے ہو کہ میں نے تمام انبیاء کو دیکھا۔ کیا آپ دیکھے تمام انبیاء کا علم تھا جو خواب میں آپ نے ان کو پہچان لیا یا آپ کو جبرئیل نازل ہوئے

جواہر القرآن ص ۱۸۴

اگر غیر اللہ کی نذر دیتا ہے اور اعتقاد یہ رکھتا ہے کہ فلاں پیر فقیر یا پیغمبر میرے حالات جانتے ہیں اور مافوق الاسباب میرے امور میں متصرف ہیں تو اس نذر کا کھانا خنزیر کی طرح حرام ہے۔ اور دینے والا کافر ہے۔

تھے جنہوں نے آپ کو جتا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالے نے علم لدنی عطا فرمایا ہے اور ان کو تمام انبیاء کا علم بھی ہے کیونکہ آپ نے مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات تمام انبیاء کی امامت منظور فرمائی اور تمام انبیاء مسجد اقصیٰ میں تشریف لا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے سرفراز ہوئے۔ باوجود اس کے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات ما ضل صاحبکم وما غوے کی دلیل سے عرش معلےٰ تک نسیان نہ ہو اور راستہ نہ بھولیں بلکہ بغیر جبرئیل کے بتائے کے آپ لامکان تک عروج فرمائیں اور رب کریم سے ہمکلام ہوں اور ایک بات بھی نہ بھولیں عالم علوی کا اتنا مرتبہ اور اس میں آپ کو ذہول نہ ہو اور تم کہو کہ محمد ﷺ و مسجد اقصیٰ میں محمد ﷺ انبیاء کا علم نہیں اور خود اپنی اتنی بڑائی ثابت کرو کہ تمام انبیاء میرے حضور میں حاضر ہوئے۔ خدا را سوچو کہ انبیاء کے علم کی تنقیص اور اپنے علم کا اتنا بڑا دعوے کیا تمہاری حنفیت آپ کو یہی سکھاتی ہے۔۔۔

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ کے فرمان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے مصدق ہیں۔ اگر تمام انبیاء علیہم السلام کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہو تو آپ ان کے مصدق کیسے ہو سکتے ہیں جب آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے مصدق ثابت ہوئے تو جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام کا علم نہیں تو وہ شخص مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ آپ کی تصدیق کا بھی منکر ہے فقط۔

لہ پارہ ۱۱ سورۃ توبہ :- وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ۚ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۚ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ:۔ اور بعض اہل دیہات ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر پورا پورا ایمان

جواہر القرآن ص ۱۴۹	آج کل کے مشرک مرے ہوئے بزرگوں کی قبروں پر جانور چھوڑتے ہیں۔

رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اس کو عند اللہ قرب حاصل ہونے کا ذریعہ اور رسول کی دعا کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ان کا یہ خرچ کرنا بیشک ان کے لئے موجب قربت ہے۔ ضرور ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں۔ (اشرف علی)

اس آیت کریمہ سے تین مسائل ثابت ہوئے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت سے نذر باصطلاح الٰہی خرچ کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا ذریعہ بنانا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے اس نذرانے کے خرچ کی اطلاع ہے اور آپ میرے لئے دعا فرمادیں گے۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے ہم محتاج ہیں جو خرچ کرنے سے آپ دعا فرماتے ہیں جس کے باعث اللہ تعالیٰ بھی قریب کرلیتے ہیں اور اپنی رحمت میں شامل فرمالیتے ہیں اور تمام گناہ بخش دیتے ہیں۔ تیسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مافوق الاسباب باذن الٰہی ہمارے ہر کام میں متصرف فی الامور ہیں دعا سے یا اپنی کرم نوازی سے۔

۲۔ توبہ ۱۱/۱۴ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ط إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ط وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ۔

ترجمہ:۔ آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ (جس کو یہ لائے ہیں) لے لیجئے جس کے (لینے کے) ذریعہ سے آپ ان (لوگوں) کو (گناہ کے آثار سے) پاک و صاف کر دیجئے اور ان کے لئے دعا کیجئے۔ بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لئے موجب اطمینان (قلب) ہے اور اللہ تعالیٰ (ان کے اعتراف کو) خوب سنتے ہیں (اور ان کی ندامت کو) خوب جانتے ہیں۔ (اشرف علی)

اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانے لینے کی طرف رغبت دلا

نتیجہ عطا ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ابولبابہؓ کے نذرانہ قبول کرنے کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ جس سے انبیاء و اولیاء کا نذرانہ قبول کرنا ثابت ہوگیا۔ (۲) پھر اللہ تعالےٰ نے نذرانہ لینے کے بعد ان کو گناہ سے پاک کرنے کا ارشاد ہوا۔ اور وَتُطَهِّرُهُمْ کے ارشاد سے متصرف فی الامور و مافوق الاسباب بنادیا۔

اور ان کے تزکیۃ النفس کا بھی ارشاد فرمایا۔ یہ بھی متصرف فی الامور ہونے پر دال ہے۔

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ کے حکم سے ارشاد فرمایا کہ نذرانہ قبول کرکے اور ان کو گناہوں سے پاک کرکے ان کے حق میں دعا فرمایئے۔ کیونکہ آپ کی دعا سے اسی تزکیہ پر مطمئن اور ثابت قدم رہیں گے۔ یہی معمول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور اب تک یہی معمول اولیائے عظام کا ہے کہ جب کوئی مرید ان کو نذرانہ پیش کرتا ہے تو وہ اسی آیت کے حکم سے نذرانہ قبول کرتے ہیں۔ اور پھر نظر ولایت سے ان کا تزکیہ نفس فرماتے ہیں۔ بعد ازاں اس کی ثابت قدمی پر اللہ سے ان کے لئے دعا کرتے ہیں جس سے اللہ تعالےٰ مریدین صحیح العقیدہ کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ باقی رہا نذر کا کھانا تو جن مالداروں کا یا جن حاضروں کا نذرانہ قبول کرنا جائز ہے تو اگر کوئی نبی کو اسی طریقے سے نذر مان لے تو نذر کا پورا کرنا بھی وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ کے قانون سے نذر کو پورا کرنا بھی جائز ہوگا۔ اور جو لوگ اس کے برخلاف آیہ کریمہ پیش کرتے ہیں وہ مطلب غلط بیان کرتے ہیں۔ سنیئے:۔ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

ترجمہ:۔ بیشک خدا نے حرام کیا ہے تم پر مردار کو اور خون جو جاری ہو اور گوشت سور کا اور وہ جانور جس پر آواز نکالی جاوے سوائے خدا کے اس کے ذبح کرنے کے وقت یعنی بتوں کے نام جو ذبح کیا پھر جو کوئی ناچار ہو اور محتاج ہو کھانے کو ان حرام چیزوں میں سے کسی کا کر لذت کے لیے نہ کھائے اور نہ زیادہ کھائے بھوک سے تو بیشک اللہ تعالےٰ بخشنے والا ہے۔

اب تو دیوبندیہ اور وہابیہ نے متقدمین و متاخرین کے تراجم کو یا مطالب کو جو انہوں نے قرآن کریم کے کئے ہیں ان کو ٹھکرا کر اپنی رائے سے قرآن پاک کے ترجمے شروع کر دیے ہیں جیسا کہ مَآ أُهِلَّ بِهٖ

لِغَیْرِ اللّٰہِ کا ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب نے چاروں ہی جگہ پر ان آیات کے ماتحت یہی مذکور بالا کیا ہے۔ حالانکہ فرقہ دیوبندیہ شاہ عبد القادر صاحب کے ترجمہ کو معتبر سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی غلام خاں صاحب جواہر القرآن نے صفحہ ۴۲۵ پر امام المترجمین تسلیم کیا ہے۔ شاہ صاحب کو اپنے مطلب کے واسطے امام المترجمین کہیں گے۔ لیکن جب ان کو کسی مسئلہ میں اپنے خلاف پاتے ہیں تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہم شاہ صاحب کے مقلد نہیں ہیں۔ اس لئے وہ ہمارے واسطے کوئی حجت نہیں ہیں۔ مثلاً اسی مقام پر چنانچہ ایسے ہی علامہ نووی شارح مسلم نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

مسلم شریف ۱/۳۷۶ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ والی حدیث کے ماتحت نووی نے فرمایا ہے قولہ تعالیٰ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اے رَفْعُ الصَّوْتِ عِنْدَ ذَبْحِهٖ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ

یعنی اللہ کا فرمان وَمَا اُهِلَّ بِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرنے کے وقت آواز کو غیر اللہ کے ذکر سے بلند کیا۔

تمام محدثین اور مفسرین نے ساڑھے تیرہ سو سال تک یہی ترجمہ کیا ہے۔ جس کو اب تم بگاڑ رہے ہو۔

تفسیر کبیر ۲/۱۳۰ فمعنی قَوْلُهٗ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی مَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَهُوَ قَوْلُ مُجَاهِدٍ وَالضَّحَّاكِ وَقَتَادَةَ۔ مَا اُهِلَّ کے معنی جو بتوں کے واسطے ذبح کیا جائے مجاہد اور ضحاک و قتادہ نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

البدایہ والنہایہ ۹/۲۲۵ اخذوا التفسیر عن اربعۃ سعید بن جبیر و مجاہد و عکرمہ و ضحاک ونحو ذالک پر شاہ صاحب نے ضحاک کے ترجمہ کو معتبر کیا ہے۔ تقرب الی غیر اللہ کے واسطے ہمارا کوئی حنفی ذبح نہیں کرتا یہ محض بہتان ہے بلکہ جو پہلے بزرگ کا مقرب ہو وہی ایصالِ ثواب کی نیت سے ذبح کرتا ہے۔ اور ملاحظہ ہو التفسیرات الاحمدیہ ص۴۹ مصنفہ ملا جیون جن کی کتاب علم اصول فقہ میں نور الانوار تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔

وہ یوں رقمطراز ہیں:۔ وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ اَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُوْرَةَ لِلْاَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِيْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِاَنَّهٗ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ عَلَيْهَا

وَقْتَ الذَّبْحِ وَاِنْ كَانُوْا يَنْذُرُوْنَهَا لَهٗ۔

ترجمہ:۔ اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ گائے جو نذر کی گئی اولیاء کے واسطے جیسا کہ وہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال طیب ہے۔ کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کے نام کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اگرچہ وہ اسی کے لئے نذر مانتے ہیں۔ یہ ہے فتوے ملا جیونؒ کا جو انہوں نے اسی آیت کے ماتحت بیان فرمایا ہے اب شاہ رفیع الدین صاحب کا فتوے اسی کے متعلق جس کو دیوبندیہ خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں آپ بیان فرماتے ہیں۔

فتاوی مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ص۳۰ و نیز بعضے مردم جانوران جاندار مثل گاؤ و گوسفند و مرغ وغیرہ برمقابر بزرگان بطریق نیاز مے آرند و خدمہ مید ہند و قید ذبح مطلق نیکنند مثل نقود و شیرینی نیاز کردہ میروند خدام آں درو مختار اند اگر خواہند ذبح کنند و اگر خواہند فروختہ دہند ایں قسم ہیچ قباحت ندارد۔ و در اینجا فائدہ چند نوشتہ میشود حق تعالے نافع گرداند یکے آنکہ نذر و نیاز مے کنند برائے موتے سہ قسم است یکے برائے عوام مومنین و آں محمود است زیرا کہ اعانت است آں مومنین را برائے حصول ثواب و دافع عذاب و معمول است در امر وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ و تصدق برائے موتے در حدیث ہائے بسیار وارد شدہ است و از آں جملہ ساختن سعد بن عبادہ چاہ را و وقف کردن آں برائے ثواب مادر خود و گفتن آں هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ و دیگر در خبر است از تابعین کرام كَانَ السَّلَفُ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّطْعِمُوْا عَنِ الْمَيِّتِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا و شواہد ایں بسیار است۔

ان عبارات مذکورہ بالا سے نذر کا ادا کرنا اور انہی طرق سے جائز ثابت ہوا اور ہم احناف ایسے ہی خرچ کرتے ہیں اور نذر و نیاز دیتے ہیں۔ جن سے ہم منذورین سے فائدے کی خواہش نہیں رکھتے بلکہ نذر ادا تب ہی کی جاتی ہے جب پہلے اُن سے فائدہ پہنچتا ہے اور جس نذر کو فقہا نے حرام لکھا ہے وہ بھی منذورین کے تقرب کی شرط ہے۔ اور اس کو ہم بھی ایسے ہی کہتے ہیں۔ اور ہم جو نذریں دیتے ہیں ہمیں منذورین سے پہلے تقرب ہوتا ہے تب اُن کو نذر دی جاتی ہے۔ مثلاً حضرت پیران پیر کا جس کو تقرب ہوتا ہے اور اعتقاد صحیح ہوتا ہے تب وہ گیارہویں دیتا ہے اور یہ شرعاً جائز ہے۔

nafse islam
نفس اسلام

باقی رہا وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ تو اس آیت کا ترجمہ اور مطلب ہم تیرہ سو سال کے آئمہ مجتہدین اہل سنت وجماعت سے پیش کریں۔

(۱) بقرہ ۲/۱ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔ آنچہ آواز بلند کردہ شود وقت ذبح وے بغیر خدا (شاہ ولی اللہ صاحب)

(۲) مائدہ ۶/۱ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ۔ و آنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شود (شاہ ولی اللہ صاحب)

(۳) انعام ۱۸/۸ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ پس ہر آئینہ آں حرام است یا آنکہ فسق باشد کہ برائے غیر خدا آواز بلند کردہ شد وقت ذبح او (شاہ ولی اللہ)

(۴) ۱۵/۲ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ و آنچہ ذکر کردہ بنام غیر خدا بذبح وے (شاہ ولی اللہ)

(۵) (موضح القرآن شاہ عبد القادر صاحب صفحہ ۲۶) وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اور وہ جانور حرام ہے جس پر جو آواز اٹھاویں یعنی پکاریں اس کو ذبح کرنے کے وقت نام سوائے اللہ کے

(۶) (موضح القرآن صفحہ ۹۹) وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور حرام ہے جو جانور کہ آواز کی گئی ہے وقت ذبح کرنے اس کے واسطے سوائے خدا کے کہ اوپر بتوں کے ذبح کرتے ہیں۔

(۷) (موضح القرآن صفحہ ۱۶۶) اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یا ذبح کیا گیا ہو از روئے فسق کے کہ آواز کی گئی ہو وقت ذبح اس کے واسطے سوائے اللہ کے یعنی واسطے بتوں کے واسطے ذبح کیا گیا ہو۔

(۸) موضح القرآن صفحہ ۲۹۳ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اور وہ جانور جس پر آواز نکالی جاوے سوائے خدا کے اس کے ذبح کرنے کے وقت یعنی بتوں کے نام جو ذبح کریں۔

(۹) (جلالین صفحہ ۱۱ مطبع دہلی) وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَيْرِهٖ تَعَالٰی وَالْاِهْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ وَكَانُوْا يَرْفَعُوْنَهٗ عِنْدَ الذَّبْحِ لِاٰلِهَتِهِمْ۔

(۱۰) (جلالین صفحہ ۹۵) وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (بِاَنْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَيْرِهٖ)

(۱۱) (جلالین صفحہ ۱۲۸) اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ اَیْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَيْرِهٖ۔

(12) (بیضاوی ص۱۲۳ مطبع دہلی) وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ (اى رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذَبْحِهِ لِلصَّنَمِ)

(13) (بیضاوی جلد ۲ ص۴۸) وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ (اى رُفِعَ الصَّوْتُ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ كَقَوْلِهِمْ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى عِنْدَ ذَبْحِهِ)

(14) (بیضاوی جلد ۲ ص۱۴۵) أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ (وَإِنَّمَا سُمِّيَ مَا ذُبِحَ عَلَى اسْمِ الصَّنَمِ فِسْقًا)

(15) (خازن جلد اول ص۱۱۹) وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ (يعني وَمَا ذُبِحَ لِلْأَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيتِ)

(16) (خازن جلد ۲ ص۱۹۰) أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ (يعني مَا ذُبِحَ عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ)

(17) (خازن جلد ۲ ص۶) وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ (يعني مَا ذُكِرَ عَلَى ذَبْحِهِ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ)

(18) (معالم التنزيل اول ص۱۱۱) وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ (اى مَا ذُبِحَ لِلْأَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيتِ)

(19) (معالم التنزيل جزو ثانی ص۶) وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ (اى مَا ذُكِرَ عَلَى ذَبْحِهِ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ)۔

(20) (معالم التنزيل جزو ثانی ص۱۴۱) أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ (وَهُوَ مَا ذُبِحَ عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ)

(21) (ابن كثير جزو اول ص۲۰۶) وَكَذٰلِكَ حَرَّمَ عَلَيْهِمْ مَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ (وَهُوَ مَا ذُبِحَ عَلَى غَيْرِ اسْمِهِ تَعَالٰى مِنَ الْأَنْصَابِ وَالْأَنْدَادِ وَالْأَزْلَامِ)

(22) (ابن كثير جلد ۲ ص۴) وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ (أَيْ مَا ذُبِحَ فَذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ فَهُوَ حَرَامٌ)

(23) (ابن كثير جلد ۲ ص۵۸۹) وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ (اى ذُبِحَ عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ)

(24) (ابن جرير جلد ۲ ص۴۹) وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ (فَإِنَّهُ يَعْنِي بِهِ وَمَا ذُبِحَ لِلْآلِهَةِ وَالْأَوْثَانِ يُسَمّٰى عَلَيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ)

(25) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ

قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ قَالَ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ مِمَّا لَمْ يُسَمَّ عَلَيْهِ۔

۲۶ "حَدَّثَنِي الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ ،

۲۷ "حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنِي قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ قَالَ مَا أُهِلَّ بِهِ لِلطَّوَاغِيتِ۔

۲۸ "حَدَّثَنِي الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ يَعْنِي مَا أُهِلَّ لِلطَّوَاغِيتِ كُلِّهَا يَعْنِي مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔

(۲۹) (ابن جریر جلد ۴ ص ۱۸ وَمَا ذُبِحَ لِلّٰهِ نَصَابٍ فَسَمّٰى عَلَيْهِ غَيْرَ اللّٰهِ

(۳۰) (تفسیر نیشاپوری جلد ۲ ص ۲۳ ، وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ مَعْنَاهُ رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ لِلصَّنَمِ۔

(۳۱) (تفسیر نسفی جلد اول ص ۹۹ ، وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ أَيْ ذُبِحَ لِلْأَصْنَامِ)

(۳۲) (تفسیر نسفی جلد اول ص ۲۰ ، وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ أَيْ رُفِعَ الصَّوْتُ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهُمْ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى عِنْدَ ذَبْحِهِ ،

(۳۳) (تفسیر نسفی جلد ۲ ص ۲۹ ، أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ أَيْ رُفِعَ الصَّوْتُ عَلٰى ذَبْحِهِ بِاسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ وَسُمِّيَ بِالْفِسْقِ ،

تمام اہل سنت وجماعت کی متفقہ تفاسیر نے لکھ دیا کہ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے معنی یہی ہیں کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے تو حرام ہے لیکن تمہیں یقین نہ آیا کیونکہ اہلسنت والجماعت میں آپ دیوبندی وہابی داخل ہوتے تو آپ کا یہ عقیدہ بھی ان کے عقیدہ کے مطابق ہوتا نہ مخالف اگر أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ کو مطلق بناؤ گے تو آیۃ کے پہلے جملوں کو بھی مطلق مراد لینا

پڑے گا۔ کیونکہ معطوف معطوف الیہ کا تمام حال ایک جیسا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ آپ ایک کو مطلق مراد لیں اور دوسرے کو مقید۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ محرمات سے پہلی چیز میتہ ہے یعنی مردہ اس سے مطلق مردہ حرام نہیں۔ کیونکہ مسند امام احمد حنبل دار قطنی (۲۳۹) ابن ماجہ میں حدیث شریف مذکور ہے عن عبد اللہ بن عمر اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ الْحُوْتُ وَالْجَرَادُ ہمارے واسطے دو مردے حلال کئے گئے ہیں مچھلی اور ٹڈی۔ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کو مطلقاً حرام کرنے والو ٹڈی اور مچھلی دونو مردہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے حلال ہیں۔ ہمارے واسطے دونو مردے حلال کئے گئے ہیں مچھلی اور ٹڈی۔

اس آیۃ میں مردہ بھی مطلقاً حرام نہیں۔ لیکن آپ کا اطلاق ٹڈی اور مچھلی کو حرام کر رہا ہے۔ حالانکہ تم دونو کو حلال کہتے ہو۔ بلکہ دونوں کو کھاتے ہو۔ چاہیئے تھا کہ آپ دونو پر حرمت کا فتوے دیتے اور نہ کھاتے۔ دوسری حدیث مرفوع ہے ابن عمرؓ سے ابن کثیر جلد اول (۲۰۵) اُحِلَّ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ السَّمَكُ وَالْجَرَادُ وَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے واسطے دو مردے حلال ہیں اور دو خون حلال ہیں۔ میتتان مچھلی اور ٹڈی اور دمان یعنی دو خون جگر اور طحال لہٰذا اس حدیث سے والدم کا اطلاق بھی مطلق نہ رہا۔ بلکہ دو خون حرمت سے نکل گئے حالانکہ ترجمہ صریحہ کے مطابق جگر اور تلی کو بھی حرام ہونا چاہیئے تھا اور لحم خنزیر کو اللہ تعالےٰ نے خاص کیا۔ حالانکہ صرف گوشت ہی حرام ہے۔ آپ کے ترجمہ کے مطابق محض گوشت خنزیر ہی حرام ہونا چاہیئے کیونکہ مقید ہے۔ قرآن کریم میں محض گوشت کی حرمت فرمائی گئی ہے۔ یعنی خنزیر کو لحم سے مقید کیا گیا ہے۔ تو باقی خنزیر کا چمڑہ، آنتیں، بال، جگر، تلی، فوتے وغیرہ آپ کو کھا لینے چاہئیں۔ حالانکہ آپ ان کو تناول نہیں فرماتے اور مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کو اگر آپ عام رکھیں تو اس سے آپ کو بہت چیزیں جو حلال ہیں وہ حرام کرنی پڑیں گی۔ مثلاً وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ

اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ جن عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں اگر عورتوں کے بیٹھنے کا ارادہ ہو تو ایک سال تک آپ اُن کو نکال نہیں سکتے تو وہ عورت بیٹھنے والی ایک برس تک اپنے متوفی خاوند کے نام سے پکاری جاوےگی جب اس عورت پر غیر اللہ کا نام ایک برس تک پکارا گیا تو ایسی عورت سے تمہارے عقیدے کے مطابق کسی دیوبندی وہابی کو نکاح نہ کرنا چاہیئے بلکہ حرام رہنی چاہیئے۔ کیونکہ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا وہ حرام ہو گئی۔ حالانکہ تم آپ اُس سے نکاح کر لیتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ جس کو چاہیں حلال بنا لیتے ہیں اور جس کو چاہیں حرام مطلق قرار دے دیتے ہیں۔ خدا اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی اعتبار نہیں کرتے۔

تمام اُمت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ اجماعی مسئلہ ہے کہ ذبح کے وقت اگر غیر اللہ کا نام پکارا جاوے تو حرام ہے نہ جو تم نے سمجھ لیا ہے کہ جس پر غیر اللہ کا نام لیا جاوے ذبح کی شرط نہیں یہ غلط ہے کیونکہ سیاق وسباق کلام جانداروں اور عند الذبح پر ہی دال ہے کیونکہ آیت کا ماقبل مَيْتَةً اور دَمٌ اور لحم خنزیر حیوانات سے تعلق رکھتے ہیں اس واسطے مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ بھی حیوانات پر ہی منطبق ہو سکتا ہے اور حیوانات جب تک زندہ ہیں تب تک تو ان کا کھانا حرام ہی ہے۔ کیونکہ ان کو کاٹ کر تو کھا ہی نہیں سکتے ان کو بعد از ذبح باسم اللہ تعالے ہی تو اللہ نے کھانا حلال کیا ہے۔ قبل از ذبح کسی کا نام اس پر پکارنا اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اگر خدا کا نام اس پر قبل از ذبح موثر ہے تو بھلا بکرے کو کہہ دیا کہ خدا کے واسطے لیا ہے۔ پھر اس کی بغیر ذبح ٹانگ کاٹ کر کھا لی۔ وہ تم کھالو۔ حالانکہ پھر بھی کھانا حرام ہی ہے۔ جب تک خدا کا نام لے کر ذبح نہ کیا جاوے۔ اس کا کھانا حرام ہی رہے گا۔ پھر اگر زندہ پر غیر کا نام پکارنے سے حرام ہو جاتا ہے۔ تو عقیقہ کا بکرا یا ولیمہ کا جانور بھی حرام ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ بھی خدا کے واسطے نہیں خریدا جاتا بلکہ غیر اللہ کے نام سے ہی خریدا جاتا ہے تو ان پر بھی غیر کا نام پکارا گیا ہے جو آپ کے عقیدے کے مطابق قصاب سے گوشت مول لے کر کھانا بھی حرام ہو جاوے گا۔ کیونکہ قصاب نے اللہ کے واسطے نہ خریدا ہے نہ اللہ کے واسطے دیتا ہے۔ بلکہ غیر اللہ کا نام لے کر یعنی فروخت کرنے کے واسطے خریدا۔ فروخت کرنے کے واسطے ذبح کیا بعد میں پھیل

ہی سے فروخت کیا۔ وہ تو آپ کے نزدیک مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں ٹھیک داخل ہو گیا کیا پھر قصاب سے حرام لے کر کھاتے ہو۔ خدارا سوچو قرآن کریم کو ایسے نہ بگاڑو جس سے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو اور خدا کے حلال کردہ کو حرام کہہ کہہ کر اسلام میں رخنہ اندازی کر رہے ہو۔ اگر کوئی کہے یہ سنت ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ اگر مسنون سمجھ کر کھایا جاوے تو جائز ہو جاوے گا عقل سے بات کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ذبح کے وقت فرمایا دیکھو مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۵۶

اَخَذَ الْكَبْشَ فَاَضْجَعَهٗ ثُمَّ ذَبَحَهٗ ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰى بِهٖ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈھے کو پکڑا تو اس کو لٹایا پھر ذبح کیا۔ اس کو اس وقت فرمایا "میں اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اے اللہ تو قبول فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا اس کو۔ کیا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ شرک کیا اور معاذ اللہ صحابہ نے حرام کھایا۔ کچھ سوچ سمجھ کر بولو۔ اور اس عقیدہ سے توبہ کرو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف صالحین نے جو قرآن کریم سمجھا ہے وہ صحیح ہے جو تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے۔

"وہابی ہم تو اولیاء و انبیاء کی نذریں دینا خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں۔ کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کے واسطے حرام ہے۔

"**محمد عمر**"

نذر کے معنی اصطلاحی

مجمع البحار جلد ۳ صفحہ ۳۴۶

اَلنَّذْرُ اِذَا اَوْجَبْتَ عَلٰى نَفْسِكَ شَيْئًا تَبَرُّعًا مِنْ عِبَادَةٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ وَتَكَرَّرَ النَّهْيُ عَنْهُ تَاكِيْدُ الْاَمْرِ وَتَحْذِيْرٌ عَنِ التَّهَاوُنِ بِهٖ بَعْدَ اِيْجَابِهٖ۔

قاموس جز ثانی ۱۴۰ — نَذَرَ اَوْجَبَهٗ

المنجد ۸۷۸ — نَذَرَ نَذْرًا اَوْ نُذُوْرًا۔ اَوْجَبَ عَلٰى نَفْسِهٖ مَا لَيْسَ بِوَاجِبٍ

مفردات راغب ۵۰۲- اَلنَّذْرُ اَنْ تُوْجِبَ عَلٰی نَفْسِكَ مَا لَيْسَ بِوَاجِبٍ لِحُدُوْثِ اَمْرٍ۔

نذر اسے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے نفس پر کسی چیز کو واجب کرے جو پہلے تجھ پر واجب نہیں۔ کسی مشکل کام کے وقت خواہ عبادت ہو یا صدقہ یا کچھ اور معلوم ہوا کہ نذر کو محض عبادت سے تعبیر کرنا اور اس میں یہ تخصیص نہیں پائی جاتی محض اجتہاد ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر نذر سے مراد محض عبادت ہی ہوتی تو اللہ تعالے نَذَرْتُ وَعَدہ نہ فرماتے بلکہ نَذَرْتُ۔ اللہ فرماتے۔ تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ اگر محض عبادت ہی مراد لی جائے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان عبادت سے روکتا ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے سنیئے۔

مسلم شریف جلد ۲ صـ ۴۴ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَنْذُرُوْا فَاِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا وَاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَخِيْلِ

ترجمہ:- ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نذر نہ مانو اس واسطے کہ نذر اللہ کی تقدیر سے کسی چیز کو ہٹا نہیں سکتی۔ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ اللہ تعالے بخیل سے مال کو نکلواتا ہے۔

نسائی شریف جلد ۲ صـ ۱۳۵ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ النَّذْرِ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے نذر ماننے سے منع فرمایا۔

اگر نذر کے معنی عبادت ہوتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم مطلقاً نذر سے نہ روکتے جیسا کہ ان حدیثوں میں آپ نے کسی نذر کی بھی اجازت نہیں فرمائی۔ خدا کے واسطے ہو یا غیر کے واسطے اور یہ فتوے دینا کہ خدا کے واسطے جائز ہے اور غیر اللہ کے واسطے نہیں یہ سراسر حدیث شریف کے خلاف ہے البتہ اگر کوئی نذر مانے جائز کام پر اللہ کے واسطے ہو یا دوسرے کے واسطے تو اس نذر کو

پورا کرنا قرآن و حدیث کے لحاظ سے واجب ہوگا۔ کیونکہ نذر مان کر اپنے پر بوجھ ڈالنا منع اور نذر مانی ہوئی کو پورا کرنا واجب ہے۔ لہذا ادا کرنے کو عبادت سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اور اس کو ادا کرتے وقت ناذر یہ ضرور کہہ لیتا ہے کہ اس نذر کو خدا واسطے پوری کر رہا ہوں۔ کیونکہ نذر کو پورا کرنا اللہ ہی کا حکم ہے۔ انبیاء و اولیاء اگرچہ اہل قبور ہوں وہ مالک نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر ناذر بلا معاوضہ خدا واسطے اُن کی طرف سے اپنی نذر فقراء پر خرچ کر دے تو اس کا ثواب منذور لہ کو یعنی اولیاء و انبیاءؑ کو خداوند کریم پہنچا دیتے ہیں جیسا کہ حضرت سعدؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی والدہ میتہ کی طرف سے اس کو خرچ کرنے کی اجازت فرمائی۔ جب حضرت سعدؓ نے عرض کی فَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اپنی ماں میتہ کی طرف سے صدقہ کر دوں تو اس کو کوئی ثواب ہوگا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ مسلم شریف جلد ۲ ص۴۱ تو یہ کہنا کہ منذور لہٗ چونکہ میت ہے اور میت مالک نہیں ہو سکتی یہ عقدہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حل فرما دیا جس میں سوال کی گنجائش نہیں اور نہ ہی معترض کے پاس اس کے برخلاف کوئی دلیل ادلہ اربعہ سے ہے۔ باقی رہا بحرالرائق کا منع کرنا اس میں خاص وجہ ہے جس کو علامہ خیر الدین رملیؒ نے ظاہر فرما دیا ہے۔ فتاویٰ خیریہ جلد اول ص۳ میں موجود ہے کہ اس زمانہ میں مجاورین مالدار ناذر سے زبردستی نذر کا مطالبہ کرتے ہیں بلکہ کئی دفعہ پولیس کو بلا کر سزا دلوائی گئی۔ کہ اس ناذر نے ہمارے شیخ کی فلاں نذر مانی تھی۔ اب اس کا کام پورا ہو چکا ہے اب یہ ہمیں نذر ادا کرتا نہیں۔ یا قاضی کے پاس منذورہ نذر لے جاتے کچھ حصہ نذر کا خود کھاتے باقی حکام کو کھلایا جاتا۔ فقط ھذا منہ منقول" اب یہ نذر خدا واسطے نہ رہی بلکہ لاٹھی کے زور سے جاری کی گئی۔ ناذر کا لحاظ بھی نہ کیا گیا اور غربا مساکین کا حق بھی ضائع ہو گیا۔ اور نا اہل کھا گیا۔ اسی وجہ سے ناذریں کی اس مصیبت کو توڑنے کے واسطے شیخ زین الدینؒ نے بحرالرائق میں منع فرمایا ہے۔ جو اُن کی عبارت سے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ ورنہ اگر یہ سختی نہ ہوتی تو نذر کو پورا کرنا اور مجاوروں کو دینا منع نہ تھا اور نہ ہے۔ خدا واسطے ہو یا غیر اللہ ہو بہر صورت ہیں ادا کرنا تو غیروں کا بھی حق ہے۔ اور اس کا ثبوت قرآن کریم میں موجود ہے۔ جب عمران کی بیوی نے یہ نذر مانی کہ یا اللہ

پیٹ کا بچہ میں تیرے لئے نذر کروں گی تو جب حضرت مریم علیہا السلام پیدا ہوئیں تو آپ نے حضرت زکریا علیہ السلام۔ اس وقت کے امام الانبیاء تھے مریم علیہا السلام کا ان کو کفیل بنایا اور انبیاء و اولیاء کی نذر ماننا ابتدا سے چلا آرہا ہے۔ یہ کوئی بدعت نہیں ہے نہ اللہ تعالیٰ نے اسے روکا نہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بلکہ اجازت فرمائی جس کا ثبوت عنقریب آرہا ہے۔ چنانچہ ایسی نذر ائمہ کرام سے بھی ثابت ہے۔ جس کو خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ شریف جو متعصبین شوافع سے شمار کئے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

تاریخ بغداد جلد اول ص ۱۲۳

وَعِنْدَ الْمُصَلَّى الْمَرْسُوْمِ بِصَلٰوۃِ الْعِيْدِ كَانَ قَبْرٌ يُعْرَفُ بِقَبْرِ النُّذُوْرِ اور عیدگاہ کے نزدیک ایک قبر ہے جو قبر نذور سے پہچانی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ اِنَّ الْمَدْفُوْنَ فِيْهِ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ يَتَبَرَّكُ النَّاسُ بِزِيَارَتِهٖ اس میں حضرت علیؓ کی اولاد سے ایک آدمی مدفون ہے۔ لوگ اس کی زیارت کرکے تبرک حاصل کرتے ہیں وَيَقْصُدُهٗ ذُو الْحَاجَةِ مِنْهُمْ لِقَضَاءِ حَاجَتِهٖ اگلے صفحہ پر فرماتے ہیں۔

اور حاجت والے ان کے درپے ہوتے ہیں۔ اپنی حاجت کو پورا کرنے کے لئے۔

وَاِنَّمَا شُهِرَ بِقَبْرِ النُّذُوْرِ لِاَنَّهٗ مَا يَكَادُ يُنْذَرُ لَهٗ نَذْرٌ اِلَّا صَحَّ وَبَلَغَ النَّاذِرُ مَا يُرِيْدُ وَلَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِالنَّذْرِ وَاَنَا اَحَدُ مَنْ نَذَرَ لَهٗ مِرَارًا لَا اُحْصِيْهَا كَثِيْرَةً نُذُوْرًا عَلٰى اُمُوْرٍ مُتَعَذِّرَةٍ فَبَلَغْتُهَا وَلَزِمَنِي النَّذْرُ فَوَفَيْتُ بِهٖ

اور سوا اس کے نہیں قبر نذور سے مشہور ہے اس واسطے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس کے واسطے نذر مانی گئی ہو جو صحیح نہ ہوئی اور نذر ماننے والا اپنی مراد کو نہ پہنچا ہو۔ اس کو نذر پوری ہی کرنی پڑتی ہے۔ اور میں نے بھی اس کے واسطے کئی دفعہ بے شمار نذریں مانیں کئی مشکل کاموں پر تو میں بھی مراد کو پہنچا۔ اور مجھے نذر دینی ہی پڑی تو میں نے نذر کو پورا کیا۔

ثابت ہوا کہ متقدمین بھی انبیاء و اولیاء کے واسطے نذریں مانتے تھے اور مقصد پورا ہو جانے پر ادا بھی کرتے جو لغیر اللہ نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعض مصالح کی بنا پر ایک دو علماء نے جبر و تشدد کو دیکھتے ہوئے بند فرمایا جس سے نذر کا پورا کرنا حرام نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہی علماء نے نذر ماننے کے غلط طریقے کو بُرا سمجھا کہ اگر نذر میت معتقداً کہ بالذات متصرف فی الامور سمجھے تو کفر ہے۔ معلوم ہوا کہ اگر اللہ کے اذن سے میت کو متصرف فی الامور سمجھے تو نذر جائز ہے اور آج کل ایسے مفتی ہیں کہ اگر کوئی شخص انبیاء و اولیاء کو باذن اللہ متصرف فی الامور سمجھے تو اُس کو بھی کافر کہہ دیتے ہیں۔ خبر نہیں انہوں نے یہ مسئلہ کہاں سے گھڑ لیا ہے۔ جو قرآن کریم کے خلاف ہے۔ حالانکہ قرآن کریم بھی تصرف کو اللہ کے بندوں کے لئے ثابت کرتا ہے چنانچہ ذوالقرنین کو اللہ تعالےٰ تصرف کا عام اختیار فرماتے ہیں اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا یعنی اگر تو چاہے تو تمام کو عذاب کر دے اور اگر چاہے تو ان کو معاف کر دے۔ کیا اس آیت میں اللہ تعالےٰ رب العزت نے ذوالقرنین کو متصرف فی الامور مافوق الاسباب ہونے کا اختیار نہیں دیدیا۔ اور بعد از وصال کا اختیار تو اس کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ یعنی اللہ کے بندوں کی حیات اور ممات یکساں ہے۔ جتنا اختیار اور تصرف کی طاقت کسی اللہ کے بندے کو حیاتی میں ہوتی ہے بعد از وصال بھی بدستور رہتی ہے بلکہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالےٰ نے وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی سے نوازا۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دُنیا میں وقت گزارنا اُس سے روز بروز اب تک آپ کی ترقی ہو رہی ہے۔ جیساکہ جتناکہ اللہ تعالےٰ نے تمام عالمین میں متصرف فی الامور مافوق الاسباب ہونے کی طاقت فرمائی اُس سے قیامت تک اور قیامت کے بعد تک آپ کی قوت متصرفہ میں ہر روز افزوں ترقی ہے۔ اور اسی پر اُمت کا اجماع ہے سوائے چند وہابیہ اور دیوبندیہ کے جب زمانہ جبر و اکراہ کا گزر گیا تو فقہاء نے نذر کی اجازت سابقہ اصول کے مطابق عالمگیر کے زمانے میں فرما دی۔ کسی چیز کو کسی تھوڑے وقت کے لئے کسی چیز سے منع کر دینا حرمت

پر دلالت نہیں کرتا۔ جیسا گوشت کو کسی مریض کے لئے منع کر دیا جائے تو تندرستی کے بعد گوشت اس پر حرام نہیں ہوگا۔ ایسے ہی نذر کا دینا انبیاء و اولیاء کے واسطے اگر حرام ہوتا تو اللہ تعالے حرام فرماتے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نذر کو علی الاعلان منع فرما دیتے۔ اسی بنا پر ملا جیونؒ نے جو عالمگیرؒ کے اُستاد تھے اس مسئلہ کو صاف کیا ہے۔

تفسیر احمدی ص۲۹۰۔ اَنَّ الْبَقَرَۃَ الْمَنْذُوْرَۃَ لِلْاَوْلِیَاءِ کَمَا ھُوَ الرَّسْمُ فِیْ زَمَانِنَا حَلَالٌ طَیِّبٌ۔ یعنی جو گائے اولیاء کی نذر کی جاتی ہے۔ اولیاء اللہ کو جیسا کہ یہ ہمارے زمانے میں رسم ہے حلال پاک ہے۔ کیا ملا جیونؒ جن کی کتابیں پڑھ کر تم فقیہ ہونے کی سند لیتے ہو پر فتویٰ کفر لگاؤ گے کیونکہ انہوں نے اولیاء کی منذورہ اشیاء کو حلال پاک ہونے کا فتوے دیا۔ کیا اُن کے زمانہ میں فقہا نہ تھے۔ قرآن و حدیث کو سمجھنے والے موجود نہ تھے۔ جو اُن پر فتوے کفر چسپاں کرتے یا آج تک کوئی ایسا عالم نہیں ہوا جس نے اُن کا رد کیا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے انبیاء و اولیاء کے خلاف ٹھیکہ لیا ہوا ہے اور مسلمانوں پر کفر کا فتوے دینا بہت آسان سمجھا ہے۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ

نذر کے متعلق فتویٰ خداوندی

(دہر ۲۹) عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰہِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا۔ ترجمہ:۔ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں اللہ کے بندے چلاتے ہیں وہ اس کو صحیح چلانا پوری کرتے ہیں وہ منت کو اور وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جس کی بُرائی پھیلنے والی ہے۔

اس آیت کریمہ میں یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ میں عموم ہے۔ شارع کے عموم کو آپ خاص نہیں کر سکتے۔ عِبَادُ اللّٰہِ کی شان بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالے نے اُن کے فعل یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ

سے اُن کو سراہا اور اجرِ عظیم بخشا۔ اور جو لوگ نذروں کو خنزیر کی طرح حرام کہتے ہیں نہ وہ عباد اللہ میں شامل ہوئے۔ اور نہ اُن کو آخرت میں چشموں کا پانی نصیب ہو گا۔ کیونکہ نہ انہوں نے نذر کو پورا کیا اور نہ وہ قیامت سے ڈرے۔

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (ع ۱۲) ترجمہ: پھر چاہیئے کہ اپنی میل کو دور کریں اور چاہیئے کہ اپنی نذروں کو پوری کریں اور چاہیئے کہ وہ پرانے گھر کا طواف کریں۔

آیاتِ مذکورہ بالا سے نذور کا پورا کرنا ثابت ہو چکا ہے اور نُذُورَهُمْ سے اُن کی نذریں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں یعنی نذور کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف منسوب فرمایا۔ اگر محض اللہ ہی کے واسطے نذریں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ کی بجائے وَلْيُوفُوا نُذُورَ اللهِ فرماتا۔ نُذُورُ اللهِ تو جائز ہی تھا نُذُورُ عِبَادِهٖ کا ثبوت اللہ تعالیٰ نے نُذُورَهُمْ کی اضافت سے نکال دیا جس کے آپ مخالف ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ارشادِ خداوندی کو معاندانہ نظر سے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اسی واسطے قرآنِ کریم کے خلاف نذرہم کی حرمت کا فتوےٰ دے دیا۔

وہابی: اگر کسی شخص نے نذر مانی کہ ماں سے زنا کرے گا۔ اگر میرا فلاں کام درست ہو جائے تو کیا یہ بھی نذر پوری کرنے کا حکم دو گے؟

محمد عمرؒ: ماں کے زنا کا تحفہ کبھی آپ نے کسی چندہ میں بھی جمع کرایا ہو تو بزرگ کی نذر کا بھی سوال ہو سکتا ہے۔ ورنہ مطابق حدیث پاک "جو آپ اپنی ذات کے واسطے پسند کریں دوسرے کے واسطے بھی وہی پسند ہونی چاہیئے"۔ لہٰذا نذر بھی آپ اُسی چیز کی ادا کر سکتے ہیں جو بحیثیت مسلمان ہونے کے آپ کے واسطے حلال ہو۔ ماں کی حرمت جب بغیر نذر کے قرآن کریم میں مذکور ہے تو اس کی نذر بھی حرام ہو گی۔ جب کسی بزرگ کی روح کو حلال شے کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو اس للہ نذر کا ثواب بھی بخشا جا سکتا ہے اور خدا پہنچاتا ہے۔ اور نذر غرباء و مساکین کو نذور تقسیم کرنے

سے پیشتر کسی سے کچھ کلام پڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ نذر فلاں بزرگ کے لئے مانی گئی تھی اس کا ثواب اُسی کی رُوح کو بخشا جائے۔ اور اگر کلام خود پڑھتا ہے تو بعد از کلام مجید پڑھنے کے کہتا ہے کہ یا اللہ اس کلام اور طعام کا ثواب تیری رضا اور تقرب کے واسطے اور تیرے حکم یُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ کے موافق ہو کر میں نے فلاں نبی علیہ السلام یا ولی کی رُوح کو بخشا۔ اور یا اللہ یہ ثواب تو اس کی رُوح کو پہنچا دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناذر کی نیت بوقت نذر ماننے کے بھی اللہ کی رضا مقصود ہے۔ چنانچہ اُس بزرگ منذور لہ کی دعا سے جب ناذر کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔ تو خدا اُس پر راضی ہو جاتا ہے کیونکہ گنہگار پر اللہ کے بندے کی نگاہِ کرم خدا کی رضا کا باعث ہوتا ہے۔ اور یہی مقصود ہے۔ جس میں آپ ہیرا پھیری کرتے ہیں۔ اور لغیر اللہ کا فتویٰ لگا کر حرام ثابت کرتے ہیں۔

نسائی شریف جلد ۲ صہ۱۲۹ عن عمران بن حصین قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اَلنَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ فَذٰلِكَ لِلّٰهِ وَفِيْهِ الْوَفَاءُ وَمَا كَانَ مِنْ نَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَذٰلِكَ لِلشَّيْطَانِ وَلَا وَفَاءَ فِيْهِ وَيُكَفِّرُهُ الْيَمِيْنُ۔ عمران بن حصینؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ نذر کی دو قسمیں ہیں۔ پس جو نذر اللہ کی طاعت میں ہو تو یہ اللہ کے واسطے ہے۔ اور اس میں پورا کرنا ہے۔ اور جو نذر اللہ کی نافرمانی میں ہو تو یہ شیطان کے واسطے ہے۔ اس میں پورا کرنا نہیں ہے۔ اور (ناذر) کفارہ ادا کرے گا جو قسم کفارہ دیا جاتا ہے۔ (کنز العمال جلد ۵ صہ۳۴۱)

قرآن کریم کے بعد دوسرا درجہ حدیث شریف کا ہے۔ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر کو دو قسموں میں منحصر فرمایا۔ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَفِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ پہلی قسم کو للہ ہونے کا فتوےٰ دیا اور اس نذر کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا۔ دوسری قسم کو شیطان فرمایا اور اس نذر کی بجائے کفارہ قسم کا ارشاد فرمایا۔ احناف کا انبیاء عظام و اولیاء کرام کے ارواح کو نذروں کا ثواب پہنچا کر تقرب کرنا یہ محض للہ ہے۔ کیونکہ کسی کے حق کو نہ پورا کرنے کی سزا اللہ ہی نے قیامت کو دینی ہے

اور یہ نذر بھی انبیاء علیہ السلام کو انبیاء اللہ ہونے کی حیثیت میں اور اولیاء کرام کو اولیاء اللہ ہونے کی حیثیت میں جائز سمجھی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کی نسبت بھی اللہ کی طرف ہے۔ اسی واسطے جیسا کہ اللہ واسطے والی چیز کو غربا اور مساکین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے ارواح کو نذر کا ثواب پہنچا کر غربا اور مساکین میں للہ تقسیم کیا جاتا ہے۔ اب فرمایئے کہ آپ کی شریعت میں یہ نذر مطابق حدیث شریف للشیطان ہے یا للرحمان ہے اگر للرحمان ہے تو پورا کرنا جائز اور آپ کا فتوے غلط ثابت ہوا۔ اگر للشیطان ہے تو قائل اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اولیاء الرحمٰن اور انبیاء الرحمٰن کو اس نے اولیاء الشیطان اور انبیاء الشیطان کہہ دیا۔ اور یہ کفر ہے۔ اور کافر کا فتوے شرعاً مستند نہیں۔ لہٰذا نذور کو حرام کہنے والے کا فتوے از روئے حدیث شریف مستند نہ ہوا۔

ترمذی شریف
جلد اول ص۱۹۶

عن ابن عباس ان سعد بن عبادہ استفتٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فتوٰی دریافت کیا۔

مشکوٰۃ شریف
ص۲۹۷

فِیْ نَذْرٍ کَانَ عَلٰی اُمِّہٖ تُوُفِّیَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِیَہٗ
نذر کے متعلق جو اس کی ماں پر لازم تھی اس کے پورا کرنے کے پہلے فوت ہو چکی تھی

ابو داؤد
جلد۲ ص۱۱۱

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِقْضِہٖ عَنْھَا
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں کی طرف سے نذر کو پورا کر دے۔

جب اہل قبور کی مانی ہوئی نذر اس کی طرف سے تقسیم کی جاوے تو اس کے ذمے سے نذر پوری ہو جاتی ہے تو کیا اس کے نذرانہ کو اس کی طرف سے تقسیم کیا جاوے تو اس کا ثواب اس کو نہیں پہنچ سکتا فتدبر ولاتکن من المنکرین اب اس حدیث شریف کے رو سے آپ کو تینوں مسئلوں سے ایک پہ ایمان ضرور لانا پڑے گا۔ اگر تینوں پہ ایمان لے آؤ پھر تو پکے ایماندار بن جاؤ۔

(۱) مطلقاً نذرِ شرعی کو میت کی طرف سے ادا کرنا ہے۔

(۲) آپ مختارِ کل ہیں جو علی العموم اجازت فرما رہے ہیں۔

(۳) آپ کو علمِ غیب ہے کہ یہ میت کی نذر صحیح رحمانی ہی ادا کرے گا اور میت نے صحیح نذر ہی مانی جس کا آپ کو علمِ یقینی تھا۔ اور اسی علم کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا تفریق اجازت فرما دی

تینوں صورتوں میں تم اپنے فتوے کے مطابق اسلام سے خارج ہو جاتے ہو۔ کیونکہ تینوں مسائل آپ کے عقیدے کے خلاف ہیں۔ اور تمہارا تینوں مسئلوں سے انکار کرنا حدیث صحیحہ سے روگردانی کرنا ہے۔ اٰمِنُوْا تُفْلِحُوْا۔ اب طاعۃ اللہ کا مقسمِ نذر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرماتے ہیں

ابو داؤد جلد ۲ صـ ۱۱۳ مشکوٰۃ شریف صـ ۲۹۸

أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ إِنِّيْ نَذَرْتُ أَنْ أَضْرِبَ عَلٰى رَأْسِكَ بِالدُّفِّ قَالَ
اَوْفِيْ بِنَذْرِكِ قَالَتْ إِنِّيْ نَذَرْتُ أَنْ أَذْبَحَ بِمَكَانِ كَذَا
وَكَذَا مَكَانٍ يُذْبَحُ فِيْهِ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ قَالَ
لِصَنَمٍ قَالَتْ لَا قَالَ لِوَثَنٍ قَالَتْ لَا قَالَ اَوْفِيْ بِنَذْرِكِ

تحقیق ایک عورت (سودا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی۔ تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی نذر کو پوری کرے عورت نے عرض کیا میں نے نذر مانی ہے کہ میں فلاں فلاں جگہ قربانی کروں گی۔ اور وہ جاہلیت کا مذبح ہے۔ آپ نے فرمایا بت کے واسطے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا وثن کے واسطے۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا اپنی نذر پوری کر۔

فرق صنم و وثن

المصباح المنیر جلد اول صـ ۵۹۵

ويُرْوٰى عن ابن عباس انه قال اَلصَّنَمُ الْمُتَّخَذُ مِنَ الْجَوَاهِرِ
الْمَعْدِنِيَّةِ الَّتِيْ تَذُوْبُ وَالْوَثَنُ هُوَ الْمُتَّخَذُ مِنْ حَجَرٍ
اَوْ خَشَبٍ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ صنم اس کو کہتے ہیں جو جواہر

معدنیہ سے ڈھال کر بنایا جاتا ہے۔ اور وثن اُسے کہتے ہیں جو پتھر اور لکڑی سے بنایا گیا ہو۔

ف۔ حدیث مذکورہ بالا میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے نذر دف کی اجازت فرمائی۔ جو تین فوائد سے خالی نہیں۔

(۱) دف بجانے کا ثبوت ثابت ہوا جس کے بجانے سے آپ کو شرک کی بو آتا ہے۔ اگر دف بجانا شرعاً ناجائز ہوتا تو آپ بجانے کی اجازت نہ فرماتے،

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مختار کل ہونے کا ثبوت۔

(۳) انبیاء علیہم السلام کے واسطے نذر ماننا جائز ثابت ہوا۔ دیکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مائی سودہ کو اپنے سامنے اپنے واسطے نذر مانی ہوئی کو پورا کرنے کا ارشاد فرمایا کیونکہ خدا واسطے تو دف بجانے کی نذر مانی ہی نہ گئی تھی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے عورت نے نذر مانی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی تو اُس عورت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی دف بجا کر نذر کو پورا کیا۔ ایسے ہی لوگ آج کل انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کے واسطے نذریں مانتے ہیں اور بلا صاد و ضد اللہ اللہ اس کے رسول کی رضا کے واسطے اپنی منذورہ اشیاء کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ یا اُن کے مقابر کے سامنے اُن کی ارواح کو ثواب پہنچا کر غرباء و مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں۔ جو عین سنت کے مطابق ہے

اور حدیث شریف کے دوسرے حصہ میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مذہب جاہلیت کے متعلق عرض کیا کہ اس میں نذر کے جانور کو ذبح کرنے کی اجازت فرمائی جائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو وسمین کے علاوہ جواز کا فتوے فرمایا۔ اور دونوں قسموں کو بتوں کے ناموں کے باعث نذر سے روک دیا جن کے واسطے نذر کا جانور ذبح کرنا حرام ہے۔ اگر کسی نبی اللہ اور ولی اللہ کے واسطے بھی ممانعت ہوتی تو آپ بتوں کے علاوہ انبیاء و اولیاء کو بھی ممتاز فرما لیتے۔ لہٰذا اپنی رائے سے قرآن و حدیث کے خلاف انبیاء و اولیاء کے ارواح کو نذر کا ثواب پہنچانے کو حرام کہنا یہ مداخلت فی الدین ہے۔ اور اس گمراہی میں تمہارا ابتلا ہونا محض اس بنا پر ہے کہ تم نے انبیاء اللہ کو غیر اللہ سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

Nafse Islam
نفس اسلام

(نساء ۶/۱۲) اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ
وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ
ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا
مُّهِيْنًا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ
سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ کہ اللہ کے اور اس کے رسولوں کے درمیان میں فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعضوں کے منکر ہیں اور یوں چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ تجویز کریں ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سب رسولوں پر بھی اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ضرور ثواب دیجے اور اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت والے ہیں بڑے رحمت والے ہیں۔ (اشرف علی)

ان آیات قرآنیہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسولوں کے درمیان فرق ڈالنے والوں اور رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتویٰ کفر ارشاد فرمایا ہے کیونکہ کافر اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان ایک غیریت کے رستے کا قائل ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے سزا سخت ذلت والی اور تفریق نہ کرنے والوں کو ایماندار ہونے سے سراہا اور ان سے اجر اور بخشش کا وعدہ فرمایا۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والوں کو اپنی بیعت فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ بے شک جن لوگوں نے آپ کی بیعت کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو انہوں نے اللہ سے بیعت کی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت فرمائی ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کے مخالف کو اعلانِ جنگ فرمایا اور اس کے سمع بصارت

کو بھی اپنی طرف منسوب فرمایا۔

بخاری شریف
جلد ۲ ص ۹۶۳

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَکُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّہٗ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اس کو اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ محبوب کسی مفروضہ چیز کے ساتھ میرے قریب نہیں ہوتا۔ اور ہمیشہ میرا بندہ میرے قریب ہوتا ہے۔ نوافل کے ذریعہ یہاں تک کہ میں اسکو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کے کان میں ہوتا ہوں جس سے وہ بندہ سنتا ہے۔ اور اس کی آنکھ میں ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ میں ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں میں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو اسکو ضرور عطا کرتا ہوں۔

اب فرمایئے نبی اللہ اور ولی اللہ کیا غیر اللہ ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے وہ بھی اللہ کی عبادت میں شامل اور جو شخص ذکر اولیاء اللہ کرے مثلاً وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ وغیرہ کہے تو یہ بھی طاعت اللہ اور عبادت الٰہی میں شامل ہوگا۔ کیونکہ اس کے بندوں کا ذکر بحکم اس کا ذکر ہے۔ اور اس کے بندوں کی نذر للہ ہوگی کیونکہ نہ وہ من دون اللہ ہیں اور نہ ان کی نذر مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔

کنز العمال
جلد ۶ ص ۱۱۹

ذِکْرُ الْاَنْبِیَاءِ مِنَ الْعِبَادَۃِ وَذِکْرُ الصّٰلِحِیْنَ کَفَّارَۃٌ انبیاء علیہم السلام ذکر عبادت سے ہے اور ذکر صالحین کفارہ گناہ ہے۔

وہابی: تم لوگ جو من دون اللہ کو پکارتے ہو اور ان کی نذریں مانتے ہو یعنی نبیوں ولیوں کی تو ایسے لوگوں کو اللہ نے خوب رگڑا ہے سنیئے۔

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ۔

اور اس شخص سے کون زیادہ گمراہ ہے جو ایسے شخص کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کو جواب نہ دیگا اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ یہ آیت ثابت کر رہی ہے کہ جن نبیوں اور ولیوں جنوں اور فرشتوں اور قبروں کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری پکار سے بے خبر ہیں اور وہ قیامت تک تمہارا جواب نہ دینگے قرآن نے تمہارے اس پکار وغیرہ کو اور ان کو حاجت روا سمجھ کر نذریں دینا یہ تمہاری گمراہی اور شرک کا مظہر ہے چنانچہ تمہاری اس پکار وغیرہ کا قیامت کے دن انکار بھی کرینگے۔ یہ کتنی واضح دلیل ہے۔ جو تمہارے اس فعل کی مذمت کر رہی ہے۔

محمد عمر: بھائی تم نے قرآن کریم کی اس آیت کا غلط ترجمہ کر کے آیت پاک کو خوب بدلنے کی کوشش کی اللہ کریم تمہیں قرآن مجید کو صحیح سمجھنے کی توفیق عنایت فرمادے زیادہ تحقیق کی طرف اگر نہ بھی جاتے تو کم از کم تمہارے مولوی اشرف علی صاحب نے جو ترجمہ کیا ہے وہی ملاحظہ فرمالیتے تو شاید تمہارا فکر اس غلطی کے گڑھے میں نہ گرتا اور جو آیت کریمہ خداوند کریم نے بتوں کے لئے نازل فرمائی وہ تم مسلمانوں اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پہ چسپاں نہ کرتے ملاحظہ ہو مولوی اشرف علی صاحب رقمطراز ہیں (اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک اس کا کہنا نہ کرے۔)

کیوں جناب اب فرمایئے مولوی اشرف علی صاحب نے تو مَنْ سے منشاء الٰہی کے مطابق کفار کے بت اور ان کے معبود مراد لئے ہیں اور تم نے کیا مراد لیا اور ہم انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو اپنا معبود نہیں سمجھتے اور نہ یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ معبود ہو سکتے ہیں۔ تو یہ شان وہابیت ہی ہے کہ اولیاء اللہ

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا مل

اور انبیاء اللہ کو بتوں کے ساتھ مساوات کا حکم جاری کر کے ان پر بتوں کے رد کی آیت چسپاں کرتے ہیں۔ اور اگر تم مَنْ کو عام سمجھو اور اس میں انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کو شامل کر لو تو اس کی صفت لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ان کے لیے صحیح درست نہ ہوگی۔

(۱) کیونکہ دن میں کئی دفعہ نمازوں میں وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کہہ کر تم بھی صلوٰۃ و سلام کے تحفے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اب بھی پیش کر رہے ہو اگر آپ سنتے نہیں اور جواب نہیں دیتے تو جیسا کہ تم پس و پیش تمام مواقعات خیر پر صلوٰۃ و سلام کو بُرا سمجھتے ہو نمازوں میں بھی ترک کر دو۔ تاکہ تمہارے عقیدہ کا تناقض رفع ہو جائے۔

(۲) اور اہل قبور کو تم بھی السلام علیکم جا کر کہتے ہو اگر وہ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ہیں تو تم بھی اس اپنے مقرر کردہ قانون کی زد میں گمراہ ہو کیونکہ تم بھی اہل قبور کے پکارنے میں شمولیت رکھتے ہو۔

(۳) اگر منشاء الٰہی بھی اس آیت کریمہ سے یہی تھا جو تم نے بیان کیا ہے تو رب العزۃ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل قبور گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے پکارنے کا اور ان سے جواب طلب کرنے کا ارشاد کیوں فرمایا۔

زخرف ۲۵ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دریافت فرمائیے جن رسولوں کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے کیا تمہارے اس پیش کردہ قانون کے مطابق خداوند رب العزۃ نے من دون اللہ کو پکارنے کا حکم فرما کر شرک کا سبق دیا ہے اور ایسے لوگوں کو پکارنے کا ارشاد فرما دیا جو قیامت تک بھی جواب نہیں دے سکتے بلکہ قیامت کو اس پکار کا انکار بھی کرینگے قرآن کریم ہے اس کو کچھ سمجھ کر بیان کیا کرو مخالف پر فتویٰ شرک جڑنے کے لئے آیت تو تم نے پڑھ دی لیکن اس کا مطلب ایسا ظاہر کیا جو خداوند کریم پر بھی خود عائد ہو جاوے کچھ شرم کا مقام ہے۔

تو ثابت ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں جو خداوند کے گھڑے ہوئے نہیں ہیں۔

جو بصنعت کفار ہے اور وہی ان کو معبود سمجھتے ہیں اور وہی قیامت تک بھی اگر ان کو کفار پکارتے رہیں اور ان کی عبادت کرتے رہیں تو وہ بت ان کی عبادت سے بے خبر ہیں اور انہی بتوں کو رب العزۃ قیامت کے دن قوت گویائی عنایت فرمادے گا تو وہ چونکہ جمادات غیر معقول ہیں تو وہ ان کفار کی عبادۃ سے اپنی بے خبری کا اظہار فرمادیں گے اور اگر اسی حکم میں انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو شامل کیا جاوے تو معاذ اللہ قرآن کریم نے جو ان کی سفارشات اُخروی کا ذکر خیر فرمایا ہے غلط ثابت ہوگا اور نہ کہیں رب العزۃ نے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کا قیامت کے دن اپنے متبعین سے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے بلکہ ہمارے لئے ان کی اخروی امداد کو بیان فرمایا ہے سنئیے

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ قیامت کے دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقین کے۔

زخرف ۲۵/۹

لفظ متقین میں انبیاء کرام اور اولیاء اللہ دونوں شامل ہیں۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ قیامت کے دن انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء اللہ اپنے متبعین سے بے خبری اور بیزاری کا اظہار نہ فرماویں گے بلکہ ان کی دوستی ان کے متبعین کے لئے کارگر ہوگی تو یقیناً یہ بات ثابت ہوگئی کہ تمہاری پیش کردہ آیت سے من دون اللہ بت ہی مراد ہیں اور وہی بُت ان کی عبادت سے منکر ہوں گے اور وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ فرمان الٰہی سے دونوں عابد اور معبود جہنم کا ایندھن ہوں گے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ اور ان کے متبعین فریقین ہی یعنی مطاعون و مطیعون اُولٰٓىٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ فرمان الٰہی سے جہنم کی آگ سے دُور ہوں گے۔

وہابی: لفظ مَنْ "ذوی العقول کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بت غیر ذوی العقول ہیں لہٰذا مَنْ سے مراد تمہارے معتقدا ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ بت۔

محمد عمر: "تمہارے اس سوال کا جواب علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ مَنْ جو ذوی العقول پر مستعمل ہے بتوں پر استعمال فرمایا ہے تو یہ اس واسطے مستعمل ہے کہ چونکہ کفار ان کو سمیع و بصیر سمجھتے ہیں تو ان کے عقیدے کے مطابق ان کی بات کو نقل فرما کر مَنْ استعمال فرمایا ہے۔

تفسیر نسفی ۲/۲۱۸ وَجِيئَ بِمَنْ الَّذِيْ هُوَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ بِزَعْمِهِمْ اور مَنْ جو ذو علم کے واسطے مستعمل ہوتا ہے یہاں بتوں پہ لایا گیا یہ کفار کے گمان کے مطابق ہے

اب ذرا تفاسیر اہل سنت و جماعت بھی ملاحظہ ہوں کہ انہوں نے اس آیۃ کا مطلب کیا سمجھا ہے۔

(۱) تفسیر نسفی ۴/۱۰۲ (وَكَانُوْا) اَيِ الْاَصْنَامُ یعنی بت
وَمَعْنَى الْاِسْتِفْهَامِ فِيْ مَنْ اَضَلُّ اِنْكَارُ اَنْ يَّكُوْنَ فِي الضَّلَالِ كُلِّهِمْ اَبْلَغُ ضَلَالًا مِّنْ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ اور فرمان الٰہی مَنْ اَضَلُّ میں استفہام انکاری ہے یہ وہ تمام گمراہی میں ہیں ان کی گمراہی بتوں کی عبادت کی وجہ سے بہت واضح ہے۔ انہیں گمراہی کے انکار کی گنجائش نہیں۔

ثابت ہوا کہ مفسرین احناف کے نزدیک بھی اس آیت کریمہ میں من دون اللہ سے بت مراد ہیں۔ نہ جیسا کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر اس آیت کو چسپاں کیا ہے کیونکہ تمہارے مطلب کی بنا پہ آیت کے معانی ہی تبدیل ہو جاتے ہیں اور وہ بت بھی اس آیت کا مصداق بن سکتے ہیں اور ملاحظہ ہو۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۲۲۵ (وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ) لِاَنَّهُمْ جَمَادَاتٌ صُمٌّ لَا تُجِيْبُ وَلَا تَعْقِلُ اس واسطے کہ وہ جمادات

ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں۔

(۳) تفسیر جلالین ۲۱۴ | (ما تدعون) تعبدون (من دون اللہ) ای الاصنام
(من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ) وھم الاصنام

(۴) تفسیر بیضاوی ۱۴۰:- (وھم عن دعائھم غفلون) لانھم جمادات

(۵) تفسیر خازن ۶/۱۳۰ | (قل ارئیتم ما تدعون من دون اللہ) ای الاصنام
(ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ) یعنی الاصنام

(۶) تفسیر کبیر ۸/۲۹۶ | (ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ) اعلم انہ تعالی
بین بما سبق ان القول بعبادۃ الاصنام قول
باطل۔

"وہابی" مولوی صاحب دوسری جگہ بھی تو اسی مضمون کی آیت سے سنیئے اللہ تعالے فرماتے ہیں۔

(والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم) اور وہ لوگ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہاری دعا کو سنتے ہی نہیں ہیں اور اگر وہ سن بھی لیں تو قبول نہیں کرتے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جن نبیوں ولیوں کو تم پکارتے ہو وہ کسی چیز کے مالک نہیں اور نہ وہ تمہاری بات سنتے ہیں اگر سنتے بھی ہیں تو قبول نہیں کرتے پھر ایسے لوگوں کو پکارنے کا فائدہ کیا تو سوائے شرک کے اور کچھ نہ ہوگا۔

"محمد عمر" ذرا بنظر انصاف کلام باری تعالے کو ملاحظ فرمایئے رب العزۃ فرماتے ہیں کہ جن کو تم پکارتے ہو وہ تو ایک گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں اب غور طلب امر یہ ہے کہ واقعی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام بھی قطمیر کے مالک نہیں یا رب العزۃ نے ان کے ماتحت بھی کچھ کیا ہے۔ اللہ رب العزۃ نے تو اس آیت کریمہ میں کفار کو خطاب کرکے بتوں کی تذلیل

فرمائی ہے کہ وہ بت ایسے من دون اللہ ہیں کہ ان کی ملکیت میں تو کھجور کا چھلکا بھی نہیں۔

تو لے وہابیو اگر تم اس کے مصداق انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو بناؤ گے تو ملائکہ بھی تو انہی میں شامل ہو نگے حالانکہ اللہ رب العزۃ نے ملک الموت کو تمام ذی روح کی جانیں ان کے قبضہ میں دی ہیں اور اسرافیل علیہ السلام کے قبضہ میں ہر شے ذی روح ہو یا غیر رکھی ہے جب وہ قرنا پھونکیں گے تو ہر شی کو فنا منتشر کر دیں گے پھر ارشاد الٰہی فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا کئی ملائکہ ایسے ہیں جن کے قبضہ میں امورات کی تدبیر رکھی ہے وہ دنیا کا نظام خداوندی عطا کردہ تدبیر سے چلا رہے ہیں کئی ایسے ہیں جن کے متعلق ارشاد الٰہی ہے فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا وہ ہر کام کو تقسیم کر کے چلا رہے ہیں اب فرمایئے تمہارے نزدیک وہ بھی من دون اللہ ہیں حالانکہ ان پر مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ صادق نہیں آتا ایسے ہی رب العزۃ نے تمام مومنین جس کے اول مصداق انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر اولیاء اللہ بعد میں حقیقی امتی ہیں ان کے حق میں ارشاد فرمایا ہے کہ

وَسَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ اور اللہ تعالےٰ

جاثیہ ۲۵/۲ نے تمہارے تابع کئے ہیں جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب کی سب۔

اللہ رب العزۃ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر شی زمین آسمان کی تابع فرما دی تو معاذ اللہ آپ کو بڑا معبود سمجھنا چاہیئے تمہارا یہ کیسا برا استنباط ہے باوجودیکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع اللہ تعالےٰ نے ہر شی بنا دی لیکن پھر بھی آپ معبود اور الٰہ نہیں بن سکتے تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے مَا یَمْلِکُوْنَ فرما کر غیروں کی تذلیل کی ہے دنیا میں وہی ایسے ہیں جو ایک چھلکے کے بھی مالک نہیں اور اگر تم اپنی ہٹ دھرمی پر ہی قائم رہو تو بڑے بڑے بادشاہ برطانیہ اور امریکہ اور روس جو اتنی ملکیت [illegible] رکھتے ہیں پھر تمہیں تو اس استدلال کے مطابق اپنا معبود سمجھنا چاہیئے اور پھر کہہ دینا کہ فرمان خداوندی کے ماتحت وہابیوں کے خدا یہی ہیں کیونکہ الٰہ ہونے کی علامت ان میں ملکیت موجود ہے کیونکہ جھوٹے معبود قطمیر کے بھی مالک نہیں بلکہ تمہیں تو فرعون نمرود شداد وغیرہم کو بھی معبود اور الٰہ

ماننا پڑیگا۔ تو رب العزۃ نے پھر ان کو تباہ کیوں کیا اور قارون جو اب بھی زمین میں دھسا ہوا ہے اور اس کا خزانہ بھی اس کے ساتھ ہی ہے تو تمہیں اپنے مجوزہ اصول کی بنا پر الٰہ ماننا چاہیئے جس کی ملکیت رب العزۃ نے بھی بیان فرمائی ہے۔

قصص پ۲۰ وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ
اور دیا تھا اس کو ہم نے خزانوں سے اس قدر کہ اس کی کنجیاں البتہ جاری ہوتی تھیں ایک جماعت قوۃ والی کو۔

حالانکہ یہ اتنی ملکیت رکھتا ہے پھر بھی اس کے کفر کی وجہ سے اس کی ملکیت کو کالعدم سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اسے غرق کر دیا۔ اور میرے خیال میں اسی واسطے تم نے کبھی ان کو برا بھی نہیں اور نہ کہا ثابت ہوتا ہے کہ تم ان کو اپنا الٰہ سمجھتے ہو اسی واسطے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی توہین کرتے ہو اور انہیں مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ کا مصداق بنا کر بتوں کے ساتھ شامل کرتے ہو کچھ تو خدا کا خوف کرو اور کلام الٰہی کو بگاڑو مت۔

دوستو یہاں من دون اللہ سے مراد بت ہیں جن کی صفت رب العزۃ نے مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ فرمائی ہے اور انہی کی تذلیل انسان کی الوہیت کو باطل ثابت کرنا مقصود الٰہی ہے جس کو تم ہیرا پھیری کر رہے ہو۔ فافہم۔

وہابی بھائی ہم تو اہل قبور کی بات کرتے ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا ولی وہ قطمیر کے مالک نہیں۔

محمد عمر اچھا تم زندہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو معبود تسلیم کر چکے ہو کیونکہ وہ قطمیر کے مالک ہیں پھر اہل قبور کے منکر ہو گئے ہو کیسی جھوٹی باتیں گھڑتے ہو یہاں کہیں حیات وممات کی تخصیص آئی ہے رب العزۃ نے تو اَلَّذِیْنَ کا صلہ عام رکھا ہے اس میں ممات کا مخصص کرنا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو مردہ کہنے والا مردود ہے وہ زندہ ہیں جیسا کہ آگے انشاء اللہ مذکور ہے آئیے اگر اہل قبور کو ہی زیر بحث لانا ہے تو ان کی ملکیت بھی

ثابت کر دی جاتی ہے سنیئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا مومنین انبیاء علیہم السلام ہوں یا اولیاء الرحمان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے ہمیشہ نہریں جاری رہیں گی۔ تو اللہ رب العزت نے جنتیوں کو ہمیشہ کے لئے جنت کا مالک بنا دیا جس کی وسعت ملاحظہ ہو۔

ال عمران ۴/۱۴ { وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ اور جلدی کرو بخشش کی طرف جو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور جنت کی طرف جس کی فراخی تمام آسمان اور زمین ہیں جو متقیوں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔

اہل اللہ کی ملکیت اخروی بھی اتنی ہی رب العزت نے بنا دی جتنی کہ دنیا میں تابع فرمائی تھی جو آیۂ سابقہ سے واضح ہو چکی تو ثابت ہوا کہ یہاں اہل اللہ مراد نہیں ہیں جو تم نے سمجھا ہے وہ غلط ہے بلکہ بت مراد ہیں جن کی نہ دنیا میں ملکیت نہ عقبیٰ میں بلکہ جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

اب حنفی تفسیر ملاحظہ ہو۔

(۱) **تفسیر نسفی ۳/۲۵۸** { (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) یعنی الاصنام التی تعبدونها مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی بت جن کی وہ کفار عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا۔

(اِنْ تَدْعُوْهُمْ) ای الاصنام یعنی بتوں کو

اب تو مفسرین احناف بھی تمہارے برخلاف چلے اب تو ایمان لے آؤ کیا تمام مفسرین نے آیات کے معنی غلط سمجھے ہیں اور تم آج ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد قرآن کریم کو صحیح سمجھ بیٹھے ہو تفکر و تدبر

اب باقی اہل سنت و جماعت کی تفاسیر کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۲) **تفسیر موضح القرآن ۴۵۶** { (اِنْ تَدْعُوْهُمْ) یعنی دعا مانگو بتوں سے

(۳) **تفسیر جلالین ۲۷۴**:- (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ) تَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِهٖ) ای غیرہ

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

وَهُمُ الْاَصْنَامُ

(۴) **تفسیر بیضاوی** ۳/۱۱۴ | (لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ) لِاَنَّهُمْ جَمَادٌ

(۵) **تفسیر جامع البیان** ۳۷۰ | (لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ)
لِاَنَّهُمْ جَمَادٌ

(۶) **تفسیر خازن** ۵/۲۳۶ | (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) یعنی الاصنام۔ (اِنْ
تَدْعُوْهُمْ) یَعْنِی الْاَصْنَامَ۔

(۷) **تفسیر معالم التنزیل** ۵/۲۳۶ | (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) یعنی الاصنام
(اِنْ تَدْعُوْهُمْ) یَعْنِیْ اِنْ تَدْعُوا الْاَصْنَامَ۔

(۸) **تفسیر ابن کثیر** ۳/۵۵۱ | (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) اَیْ مِنَ الْاَصْنَامِ
وَالْاَنْدَادِ الَّتِیْ هِیَ عَلٰی صُوْرَةِ مَنْ تَزْعُمُوْنَ مِنَ
الْمَلٰٓئِکَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ
(اِنْ تَدْعُوْهُمْ) لِاَنَّهَا جَمَادٌ لَا اَرْوَاحَ فِیْهَا

(۹) **تفسیر کشاف** ۳/۲۴۲ | (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ الخ)
اِنْ تَدْعُوا الْاَوْثَانَ

(۱۰) **تفسیر ابن جریر** ۲۲/۴۲ | حدثنا بشر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادة۔
وقوله (یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ) بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی
ذِکْرُهٗ لِلْمُشْرِکِیْنَ مِنْ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ

تِلْکَ عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ

وہابی "وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ"

اور جو لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ پیدا نہیں کر سکتے حالانکہ وہ پیدا کیے گئے ہیں مردے ہیں۔ زندہ نہیں ہیں اور نہیں سمجھتے وہ کہ کب اٹھائے جاویں گے۔

کیا اس آیۃ میں مردوں کے پکارنے سے اللہ نے منع نہیں فرمایا۔ وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کو پکارا جاوے کیونکہ وہ خود مخلوق ہیں اور مردہ ہیں تو مردہ کو پکارنا کب جائز ہوا۔ خدا سے ڈرو مردوں کو پکار پکار کر شرک نہ کرو۔

محمد عمر "فقیر نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ مفسرین اہل سنت و جماعت کے تراجم کو تو تم نے کیا ہی دیکھنا ہے کم از کم اپنے کسی مولوی کا ترجمہ ہی ملاحظہ فرما لیا کریں دیکھیے مولوی اشرف علی صاحب لکھتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں۔

لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں۔

اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ اور ان کو خبر نہیں کہ مردے کب اٹھائے جائیں گے

اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ معبود تمہارا معبود اکیلا ہے۔ ثابت ہوا کہ جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے ہیں اور کسی اور کو اپنا معبود سمجھتے ہیں اس آیۃ کے ماتحت وہی مراد ہیں۔

آئیے ذرا ملاحظہ ہو کہ متقدمین مفسرین کا اس آیۃ کریمہ کے متعلق کیا خیال ہے۔

(۱) **تفسیر نسفی** ۲/۲۱۸ (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) وَالْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْھُمُ الْکُفَّارُ اور معبود جن کو کفار پکارتے ہیں۔

(۲) **تفسیر خازن** ۳/۷ (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) یعنی الاَصْنَامَ الَّتِی تَدْعُوْنَھَا اٰلِھَۃً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ اور وہ لوگ جن کو پکارتے

جو سوائے اللہ یعنی بتوں کو جن کو تم معبود پکارتے ہو اللہ کے سوائے

(۳) تفسیر معالم التنزیل ۴/۲ (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) يعني الْاَصْنَامَ (لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ) اي الاصنام (غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ) يعني الْاَصْنَامَ (اَيَّانَ) متى (يُبْعَثُوْنَ) وَالْقُرْاٰنُ يَدُلُّ اَنَّ الْاَصْنَامَ تُبْعَثُ وَتُجْعَلُ فِيْهَا الْحَيٰوةُ

اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں سوائے اللہ کے (یعنی بتوں کو) نہیں پیدا کر سکتے وہ کچھ حالانکہ وہ خود گھڑے ہوئے ہیں مردہ ہیں (یعنی بت) زندہ نہیں اور نہیں سمجھتے وہ (یعنی بت) کب (اٹھائے جائیں گے وہ) اور قرآن دلالت کرتا ہے کہ بت اٹھائے جائیں گے اور ان کو زندگی دی جاوے گی۔

(۴) تفسیر ابن کثیر ۲/۵۶۵ وَاَنَّهٗ لَا تَنْبَغِيْ الْعِبَادَةُ اِلَّا لَهٗ دُوْنَ مَا سِوَاهُ مِنَ الْاَوْثَانِ الَّتِيْ لَا تَخْلُقُ شَيْئًا بَلْ هُمْ يُخْلَقُوْنَ اور بے شک وہ اللہ تعالیٰ سوائے اپنی ذات کے کسی معبود بت کی عبادۃ نہیں چاہتا جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود گھڑے گئے ہیں۔

(۵) تفسیر ابن جریر ۱۴/۵۹ حدثنا بشر حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادۃ قوله اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ وَهِيَ هٰذِهِ الْاَوْثَانُ الَّتِيْ تُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ لَا اَرْوَاحَ فِيْهَا

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے فرمان اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ کا مطلب کیا ہے اور وہ اموات یہی بت ہیں جن کی سوائے اللہ کے عبادت کی جاتی ہے مردہ ہیں ان میں روح نہیں ہے

(۶) تفسیر کبیر ۵/۲۲۲ ثُمَّ هٰذِهِ الْاَصْنَامُ جَمَادَاتٌ مَحْضَةٌ وَلَيْسَ لَهَا فَهْمٌ وَلَا قُدْرَةٌ وَلَا اخْتِيَارٌ اَلْمُرَادُ بِقَوْلِهٖ مَنْ لَا يَخْلُقُ الْاَصْنَامُ وَاَنَّهَا جَمَادَاتٌ

Nafse Islam
نفس اسلام

پھر یہ بت جمادات محضہ ہیں اور ان کو سمجھ نہیں اور قدرۃ اور اختیار نہیں اللہ کے فرمان مَنْ لَا یَخْلُقُ سے مراد بت ہیں اور بے شک وہ جمادات ہیں۔

(۷) تفسیر جلالین ۱۶۵ | (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) یَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) وَھُوَ الْاَصْنَامُ (لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ) یُصَوَّرُوْنَ مِنَ الْحِجَارَۃِ وَغَیْرِھَا ۔ (وَمَا یَشْعُرُوْنَ) اَیِ الْاَصْنَامُ

اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں بتوں کی وہ پیدا نہیں کر سکتے کچھ حالانکہ وہ پیدا کئے گئے ہیں پتھر وغیرہ سے تصویر بنائے گئے ہیں۔ اور بت نہیں سمجھتے۔

(۸) تفسیر موضح القرآن ۲۷۱ مصنف شاہ عبدالقادر صاحب | (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ) اور جن کو پوجتے ہیں۔ مکے کے لوگ سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی چیز پیدا نہیں کی اور نہیں پیدا کر سکتے کیونکہ پیدا کریں جو وہ آپ پیدا کئے ہوئے ہیں یعنی بنائے ہوئے ہیں یہ بت۔

(۹) تفسیر کشاف ۳۲۵ | (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) وَالْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْھُمُ الْکُفَّارُ (اَمْوَاتٌ) جَمَادَاتٌ لَا حَیَاۃَ فِیْھَا۔

(۱۰) تفسیر جامع البیان ۲۲۶ | (وَالَّذِیْنَ) اَیْ وَالْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ (یَدْعُوْنَ) اَیْ یَعْبُدُوْنَھُمْ

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

خداوند کریم کفار کے بتوں کو ذلیل کرنے کے واسطے ان کو مردہ کہے اور ان کی کمزوری کا اظہار فرماویں اور ان کی عبادت کرنے والوں کو ان کمزوریوں کی وجہ سے شرمسار فرماویں اور تم وہابی یہی آیت انبیاء کرام اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر کے مسلمانوں کو ذلیل کرنا چاہتے ہو کفار تمہیں کیا استہزا کریں گے کہ جن کے انبیاؤں اور اولیاؤں کو خدا نے ایسا ذلیل کیا ہے اور اسلام میں معلوم ہوتا ہے کہ نبی اللہ ہونا اور ولی اللہ ہونا باعث ذلت ہے کچھ شرم کرو اور اس کریمہ کو منشاء الٰہی کے

مطابق سمجھو جیسا کہ خداوند نے ارشاد فرمایا ہے اور جیسا کہ متقدمین مفسرین اہل سنت وجماعت نے بیان کیا۔

اور اگر مفسرین کے خلاف وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ میں انبیاء کرام کو بھی شامل کر دئے تو پھر تمہاری تمام وہابیہ کی شرکیت بھی عیسائیوں میں بڑی آسانی سے ہو جائیگی کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد قرآن کریم میں موجود ہے۔ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِنَ الطِّیْنِ کَہَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ میں گھڑتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل جیسی پھر اس میں دم کروں گا۔ تو وہ اللہ کے اذن سے اڑنے والا ہو جائے گا تو عیسیٰ علیہ السلام میں دو صفات موجود صفت خلق بھی اور صفت حیاۃ بھی اور تم نے جو اس آیۃ سے استدلال لیا ہے کہ یہ دو صفات الوہیت کی دلیل ہیں اور کسی میں نہیں لہذا ان کو پکارنا شرک ہے تو عیسیٰ علیہ السلام تمہارے معیار الوہیت پر پورے اترے اس واسطے تم ان کو پکار الوہیت پکارا کرو کیونکہ وہ تمہارے استدلال کے رو سے معبود ثابت ہو گئے چونکہ تم وہابی بھی عیسائی عقیدہ رکھتے ہو اسی واسطے علماء اسلام کو فتنیین اور اولیاء اللہ امت محمدیہ کو ذُبّان کا مصداق بناتے ہو تمہارے مذہب کی اصلاح ہے کہیں نہ استعمال کرو مسلمانوں کو اس پر کوئی افسوس نہیں کیونکہ اسلام میں یہ اصطلاح ہے نہیں اور تمہیں علماء و اولیاء اسلام سے کوئی سروکار نہیں سُبحان اللہ قرآن دانی ہو تو ایسی ہو چودھویں صدی ہے مفسر قرآن بھی واقعی ایسے ہی ہونے چاہئیں جو لوگوں کو قرآن سے شرک کا سبق دیں ہاں! ایسے مفسر قرآن تو وہابیوں کو ہی مُبارک ہوں اسلام میں ایسے مفسروں کی ضرورت نہیں مسلمان شرک سے خدا کے فضل سے مبرا ہے جیسا کہ احناف متقدمین نے تا ہنوز قرآن کریم کو سمجھ کر عمل کیا ہے اور منزل مقصود تک پہنچ رہے ہیں جو اور کسی کو نصیب نہیں۔ محض حسد کر کے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کا کیا بگاڑو گے اور قرآن کریم کو سمجھو اور خدائی منشاء کے مطابق بیان کرو کہ اس آیۃ کریمہ میں بتوں کی تذلیل مراد ہے جنکو نہ طاقت خلق ہے اور نہ وہ زندہ ہیں اور وہ من دون اللہ بھی ہیں اور ان کو معبود سمجھنا یہ بھی من دون اللہ اور ان"

نفس اسلام

کی عبادت کرنا بھی من دون اللہ ہے اور من دون اللہ کو یہ طاقتیں نہیں ہو سکتیں یہ طاقتیں اگر عیسیٰ علیہ السلام میں موجود ہیں تو وہ من دون اللہ نہیں ہیں اور ان کی قوۃ احیاء تو وہ بھی من دون اللہ نہیں ہے بلکہ باذن اللہ ہے اور پھر رب العزۃ کے کلام میں تناقض لازم آئیگا کہ ایک مقام پر انبیاء اللہ کو قوۃ حیات وقوۃ تخلیق عطا فرمائی اور دوسرے مقام پر اس کے خلاف فرمایا کہ یہ علامات الوہیت کے ساتھ مختص ہیں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ اصول خداوندی میں تو من دون اللہ کو یہ طاقت نہیں اور نبی اللہ کو اس نے طاقت عطا فرمائی وہ من دون اللہ نہیں ہو سکتے اور نہ من دون اللہ کا مصداق بن سکتے ہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ اور یہ دونوں صفات بیک وقت بتوں ہی پائے جا سکتے ہیں کہ وہ مخلوق بھی ہیں اور اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ بھی ہیں اور اہل قبور بھی یہاں مراد نہیں ہو سکتے جیسا کہ تم سمجھ رہے ہو کیونکہ تمہارے نزدیک وہ مر کر مٹی ہو چکے ہیں۔ اس واسطے هُمْ يُخْلَقُوْنَ کا وہ مصداق نہیں بن سکتے کیونکہ ان کا وجود تو تمہارے نزدیک ہے ہی نہیں فنا ہو چکے کسی وقت وہ مخلوق تھے بالفعل نہیں تو ان کو بالفعل هُمْ يُخْلَقُوْنَ کہنا تمہارے عقیدہ کے مطابق ناجائز ہوا اور نہ وہ اموات کا مصداق بن سکتے ہیں کہ مردہ اس جسم کو کہا جاتا ہے کہ جس کی ذات کو پہلے حیاۃ مستلزم تھی اور اب تمہارے نزدیک وہ مجسم بھی نہ رہا سوائے مٹی کے لاشیٔ محض ہے آیت کا غلط مطلب بیان کرنے سے تمہاری جان بچتی ہیں اگر تمہیں یاد آیت کا مطلب صحیح بیان کرو جو صفات بتوں کی ہیں اور یہاں بت ہی مراد ہیں اور یا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا معبود سمجھو اور اہل قبور کو اپنی قبور میں بجسد عنصری تسلیم کرو۔

تو ثابت ہوا کہ اس آیت سے رب العزۃ نے بت پرستوں کو شرمسار کر کے ذلیل کیا ہے اور اپنی توحید کا سبق سکھایا ہے اور اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ بت نہ کچھ پیدا کر سکتے کیونکہ من دون اللہ ہیں اور مردہ بھی ہیں اور جیسا کہ بیک وقت تمہارے مقرر کردہ معبود بتوں میں یہ دونوں صفتیں بیک وقت مفقود ہیں رب العزۃ کی ذات میں بیک وقت دونوں صفات

موجود تھیں اور ہیں بھی اور ہمیشہ رہے گی جن کو کبھی زوال نہیں تو اے کفار الوہیت و پرستاران بت ایسے کمزوروں کو معبود بنانے والو باز آجاؤ اور اس طاقت ور لازوال خالق کی صرف پرستش کرو اور اے فرقہ وہابیہ تمہیں خداوند ہدایت دے اور تم بھی تحریف قرآنی کر کے اسلامی بزرگوں کی توہین مت کرو اور ایسے لوگ جاہل تھے اور ہیں جو ایسا کریں۔

وہابی " تم بت پرستوں کو موت کے وقت پیر فقیر اور انبیاء بھولیں گے اس وقت خدا یاد آویگا اور اس وقت پچھتاؤ گے کہ ہائے ہم نے خدا کو چھوڑ کر غیروں کی کیوں پوجا کی دیکھو اللہ تعالے نے تمہارے لوگوں کے اس وقت کا حال نقل فرمایا ہے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ جب آئیں گے ان کے پاس ہمارے فرشتے جان نکال لیں گے ان کی کہیں گے وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ جواب دیں گے کہ ہم سے وہ غائب ہیں اور اپنی جانوں پر وہ گواہی دیں گے کہ بے شک وہ کافر ہی تھے۔

بعینہ وقت موت یہ تمہارا حال ہوگا باز آجاؤ اور ان غیروں کی پوجا چھوڑ دو۔

محمد عمر مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ملاحظہ فرما لیجئے تدعون من دون اللہ جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ معلوم ہوا کہ مولوی اشرف علی صاحب بھی بت مراد لیتے ہیں اور تم وہابی لوگ جو ہم پر بہتان لگاتے ہو کہ نبیوں ولیوں کی پرستش کرتے ہو۔ شاہ ولی اللہ صاحب رقمطراز ہیں گم شد کجا است آنچہ شما مے پرستید بجز خدا۔

سن لو اور یاد رکھو اے فرقہ وہابیہ کہ ہم تمام احناف چھوٹے سے بڑے تک اور گنہگار سے اولیاء تک عورت سے مرد تک بچے سے بوڑھے تک خدا کے سوا غیروں کی پوجا کرنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں ہم نبی اللہ کو درجہ الوہیت نہیں دیتے ایسا کرنے والا مشرک ہے ولی اللہ کو بھی درجہ ولایت سے بڑھا کر درجہ الوہیت پر فائز نہیں سمجھتے ایسا کرنے والوں کو مشرک

سمجھتے ہیں ایسے ہی جو لوگ انبیاء اللہ کی عطائی طاقت اور عطائی علم وغیرہما کا انکار کرے اور ان کے صفات کو عیوبات سے بدل کر بیان کرے تو ہم ان کو بھی اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اور ایسے شخص کو والد مکرمہ کے درجہ پر دائمی قائز سمجھتے ہیں۔ خداوند کریم وحدہٗ لاشریک ہے وہی معبود ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور نہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے تمام انبیاء علیہم السلام مع اپنی صفات کاملہ عطائیہ کے برحق ہیں اور بت من دون اللہ ہیں نبی اللہ اور ولی اللہ کو بت کا مصداق بنانے والا خود بت اس کا استاد بت اس کے پچھلے اگلے بت جن کے ساتھ وہ جہنم کے گڑھے میں ضرور ڈالا جاوے گا۔ اب آیۃ مذکورہ بالا کے متعلق مفسرین کی کتب کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) **تفسیر موضح القرآن ۱۴۲** | (اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) کہاں ہیں وہ بت کہ دعا مانگتے تھے اور بندگی کرتے تھے تم ان کی سوائے اللہ کے ثابت ہوا کہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کے معنی عبادۃ کئے ہیں اور من دون اللہ بُت ہیں جو کسی کی بات سن نہیں سکتے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سنتے ہیں اور وہ اس صفت سے مبرا ہیں جو تم نے سمجھا ہے

(۲) **تفسیر جامع البیان ۱۴۴** | (اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) تَعْبُدُوْنَھَا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کہاں ہیں وہ جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۳) **تفسیر بیضاوی ۲/۱۵۴** | اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اَیْنَ الْاٰلِھَۃُ الَّتِیْ کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَھَا کہاں ہیں وہ معبود جن کی تم عبادۃ کرتے تھے۔

(۴) **تفسیر نسفی ۲/۳۴** | (قَالُوْا اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ) وَالْمَعْنٰی اَیْنَ الْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اور معنی ہیں کہ کہاں ہیں تمہارے

وہ معبود جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

(۵) شاہ ولی اللہ صاحب، گویند کجا است آنچہ شما مے پرستید بجز خدا۔

ان تمام آیات سے اور اہل سنت وجماعت کی تفسیروں سے یہ ثابت ہوا کہ تم جو معنی لیتے ہو کہ یہاں انبیاء اور اولیاء اللہ مراد ہیں یہ غلط ہے بلکہ جو لوگ اللہ کے سوا اپنے معبود سمجھ کر ان کی عبادت اور پرستش کرتے رہے ہیں، ان کے لیے یہ سختی اور وہ بھی ملائکہ کی طرف سے ہوگی۔

جب ہم مِن دُوْنِ اللّٰہ نہیں بلکہ باذن اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو اپنا ممد ومعاون سمجھتے ہیں۔ اور دنیا میں ہماری وہ امداد فرماتے ہیں تو انشاء اللہ العزیز بوقت مرگ بھی وہ اپنے متبعین کی امداد فرمادینگے کیونکہ ہم تو ان کے لئے درجہ الوہیت کا اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ نبی اللہ کو درجہ نبوت سے نہیں بڑھاتے اور ولی اللہ کو درجہ ولایت سے زیادہ نہیں سمجھتے تو وہ بحسب استطاعت خود عطائی ہماری امداد انشاء اللہ فرمائینگے اور بت چونکہ کوئی طاقت رکھتے ہی نہیں اور نہ ان کو خداوند کریم نے کوئی طاقت دی ہوئی ہے نہ دنیا میں نہ بعد میں تو وہ ان عابدین کی کیسے امداد کو پہنچ سکتے ہیں۔

پھر دوسری عرض یہ ہے کہ حساب گیر اور اَیْنَ مَا کُنْتُمْ کے سائل بھی تو ملائکہ ہیں یہ سوال بھی تو خدا کا نہیں اگرچہ باذن اللہ سائل ہیں تو انبیاء اللہ اپنے متبعین کے لیے باذن اللہ ممد ہیں خصوصاً ہمارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے متبعین کے لئے رحمۃ للعالمین ہیں دنیا میں بھی قبر میں بھی حشر میں بھی اگر کوئی اور عالم ان کے علاوہ ہو تب بھی ہمارے لئے آپ ہر حالت میں ہر وقت ہر مکان ہر زمان رحمۃ للعالمین ہیں اور آپ کی عام رحمۃ ہمارے لئے اب بھی نجات دہندہ ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہر آن فی کل مکان ہر حالت ہماری منجی رہیگی۔ تو آپ کی رحمۃ جو ہمارے مومنین کے لئے باذن اللہ ہے ہم متبعین وغلامان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ کی کیا جرأت ہے کہ ملائکہ یہ سوال کرسکیں اور کبھی ممکن ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ ہم آپ کو اپنا معبود نہیں سمجھتے لیکن باذن الٰہی آپ کو رحمۃ للعالمین منجی ضرور سمجھتے ہیں اگر اسی کا نام معبودیت کا تصور ہے تو خداوند کو کیسے کرتے

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے لئے رؤف و رحیم کیوں بنادیا جو وہ ہر وقت اپنے مومنین کو فائدہ دے رہے ہیں اور مومنین فائدہ حاصل کر رہے ہیں اور ہمارے روکنے سے رکتے نہیں۔ بھائی ہم تو یہ خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ بوقت موت ہماری زبان پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جملہ جاری ہو جس میں توحید و رسالت دونو کا اقرار ہے تو اس حالت میں اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کہنے والے فرشتوں کی کیا طاقت کہ وہ آسکیں اس وقت انشاء اللہ باذن الہی جلیلی ملائکہ تشریف فرما ہونگے۔ جو وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا کی شان سے مرحبا اھلا وسھلا کہتا ہوا آرام سے ہماری روح کو نکالیگا اس کو علم ہے کہ یہ غلام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر اس غلام سے کچھ سختی کا برتاؤ کیا ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں جھڑکیاں دیں کہ تو نے میرے غلام سے جو اپنی زبان سے میرا احترام کر رہا ہے تو نے ایسا سوال کیوں کیا یہ سوال تو جناب وہابی حضرات کے لئے یا تمہارے عیسائی بھائیوں کے لئے یا آریہ اور سکھوں کے لئے مختص ہے جو شان نبوت سے بے نصیب ہیں اور آپ کے ماننے والوں کو بت پرست بناتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ مثل بت مَالَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا کے درجہ پر تصور رکھتے ہیں اور اپنے آپ کو وہ بھی زمرہ مومنین میں کہلاتے ہیں۔

جناب یہ آیت کہ بت پرستوں کی آئندہ بشارت کو ظاہر کر رہی ہے یا جو اللہ کے سوا کسی کو معبود سمجھے اس کو وقت موت یاد دلا رہی ہے کہ موت سے پہلے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اور اس کے اولیاؤں کا دامن تھام لو تاکہ ایسے سختی کرنے والے ملائکہ بوقت موت تمہارے پاس نہ آئیں ورنہ اے بت پرستو اے غیر خدا کو خدا سمجھنے والو جب تک تم ہر ایک کو اپنے اپنے مرتبہ پر نہ سمجھو گے تو تمہارا انجام برا ہوگا اور اگر اے وہابی صاحب تم ہمیں رسالت و ولایت کے اقرار سے مشرک کہو تو تمہیں خدا ہدایت دے تاکہ تم قرآن کو صحیح سمجھ سکو اور خداوند تمہیں بھی توفیق عنایت فرمادے کہ تم بھی کسی نبی اللہ یا ولی اللہ کا دامن تھام لو جو تمہیں معبود حقیقی تک پہنچا دے تاکہ تمہاری آنکھ بھی ان کو دیکھ کر بینا ہو جاوے اور من دون اللہ کو من حیث الذات سمجھ جاؤ۔

اگر تم نے اس آیت کے معنی صحیح نہ کئے تو تمہیں ایک اور مشکل کا سامنا پڑیگا اور وہ یہ کہ جو لوگ ملائکہ کو معاذ اللہ بنات اللہ کہتے ہیں وہ بچے ہیں کیونکہ ملائکہ ہی وقت مرگ سائل ہونگے اور وہ لوگ تمام عمر ان کو پکارتے رہے ہونگے تو ان کو کوئی تکلیف ہی نہ ہونی چاہیے کیونکہ جب ان کو فرشتے سوال کرینگے اَیْنَمَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے تو وہ بجائے ضَلُّوْا عَنَّا کے باسانی کہینگے کہ ہم تمہیں ہی تمام عمر پکارتے رہے ہیں اب تم ہی حاضر ہو جن کو پکارتے رہے ہیں. تو ایسے مشرک لوگ بقول تمہارے ان کے عذاب و پرسش سے بچ جانے چاہیں حالانکہ وہ بھی نہ بچ سکیں گے. کیونکہ سوال محض پکارنے کا نہیں بلکہ توحید کا سوال ہے کہ جو لوگ خدا کے سوا دوسرے کو معبود سمجھ کر پکارتے رہے ہیں ان سے پرسش ہوگی کیونکہ وہ وہی فرشتے باذن الٰہی خدا کی طرف سے وارد ہوں گے. اسی واسطے ان کا پہلا سوال محض وہ اپنے اللہ کی دلیل کو پیش کرنا ہوگا چونکہ تم نے خدا کی عبادت نہیں کی بلکہ غیر کی پوجا کرتے رہے ہو اس واسطے خدا نے ہمیں بھیجا ہے کہ وہ موحد جو محض توحید کا اعلان کرتے پھرتے ہیں اور عبادت الٰہی سے محروم ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی کچھ وقعت نہیں سمجھتے اور نہ ان کے نفع نقصان کے قائل ہیں تو کیا ایسے لوگ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ کے رو سے اس سوال کی سرزنش میں نہ ہونگے، حالانکہ پھر ضَلُّوْا عَنَّا کا جواب بھی صحیح نہ ہوگا لیکن سوال ضرور ہوگا اور گرفت بھی ضرور ہوگی کیونکہ اس نے خدا کی عبادت کو چھوڑ کر اپنی خواہش کو معبود بنا رکھا تھا. ہم تمہارے بخلاف ان کو اپنا معبود نہیں سمجھتے اور نہ انشاء اللہ ہمیں یہ سوال ہوگا بلکہ تم جو اپنی ھویٰ یعنی خواہش کو الٰہ سمجھے ہو اور اپنی ھواء سے ہی ہر مومن پر فتویٰ کفر و شرک جڑتے ہو تم سے یہی سوال ہوگا. اور تم اپنی بات لوگوں کو مناتے ہو ابھی توبہ کرو اور اپنے نفسانی فتووں کو ترک کر دو ورنہ ہر وقت تمہیں اس سوال سے کوئی رہائی نہ ہوگی. فافہم ولاتحتہ.

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

وہابی "اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝

بے شک جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہاری مثل بندے ہیں تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہیں جواب دیتے ہیں؟ اگر تم سچے ہو۔

اس آیت نے پیر پرستوں مشرکوں کی جڑ کاٹ کر رکھ دی کہ جن کو تم پکارتے ہو تو وہ تمہاری مثل بندے ہیں اگر تم ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے سوال کا جواب نہیں دیتے تو پھر ان کو پکارتے کیوں ہو اور ان سے مرادیں کیوں مانگتے ہو لہذا ثابت ہوا کہ اہل قبور کو پکارنے والے سب مشرک ہیں آؤ شرک سے باز آجاؤ اور نبیوں ولیوں کو پکارنا چھوڑ دو کیونکہ وہ بھی تو تمہاری مثل بندے ہی تو ہیں۔

محمد عمر "بجائے قرآن کریم کے سیاق وسباق کو دیکھنا مابعد وماقبل کے تعلق کا خیال رکھنا یہ ہر مومن پر فرض ہے اور جو ایسا نہ کرے تو وہ محرف قرآن ہے اور قطع و برید کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔

سنیئے یہ آیت کریمہ جو تم نے پڑھی ہے یہ رب العزت نے محض ہندوؤں کے رد میں اور ان کے معبودین بتوں کی تذلیل کے واسطے نازل فرمائی ہے۔ تم کانگرسی ملاں بھی چونکہ انہیں کے ایجنٹ ہو اس واسطے تم نے بجائے اس کے کہ اپنے رہنما کانگرسی ہندو پر چسپاں کرتے الٹا مسلمان کے انبیاء اور اولیاء اللہ پر چسپاں کر دی سبحان اللہ تمہارے جیسے مسلمان موحدوں کی موجودگی میں کفار سے مخالفت کرنی اور ان کو قرآنی چور کہنا سخت گناہ سمجھتا ہوں۔ آئیے فقیر تم کو اس کا مطلب صحیح عرض کرتا ہے جو متقدمین اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کے مطابق ہے اور جس کو آج تک مسلمان مومنین غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح سمجھتے آئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار کئی اقسام سے منقسم تھے بعض اپنے اوتاروں کی مورتی بنا کر ان کی پرستش کرتے تھے بعض ملائکہ کو بنات اللہ سمجھ کر اپنے ذہن سے منگھڑت تصویر گھڑ کر

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

بزرگوں ہوتے بعض صالحین کے حجری مجسمے بنا کر ان کو اپنا معبود سمجھتے اور انبیاء کرام جب ان کو خداوند وحدہ لاشریک کی طرف مدعو فرماتے تو وہ ان کی بات تک نہ سنتے تو رب العزۃ نے اس آیت کریمہ سے ان کی حقیقت کو ان کے عقیدہ کے مطابق ظاہر فرماتے ہوئے ان کو شرمسار کیا اور فرمایا:

اعراف ۹/۴ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنْظِرُونِ

واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جن کی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں تم ان کو پکارو پھر ان کو چاہیئے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے کسی چیز کو تھام سکیں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہوں یا ان کے کان ہیں جن سے وہ سنتے ہوں آپ (یہ بھی) کہہ دیجیے کہ تم اپنے سب شرکاء کو بلا لو پھر میری ضرر رسانی کی تدبیر کرو پھر مجھ کو ذرا مہلت مت دو۔ (مولوی اشرف علی)

معلوم ہوا کہ ان مصنوعی بتوں کی یہی ہے کیونکہ ان کے پاؤں گھڑے ہوتے ہیں لیکن چلنے کی طاقت نہیں رکھتے ہاتھ ہوتے ہیں لیکن ان کو پکڑنے کی طاقت نہیں ہوتی آنکھیں نظر آتی ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کان ان کے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ سننے کی طاقت نہیں رکھتے یعنی آنکھوں میں قوت بینائی نہیں کانوں میں قوت سامعہ نہیں ہاتھوں میں قوت بطش نہیں اور پاؤں میں قوۃ متحرکہ نہیں تو وہ معبودیت کی صلاحیت خاک رکھیں گے تو تم خدا کو جو معبود حقیقی ہے کیوں چھوڑتے ہو اور پھر رب العزۃ نے ان کی انہی کمزوریوں کے باعث کفار کو چیلنج بھی دیا کہ اگر یہ تمہارے ان اوصاف کے مجسمے میرا کچھ بگاڑ سکتے ہیں تو ان کو کہو کہ وہ بلا

مہلت مجھے نقصان پہنچائیں جب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور میں بگاڑ سکتا ہوں تو وہ کفار ایسے معبود حقیقی کو کیوں چھوڑتے ہیں یہ تو ہے اصل مطلب جو تمہارے مولوی اشرف علی صاحب نے بھی تم پر واضح کر دیا اگر اب بھی تم انبیاء و اولیاء اللہ پر چسپاں کرو تو تمہارا علاج پھر خدا ہی کرے اب دیگر تفاسیر اہل سنت کی طرف نظر اٹھائیں کہ کیا انہوں نے بھی یہی مطلب سمجھا ہے یا تمہارا او ایجاد مطلب سنیئے۔

(۱) تفسیر موضح القرآن } اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ، تحقیق جن بتوں کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۱۵۰ | (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ) تَعْبُدُوْنَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) ای الاَصْنَامَ جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے یعنی بتوں کی۔

(۳) تفسیر بیضاوی ۲/۱۴۹ | (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) ای تَعْبُدُوْنَهُمْ وَتُسَمُّوْنَهُمْ اٰلِهَةً۔

(۴) تفسیر نسفی ۲/۹۹ | (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) ای تَعْبُدُوْنَهُمْ وَتُسَمُّوْنَهُمْ اٰلِهَةً (عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ) ای مَخْلُوْقُوْنَ مَمْلُوْكُوْنَ اَمْثَالُكُمْ (وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ) يُشْبِهُوْنَ النَّاظِرِيْنَ اِلَيْكَ لِاَنَّهُمْ صَوَّرُوْا اَصْنَامَهُمْ بِصُوْرَةِ مَنْ قَلَّبَ حَدَقَتَهُ اِلَى الشَّيْءِ يَنْظُرُ اِلَيْهِ۔

بے شک جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا یعنی ان کی عبادت کرتے ہو اور ان کا نام معبود رکھتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں یعنی گھڑے گئے ہیں تمہاری طرح مملوک ہیں (دیکھتے ہیں وہ تمہاری طرف) آپ کی طرف دیکھنے والوں کی شباہ ہیں کیونکہ وہ اپنے بتوں کی ایسی تصویر بناتے تھے۔ جیسا کہ کوئی شخص کسی شئے کی طرف آنکھ پلٹ کر دیکھ رہا ہے۔

(۵) تفسیر معالم التنزیل ۲/۲۶۸ } (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ)

WWW.NAFSEISLAM.COM نفس اسلام

یعنی الاصنام

(۶) **تفسیر ابن جریر ۹/۹۵** | (إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ) يَقُوْلُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ لِهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ مُوَبِّخُهُمْ عَلٰى عِبَادَتِهِمْ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ مِنَ الْأَصْنَامِ إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ أَيُّهَا الْمُشْرِكُوْنَ آلِهَةً مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَتَعْبُدُوْنَهَا شِرْكًا مِنْكُمْ وَكُفْرًا بِاللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ يَقُوْلُ هُمْ أَمْلَاكٌ لِرَبِّكُمْ كَمَا أَنْتُمْ لَهُ مَمَالِيْكُ۔

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں بتوں کی عبادۃ سے ان مشرکوں کو توبیخ کرنے والا ان کی عبادۃ پر چونکہ نہ نقصان ہوتا ہے ان کو اور نہ نفع ہوتا ہے ان بتوں سے بے شک اے مشرکو جن کو تم اللہ کے سوا معبود پکارتے ہو اور جن کی تم عبادۃ کرتے ہو اللہ کے ساتھ شرک کرکے اور کفر کرکے وہ تمہاری مثل بندے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ بھی تمہارے رب کی ملکیت ہیں جیسا کہ تم ملکیت ہو اپنے رب کی۔

(۷) **تفسیر خازن ۲/۲۹۸** | يَعْنِيْ أَنَّ الْأَصْنَامَ الَّتِيْ يَعْبُدُهَا هٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكُوْنَ إِنَّمَا هِيَ مَمْلُوْكَةٌ لِلّٰهِ أَمْثَالُهُمْ۔

وَفِيْهِ سُؤَالٌ وَهُوَ أَنَّهُ وَصَفَهَا بِأَنَّهَا عِبَادٌ مَعَ أَنَّهَا جَمَادٌ وَالْجَوَابُ أَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ لَمَّا ادَّعَوْا أَنَّ الْأَصْنَامَ تَضُرُّ وَتَنْفَعُ وَجَبَ أَنْ يَعْتَقِدُوْا كَوْنَهَا عَاقِلَةً فَاهِمَةً فَوَرَدَتْ هٰذِهِ الْأَلْفَاظُ عَلٰى وَفْقِ مُعْتَقَدِهِمْ تَبْكِيْتًا لَهُمْ وَتَوْبِيْخًا إِنَّمَا وَرَدَ فِيْ مَعْرِضِ الْاِسْتِهْزَاءِ بِالْمُشْرِكِيْنَ۔

(قُلِ ادْعُوْا شُرَكَاءَكُمْ) هٰذِهِ الْأَصْنَامُ الَّتِيْ تَعْبُدُوْنَهَا۔

یعنی بے شک وہ بت جن کی یہ مشرک لوگ عبادۃ کرتے ہیں وہ اللہ کی ملک ہیں جیسا کہ یہ ان کی ملک ہیں۔

نفس اسلام

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے ان کو لفظ عباد سے تعبیر کیا حالانکہ وہ جماد ہیں اور جواب یہ ہے کہ مشرکین نے جب دعویٰ کیا کہ بت نقصان اور نفع دیتے ہیں واجب ہے کہ وہ اس امر کا بھی اعتقاد رکھیں کہ وہ عاقل بھی ہیں اور سمجھدار بھی ہیں تو اللہ تعالےٰ نے یہ الفاظ ان کے عقیدے کے مطابق استعمال فرمائے ان پر افسوس کرتے ہوئے اور جھڑکتے ہوئے اور کئی جگہ انہیں محض مشرکین کو استہزا کے طور پر عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ ارشاد فرمایا۔

ان تمام اہل سنت وجماعت کی تفاسیر سے ثابت ہوا کہ اس آیۂ کریمہ میں رب العزۃ نے کفار کے بتوں کی مذمت کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ میں نے تم کو سننے والا دیکھنے والا چلنے والا پکڑنے والا بنایا ہے اور جن کی تم پوجا کرتے ہو وہ ان کاموں سے بھی محروم ہیں۔ تم ایسے بے وقوف ہو کر ایسے ناکارہ بتوں کی پرستش کرتے ہو اور احسن الخالقین کو چھوڑتے ہو خداوند کریم کفار کو ان کے بتوں کی تنبیہ کر کے ان کی کمزوری پر ان کو مخول کرے اور تم انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی تنقیحات کر کے ان کو مخول کرتے ہو واقعی یہ کام پہلے کفار کا بھی تھا جیسا کہ رب العزۃ نے فرمایا مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ کوئی ایسا رسول نہیں آیا جن کو کفار نے مخول نہ کیا ہو اور تمہیں ان کے مالک کی خبر نہیں کہ جب وہ ان کا بدلہ دے گا تو تمہارا کیا حال ہوگا کفار کو تو اللہ نے چیلنج دیا کہ تمہارے معبود اگر کچھ ہمارا بگاڑ سکتے ہیں تو بگاڑ لیں اور تم مسلمانوں کو چیلنج دیتے ہو کہ تمہارے انبیاء اور اولیاء اگر کچھ بگاڑ سکتے ہیں تو بگاڑ لیں یاد رکھو ان کے مالک کمزور تھے اور معلی زبردست تھا وہ کچھ بگاڑ نہ سکے لیکن ان کا مالک زبردست ہے جو تمہارا بھی مالک ہے دیکھنا وہ تمہیں اپنے انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کے مخول کا کیا عجیب بدلہ دیگے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ کفار کی بت نہ سن سکتے تھے کیونکہ ان کی قوت لاشی محض تھی اور یہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنے متبعین کی سنتے ہیں جن کی شان نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث قدسی سے ثابت ہے۔

بخاری شریف (۲/۹۶۳) كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ

ت پس اگر ہم لیجائیں آپکو پھر ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں

بِهٖ وَيَدَهُ الَّذِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّذِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب العزۃ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ولی کے کان ہوتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ ہوتا ہوں جن کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور میں ولی کے پاؤں ہوتا ہوں جن کے ساتھ وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھے کوئی سوال کرے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں الخ۔

بخاری شریف ۲/۱۱۱۲

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں۔

کیوں جناب اب فرمایئے۔ اب تو رب العزۃ نے بھی لف ونشر غیر مرتب سے اپنے ولی کی ایسی شان بیان فرمائی کہ بتوں کے مقابلہ میں ولی کا کنڈا توڑ کر رکھ دیا بلکہ دوسری حدیث شریف میں رب العزۃ نے بیان فرما دیا کہ میرا ولی نبی بتوں کی طرح نہیں مگر میرے بندے کے جو خیال میں آجائے میں ایسے ہی کر دیتا ہوں۔

وہابی ولی اللہ اور نبی اللہ کی آنکھ وغیرہ کو بت جیسے بتانے بیٹھا ہے فانھم ابکان لک فھم

وہابی "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو مردوں کو پکارتے ہیں ان کی مثال ایسے ہے جیسا کہ ایک شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلاوے تو پانی خود بخود اس کے منہ تک نہیں پہنچتا اور یہ وتیرہ کفار کا ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ۔

اور جو لوگ من دون اللہ کو پکارتے ہیں وہ ان کو کچھ جواب نہیں دے سکتے مگر پانی کی

طرف دونوں ہاتھ پھیلانے والے کی طرح تاکہ اس کے منہ تک پہنچے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچنے والا اور نہیں ہے کافروں کی دعا مگر گمراہی میں اب تم مردوں کو پکارتے ہو یہی حال تمہارا ہے۔

محمد عمر اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے من دون اللہ کی ایک صفت بیان فرمائی ہے کہ من دون اللہ کو ان میں فرمایا لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ مِنْ دُونِ اللّٰهِ اپنے پکارنے والوں کو کچھ جواب نہیں دے سکتے کیا انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام کی شان بھی یہی ہے کہ وہ بھی اپنے بلانے والے کو کچھ جواب نہیں دیتے؟ اگر یہ واقعی سچ ہے جو تم نے سمجھا ہے تو تمہیں نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام چھوڑ دینا چاہیے قبرستان میں جا کر تو تم بھی السلام علیکم کہہ دیتے ہو پھر تم بھی مشرک ٹھہرے کیونکہ اس آیۃ میں دور نزدیک کا تو سوال ہی نہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ التحیات میں کہتے ہو تم بھی مشرک ہو گئے کیونکہ اس میں تمہارے نزدیک ندا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ہے آیئے فقیر مومنین کو اہل قبور مومنین کا جواب دینا حدیث پاک سے ثابت کر دیتا ہے۔

کنز العمال ۱/۲۶۷ فَاَتٰى عُمَرُ وَمَنْ مَعَهُ الْقَبْرَ فَقَالَ عُمَرُ يَا فُلَانُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ فَاَجَابَهُ الْفَتٰى مِنْ دَاخِلِ الْقَبْرِ يَا عُمَرُ قَدْ اَعْطَانِيْهِمَا رَبِّيْ فِي الْجَنَّةِ مَرَّتَيْنِ۔ پس تشریف لائے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور جو شخص آپ کے ساتھ تھا ایک قبر کے پاس تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا اے فلاں اور جو شخص اپنے رب کے مقام سے ڈرے اس کے واسطے دو جنت ہیں پس جوان نے آپ کو جواب دیا قبر کے اندر سے اے عمر تحقیق میرے رب نے مجھے دو بار جنت عطا کئے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ اس آیۃ کریمہ سے مراد اہل قبور نہیں ہیں کیونکہ جوان سے بات کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس سے بات کرتے ہیں اور اہل قبور کو پکارنا بھی ثابت ہو گیا اور سنیئے

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

طبقات سبکی ۴/۱۱۴ } وكان في زماننا شخص يكره الغزالي ويذمه ويستغيبه في الديار المصرية فرأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام وأبا بكر وعمر رضي الله عنهما بجانبيه والغزالي جالس بين يديه وهو يقول يا رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا يتكلم في وأن النبي صلى الله عليه وسلم قال هاتوا السياط وأمر به فضرب لأجل الغزالي وقام هذا الرجل من النوم وأثر السياط على ظهره ولم يزل وكان يبكي ويحكيه للناس۔

اور ہمارے زمانے میں ایک شخص امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو برا سمجھتا تھا اور ان کی برائی کرتا اور شہروں میں ان کی عیب جوئی کرتا تو اس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ کے دونوں جانبین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ تھے اور آپ کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے اور امام غزالی رحمۃ اللہ دربار مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم میں درخواست پیش کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ شخص میرے متعلق باتیں بناتا رہتا ہے اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوڑے مارنے والے کو بلاؤ (جب وہ حاضر ہوا تو) اپنے حکم جاری فرمایا کہ اس کو کوڑے مارے جائیں تو وہ شخص (عیب نکالنے والا) کوڑے مارا گیا امام غزالی کے سبب اور یہ آدمی نیند سے کھڑا ہوا اور کوڑے مارنے والے نے جو کوڑے مارے اس کے نشانات اس کی پشت پر موجود تھے اور وہ شخص ہمیشہ روتا رہتا اور لوگوں کو یہ واقعہ بیان کرتا رہتا۔

اور باقی رہا جو تم نے کہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام جب اہل قبور ہوتے ہیں۔ توان کی طرف ہاتھ پھیلانا ایسا ہے۔ كباسط كفيه الى الماء وما هو ببالغه جیسا کہ پانی کیلئے اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے اور وہ پانی اس کو خود بخود پہنچنے والا نہیں تو تمہارا یہ استنباط بھی صحیح نہیں۔ انبیاء علیہ السلام سے تو ایک ہی مثال پیش کرتا ہوں اللہ تعالے فرماتے ہیں۔

Nafse Islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت اب تم بتاؤ کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت دنیا میں تشریف فرما ہیں آپ کی رحمت عالمین کو محیط ہے یا نہیں؟ بغیر آپ کی رحمت کے تو بفرمان الٰہی عالمین کا قیام ہی نہیں۔ ثابت ہوا کہ اس آیۂ کریمہ کو تم نے جو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام پر چسپاں کیا ہے یہ تمہارا چسپاں کرنا غلط ہے۔ اب ذرا ولی اللہ جو قبر میں بھی ہے اس کی ایک مثال بھی پیش کرتا ہوں۔

طبقات سبکی ۲/۱۵ | سنہ ۲۶۴ھ سمرقند میں قحط پڑ گیا لوگوں نے بہت دعائیں کیں اور نماز استسقا بھی پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی سمرقند کا قاضی بہت صالح تھا اس نے کہا کہ میں نے خواب دیکھی ہے مجھے کہا گیا ہے کہ تو بھی اور تیرے ساتھ لوگ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی طرف نکلیں اور اس کے پاس جا کر دعا مانگیں فَخَرَجَ الْقَاضِیْ وَالنَّاسُ مَعَہٗ وَاسْتَسْقَی الْقَاضِیْ بِالنَّاسِ وَبَکَی النَّاسُ عِنْدَ الْقَبْرِ وَتَشَفَّعُوْا بِصَاحِبِہٖ فَاَرْسَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی السَّمَآءَ بِمَآءٍ عَظِیْمٍ غَزِیْرٍ فَاَقَامَ النَّاسُ مِنْ اَجَلِہٖ بِخَرْتَنْکَ سَبْعَۃَ اَیَّامٍ اَوْ نَحْوِہَا لَا یَسْتَطِیْعُ اَحَدٌ الْوُصُوْلَ اِلٰی سَمَرْقَنْدَ مِنْ کَثْرَۃِ الْمَطَرِ وَغَزَارَتِہٖ۔

تو نکلا قاضی اور لوگ بھی اس کے ساتھ قاضی نے دعا استسقیٰ پڑھی لوگوں کے ساتھ اور لوگ قبر کے پاس روئے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش خداوند کے دربار میں پیش کی تو رب العزت نے آسمان سے خوب زور کی بارش برسائی تو لوگ کثرت بارش کی وجہ سے خرتنک میں سات دن باہر نہ نکل سکے اور سمرقند شہر میں بارش کی وجہ سے نہ جا سکے اے وہابی دوستو خدارا کچھ سوچ کر آیات کو چسپاں کیا کرو جو آیتیں بتوں کے حق میں نازل ہیں ان کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ پر چسپاں مت کرو یہ خدا کی کتاب تمہاری تصنیف شدہ نہیں کہ جو تمہارا دل چاہے مطلب بنالو تمہارے اس عقیدہ باطلہ کی تو اللہ تعالےٰ نے بھی تردید فرمائی ہے۔

ال عمران ۴/۱۷ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَنْ لَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

اور وہ شہدا مبارکیں طلب کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ان کے ساتھ ابھی ملے نہیں ان کے پیچھے ہیں اس بات کی کہ ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کھائینگے۔

سناؤ اب تو فیصلہ خداوندی ہو گیا کہ یہ پارٹی شہدا و اولیاء اللہ و انبیاء علیہم السلام کی ایسی نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے بلکہ دنیا سے ان کا تعلق رہتا ہے اور وہ طلب بشارت کرتے ہیں۔

پھر خدا کا خوف کرو جب حیاۃ انبیاء علیہم السلام و شہداء و صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین بکلام الہیٰ ثابت ہے اور ان سے فائدہ و استفادہ بھی ثابت ہے تو تم اگر نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے آئیے اہل سنت و جماعت کی تفاسیر سے تمہاری تسلی کر دیں تاکہ اگر تم عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق رکھتے ہو تو جلالین کی تفسیر ہی سن کر شاید تمہارا ایمان درست ہو جائے اور خداوند تمہارے عقیدہ کو درست کر دیں۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا اَوْ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا

(۱) تفسیر خازن ۴/۲۰ (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) يعني وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَهُمْ اٰلِهَةً مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَهِيَ الْاَصْنَامُ الَّتِيْ يَعْبُدُوْنَهَا

(وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) کے معنی جن کو تم خدا کے سوا معبود پکارتے ہو اور وہ بت ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَالْعَطْشَانِ اِذَا بَسَطَ كَفَّيْهِ فِي الْمَاءِ لَا يَنْفَعُهُ ذٰلِكَ مَا لَمْ يَغْرِفْ بِهِمَا مِنَ الْمَاءِ وَلَا يَبْلُغُ الْمَاءُ فَاهُ مَا دَامَ بَاسِطٌ كَفَّيْهِ وَهٰذَا مَثَلٌ ضَرَبَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِلْكُفَّارِ وَدُعَائِهِمُ الْاَصْنَامَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُهُمْ اَلْبَتَّةَ ثُمَّ خَتَمَ هٰذَا بِقَوْلِهٖ (وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِيْنَ) يعني اَصْنَامَهُمْ

اور فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مثال پیاسے کی جب اپنے دونوں ہاتھ

پانی کی طرف پھیلائے رہتا ہے اسکو نفع نہیں دے سکتے جب تک کہ دونوں ہاتھوں سے پانی کے چلو نہ نہ بھرے اور نہیں پہنچتا پانی کو اس کا منہ جب تک بھی وہ اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے رکھے اور یہ مثال اللہ تعالےٰ نے کفار کے لئے بیان فرمائی ہے اور ان کا بتوں کو پکارنا اور عبادت کرنا جب کسی وقت ان کو نفع نہیں دیتا۔ ہرگز۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے قول سے آیت کو ختم فرمایا (اور نہیں ہے کافروں کو پکارنا) یعنی ان کے بتوں کو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی ثابت ہو گیا کہ یہ آیت بتوں اور کفار کے بارے میں ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کے حق میں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

(۲) تفسیر معالم التنزیل ۴/۱۰ | (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ) یَعْبُدُوْنَ الْاَصْنَامَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔

اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔

(۳) تفسیر نسفی ۲/۱۱۸ | (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) وَالْاٰلِھَۃُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْھُمُ الْکُفَّارُ۔ (وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ) اَنْ دُعَآءُ الْاَصْنَامِ لَمْ تَسْتَطِعْ اِجَابَتَھُمْ۔

اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اور وہ معبود جن کو کفار پکارتے ہیں۔

(۴) تفسیر ابن کثیر ۲/۵۰۵ | (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ الخ) مَثَلُ الَّذِیْنَ یَعْبُدُوْنَ اٰلِھَۃً غَیْرَ اللّٰہِ

مثال ان لوگوں کی جو عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا معبودوں کی۔

(۵) تفسیر بیضاوی ۲/۲۹۴ | (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) وَالْمُشْرِکُوْنَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ الْاَصْنَامَ

اور مشرک لوگ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں اور بلاتے ہیں۔

(۶) تفسیر جلالین ۱۵۳ | (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ) یَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِہٖ)

nafse islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

أَيْ غَيْرِهٖ وَهُمُ الْأَصْنَامُ۔

اور وہ لوگ جو عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

(۷) **تفسیر جامع البیان ۲۱** | (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ) الْأَصْنَامَ (مِنْ دُوْنِهٖ) مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَيِ الْمُرَادُ مِنَ الَّذِيْنَ الْأَصْنَامُ أَيِ الْأَصْنَامُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ) اي الْأَصْنَامُ لَهُمْ بِعِبَادَتِهِمْ

اور جن بتوں کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں الذین سے مراد بت ہیں یعنی وہ بت جن کو کفار اللہ کے سوا پکارتے تھے وہ نہیں جواب دے سکتے یعنی بت ان کو ان کی عبادت کا

(۸) **تفسیر کشاف ۲/۲۸۲** | (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ) وَالْآلِهَةُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْهُمُ الْكُفَّارُ

(۹) **تفسیر موضح القرآن ۲۵۲** | (وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ) اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں سوائے خدائے تعالیٰ کے بتوں کو جو انہیں خدا تعالیٰ کا شریک کہتے ہیں (لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ) وہ بت ان کا پکارنا اور بلانا نہیں مانتے۔ اکثر تفاسیر اہل سنت وجماعت سے ثابت ہو گیا کہ یہ آیت بتوں کے حق میں ہے نہ ولیوں نبیوں کے حق میں جیسا کہ تم نے اور تمہارے اکابرین نے سمجھا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وہابی " اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ جن ولیوں نبیوں کو تم پکارتے ہو وہ اپنے نفسوں کی مدد نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ وہ تمہاری امداد کریں ملاحظہ ہو۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ

لَا یُبْصِرُوْنَ

اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ وہ اپنے نفسوں کی مدد کر سکتے ہیں اگر تم ان کو ہدایت کی طرف بلاؤ وہ سنتے نہیں آپ ان کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ کہ وہ آپ کی طرف تکتے ہیں۔ حالانکہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔

سنا یہی ہے تمہاری قبروں کا حال جن کو تم پکارتے ہو خدا کا خوف کرو قرآن کیا کہتا ہے۔

"محمد عمر"

رب العزۃ نے اس آیۃ کریمہ میں من دون اللہ کی شرح فرمائی جیسا کہ ماقبل بھی تفاصیل گزر چکی ہیں۔ اب من دون اللہ کی تین صفتیں بیان فرمائیں۔

(۱) اپنی جانوں کی مدد کرکے وہ عذاب الٰہی سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے لہٰذا وہ تمہاری مدد کے قابل نہیں۔

(۲) وہ گمراہ ہیں ہدایت سے اتنی دور ہیں کہ اگر تم ہدایت کے لیے پکارو تو وہ تمہاری بات سنتے ہی نہیں۔

(۳) وہ دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ بظاہر ان کی آنکھیں نظر آتی ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں سکتے کیونکہ دیکھنے والی آنکھیں ان کی نہیں ہیں۔ بلکہ انسانوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔

اب اے وہابیو تم ذرا اتنا غور فرماؤ کہ ان امور ثلاثہ کو انبیاء کرام اور اولیائے کرام پر چسپاں کرنا ایمان سے بعید ہے۔ کیونکہ یہ آیت مومن پر چسپاں نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ انبیاء کرام و اولیائے عظام پر چسپاں کرو کیونکہ نمبر (۱) میں بتوں کی حالت یہ ہے کہ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ تم آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ اس آیۃ مذکورہ میں معبودین کفار بت مراد ہیں جو جہنم کا ایندھن ہوں گے وہ دوزخ کی آگ سے خود نہ بچ سکیں گے دوسروں کو انہوں نے کیا ہی بچانا ہے جن کے لیے رب العزۃ نے بھی فتویٰ دیا ہے۔ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ یہ صفت بت ہے نہ کہ مومنین کی جیسا کہ

تم نے سمجھا ہے کیونکہ مومنین کی شان دوسرے مقام پر کلام الٰہی میں مذکور ہے سنیئے

انبیاء ۱۷/۷ | اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ
بے شک وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی کا وعدہ ہو چکا ہے یہی لوگ دوزخ سے دور کئے جاویں گے۔

معلوم ہوا کہ دوزخ مومنین کے نزدیک بھی نہ ہوسکے گا چہ جائیکہ وہ بتوں کے مصداق بن کر دوزخ میں داخل ہوں اور سنئے

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ تمام دوست قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے سوائے متقین کے۔

معلوم ہوا کہ متقین انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنی جانوں کو بھی دوزخ کی آگ سے بچائینگے اور ان کی دوستی ان کے متبعین کو بھی مفید ثابت ہوگی تو اس آیۃ کریمہ کے یہ لوگ مصداق نہ بنے جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت کیا گیا معلوم ہوا کہ تم نے اس آیۃ کو غلط سمجھا ہے۔

اسے جن کی شان میں خداوند فرماویں اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ تم ان کی بے ادبی ایسی کرو کہ بتوں کی آیات ان پر چسپاں کرو اور لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ کو پس پشت ڈال کر یہ کہو کہ نہ اپنی جانوں کو نہ کسی کو کوئی فائدہ پہنچا ہی نہیں سکتے خدا سے ڈرو تم نے مرنا ہے کیا قبروں میں اپنے ساتھ توشہ انبیاء کرام و اولیاء کرام کی بے ادبی اور گستاخی ہی لے جاؤ گے اُن سے مت بگاڑو ان سے بگڑ گئی تو خدا راضی نہ ہوگا۔ تو تمہارا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا سوچ لو یہاں تو دھڑا بندی بنا لو گے لیکن وہاں ان کا دھڑا ہی کام آئیگا یہ تمہارا دھڑا کام نہ آئیگا فرمان الٰہی لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ یہ بتوں کے متعلق ہے نہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے متعلق جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اب مفسرین اہل سنت وجماعت سے فتویٰ دریافت فرمائیے۔

(۱) تفسیر جلالین ۱۱۳ | (وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ) اَیِ الْاَصْنَامَ اِلَی الْهُدٰی لَا یَسْمَعُوْ
(وَتَرٰىهُمْ) اَیِ الْاَصْنَامَ ۔ اور اگر تم بتوں کو ہدایت

nafseislam WWW.NAFSEISLAM.COM

کی طرف بلاؤ تو وہ نہیں سنتے اور آپ ان کو دیکھتے ہیں یعنی بتوں کو

(۲) جامع البیان ۱۵۰ | (وَاِنْ تَدْعُوْھُمْ) اَیِ الْاَصْنَامَ
اور اگر تم بتوں کو پکارو

(۳) تفسیر خازن ۲/۲۶۹ | (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ) ھٰذِہٖ الْاَصْنَامُ وَھِیَ لَیْسَتْ کَذٰلِکَ فَلَا تَکُوْنُ مَعْبُوْدَۃً

اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا یہ بت ہیں اور وہ ایسے نہیں تو معبود نہ بن سکے۔

(۴) تفسیر معالم التنزیل ۲/۲۶۹ | (وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ) یعنی الْاَصْنَامُ (یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ) یعنی الْاَصْنَامَ۔

(۵) تفسیر ابن کثیر ۲/۲۷۶ | (وَاِنْ تَدْعُوْھُمْ اِلَی الْھُدٰی لَا یَتَّبِعُوْکُمْ) یعنی اَنَّ ھٰذِہٖ الْاَصْنَامَ لَا تَسْمَعُ دُعَاءَ مَنْ دَعَاھَا

یعنی یہ بت جو شخص ان کو پکارے وہ اس کی پکار کو سنتے نہیں۔

(۶) موضح القرآن ۱۹۳ شاہ عبد القادر صاحب | اور جن بتوں کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے نہیں طاقت رکھتے وہ یاری کرنے تمہارے کی اور نہ آپ اپنی کی یاری کرتے ہیں۔

(۷) موضح القرآن | کم از کم اپنے مولوی اشرف علی صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ کرو شاید سمجھ آجائے۔ اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔

اور دوست پہلی آیت تو تم نے اس کی چھوڑ ہی دی تاکہ پول نہ نکلے سنئے

اعراف ۹/۲۴ | اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَا

اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ

بے شک جن من دون اللہ کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل مملوک خدا ہیں پس دعا مانگو تم ان سے تاکہ وہ تمہاری دعا قبول کریں اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں؟ جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں؟ جن کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں کیا ان کی آنکھیں ہیں؟ جن سے وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے کان ہیں؟ جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں فرما دیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلاؤ اپنے شرکاء کو پھر وہ مجھ سے مکر کرلیں تو وہ میرا انتظار نہ کریں (جو کرنا ہے کریں)

یہ ہے جناب بتوں کا حال جن کو اللہ تعالےٰ نے ذلیل کرنے کے لیے ایک ایک بات میں ان کو ذلیل کیا ہے۔ اب اس کا ترجمہ پہلے اپنے اکابرین سے سنئے۔

(۱) مولوی اشرف علی صاحب (اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اور تم جن لوگوں کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔

(۲) **تفسیر موضح القرآن** تحقیق جن تم ان کی بندگی کرتے ہو تم سوائے اللہ کے

(۳) **شاہ ولی اللہ صاحب** ۔ ہر آئینہ کسانیکہ عبادت میکنید ایشاں را بجز خدا

معلوم ہوا ہے کہ اس آیۃ میں تَدْعُوْنَ سے مراد تَعْبُدُوْنَ ہے جو کوئی اہل سنت و جماعت کسی نبی اللہ یا ولی اللہ کی عبادت نہیں کرتا یہ تمہارا بہتان ہے۔

اب مفسرین اہل سنت کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۴) **تفسیر جامع البیان ۱۵۰** | (اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ) تَعْبُدُوْنَهُمْ (مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اي الاصنام۔

جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ کے یعنی بتوں کی۔

(۵) **تفسیر خازن ۲/۲۶۸** | (اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ) يعني ان الاصنام التي يعبدها هؤلاء المشركون

مَمْلُوْکَۃٌ لِلّٰہِ اَمْثَالُکُمْ یعنی بت جن کی وہ مشرکین عبادت کرتے ہیں وہ ان کی طرح اللہ کی مملوک ہیں۔

وَفِیْہِ سُؤَالٌ وَھُوَ اَنَّہٗ وَصَفَھَا بِاَنَّھَا عِبَادٌ مَعَ اَنَّھَا جَمَادَاتٌ وَالْجَوَابُ اَنَّ الْمُشْرِکِیْنَ لَمَّا ادَّعَوْا اَنَّ الْاَصْنَامَ تَضُرُّ وَتَنْفَعُ وَجَبَ اَنْ یَّعْتَقِدُوْا کَوْنَھَا عَاقِلَۃً فَاھِمَۃً فَوَرَدَتْ ھٰذِہِ الْاَلْفَاظُ عَلٰی وَفْقِ مُعْتَقَدِھِمْ تَبْکِیْتًا لَّھُمْ وَتَوْبِیْخًا اِنَّمَا نَدَّدَ فِیْ مَعْرِضِ الْاِسْتِھْزَاءِ بِالْمُشْرِکِیْنَ۔

اور اس میں سوال ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے بتوں کی وصف بندوں سے فرمائی (یعنی بندوں کی مثال فرمائی) بایں طور کہ وہ بندے ہیں باوجودیکہ وہ جمادات ہیں اور جواب یہ ہے کہ مشرکین نے جب یہ دعویٰ کیا کہ بت نقصان بھی کر سکتے ہیں اور نفع بھی دیتے ہیں۔ واجب ہوا کہ وہ اعتقاد رکھیں ان کے عاقل فاہم ہونے کا بھی تو یہ الفاظ ان کے عقیدے کے موافق ان کو رولانے اور جھڑکنے کے لئے وارد ہوئے اور کوئی بات نہیں یہ بیان عباد اَمْثَالُکُمْ کا محض مشرکین کو مخول کرنے کے لئے وارد ہوا ہے درحقیقت الامر وہ بت ایسے نہیں تو ثابت ہوا کہ تم بھی انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو مخول کرتے ہوئے اس ایت کر ان پر چسپاں کرتے ہو اللہ تبارک وتعالےٰ نے بتوں اور ان کے پرستاروں کو ایسی ایات نازل فرما کر مخول کرے اور تم بتوں اور کفار کا بدلہ لینے کے لئے وہی ایتیں مومنین اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں کر کے مخول کرتے ہو۔ کچھ شرم کرو۔ کچھ شرم کرو۔ کچھ شرم کرو۔

(۶) تفسیر نیشاپوری ۹/۹۵ (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ) فَسُئِلَ کَیْفَ یَحْسُنُ وَصْفُ الْجَمَادَاتِ بِاَنَّھَا عِبَادٌ وَاُجِیْبَ بَعْدَ تَسْلِیْمِ اخْتِصَاصِ الْعِبَادِ بِالْعُقَلَاءِ بِاَنَّ ذٰلِکَ وَرَدَ عَلٰی مُعْتَقَدِھِمْ اَنَّھَا عُقَلَاءُ وَفِیْہِ اَیْضًا نَوْعٌ مِّنَ الْاِسْتِہ

(بے شک جن لوگوں کی تم عبادت کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں) پس سوال کیا گیا کہ جمادات کی وصف عباد کے ساتھ کیسے اچھی لگتی ہے اور جواب دیا گیا کہ عباد کی خصوصیت ان کے عقلاء کے تسلیم کرنے کے بعد اس لئے بیان ہوا کہ ان کے اعتقاد سے بتوں کا عقلاء ہونا ان کو مسلم تھا۔

اور اس میں بھی ایک قسم کا استہزاء ہے۔

(۷) **تفسیر معالم التنزیل** ۲/۲۶۸ | (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) یعنی الاصنام یعنی بت

(۸) **تفسیر کشاف** ۲/۱۱۰ | (وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ) وَاِنْ تَدْعُوْا هٰذِهِ الْاَصْنَامَ (عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ) وَقَوْلُهٗ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ اِسْتِهْزَاءٌ بِهِمْ۔

(۹) **تفسیر ابن جریر** ۹/۹۵ | (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ) یَقُوْلُ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ لِهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِکِیْنَ مِنْ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ مُوَبِّخَهُمْ عَلٰی عِبَادَتِهِمْ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ مِنَ الْاَصْنَامِ

اللہ تعالیٰ ان مشرکین کو بتوں کی عبادۃ پر توبیخ فرماتے ہوئے ارشاد کرتے ہیں جو بت ان کو نہ ضرر دے سکتے ہیں اور نہ نفع۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ اَیُّهَا الْمُشْرِکُوْنَ اٰلِهَةً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَتَعْبُدُوْنَهَا شِرْکًا مِّنْکُمْ وَکُفْرًا بِاللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ یَقُوْلُ هُمْ اَمْلَاکٌ لِرَبِّکُمْ کَمَا اَنْتُمْ لَهٗ مَمَالِیْکُ۔

بے شک اے مشرکو جن معبودوں کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اللہ کے ساتھ شرک و کفر کرتے ہو وہ تمہاری مثل بندے ہیں اللہ فرماتے ہیں کہ وہ مملوک ہیں تمہارے رب کے جیسا کہ تم اسی کے مملوک ہو۔

ثابت ہوا کہ یہ تمہاری پیش کردہ ایت جس کا ماقبل تمام بتوں کی صفات پر ہے یہ مکمل ایت بتوں کے حق میں ہے اور اب حدیث قدسی بخاری شریف میں مذکور ہے اس ایت کے مقابلہ میں رب العزۃ نے لف ونشر غیر مرتب سے اپنے محبوبوں کی شان بیان فرمائی ہے جو مومنین کے واسطے کافی سمجھنے کا مقام ہے۔

بخاری شریف ۲/۹۶۲ | فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ

(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ولی کے) میں کان ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں۔

اب تم پر فیصلہ ہے کہ یہ فیصلہ الہٰی اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کے حق میں ہے اور وہ بتوں کے حق میں تو تم بتوں کی ایت کو جب اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ پر چسپاں کرتے ہو اور ان کو معزول کرتے ہو تو معلوم ہوا کہ تمہارا ایمان کو معزول کرنا یہ ان کی طرف منسوب نہیں بلکہ یہ خداوند کو معزول کرنا ہے جس کا بدلہ تم سے خداوند ہی بطش شدید سے لے گا اب تمہاری مرضی پر موقوف ہے سمجھو یا نہ اور پھر بخاری شریف میں مذکور ہے۔

بخاری شریف ۲/۱۱۱۷ | اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ قَالَ اللّٰہُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔

یہ بھی حدیث قدسی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں کہ وہ میرے ساتھ ہے

اب اس آیۃ کا فیصلہ تمہارے ایمان پر ڈالتا ہوں۔

"وہابی" اللہ تعالٰے نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے تم بیچارے کتنے مغالطے میں پڑے ہوئے ہو سنو۔

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ"

بے شک جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا ہرگز نہیں پیدا کر سکتے وہ مکھی کو بھی اور اگرچہ وہ اس کے واسطے تمام جمع ہو جاویں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو وہ اس سے چھڑا نہیں سکتے کمزور ہے طالب بھی اور مطلوب بھی نہیں قدر کیا انہوں نے حق اس کے قدر کا۔

اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جن بزرگوں کو تم پکارتے ہو نبی ہوں یا ولی نذریں نیازیں دیتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے کبھی تم نے اپنے نبیوں ولیوں کو اپنی قبر سے مکھی اڑاتے دیکھا یہ حال ہے ان لوگوں کا جن کو تم پکارتے ہو اور یہی بڑا بھاری شرک ہے۔

"محمد عمر" دوست تم نے اس آیت کریمہ میں من دون اللہ سے مراد انبیاء اللہ اولیاء اللہ لئے ہیں اگر تم واقعی اس مطلب پر یقین رکھتے ہو تو اس مطلب نے تو وہابیت کی جڑ کاٹ کر رکھ دی کیونکہ وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ اور اگرچہ وہ تمام جمع ہو جاویں تو تمہارے اس مطلب سے اہل قبور کی نقل و حرکت اجتماع و افتراق نشست و برخاست صلح و مشورہ ثابت ہو گئیں اور دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ تم لوگ بڑے موحد ہو تم چلتے پھرتے اہل قبور سے بھی بدتر ثابت ہوئے کیونکہ اللہ رب العزۃ نے فرمایا ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ کیونکہ طالب ایسا کمزور کہ ایسے کمزور کو تسلیم کرتا ہے اور مطلوب اتنا کمزور کہ اس سے مکھی چھین لے جائے تو وہ مکھی مقبور بیٹھے مکھی سے چھڑا نہیں سکتا قبور پر تو کوئی ایسی چیز ہے ہی نہیں جس کو مکھی چھینے اور کسی شخص نے کبھی قبور پر کوئی چیز رکھی ہے۔ بلکہ وہاں تو ہر وقت مجاور جھاڑو سے صفائی ہی کرتا

ہے بلکہ ان کو جو اللہ تعالے رزق پہنچاتے ہیں وہ تو تمہارے شور سے ہی ڈرتا ہے بھلا وہاں مکھی کی کیا جرأت کہ ان سے چھین سکے ارے ان سے تو وہابی اپنی عمر بھر میں نہ چھین سکا حسد سے خواہ جلتا رہے لیکن چھیننے سے قاصر ہے مکھی بیچاری کی طاقت کہاں جو شے ان کی طرف سے خرچ کی جاتی ہے وہ قبروں تک جاتی ہی کہاں وہ یا تو مولوی ختم پڑھ کر کھا گیا یا مجاور قبر سے اسکو کیا تعلق کھانے کا تعلق تو یا مولوی کے متعلق ہے یا مجاور کے یا مساکین وغیرہ کے ہاں البتہ اس کے ثواب کا تعلق اہل قبور سے ہے نہ کہ قبور سے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے اس لحاظ سے تو اہل قبور سے تمہاری حالت بدتر ہے کیونکہ تم اگر کھانا کھانے کو اپنے سامنے چیز رکھتے ہو تو تم سے پہلے فوراً مکھی اس کھانے سے چوس کر کھا جاتی ہے تم چھڑا نہیں سکتے البتہ اڑا دو گے تو معلوم ہوا کہ مکھی کو قبور سے تو کچھ وصول نہیں البتہ تجھ سے اسکو وصول ہے اور تم بھی اس سے نہ چھڑا سکے لہٰذا تم بموجب اس آیت کے اہل قبور سے زیادہ کمزور ٹھہرے تو تم پر ضعف الطالب والمطلوب صادق ہوگا نہ کہ اہل قبور پر تو ثابت ہوا کہ اس آیت کے مصداق اہل قبور نہیں۔ اور وہابی کی مثال بھی نیک وبد کی تمیز میں بعینہٖ مثل مکھی ہے۔

اور اگر تم یہ کہو کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ مکھی کو پیدا نہیں کر سکتے اس واسطے وہ کوئی وقعت نہیں رکھتے تو یہ بھی تمہارا استنباط غلط ہے کیونکہ جو انبیاء کرام اور اولیاء کرام سے پیدا کر سکے تو وہ معبود کہلائے گا؟ یہ بھی غلط کیونکہ عیسیٰ کو یہ طاقت تھی لیکن معبود وہ خالق حقیقی ہی ہے اور کوئی نہیں موسیٰ علیہ السلام لاٹھی پھینکتے تو وہ اژدھا بن جاتا چنانچہ وہ ایک دفعہ جادوگروں کی رسیاں نگل گیا کیا موسیٰ علیہ السلام کو معبود کہہ گئے؟ ابراہیم علیہ السلام نے قیمہ کئے ہوئے ٹکڑوں کو بلایا تو وہ ان کی طرف زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے آئے کیا ان کو معبود سمجھو گے؟ ہرگز نہیں تو معلوم ہوا کہ من دون اللہ سے مراد بت ہیں جو خالق نے ان کی معبودیت کو باطل ثابت کر کے اپنی قوت الوہیت کے مقابلہ میں کفار اور ان کے بتوں کو ذلیل کرنے کے واسطے فرمایا کہ جن کو تم معبود اور الٰہ سمجھے بیٹھے ہو وہ تو مکھی بھی جو میری ادنیٰ

مخلوق سے پیدا نہیں کر سکتے اور میں ہی لائق پرستش ہوں جس نے اتنے بڑے بڑے آسمان زمین پیدا کر دئے اور تمہارے نصب کردہ بت جن کو تم اپنا معبود سمجھ بیٹھے ہو ان کی حالت اتنی کمزور ہے کہ تم لوگ جو ان پر چیزیں چسپاں کر جاتے ہو ان پر مکھیاں بیٹھ کر کھا جاتی ہیں۔ اور ان کو کھانے کی طاقت نہیں ہوتی جب تمہارے مقرر کردہ معبودوں کی اتنی کمزوری ہے تو تم ان کو اپنا معبود کیوں سمجھتے ہو بلکہ خالق کل کو ہی اپنا معبود سمجھو جب تم اس کو اپنا معبود حقیقی سمجھ کر اس کے بن جاؤ گے اور اس کی ہی عبادت کرو گے تو پہاڑ تمہارا کہا مانینگے دریا تمہارے غلام ہونگے زمین و آسمان شمس و قمر تمہارے مطیع ہونگے حتیٰ تم قبر میں بھی چلے جاؤ گے تو تمہارا رزق خداوند فرشتوں کے ذریعہ تمہیں اسی جگہ پہنچاویں گے تیرا درجہ عبودیت ہوگا لیکن تیرا ذکر خوشنودی خداوند ہوگا۔ تیرا ادب و احترام اطاعۃ اللہ لکھی جاویگی۔ تیری زندگی قیامت کی ڈھال ہوگی تیری قبر تیرے سبب سے حاجز عذاب الٰہی ہوگی اور باعث نزول رحمت الہیہ ہوگی اور مومنین کے واسطے آیتٌ من آیات اللہ ہوگی تو اسی درجہ پر فائز ہونے سے ہر مکان ہر زمان تیرے ساتھ معیت الہیہ ہوگی پھر وہ ایسے ہی کریگا جو تو نے کہہ دیا کیونکہ تیری موت و حیات اسی کے لئے ہوگی۔

کہاں من دون اللہ طاقت بتان و اوثان اور کہاں طاقت عباد اللہ جن کو ھُوَ مَعَکُمْ کا خطاب مل چکا ہو اور معیت کا وقت اور انتہا کا ذکر ہی نہ ہو ان سے مکھی نے چھیننا تو کیا ان کی حدود میں مکھی پر نہیں مار سکتی جائیے مدینہ طیبہ میں خود ملاحظہ کر لو کہ روضہ اطہر کے حرم میں کہیں مکھی نظر نہیں آئیگی تو اس آیت کریمہ کو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرنا جہالت نہیں تو اور کیا ہے آیئے اہل سنت و جماعت کے مفسرین سے مشورہ کر لیں کہ اس آیت پاک کے متعلق تم ہی فیصلہ کرو کہ یہ آیت کریمہ کس کے حق میں نازل ہے۔

---

(۱) تفسیر جلالین ۲۱۵ | (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ) تَعْبُدُوْنَ (مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اے غیرہ وَھُمُ الْاَصْنَامُ۔

بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اور وہ بت ہیں۔

(۲) تفسیر جامع البیان ۲۹۲
(اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) تَدْعُوْنَھُمْ
اَیِ الْاَصْنَامَ (وَلَوِ اجْتَمَعُوْا) اَلْاَصْنَامُ

بے شک جن کی تم عبادت کرتے ہو یعنی بتوں کی اور اگرچہ جمع ہو جاویں تمام بت

(ضَعُفَ الطَّالِبُ) اَلصَّنَمُ وَالذُّبَابُ اَوِ الْعَابِدُ (وَالْمَطْلُوْبُ) اَوِ الذُّبَابُ اَوِ الصَّنَمُ۔ (کمزور ہے طالب) بت اور مکھی یا عابد (اور مطلوب) یا مکھی یا بت

(۳) تفسیر بیضاوی ۲/۲۳۹
(اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) یعنی
اَلْاَصْنَامُ یعنی بت

(ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ) عابد الصنم ومعبودہ او الذباب یطلب ما یسلب عن الصنم من الطیب والصنم یطلب الذباب منہ السلب او الصنم والذباب۔

(۴) تفسیر نسفی ۳/۸۵
(مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اٰلِھَۃٌ بَاطِلَۃٌ (مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ
قَدْرِہٖ) مَا عَرَفُوْہُ حَقَّ مَعْرِفَتِہٖ حَیْثُ جَعَلُوْا

ھٰذَا الصَّنَمَ الضَّعِیْفَ شَرِیْکًا لَّہٗ۔

اللہ کے سوا معبود باطلہ من دون اللہ معبود باطلہ ہیں نہیں قدر کیا انہوں نے اللہ کا حق اس کے قدر کا) نہیں پہچانا انہوں نے حق اس کے پہچاننے کا جہاں بنایا انہوں نے اس بت کمزور کو اللہ کا شریک۔

(۵) تفسیر صاوی ۳/۱۱۰
(یٰاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ) اَلْمُرَادُ
بِہٖ عُمُوْمُ مَنْ کَانَ یَعْبُدُ الْاَصْنَامَ

(۶) تفسیر ابن کثیر ۳/۲۲۵
(وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ) اَیْ وَلَوِ اجْتَمَعَ جَمِیْعُ مَا تَعْبُدُوْنَ
مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْدَادِ (ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلطَّالِبُ الصَّنَمُ وَالْمَطْلُوْبُ الذُّبَابُ۔

(۷) تفسیر کبیر ۶/۲۹۱ | قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاَصْنَامَ وَاِنِ اجْتَمَعَتْ لَنْ تَقْدِرَ عَلٰى خَلْقِ ذُبَابَةٍ عَلٰى ضُعْفِهَا (ضَعُفَ الطَّالِبُ) اَلْمُرَادُ مِنْهُ الصَّنَمُ

(۸) تفسیر خازن ۵/۲۳ | جَعَلَ الْمُشْرِكُوْنَ الْاَصْنَامَ شُرَكَاءَ يَعْبُدُوْنَهَا۔

(۹) معالم التنزیل ۳/۲۲ | (اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) یعنی الْاَصْنَامَ (وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ) وَالْمَعْنٰى اَنَّ هٰذِهِ الْاَصْنَامَ لَوِ اجْتَمَعَتْ لَمْ يَقْدِرُوْا عَلٰى خَلْقِ ذُبَابَةٍ

بے شک جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو اور اگر وہ تمام جمع ہو جاویں اس کے لئے معنی یہ ہیں کہ اگر یہ تمام بت جمع ہو جاویں تو ایک مکھی پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے۔

(وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانُوْا يَطْلُوْنَ الْاَصْنَامَ بِالزَّعْفَرَانِ فَاِذَا جَفَّ جَاءَ الذُّبَابُ فَاسْتَلَبَهٗ مِنْهُ

(اور اگر ان سے مکھی کچھ چھین لے اس سے وہ چھڑا نہیں سکتے کہا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ لوگ بتوں کو کیسر کے ساتھ طلا کرتے تھے تو جب خشک ہو جاتا مکھیاں آتیں تو وہ اس کو اس بت سے چوس لیتیں۔

ان مفسرین کے حوالہ جات سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ یہ آیت بتوں کے متعلق رب العزت نے نازل فرمائی جس سے بتوں کی تذلیل مقصود ہے نہ کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی اب شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بھی ملاحظہ فرماویں۔

(۱۰) تفسیر موضح القرآن ۳۵۰ | (اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا

ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ

بے شک وہ لوگ جو پکارتے ہیں اور یاد کرتے ہیں یعنی پوجتے ہیں سوا خدا تعالے کے بتوں کو وہ بت بنا نہیں سکتے اور پیدا نہیں کرسکتے ایک مکھی کو بھی اگرچہ اس کام کے واسطے سب بت اکٹھے ہوویں تب بھی نہ کرسکیں اور اگر مکھی بتوں سے کچھ لے جاوے تو بت مکھی سے نہ لے سکیں۔

نفس اسلام

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

وہابی " جن پیروں پیغمبروں کو تم پکارتے ہو اور ان سے حاجتیں مانگتے ہو وہ تو بیچارے خود کمزور ہیں جن کی حالت کو خداوند نے بیان فرمایا ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَیْتًا وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْتِ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ مثال ان لوگوں کی کہ پکڑتے ہیں سوائے اللہ کے کارساز ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا اور بے شک بہت سست گھروں کا البتہ مکڑی کا گھر ہے کاش کہ وہ جانتے ہوتے۔

اس ایت سے ثابت ہوا کہ تم جو اولیا یا انبیاء کو کارساز بناتے ہو اللہ تعالےٰ نے ان پر حکم ثبت کیا کہ وہ تو مکڑی کی مانند ہیں جن کا اپنا مکان مکڑی کی طرح بودا ہے تو دوسرے کے واسطے کب کارساز بن سکتا ہے اور انبیاء و اولیاء جو خود زمین کے نیچے دبے ہوئے ہیں وہ دوسرے کی امداد کیا کر سکیں۔

محمد عمر " اللہ تعالےٰ تم وہابیوں کو خداوند کریم ہدایت دے خداوند کریم اگر کسی کو قرآن پڑھنے کی توفیق عطا فرماوے تو صحیح سمجھنے کی بھی توفیق دے کیا تمہاری عقل ایۃ کریمہ کو جب سمجھتی ہے الٹ ہی سمجھتی ہے کیا تم نے یہی ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ جو کفار اور بتوں کے حق میں رب العزۃ نے ذکر فرمایا ہو تم ان کو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام پر چسپاں کر کے ان کی خوب بے ادبی کرو؟ کیا یہ گستاخی نہیں تو اور کیا ہے مثلاً جو گفتگو میں کسی بھنگی سے اس کے حقیر کسب کے متعلق کروں وہی گفتگو اگر تمہارے کسی عالم سے چھیڑوں اور جن کلمات کا مصداق سمجھ کر میں نے بھنگی کو خطاب کیا ہے وہی جملے بعینہٖ میں تمہارے اس عالم پر کسوں تو کیا آپ آزردہ خاطر نہ ہونگے بلکہ تم ضرور کہوگے کہ یہ ایسا نادان ہے کہ یہ شخص بھنگی اور عالم کی تمیز سے بے خبر ہے۔ لہٰذا فقیر تمہیں بھی جواباً گزارش کرتا ہے کہ تمہارا دماغ کیوں مسخ ہو گیا ہے۔ جو آیات خداوند تعالےٰ نے بتوں کی حقیقت کو واضح کرنے کے واسطے فرمائیں تاکہ لوگ ان کی کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے ان

کی عبادت ترک کردیں اور کفر و شرک کے جال کو توڑ کر میری توحید اور عبادت پر ہی عقیدہ اور ایمان درست کرلیں اور کسی نہ کسی طرح یہ نار سقر سے نجات پالیں اور میرے عتاب سے بچ جائیں تم ان کو عمداً و عناداً انبیاء کرام و اولیاء عظام پر جڑتے ہو کچھ خدا خوف کرو۔

اللہ تعالے نے اس آیۃ کریمہ میں مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی کمزوری کا اظہار فرمایا ہے فرمایا کہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی مثال عنکبوت کی طرح ہے جیسے اس کو ذرا سا بھی دبایا جاوے تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ اور اس کا مکان اس کی ذات سے بھی زیادہ کمزور ہے تو جو شخص مِن دُوْنِ اللّٰہ یعنی بتوں کی عبادت کرتے ہیں ان کی طاقت بھی عنکبوت کی طرح ہے کہ بت کو ذرا سا چھیڑو تو فوراً گر جاتا ہے۔ رب العزۃ نے بتوں کی کمزوری کو ان کی طاقت کے مطابق مثل عنکبوت ثابت کر کے بت پرستوں کو ذلیل فرمایا اور اپنی الوہیت کا سبق دیا لیکن تم وہابی بیچارے ایسے نکلے ہو کہ وہی عنکبوت کی مثال تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر چسپاں کرتے ہو اللہ تعالے نے تم لوگوں کے متعلق خوب ارشاد فرمایا۔

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا

ملاحظہ فرمایئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے وہ کیسے مثالیں بیان کرتے ہیں پس گمراہ ہو گئے وہ (ان مثالوں کی بنا پر) پس نہیں طاقت رکھتے وہ رستے کی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی مثالیں کفار دیا کرتے تھے جو تم پیش کرتے ہو جیسے وہ گمراہ ایسے تم بھی آگے اللہ تعالے نے خود مِن دُوْنِ اللّٰہ کی وضاحت فرمادی اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ ۝ فرمایا بے شک اللہ تعالے جانتا ہے جن مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی تم عبادت کرتے ہو وہ کچھ شئی بھی نہیں اب تم ہی اے وہابیو فیصلہ کرو کہ اگر ایمان بالقرآن ہے تو تم نے جب انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر مِنْ دُوْنِ اللّٰہ ہونے کا فتویٰ چسپاں کر دیا تو تمہارے نزدیک پھر انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ ہیچ ثابت ہوئے کچھ سوچو کہ خداوند کریم قرآن کریم میں من دون اللہ

کا مصداق کس کو فرما رہے ہیں اور ہم کن پر چسپاں کر رہے ہیں اور یہ بھی سوچو کہ اس عقیدہ رکھنے سے ایمان بھی باقی رہتا ہے یا نہیں۔

وہابی " مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ کا یہ ترجمہ کس نے کیا ہے۔

محمد عمر " نحوی قواعد سے بھی ترجمہ صحیح ہے۔ اور مفسرین نے بھی لکھا ہے سنیئے

تفسیر خازن ۴/۱۹۰ | وَمَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مِنْ شَیْءٍ، اِنَّ الَّذِیْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَیْسَ بِشَیْءٍ۔

تفسیر کبیر ۷/۲۶۳ | مَا یَدْعُوْنَ لَیْسَ بِشَیْءٍ

اے خارجی ملاؤں کلام خداوندی سے بے خبر اور تفسیر بالرائی کرنیوالو انبیاء عظام کو لاشی سمجھتے ہو جن کے متعلق رب العزۃ فرماویں فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ بے ایمان ہی رہینگے جب تک کہ آپ کی حکومت کو تسلیم کرلیں معلوم ہوا کہ تم لَا یُؤْمِنُوْنَ کی اعلیٰ جماعت میں شمولیت رکھتے ہو جو خداوند کے ایسے واحد حاکم کو لاشی سمجھتے ہو میرے خیال میں ابو الاعلیٰ یعنی فرعون کی ابوت کا خطاب بھی اسی وجہ سے مل چکا ہے۔ جن کی شان میں رب العزۃ فرماویں۔

حدید ۲۷/۱ | وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ اللہ وہ خدا تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی ہو۔

بقرآن کریم ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کے ساتھ معیت الٰہیہ ضروری ہے۔ خواہ وہ عالم دنیا میں ہوں یا عالم برزخ میں پھر فرمایا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ بے شک اللہ تعالےٰ مومنین کے

nafseislam
نفس اسلام

ساتھ ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ بے شک اللہ تعالے صابرین کے ساتھ ہے۔ اور صابرین سے مراد بھی ایمان والے صالحین ہی مراد ہیں کیونکہ انہی کے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔

وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ پھر فرمایا۔

نحل ۱۴/۱۶ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ بے شک اللہ تعالے پرہیزگاروں کے ساتھ ہے اور وہ پرہیزگار وہ ہیں جو ہر وقت نیکی کرنے والے ہیں۔

ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالے کی معیت ہے خواہ وہ فوق الارض ہو یا تحت الارض ان کو مِنْ دونِ اللّٰہ کہنا ایمان کے خلاف ہے۔ اور خلاف نص صریحہ ہے۔

وہابی " تم کہتے ہو کہ انبیاء مِنْ دُوْنِ اللّٰہ نہیں ہیں ثابت کرتا ہوں کہ انبیاء مِنْ دُوْنِ اللّٰہ ہیں سنو اللہ تعالے فرماتے ہیں۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰـھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ

اور جب اللہ تعالے نے فرمایا اے عیسٰی بن مریم کیا تو نے کہا لوگوں کو کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود بنالو تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کہینگے یا اللہ تو پاک ہے میرے لئے یہ لائق نہیں کہ میں کہتا جو میرا حق نہیں اگر میں نے کہا ہو تو یا اللہ جانتا ہے اس کو۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ عیسٰی علیہ السلام اور ان کی ماں من دون اللہ ہیں لہٰذا تمہارا کہنا کہ انبیاء مِنْ دُوْنِ اللّٰہ نہیں یہ غلط ہے اس آیت میں تو نبی اللہ کا من دُوْنِ اللّٰہ ہونا صاف ظاہر ہو گیا اور اس میں کوئی گنجائش بھی نہیں۔

محمد عمر " اللہ تعالے تمہیں صراط مستقیم کی ہدایت دے اب تک تم انبیاء اللہ

afseislam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

اور اولیاء اللہ اصحاب قبور کو مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کہتے آئے ہو جب ہر طرف سے دانت کھٹے ہوئے تو تم نے اپنا عقیدہ ظاہر کیا کہ وہابیہ صرف مرسلین اصحاب قبور کو ہی مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کے ہی قائل نہیں بلکہ زندہ مرسلین و انبیاء علیہم السلام کو بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰہ سمجھتے ہیں کیونکہ اس آیۂ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے عین حیات کا سوال ہو رہا کہ تم نے اپنی زندگی میں بوقت تبلیغ رسالت تبلیغ کی کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنا لو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی برئیت ظاہر فرماویں گے۔ میرا تو یہ خیال تھا کہ شاید وہابی لوگ بعد از وصال انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام سے منکر ہوتے ہیں لیکن تمہارے اس اعتراض سے ثابت ہوا کہ تم لوگ زندہ انبیاء علیہم السلام کو بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰہ سمجھتے ہو میرے دوست اگر انبیاء علیہم السلام زندہ ہی بوقت تبلیغ رسالت مِنْ دُوْنِ اللّٰہ ہیں تو یہ صاف انبیاء کرام کا انکار ہے مرزائیوں کو تم ویسے ہی کہتے ہو جب تمہارے فرقہ وہابیہ کا انبیاء کرام کے متعلق یہ ایمان ہے تو تمہاری موجودگی میں مرزائی کم درجہ رکھتے ہیں۔ ادے جس کا اللہ کی طرف سے یہ اعلان قرآن شریف میں پیدائش سے ہی موجود ہو وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا اور اللہ نے مجھے نبی بنایا ہے اور ارشاد ہو وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اور رسول ہوں بنی اسرائیل کی طرف اور پھر فرمایا اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ میں تمہارے لئے ایک پرندے کی شکل گھڑ کر اس میں دم کرتا ہوں تو وہ اڑنے لگ جائیگا۔ یہ اذن مجھے اللہ کی طرف سے حاصل ہے اس کے علاوہ اور طاقتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری جگہ درج ہیں ان تمام آیات سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت علیہ السلام نبی اللہ ہیں اور رسول اللہ ہیں اور کئی طاقتوں کا اللہ کی طرف سے ان کو اذن مل چکا ہے تم کہتے ہو وہ پیدائش سے قیامت تک مِن دون اللہ ہیں اور من دون اللہ رہیں گے۔

"وہابی" تم بتاؤ کہ اس آیۃ کا پھر مطلب کیا ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

"محمد عمر" بھائی اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ سوال نہ خداوند کریم کے عدم علم پر دال ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غلط تبلیغ ہونے کا مظہر ہے اور نہ حضرت علیہ السلام کو من دون اللہ ثابت کرنا مقصود ہے۔ بلکہ رب العزۃ کا ان کے اتخاذ من دون اللہ کو ظاہر کر کے مشرکین کو ذلیل کرنا مقصود ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور حضرۃ مریم علیہا السلام من دون اللہ نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ ہیں نبی اللہ من دون اللہ نہیں ہو سکتا اور من دون اللہ نبی اللہ نہیں کہلا سکتا اور حضرت مریم علیہا السلام اللہ کی ولیہ ہیں وہ بھی من دون اللہ نہیں کہلا سکتیں کیونکہ ولی اللہ من دون اللہ نہیں ہوتا تو ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ تو من دون اللہ نہیں بلکہ کفار کا ان کو الٰہ بنانا من دون اللہ ہے یعنی فعل کفار من دون اللہ ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات جیسا کہ تم نے سمجھا ہے تم وہابیہ تو مرزائیوں سے بھی ترقی کر گئے مرزئیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی من دون اللہ کو نبی اللہ بنا لیا تو وہ اسلام سے گئے اور تم نے انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھ لیا تم ان سے بھی گئے گزرے بھائی تمہارا عقیدہ اختیار کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو من دون اللہ کہتے ہیں تو پہلی خرابی یہ لازم آئیگی کہ انبیاء علیہم السلام کا انکار دوسری یہ کہ انکار قرآن کریم ہوگا جو لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ سے ظاہر ہے یہ عقیدہ تمہیں ہی مبارک ہو اور باقی مسلمانوں کو خداوند اس عقیدہ سے محفوظ رکھے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کو ان کا نبی اللہ ہونا ہی من دون اللہ ہونے سے بری کر رہا ہے۔ اور دوسرا ان کا جواب دینا سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ان کا من دون اللہ نہ ہونا مومن کی تسلی کر رہا ہے لہٰذا اس آیت کریمہ سے ثابت ہو رہا ہے کہ کفار کا ان کو الٰہ بنانا من دون اللہ ہے نہ کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام من دون اللہ

ہیں جیسا کہ تم منکرین نے سمجھا ہے۔

وہابی " تم لوگوں نے جو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کو اپنا مددگار سمجھا ہوا ہے یہ صاف گمراہی ہے سنو قرآن میں مذکور ہے فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ

ایک فرقے کو ہدایت کی اس نے اور ایک فرقہ کو ثابت ہوئی انہیں گمراہی تحقیق انہوں نے پکڑا شیطان کو دوست سوائے خدا کے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ راہ پانے والے ہیں۔

اس آیت سے ثبوت ملا کہ تم نے جو ولیوں پیروں نبیوں جنوں وغیرہم کو خدا کے سوا مددگار بنایا ہوا ہے یہ صراصر گمراہی ہے۔

محمد عمر " مَعَاذَ اللّٰهِ ثُمَّ مَعَاذَ اللّٰهِ تمہاری باتیں سن سن کر دل کانپ اٹھتا ہے کہ ایسے بھی مسلمان کہلانے والے موجود ہیں جو قرآن کے معانی بدل کر انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء کرام کی یوں گستاخی کر رہے ہیں ہائے مسلمانی کے دعویدار وایسی گستاخی تو ان مقدس ہستیوں کی آریہ اور جنگلی سکھ بھی نہیں کر سکتے اس آیۂ کریمہ میں رب العلیٰ نے ان لوگوں کو گمراہ کہا ہے کہ جنہوں نے شیطانوں کو اپنا معاون بنا لیا ہے کیونکہ شیاطین کو اپنا مددگار بنانا یہ من دون اللہ ہے اور شیاطین بھی من دون اللہ ہیں اور ان کو اپنا معاون بنانے والا بھی من دون اللہ تو اس آیۂ کریمہ میں انہی لوگوں ہی کا رد فرمایا نہ انبیاء اللہ اولیاء اللہ کا تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ من دون اللہ شیاطین ہیں۔

اب میں تم سے دریافت کرتا ہوں کہ تم نے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر من دون اللہ ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔ اور ان کو معاذ اللہ شیاطین کے ساتھ شامل کیا ہے کیا تم مسلمان ہو ہرگز نہیں کیونکہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی دینی برزخی اخروی مدد کا کسی وقت قائل نہ ہو وہ شخص مومن کہلانے کا حقدار نہیں بلکہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین

ہونے میں شک کرے وہ ہندو سے بھی بدتر ہے اور یہی معاندت ہے۔ کیونکہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرے وہ مومن نہیں کہلا سکتا جب تک کہ محمد رسول اللہ کا بھی اقرار نہ کرے اور مومنین کا تعلق شیاطین سے اتنا ہے کہ مومن قرآن کریم کی تلاوت تب شروع کرے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب پہلے اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھ لے اور انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کا اور شیاطین کا آپس میں روشنی اور تاریکی کا فرق ہے شیطان پر لعنت بھیجے اور مردود کہے تو رحمۃ الٰہیہ کا مستحق اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھے اور اولیاء اللہ کو مرحوم کہے تو رحمۃ الٰہیہ کا حقدار ہو سکتا ہے شیاطین سے بچے اور پناہ خداوندی میں رہے تو مومن اور اعداء خداوندی سے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کی پناہ میں رہے تو مومن کیونکہ ان سے اجتناب فرض اور اِن کی غلامی فرض اِن کی غلامی سے بچا۔ اور اُن کی معیت میں چھپنا اِن کی قت کا قائل اور اُن کی طاقت کا منکر مسلم نہیں کہلا سکتا۔

تو اللہ رب العزت نے اس آیۃ کریمہ میں شیاطین کی ولایت کو تسلیم کرنے والوں کا رد فرمایا ہے۔ جس کے تم قائل ہو کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ علیہم السلام کا جن کے متعلق خداوند بھی فرما رہے ہیں۔ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خداوند کے برگزیدہ بندوں پر خداوند کی سلامتی ہمیشہ ہے اور رحمت ہے اور فرمایا ھُنَالِکَ الْوَلَایَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ اس مقام پر ولایۃ اللہ کے لیے ہی ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ وہابیہ کا رد ہے نہ کہ اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کا کیونکہ ہم تو اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی ولایت و امداد کے قائل ہیں اور تم شیاطین کی طاقت کے قائل اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کی طاقت کے منکر اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کا راستہ چھوڑ کر تم شیاطین کا راستہ قبول کرتے ہو اسی واسطے تمہارے قول کو خداوند نے رد کر دیا اور فرمایا وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اور وہ یقین کرتے ہیں کہ ہدایت پر ہیں تم بغیر ولایت و نبوت کے وسیلے کے اپنے آپ کو ہدایت پر یقین جمائے بیٹھے ہو لیکن

ہمیں رب العزت نے فرمایا کہ تم مجھ سے دعا مانگو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ثابت ہوا کہ منعم من اللہ اولیاء انبیاء علیہم السلام کے رستے قبول کئے بغیر صراط مستقیم محال ہے۔ اور معاذ اللہ تم ان پر شیاطین ہونے کا فتویٰ لگاتے ہو کچھ شرم کرو۔

وہابی " اس آیۃ کے متعلق تو خوب تسلی ہو گئی لیکن ایک آیت ہے جس سے خدا تعالےٰ نے تمہاری پیر پرستی کو خوب رگڑا ہے فرمایا اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَاۗءَ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا۔

کیا پس گمان کیا ان لوگوں نے جو کفر کیا انہوں نے یہ کہ بناتے ہیں وہ میرے بندوں کو میرے سوا کارساز بے شک ہم نے کافروں کے لئے جہنم تیار کیا ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا کارساز سمجھنا کفر ہے اگر اب بھی تم نہ سمجھو تو تم سے خدا سمجھے۔

محمد عمر " بھائی فقیر عرض کرتا ہے کہ کم از کم ترجمہ تو صحیح کیا کرو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کیا پس کفار نے یقین کر لیا ہے یہ کہ وہ میرے بندوں کو میرے سوا کارساز یا مددگار بنا لیں گے، یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میرے بندے اولیاء یا انبیاء میرے بغیر تمہاری کارسازی یا امداد کر سکیں کیونکہ ہم نے کافروں کے لئے جہنم تیار کیا ہے۔

یہ خدا نے سچ فرمایا ہے کیونکہ انبیاء کرام اور اولیائے عظام اگر سفارش فرماتے یا امداد فرماتے ہیں تو مومنین گنہگاروں کے لئے نہ کہ کفار کے لئے اور یہ مومنین امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ صحیح ہے معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور یہی عقیدہ وہابیہ کا ہے جیسے عقیدہ معتزلہ کا ہے شرح مواقف باب معتزلہ کا

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

نکال کر دیکھ لو احناف اس کے خلاف ہیں تو یہ آیت وہابیہ پر چسپاں ہے کیونکہ یہ لوگ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھتے ہیں اور پھر اگر امید رکھیں کہ قیامت کو ہمارے گناہوں کی سفارش فرما دینگے تو یہ غلط ہے اگر عقیدت ہے تو ابھی ان کا دامن تھام لو خدا تک پہنچا دینگے اور قیامت کو بھی سفارش فرما دینگے۔

وہابی " اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا وَّاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰہِ یَدْعُوْہُ کَادُوْا یَکُوْنُوْنَ عَلَیْہِ لِبَدًا قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖٓ اَحَدًا

اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں پس نہ پکارو تم اللہ کے ساتھ کسی کو اور یہ کہ جس وقت کھڑا ہو بندہ خدا کا پکارتا ہے اس کو نزدیک ہیں کہ ہوویں اوپر اس کے حلقہ کہہ سوائے اس کے نہیں کہ پکارتا ہوں میں رب اپنے کو اور نہیں شریک لاتا میں ساتھ اس کے کسی کو۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ کی مسجدیں محض اللہ کی عبادت کے لئے ہیں۔ ان ہی لوگ جو یا رسول اللہ یا شیخ کے وظیفے پڑھتے ہیں یہ شرک ہے اور شرک کسی طرح جائز نہیں۔

محمد عمر " فقیر نے تمہیں کئی دفعہ عرض کیا ہے کہ کم از کم تم اپنے مولوی اشرف علی صاحب کا ہی ترجمہ ملاحظہ فرما لیا کرو۔

ان کا ترجمہ یہ ہے کہ (آپ ان سے یہ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں)

معلوم ہوا ہے کہ دعا بمعنی عبادت ہے دعا بمعنی پکارنا اس مقام پر جو تم نے لیا ہے وہ غلط ہے ہم اولیاء اللہ کی عبادت نہیں کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ لگاتے ہیں اور خصوصاً وہابیہ کو سنا کر کہا جاتا ہے تاکہ وہابیہ کا شرک ٹوٹے وہابیہ جو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے سے بھاگتا ہے جیسا کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے اور تاکہ وہابی کو

معلوم ہو جائے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے رسول ہونے کی حیثیت سے پکارتے ہیں۔ نہ معبود سمجھ کر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ ایسے ہی یہ شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا نعرہ لگاتے ہیں "تاکہ وہابی کو معلوم ہو جائے کہ یہ لوگ شیخ کو بحیثیت شیخ ہونے کے ولی ہونے کی حیثیت سے بزرگانہ طور پر پکارتے ہیں۔ نہ معبود سمجھ کر نہ نبی سمجھ کر تمہارے اس شرک کو توڑنے کے واسطے پکارا جاتا ہے اور اگر بلند آواز سے نہ پکاریں تو تمہیں ضرور ظن ہوگا کہ یہ لوگ معبود سمجھ کر پکارتے ہیں جیسا کہ تمہارا یہ بہتان ہے تم اپنا بہتان واپس لے لو ہم آہستہ کر لیا کریں گے اور یہی منشا خداوندی ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو یعنی خداوند کی الوہیت کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ یہ نہیں کہ کسی کو نبی یا ولی بھی نہ سمجھو اسی واسطے اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّیْ کی شرح وَلَا اُشْرِکُ بِہٖ اَحَدًا نے واضح کر دی کہ اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو الوہیت میں شریک سمجھنا یعنی الوہیت میں ساجھی ... سمجھنا شرک ہے۔ نہ جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کہ جس کو غائبانہ پکارا جاوے تو شرک ہے یہ قانون تمہارا خود ساختہ ہے۔ ان قیودات سے قانون خداوند مذکور نہیں اور نہ اس تفصیل سے جو تم نے کی ہے۔

وہابی "خدا کے سوا غائبانہ پکارنا شرک ہے۔ یہ محض خداوند کی ذات کے واسطے ہی مختص ہے۔"

محمد عمر "جو شخص بے دین ہو جاوے تو خداوند اس کی عقل بھی چھین لیتے ہیں یہ قرآن کریم کی اصطلاح ہے کہ جس آیت کریمہ میں دعا کا مفعول من دون اللہ ہو تو اس مقام پر دعا بمعنی عبادت ہوگی اور فاعل کفار ہوں گے اور معبود من دون اللہ بت ہوں گے اور فعل شرک فی الالوہیت ہوگا۔ دعا بمعنی عبادۃ ہوگی۔ جیسا کہ اس کا ذکر رہی میں مذکور ہوا نہ یہ کہ ہر مقام پر دعا پکارنے کے معنی میں ہی آتی ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کہ جس کو بھی پکارا جاوے تو وہ عبادۃ ہوگی۔ اور غائبانہ کی زیادتی کا استنباط کسی جملہ سے ثابت نہیں ہے۔

یہ تمہاری اختراع اس امر کا ثبوت ہے کہ ان آیات دعا بمعنی عبادۃ ہے جب کوئی چارہ نہیں چلتا تو کبھی غائبانہ کی قید بڑھاتے ہو کبھی غائبانہ کے ساتھ حاجات کو مقید کرتے ہو جب اعتراضات کی بوچھاڑ پڑی تو ایک ایسے بھی وہابی پیدا ہو گئے جنہوں نے مافوق الاسباب کی قید بڑھا دی پہلے محض پکارنے کو شرک کہا گیا جب ایسی آیات پیش کی گئیں کہ جن میں محض دعا کو بھی اگر شرک کہا جاوے تو کئی آیات کے مطالب میں فرق آجاتا ہے۔ تو وہابیہ ڈگمگا گئے اور سلسلہ قیودات شروع کر دیا سنیئے

(۱) **بقرہ** ۱/۳ | وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

بلاؤ تم اپنے گواہوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔ کیا گواہوں کو بلانا بھی شرک ہوگا۔

(۲) **ال عمران** ۴/۱۶ | وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں پکارتے تھے تمہاری پچھلی جانب سے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو جو پہاڑوں میں تھے بلایا کیا معاذ اللہ آپ پر بھی فتوی شرک چسپاں کرو گے۔

(۳) **انفال** ۹/۲ | يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ

(۴) **نور** ۱۸/۸ | لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

اور نہ بلاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جیسا کہ تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

اگر تمہارے معنی ہی لے جاویں کہ ہر دعا شرک ہے تو پھر اس آیۃ سے تمام مشرک ہو گئے مومن دنیا میں کوئی نہ رہا۔

نفس اسلام

(۵) **قصص** ۲۰/۳ | اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْکَ شعیب علیہ السلام کی بیٹی کہتی ہے کہ میرا باپ
آپ کو بلاتا ہے، شعیب علیہ السلام پر فتویٰ لگاؤ گے یا ان کی لڑکی پر

(۶) **دخان** ۲۵/۳ | یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِیْنَ
کیا سب جنتی معاذ اللہ مشرک ہو گئے۔

(۷) **البقرہ** ۲/۲۷ | وَاللّٰهُ یَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ
اور اللہ بلاتا ہے جنت اور مغفرت کی طرف اپنے حکم سے۔

خدا پر بھی فتویٰ لگاؤ کیونکہ وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو پکارتا ہے۔ خداوند پر بھی فتویٰ جڑ دو۔

(۸) **بنی اسرائیل** ۱۵/۸ | یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ
اسی دن پکاریں گے ہم تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ

(۹) **ال عمران** ۳/۶ | فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ
وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ

(۱۰) **مومنون** ۱۸/۴ | وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
اور بے شک آپ ان کو بلاتے ہیں صراط مستقیم کی طرف
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فتویٰ لگا دو۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

قرآن آیات دعا سے جب دعا بمعنی عبادۃ نہ ثابت ہوئی اور ان آیات کریمہ میں ماخوذ لیکن یہ معترضین مشرک بن گئے تو ما بعد کے دو تین . . . محض پکارنے والوں پر فتویٰ لگانا بیوقوفی سمجھتے ہوئے خاموش ہو گئے۔ جب ثابت ہو گیا کہ ہر پکارنا عبادۃ نہیں بلکہ جس مقام پر دعا کو

نفس اسلام

شرک کہا گیا ہے یا کوئی سرزنش وارد ہوئی وہاں دعا بمعنی عبادۃ شرک کہا گیا ہے۔ جو غیرہ کفار ہے نہ مومنین اور وہاں عبادۃ بھی الوہیت کی تخصیص کی بنا پر مراد ہوگی۔ ورنہ نہیں کیونکہ عبادۃ محض اللہ جل شانہٗ کے واسطے ہی مختص ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

(۱) **مومنون** ۱۸/۶ | وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـهًا اٰخَرَ

(۲) **شعراء** ۱۹/۱۱ | فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَتَکُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ

(۳) **نمل** ۲۰/۵ | ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ

(۴) **نمل** ۲۰/۹ | وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ

(۵) **فرقان** ۱۹/۶ | وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـهًا اٰخَرَ

ان آیات سے صاف ثابت ہے کہ الوہیت میں شرکت مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ محال ہے۔ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ نہیں ہیں اور ان کو پکارنا الوہیت کا پکارنا نہیں بلکہ ندائے رسالت یا ندائے ولایت ہے اور شرعاً مطلقاً دعا ممنوع نہیں جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے۔ بلکہ دعا غیر فی الالوہیت شرک ہے۔ جو بمعنی عبادۃ ہے اور نہ محض پکارنا ہی عبادۃ بن سکتی ہے بلکہ اِلٰہ یعنی معبود سمجھ کر جس کو پکارا جاوے اُس مقام پر بھی دعا بمعنی عبادۃ ہوگی جیسا کہ حدیث پاک میں بھی مذکور ہے۔

رعد ۱۳/۲ | (وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ) کے تحت فرماتے ہیں۔

بخاری شریف ۲/۶۸۰ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ مَثَلُ الْمُشْرِكِ
الَّذِيْ عَبَدَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا۔

اور کہا ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مثل پھیلانے والے کی اپنے دونو ہاتھوں کو مثل مشرک کی وہ جس نے عبادۃ کی اللہ کے ساتھ معبود اور کی۔

تو ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی دعائے غیر معبود کی عبادت مراد لی ہے یعنی دعا لغیر اللہ عبادۃ ہے۔

یہ ہے جواب ترجمہ حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جو تمہارے عقیدہ وہابیہ کی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جڑ کاٹ کر رکھ دی جو تم لوگ اکابرین کے محض پکارنے کو عبادت بنا بیٹھے ہو ثابت ہوا کہ اس بیت میں غیر کو پکارنا عبادۃ ہے اور یہی معنی الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ کے ہیں۔

بخاری شریف ۲/۷۰۲ مَا تَدْعُوْنَ لَا يَسْتَحِقُّ اَنْ يُّعْبَدَ
اس مقام پر بھی دعا بمعنی عبادۃ ہیں۔

طوالت کے خطرہ سے دو حوالے ہی حدیث شریف سے کافی ہیں ورنہ کئی حوالجات تحریر کیے جاتے۔

وہابی "بس کر لنا بالکل قبول ہو گئی مگر ایک آیت کا مطلب سمجھا دو دیکھو قرآن کریم میں مذکور ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ
الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ
الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ
اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ؕ

کہ بلاؤ ان لوگوں کو کہ دعویٰ کرتے ہو تم سوا اس کے بس نہیں اختیار رکھتے کھولنا برائی

کا تم سے اور نہ بدل ڈالنا یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں ڈھونڈتے ہیں طرف پروردگار اپنے کی وسیلہ کونسا ان میں سے بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں رحمت اس کے کی اور ڈرتے ہیں عذاب اس کے سے تحقیق عذاب پروردگار تیرے کا ہے خوف کیا گیا۔

بھلا باقی مذکورہ ایات تو واقعی کفار اور بتوں کی توہین کے واسطے رب العزۃ نے بیان فرمائیں جو مفسرین و اقوال صحابہ کرام و حدیث شریف و متقدمین کے تراجم سے معلوم ہو چکا ہے اب یہ آیت مذکورہ بالا ایک ایسی چوٹ ہے جسنے قبر پرستوں انبیاء پرستوں اور پیر پرستوں کی جڑ کاٹ کے رکھ دی ہے کیونکہ یہ آیت خصوصاً ان کے متعلق نازل ہوئی ہے اس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے لوگ انبیائے کرام کی پوجا کیا کرتے تھے تو اللہ تعالے نے ان کے متعلق فرمایا کہ جن کی تم پوجا کرتے ہو اور ان سے مشکلکشائی کے خواہاں ہو وہ تم سے کوئی کسی قسم کی تکلیف دور نہیں کر سکتے وہ تو خود اپنے لیے وسیلہ نجات کے متلاشی ہیں تمہاری نجات وہ کیا کر سکیں گے اب اس کا جواب کوئی سنی انشاء اللہ نہیں دے سکے گا۔

محمد عمر "دوست واقعی تمہاری پیش کردہ آیت انبیاء کرام کی پرستش کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی مگر ان کو رسول اللہ ماننے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہم احناف ان کو رسول اللہ مانتے ہیں الٰہ اور معبود نہیں سمجھتے خداوند جل و علی نے اس آیۃ کریمہ میں ان کفار کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ انبیاء کرام اور ملائکہ کو معبود سمجھتے تھے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور عزیز علیہ السلام کو اور ملائکہ کو بنات اللہ اور ابن اللہ کہتے تھے جیسے ان کو ابن اللہ سمجھنا کفر ویسا ہی ان کو رسول اللہ ہونے سے بھی اگر کوئی تم جیسا انکار کرے تو وہ بھی کافر یعنی اگر افراط سے کفر لازم آتا ہے تو تفریط سے بھی کفر لازم آتا ہے انہوں نے ابن اللہ کہہ کر کفر کیا تم نے ان کو ذلیل سمجھ کر کفر کیا

روم ۲۱/۶ ۔ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّلَا یَسْتَخِفَّنَّکَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ

پس معبر فرمائیے۔ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ کا دعویٰ سچا ہے اور خفیف سمجھیں آپ کو بے یقینے لوگ لیکن اہل سنت وجماعت ابن اللہ کہنے کو بھی کفر سمجھتے ہیں اور ان کی تذلیل کرنے والے کو بھی کافر اور اللہ رب العزت نے کفار کو خطاب کر کے فرمایا ہے۔ فَلَا یَمْلِکُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ چونکہ تم ان کو ابن اللہ کہتے ہو اور ملائکہ کو بنات اللہ کہتے ہو اس لئے وہ تم سے بسبب تمہارے کفر کے تکلیف کو دور نہیں کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اُن پر لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ سے فتویٰ کفر ثبت فرمایا ہوا ہے اور یہ حکم کفار کو بطور سزا سنایا گیا ہے۔ کہ چونکہ تم خداوند کے رسول کو رسول اللہ ہونے کی بجائے ابن اللہ کہہ کر کفر کرتے ہو اس وجہ سے وہ بھی گو نبی اللہ ہیں لیکن تمہاری تکلیف کو دور نہ کریں گے کیونکہ تم کافر ہو اس آیت کریمہ میں کفار کو ان کے کفریہ عقیدے کی بنا پر بے اُمید کر کے عتاب ہوا ہے نہ کہ تذلیل انبیاء علیہم السلام مراد ہے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو مردے کو زندہ کرنے کی طاقت رکھتے ہوں اور ان کے ماننے والے ان کی سفارش سے بھی محروم رہیں کتنی بُری بات ہے تو اللہ تعالےٰ نے ان کو ذلیل ثابت کر کے جھڑکیاں دیں کہ ایسے اولوالعزم نبی اور تم محروم تم ان کو مانتے تو ہو لیکن تم نے بجائے رسالت کے کفریہ عقیدہ رکھا جس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوا تو کیا مانا ان کو نبی اللہ ہونے کا صحیح عقیدہ کیوں نہیں بنا لیتے تاکہ اگر تم سے کوئی جرم بھی ہو جائے تو تمہاری بخشش ہو سکے لیکن ان کو مشکل یہ ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر صحیح ایمان لے آئیں تو ان کو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لانا پڑتا ہے۔ یہ امر ان کے ایمان لانے کے آگے آڑے آتا ہے تو خیر یہ آیت کفار کی تذلیل ثابت کر رہی ہے نہ کہ کمزوری انبیاء علیہم السلام کو کیونکہ کفار سے ان کا تکلیف کو نہ دور کرنا معاذ اللہ شان کی خفت پر دال نہیں جیسا کہ تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے کا دعویٰ رکھتے ہو اور ساتھ یہ بھی عقیدہ رکھتے ہو کہ وہ ہم سے تکلیف یعنی عذاب الٰہی کو دور نہیں کر سکتے تو تمہارے اس استدلال نے تمہارے ایمان کا پول

نکال کر رکھ دیا کہ نہیں رحمۃ اللعالمین بلکہ تم محروم تو ثابت ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو تمہارا المزور سمجھنا تمہیں ایمان سے خارج کر رہا ہے اور ایسے لوگوں نے واقعی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سفارش سے محروم رہنا ہے تو اس میں آپ کی خفت نہیں بلکہ تمہاری خفت ہے ایسے ہی مذکورہ بالا آیت میں کفار کو عیسیٰ علیہ السلام کے استفادہ سے محروم رکھنا مراد ہے جس کو تم الٹ سمجھے بیٹھے ہو جب اللہ تعالےٰ نے ان کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بے امیدی ثابت کر دی تو اب اُن کفار مثلثین کو شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ظاہر فرمائی جس کے ساتھ ہی عیسیٰ علیہ السلام و عزیز علیہ السلام کو بھی الوہیت سے مبرا فرمایا اور آگے فرمایا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ یہی وہ لوگ ہیں (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام و عزیز علیہ السلام جن کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو) جن کی عبادت کرتے ہو (وہ معبود نہیں بن سکتے کیونکہ وہ خود) اپنے رب کی طرف جو نسا ان کا زیادہ قریب ہے (مصطفےٰ صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم) اپنے رب کی طرف وہ (اس کا) وسیلہ طلب کرتے ہیں۔ جملہ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کا ہی ثبوت پیش کر رہا ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سے خدا کے زیادہ اقرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جملہ انبیاء علیہم السلام کا وسیلہ آپ ہی ہیں جن سے ان کی نبوت عیاں ہے اور قیامت میں بھی سب انبیاء علیہم السلام آپ کے ہی منتظر ہوں گے۔ جب آپ خداوند کریم کو سجدہ میں راضی فرمائینگے تو بعد ازاں باقی انبیاء علیہم السلام اور ان کے بعد اولیاء کرام کلام کر سکیں گے ورنہ ایسے پہلے سب نفسی نفسی پکارینگے تو اللہ تعالےٰ نے اس امر کی دلیل پیش کی کہ میں نے تمہارے سامنے ایسے نبی الانبیاء پیش کر دیے ہیں جن کے تمام انبیاء محتاج ہونگے اور ان کی نبوت میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے محتاج ہے چہ جائیکہ تم ان کو معبود تسلیم کرو کتنی سخت عقل سے بعید بات ہے اور جس ذات کے انبیاء علیہم السلام محتاج ہوں تم ان سے بیزاری کا اظہار کرو اور کہو کہ وہ ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے

اور جن کی رحمت باقی انبیاء علیہم السلام تک فائز ہو بھلا ان کی امت آپ کی رحمت سے کیسے محروم رہ سکتی ہے اور جو محروم ہو وہ آپ کی امت سے ہی نہیں اور جو رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا خواستگار ہو تم ان پر کفار کی آیتیں چسپاں کرو کچھ خدا کا خوف کرو ایسے وہابیہ کے عقائد کی اطلاع ہمیں حدیث شریف سے مل چکی ہے ہم مسلمان تمہارے وہابیوں کے پھندوں میں نہیں آسکتے سنیئے۔

بخاری شریف ۲/۱۰۲۴ وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَ قَالَ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِى الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

اور اللہ عزوجل کا ارشاد اور اللہ کی شان نہیں کہ گمراہ ٹھہراوے کسی قوم کو بعد اس کے کہ ہدایت دی اس نے ان کو حتی کہ بیان کرے ان کے لئے کہ وہ کس چیز سے کنارہ کش رہیں اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان خارجیوں، کو اللہ کی تمام خلقت سے بہت بری نگاہ سے دیکھتے تھے اور فرمایا کہ بے شک وہ ایسی آیتوں کی طرف جو کفار کے متعلق نازل ہوئی ہیں پس چسپاں کرینگے۔ وہ ان کو مومنوں پر

قسطلانی ۱/۱۲ وَصَلَهُ الطَّبَرِيُّ فِي تَهْذِيْبِ الْاٰثَارِ فِيْ مُسْنَدِ عَلِيٍّ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ ذَرٍّ مَرْفُوْعًا

طبری نے مسند حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ تہذیب الآثار میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہ تک مسند بیان کی ہے اور مسلم کے نزدیک ابوذر رضی اللہ تعالے عنہ سے مرفوع حدیث مذکور ہے۔

سبحان اللہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے کے علم غیب کی عجیب دلیل ثابت ہوئی

فرمایا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے کہ ایسے لوگ خارجی ہونگے۔ کہ جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں وہ ان کو مومنین پر چسپاں کرینگے اور اب تم فیصلہ کرلو کہ یہ شعار وہابیہ کا ہے یا نہیں جب تمہارے دلائل اسی فرمان کے ماتحت ہیں تو تم خود فیصلہ کرو کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے نے اس حدیث کے ماتحت ایسے لوگوں کو خارجی اور ملحد کہا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مروی ہے جس میں اس سے زیادہ سخت سزا مذکور ہے وہ خود قسطلانی ۱۰/۸۴ میں ملاحظہ فرمالیں آیئے اب اس آیۃ کریمہ کا فیصلہ کتب اہل سنت وجماعت سے کرالیں کہ آیا وہ کفار واقعی انبیاء علیہم السلام کو الٰہ معبود سمجھتے تھے بدیں وجہ یہ آیت نازل ہوئی ہے یا نہیں۔

(۱) تفسیر جلالین ۱۷۷ | (قُلْ) لَهُمْ (ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ) اَنَّهُمْ آلِهَةٌ (مِنْ دُوْنِهٖ) كَالْمَلٰئِكَةِ وَعِيْسٰى عليه السلام وعزير عليه السلام فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا

فرمادیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کفار کو کہ بلاؤ جن کو تم معبود گمان کرتے ہو مِنْ دُوْنِ اللہ (یعنی رسول اللہ ہونے کے علاوہ جو تم ان کو اپنا معبود سمجھتے ہو اس حیثیت سے ان کو بلالو) مثل فرشتوں کی اور عیسٰی علیہ السلام کی اور عزیر علیہ السلام کی تو وہ تم کفار سے تکلیف کو ہٹا نہ سکیں گے اور نہ وہ کفار سے تکلیف رفع کر ہی سکتے ہیں۔ (تو معلوم ہوا کہ یہ کفار کو کہا گیا ہے کہ تم اپنے عقیدہ کے مطابق یعنی ابن اللہ سمجھ کر پکارو تو وہ چونکہ ابن اللہ نہیں ہیں تو وہ تمہارے اسی شرکیہ عقیدہ کی وجہ سے تمہاری پکار کا جواب نہ دینگے۔ اور نہ تمہاری تکلیف کو رفع ہی کرینگے۔ کیونکہ تم نے خلاف رسالت ان کو خدا بنا لیا ہوا ہے اور یہ نہیں منع فرمایا کہ اگر تم انکو حیثیت رسول اللہ ہونے کے بھی پکاروگے تو بھی وہ تمہاری تکلیف کو دور نہ کریں گے۔

(۲) تفسیر نسفی ۲۴۵ (قل ادعوا الذين زعمتم) انها آلهتكم

(۳) تفسیر ابن کثیر ۴/۴۶ (قل) يا محمد (صلى الله عليه وسلم) لهؤلاء المشركين الذين عبدوا غير الله

فرما دیجئے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان مشرکین کو جو غیر اللہ کی عبادۃ کرتے ہیں۔

(۴) تفسیر کبیر ۵/۲۶۵ اعلم ان المقصود من هذه الآية الرد على المشركين وقد ذكرنا ان المشركين كانوا يقولون ليس لنا اهلية ان نشتغل بعبادة الله تعالى فنحن نعبد بعض المقربين من عباد الله وهم الملائكة ثم انهم اتخذوا لذلك الملك الذي عبدوه تمثالا وصورة واشتغلوا بعبادته على هذا التاويل والله تعالى احتج على بطلان قولهم في هذه الآية۔

جان لے کہ مقصود اس آیۃ سے مشرکین کا رد ہے اور ضرور ہم نے ذکر کیا ہے۔ کہ مشرکین کہتے تھے کہ ہمیں اللہ کی عبادۃ سے مشغول ہونے کی طاقت نہیں تو ہم اللہ کے بندوں سے بعض کی عبادت کرتے ہیں۔ اور وہ فرشتے ہیں پھر انہوں نے بنایا ان فرشتوں کو جن کی وہ عبادت کرتے تھے بت مجسمے اور تصاویریں اور اس کی عبادۃ کے ساتھ وہ مشغول ہو گئے اس تاویل پر اللہ تعالے نے اس آیۃ کریمہ میں ان کی بات کے رد پر دلیل پیش فرمائی۔

اس آیۃ کے ماتحت علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کیا کہ وہ ملائکہ کی تصویریں اور مجسمے بنا کر ان کی پوجا کیا کرتے تھے اور اہل سنت وجماعت نہ کسی بزرگ کی عبادت کرتے ہیں اور نہ تصویریں اور نہ مجسمے وغیرہ ان کے بنا کر ان کی پوجا کرتے ہیں یہ واقعی

nafseislam
نفس اسلام

مشرکوں کا رویہ ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ سے ملائکہ کی تصویر کے بت گھڑے ہوئے یہاں مراد ہیں۔

وہابی "نوح السلام کے زمانہ میں کفار بھی تمہاری طرح ولیوں اور نبیوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ وُدّ و یعوق و نسر و یَغُوثُ و سُوَاع یہ نوح علیہ السلام کے زمانہ کے بزرگوں کے نام تھے بلاشک بخاری شریف نکال کر دیکھ لو تو نوح علیہ السلام نے بددعا فرمائی کہ یا اللہ یہ کفار وُدّ و یعوق و نسر وغیرہ کو چھوڑتے نہیں۔ ان کا ایک تخم نہ رہنے دے یہ بے ایمان توحید کو مانتے ہی نہیں اللہ تعالےٰ نے اُن تمام کو بزرگوں کے ماننے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا یاد رکھو تم بھی اسی لائق ہو کوئی عبد القادر کو پکارتا ہے کوئی باہو کو پکارتا ہے کوئی شکر گنج کہتا ہے یہ سب شرک ہے تم تسلیم کرو یا نہ۔

محمد عمر "خداوند تم کو ہدایت نصیب فرمائے اور قرآن کریم کی تحریف سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے قرآن کریم کے اصل کو بدل کر بیان کرنا بھی تمہارا ہی حصہ ہے قرآن کریم کی تفسیر بالرائے کی اور مطلب جدھر مرضی چاہی پھیر کے لے گئے ذرا آیت قرآنی ملاحظہ ہو۔

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِھَتَکُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا ۚ نوح ۲۹/۲ اور انہوں نے کہا نہ چھوڑو تم اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو تم وَدّ کو اور نہ سُوَاع کو اور نہ یَغُوْث کو اور نہ یَعُوْق اور نہ نسر کو۔

وہابی صاحب قرآن کے چور ہیں الفاظ قرآنی کو بھی چرانے سے فرق نہیں کرتے لَاتَذَرُنَّ کو پڑھ لیا اور اٰلِھَتَکُمْ کو چھوڑ دیا افسوس صاف اتنا موٹا لفظ بھاگو

ہے کہ ان پر کفر کا فتویٰ اس واسطے عائد ہوا کہ وہ ان بزرگوں کے مجسمے بنا کر ان کو الٰہ یعنی اپنا معبود سمجھتے تھے۔ اس لیے حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے لیے بددعا فرمائی تو خداوند نے بھی ان کو غرق کیا کہ وہ خدا کی توحید کے بھی قائل نہ تھے اور وہ کفار بزرگوں کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتے تھے دیکھو

بخاری شریف ۲/۳۲
کتاب التوحید ۵۱
محمد بن عبد الوہاب

حدثنا ابراهیم ابن موسٰی قال اخبرنا هشام عن ابن جریج وقال عطاء عن ابن عباس صَارَتِ الْاَوْثَانُ الَّتِیْ کَانَتْ فِیْ قَوْمِ نُوْحٍ فی العرب بعدُ اما وَدٌّ کانت بکَلْبٍ بِدَوْمَةِ الجندلِ واما سُوَاعٌ کانت لهذیل وَاَمَّا یغوثُ فکانت لمراد ثم لبنی غطیف بالجوف عند سبأ وَاَمَّا یَعُوْقُ فکانت لهمدان وَاَمَّا نسرٌ فکانت لحمیر لآل ذی الکلاع ولنسرٌ اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِیْنَ مِنْ قَوْمِ نُوْحٍ فَلَمَّا هَلَکُوْا اَوْحَی الشَّیْطَانُ اِلٰی قَوْمِهِمْ اَنِ انْصِبُوْا اِلٰی مَجَالِسِهِمُ الَّتِیْ کَانُوْا یَجْلِسُوْنَ اَنْصَابًا وَسَمُّوْهَا بِاَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوْا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتّٰی اِذَا هَلَكَ اُوْلٰئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ اس وقت عرب میں نوح علیہ السلام کی قوم کے اندر بت تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ وُد شہر دومہ جندل میں بنی کلب کا بت تھا اور لیکن سُواع ہذیل کا بت تھا اور لیکن یغوث بنی مراد کا بت تھا پھر جوف متصل سبا مدینہ بلقیس میں بنی غطیف نے اس کو اپنا معبود بنا لیا اور لیکن یعوق بت ہمدان نے اپنا معبود بنایا ہوا تھا اور لیکن نسر بت ذوالکلاع کی ال حمیر قبیلے کا معبود تھا اور نسر وغیرہم یہ تمام بت نوح علیہ السلام کی قوم کے بزرگوں کے نام سے پکارے جاتے تھے پس جب وہ بزرگ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوموں کی طرف وحی کی کہ جہاں

یہ بزرگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کی جگہ ان کے مجسّمے بت بنا کر کھڑے کر دو اور ان بزرگوں والے نام ان بتوں کے رکھ دو تو ان لوگوں نے شیطانی انگیخت سے ایسے ہی کیا پھر ان کی پرستش شروع ہوئی تھی کہ جب یہ بت نصب کرنے والے مر گئے اور علم مٹ گیا تو ان بتوں کی پوجا شروع ہو گئی۔ او لے حدیث شریف کے چور و حدیث نے تمہارا پول نکال دیا تم نے جو کہا تھا کہ وہ لوگ بزرگوں کی عبادت کرتے تھے غلط ثابت ہوا بلکہ حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ وہ لوگ بزرگوں کے مجسّمے بت جو نصب کئے ہوئے تھے ان کی پوجا کرتے تھے اور ہر قبیلے کا علیحدہ علیحدہ بت تھا اور ان بتوں کے نام وہ بزرگوں والے ہی رکھ دیتے تھے پھر اسے شارحین بخاری سے دریافت فرمالیں۔

فتح الباری ۲۰/۲۷۶ قال فی قولہ تعالیٰ ودا ولا سواعا الآیۃ قال
شرح بخاری شریف اَوْثَانٌ کَانَ قَوْمُ نُوْحٍ یَعْبُدُوْنَھُمْ

اللہ تعالیٰ کے فرمان وَدًّا وَلَا سُوَاعًا اخیر آیت تک ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کی قوم کے بت تھے جن کی وہ عبادۃ کرتے تھے۔

پھر بت پرستی کی ابتدا فرمائی کہ کیسے شروع ہوئی

فتح الباری ۲۰/۲۷۸ فَاَتَتْ رَجُلٌ مِّنْھُمْ فَجَزِعَ عَلَیْہِ فَجُعِلَ لَا یُصْبَرُ عَنْہُ
شرح بخاری شریف فَاتَّخَذَ مِثَالًا عَلٰی صُوْرَتِہٖ فَکُلَّمَا اشْتَاقَ عَلَیْہِ
نَظَرَہٗ ثُمَّ مَاتَ فَفُعِلَ بِہٖ کَمَا فُعِلَ

جب مر گیا آدمی ان سے تو اس پر رو دیا پیٹا گیا پھر اس سے صبر نہ کیا جاتا تو اس کی صورۃ کی ایک مثال کا بت گڑھا جاتا پھر جب اس کے شوق نے جوش مارا تو اس کے بت کو دیکھ لیا پھر جب وہ گڑھنے والا مر گیا تو بت پرستی شروع ہو جاتی۔

اور قسطلانی شارح بخاری شریف نے بھی ۷/۴۰۱ میں یہی تحقیق کی ہے۔

یہ ہے جناب کی چوری جو قرآن میں بھی تم نے کی اور حدیث میں بھی سرقے سے کام لیا اور یہاں تو نہ ان کا بت اور نہ ان کی تصویر اور نہ ان کی پوجا بلکہ مطابق شریعت محمدیہ قبر بنائی جاتی ہے اور جب کوئی کسی زائر سے دریافت کرے کہ کہاں جاتے ہو تو وہ یہی جواب دیتا ہے کہ فلاں بزرگ کے مزار مقدس پر جا رہا ہوں اور وہاں جا کر وہ قرآن کریم کی چند آیات پڑھتا ہے مراقبہ کی حالت میں اپنے قلب کو موت کی یاد دلاتا ہے اگر کوئی صاحب کشف ہو تو وہ اس صاحب قبر کی زیارت سے مشرف ہو کر فیض حاصل کرتا ہے ورنہ معتقدین اصحاب قبور سے عبرت حاصل کرتے ہیں اگر کسی نے کوئی جیسے بھی منت وغیرہ مانی ہو مثلاً قرآن پڑھنے کی منت ہو تو وہ صاحب قبر کو پڑھ کر بخش آتا ہے۔ اگر کوئی کھانے کی منت مانی ہو تو وہ صاحب قبر کی طرف سے وہاں فقراء کو تقسیم کر آتا ہے بشرطیکہ بھنگی چرسی نہ ہوں اور اگر کسی نے کوئی جانور کی منت مانی ہو تو وہی جانور لیجا کر کسی صاحب شرع فقیر کو اس صاحب قبر کی طرف سے صدقہ کر آتا ہے اور جو خلاف شرع ہوں ان کو ایسے صدقات دینے ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہیں اگر غلط ہے تو ہماری کسی کتاب چھوٹی سے چھوٹی کی تحریر ثابت کر دو کہ تمہارے نزدیک بھنگیوں چرسیوں شرابیوں کو دینا جائز ہے یا تم کسی حدیث یا آیت قرآنی سے ان مذکورہ بالا امورات کو شرک یا ناجائز ثابت کر دو وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ۔ اور وہابیو باز آجاؤ اور کفار اور بتوں والی آیتیں مومنوں پر چسپاں نہ کرو اور اپنے اعمال کو بے ایمانی کی رو میں نہ بہاؤ۔

قرآن آیات کریمہ جو تم نے پیش کی ہیں وہ تمام بتوں اور کفار کے متعلقہ تھیں چاہے کسی نے نبیوں ولیوں کے بت ہی کیوں نہ بنائے ہوں بہر صورت تم نے دعا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کی آیات پیش کیں جس کے معنی عبادۃ ہیں اور مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے مراد بت ہیں

جیسا کہ مفسرین اہل سنت وجماعت کے اجماع سے ثابت ہو گیا آئیے حدیث شریف سے بھی اس کا ثبوت پیش کردوں۔

بخاری شریف ۲/۱۰ (مِنْ دُوْنِہٖ) بِالْاَوْثَانِ

اور قرآن کریم میں بھی جو مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے صفات رب العزۃ نے بیان فرمائے ہیں ان سے مختصر بیان کرے گئے جو تم نے ذہن لئے ہیں کہ من دون اللہ کی صفات سے چند یہ ہیں مثلاً

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
(۱) مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قیامت تک جواب نہیں دے سکتے۔	اور یہ انبیاء علیہم السلام کی شان نہیں اور اولیاء کی شان نہیں بلکہ وہ جواب دیتے ہیں۔
(۲) وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔	اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ غافل نہیں ہیں۔
(۳) وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَھُمْ اَعْدَآءً جب اٹھائے جائینگے تو مِنْ دُوْنِ اللّٰہ ان کے دشمن ہوں گے۔	یہ بھی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی شان کے خلاف ہے کیونکہ وہ اپنے متبعین کو پہچانینگے اور سفارش کرینگے نساء ۵/۴ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَۃً حَسَنَۃً یَّكُنْ لَّہٗ نَصِیْبٌ مِّنْھَا جھوٹے معبودین کی طرح انشاء اللہ دشمن نہ ہونگے کیونکہ یہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی شان ہو گی۔
(۴) وَكَانُوْا بِعِبَادَتِھِمْ كٰفِرِیْنَ	یہ بھی اولیاء اور انبیاء کی شان نہیں کیونکہ

nafseislam
نفس اسلام

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
اور وہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ اپنے عابدین کی عبادت کا انکار کرینگے۔	ان کی ہم عبادت نہیں کرتے بلکہ اتباع کرتے ہیں اور وہ ہماری اتباع کا انکار نہ فرماوینگے بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم رب امتی فرما کر گنہگاروں کی بخشش فرمائینگے اور پیران عظام بھی سفارش کرینگے اور اپنی اتباع کا انکار نہ کریں گے۔ یہ شیوہ مذکورہ ایت کا مِنْ دُوْنِ اللّٰہ معبودین کا ہے۔
(۵) مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ وہ ہیں، جو کھجور کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔	اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ بہت کچھ کے مالک ہیں جو واضح ہو چکا لہٰذا وہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ نہ ہوئے کیونکہ یہ شان رسالت وولایت کے خلاف ہے شان اہل اللہ یہ ہے قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا
(۶) لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ۔ کچھ بنا نہیں سکتے وہ خود گھڑے ہوئے ہیں۔	انبیاء کرام اور اولیاء کرام کسی کے گھڑے ہوئے نہیں بلکہ خداوند کے پیدا شدہ ہیں۔ اور نہ گے خلق کی طاقت بھی عطائی رکھتے ہیں لہٰذا من دون اللہ نہ ہوئے۔
(۷) اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ	اس عنوان سے انبیاء کرام و اولیاء کرام کی ذات مبرا ہے جیسا کہ واضح ہو چکا لہٰذا من

Nafse Islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
ہیں۔ ذاتی موت سے مجبور ہیں حیات سے بھی نہیں کسی وقت بھی۔	مِنْ دُوْنِ اللہ نہ ہوئے
(۸) وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ اور من دون اللہ قیامت سے بے خبر ہیں۔	یہ بھی جھوٹے معبودین کی شان ہے انبیاء کرام و اولیاء کرام قیامت سے باخبر ہیں لہٰذا مِنْ دُوْنِ اللہ کی یہ صفت بھی ان میں نہ ہوئی تو من دون اللہ نہ ثابت ہوئے۔
(۹) قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ۔ (فرشتے جان لینے آئینگے تو وہ سوال کرینگے تو جواب میں اپنے جھوٹے معبودین کا انکار کرینگے) ترجمہ۔ کہینگے کہ وہ مِنْ دُوْنِ اللہ ہم سے غائب ہیں اور وہ اپنے کفر کا خود اقرار کرینگے۔	یہاں اس کے بالکل برعکس ہے کیونکہ متبعین رسل و اولیاء اللہ بوقت موت ان کو غائب نہ کہینگے بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بوقت موت اپنے غلاموں کے پاس تشریف فرما ہوتے ہیں ہم مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہیں اور مومن آپ کی اتباع کا بوقت انکار بھی نہیں کرتا لہٰذا من دون اللہ نہ ہوئے اگر من دون اللہ ہوتے تو اس وقت جھوٹے معبودوں کی طرح غائب ہوتے۔
(۱۰) لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ۔ (وہ من دون اللہ) نہیں قبول کرتے وہ ان کی دعا کو کچھ بھی مگر جیسا کہ کوئی اپنے دونوں ہاتھ	انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ سے اور ان کی قبروں سے بھی ان کا فیض لوگوں کو ہر وقت پہنچتا ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ پہنچیگا ورنہ ولایت کا خاتمہ ہو جائے یہ مذکورہ شان من دون اللہ کی ہے ثابت ہوا۔ کہ

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
پانی کی طرف لبے کرے اور پانی اس کے پاس نہیں پہنچنے والا (۱) عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اعراف ۹/۲۴ من دون اللہ تمہاری مثل بندے نظر آتے ہیں، پھر پکارو تو سہی ان کو اگر تم (ان کی عبادت میں) سچے ہو تو تمہاری بات کا جواب تو دیں۔	اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ مِنْ دُوْنِ اللہ نہیں ہیں۔ انسانوں کی شکل تو ہیں لیکن انسان نہیں کیونکہ ان کو اگر پکارو تو تمہاری بات کا جواب نہیں دے سکتے۔ من دون اللہ سے مراد بت ہے۔ اس آیۂ کریمہ سے صاف ثابت ہو گیا کیونکہ وہ آدمیوں جیسے تصور ہیں تو نظر آتے ہیں چونکہ وہ جمادات ہیں جواب نہیں دے سکتے انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اس سے ممتاز ہیں کیونکہ وہ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ کے ماتحت نہیں اگر اصحاب قبور کو کلام کی جاوے۔ تو جواب دیتے ہیں ثابت ہوا کہ وہ من دون اللہ نہیں۔
(۲) اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَا اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا کیا من دون اللہ کے پاؤں ہیں جن کے ساتھ وہ چلتے ہوں کیا ان کے ہاتھ ہیں جن	یہ بتوں کی شان ہے کہ ان کے پاؤں ہیں لیکن چل نہیں سکتے ایسے ہی باقی اعضا بھی موجود ہیں لیکن بیکار ہیں اور اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی حالت اس کے برعکس ہے جیسا کہ ذکر ہو چکا کیونکہ ان کی شان ہے کہ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ان پر ملائکہ

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
کے ساتھ وہ پکڑتے ہوں کیا ان کی آنکھیں ہیں جن کے ساتھ وہ دیکھتے ہوں کیا ان کے کان ہیں جن کے ساتھ وہ سنتے ہوں	استقبال کے لئے آتے ہیں اگر وہ من دون اللہ ہوں سنتے نہیں اور نہ دیکھیں وغیرہ وغیرہ تو معاذ اللہ فرشتے ایسوں کا استقبال کرتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ شان بتوں کی ہے اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کھاتے ہیں پیتے ہیں جنت کے باغات میں عیش کرتے ہیں ان کی سمع و بصر وغیرہ ہم سے زیادہ قوی ہیں۔
(۱۳) **اعراف** ۹/۲۴ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ۔ من دون اللہ نہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی جانوں کو بچا سکتے ہیں۔	یہ مِنْ دُوْنِ اللہ کی تیرھویں صفت ہے کہ وہ اپنی جانوں کو عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکتے چہ جائیکہ وہ تمہاری مدد کر سکیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گنہگار امت کو بخشوا کر جنت میں لے جائیں گے اور اولیاء اللہ بھی بعد ازاں سفارش کر کے بخشائیں گے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ مِنْ دُوْنِ اللہ نہیں بلکہ یہ ہی هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ
(۱۴) وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَی الْهُدٰی لَا یَسْمَعُوْا ۔ اور اگر تم مِنْ دُوْنِ اللہ کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ ہدایت سنتے ہی نہیں۔	اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ من دون اللہ بے ہدایت ہیں اور ان کی شان ہے اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَمَا بینہما تناقض لہٰذا حزب اللہ من دون اللہ نہ کہلائیں گے۔

Nafse Islam
نفس اسلام

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
(۱۵) وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۔ اور آپ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ کی طرف وہ بھی تکتے ہیں حالانکہ وہ دیکھ نہیں سکتے۔	مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی شان یہ ہے کہ ان میں قوۃ باصرہ نہیں تو وہ بت ہی ہو سکتے ہیں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے پہلے ہی وَتَرٰىهُمْ فرما کر من دون اللہ سے ممتاز فرمایا۔
(۱۶) حج ۱۷/۱۰ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۔ اگر وہ تمام من دون اللہ جمع ہو جاویں تو ہرگز ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے۔	یہ شان ہے من دون اللہ کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم لِمَا يُحْيِيْكُمْ ہے تمام کی زندگی آپ کے باعث ہے بلکہ تمام مخلوق کی زندگی کے سبب حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پتھر کی طرف یا لکڑیوں کی آپ کی نگاہ پاک اٹھی تو جاندار بن گئے بلکہ گویا بن گئے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام مِنْ دُوْنِ اللّٰہ نہیں۔
(۱۷) وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۔ اور اگر مِنْ دُوْنِ اللّٰہ سے مکھی کچھ چھین لے تو وہ اس سے چھڑا نہیں سکتے۔	یہ مِنْ دُوْنِ اللّٰہ کی سترھویں صفت ہے کہ ان سے اگر مکھی کچھ چھین کر لے جاوے تو اس سے وہ چھڑا نہیں سکتے اور شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ آپ دوزخ سے چھڑا سکتے ہیں ادھر مِنْ دُوْنِ اللّٰہ میں اتنی کمزوری اور ادھر اتنی طاقت کہ عزرائیل نزدیک آنے کی جرأت نہیں کر سکتا

Nafse Islam
نفس اسلام

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
	مکھی کی تو کیا ہی طاقت ہے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام من دون اللہ نہیں من دون اللہ بت ہی ہیں۔
(۱۸) بنی اسرائیل ۱۵/۶ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ۔ پس نہیں مالک ہیں وہ تم سے تکلیف دور کرنے کے	یہ من دون اللہ کی اٹھارویں صفت ہے کہ وہ تکلیف کو دور نہیں کر سکتے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ انبیاء کرام مِنْ دُوْنِ اللہ اور حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ کے فرمان سے اولیاء اللہ بھی من دون اللہ نہیں ہو سکتے۔ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ وَلَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بَالِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ایمان دار کے واسطے اشارہ کافی ہے۔
(۱۹) عنکبوت ۲۰/۴ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا	نساء ۵/۲۰ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ مثال ان لوگوں کی جنہوں نے من دون اللہ کو مددگار یا کارساز پکڑا مثل مکڑی کی ہے۔	اَلَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ان منافقوں کو عذاب الیم کی خوشخبری دیجئے جو مومنوں کے سوا اپنا مددگار بناتے ہیں۔ **نساء ۵/۲۱** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اے ایمان والو مومنین کے سوا کفار کو اپنے مددگار نہ بناؤ۔ معلوم ہوا کہ مومنین من دون اللہ بھی نہیں اور کمثل العنکبوت بھی نہیں اور کیا رب العزۃ نے معاذ اللہ کمثل العنکبوت کے زمین وآسمان اور ہر شی تابع کر دی کچھ خیال کرو معلوم ہوا کہ ان کی امداد بغیر کچھ نہیں ہوتا۔
(۲۰) عنکبوت ۲۰/۴ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ بے شک اللہ تعالے جانتا ہے جن من دون اللہ کو تم پکارتے ہو وہ کچھ نہیں	وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ معلوم ہوا کہ من دون اللہ نہیں من شیء کہاں اور رحمۃ للعالمین کہاں کچھ تو انصاف سے کام لو
(۲۱) اعراف ۸/۲ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ	اس آیت کریمہ میں رب العزۃ نے ان

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ بے شک انہوں بنالیا ہے شیاطین من دون اللہ کو کارساز	دُوْنِ اللّٰہِ پر شیاطین کا اطلاق فرمایا اور شیطان کو من دون اللہ کہا اور شیاطین سے مسلمان کو۔ خدا کی پناہ اور شیاطین کا کام ہے اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِھِمْ اپنے دوستوں کے دلوں میں وساوس ڈال کر گمراہ کرنا اور انبیاء کرام کا عمل ہے ہدایت اِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور آپ کی اطاعت میں یہی فعل ہے اولیاء کرام کا اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا تو اولیاء الشیاطین اور شیاطین کے احکام والی آیات کو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ پر چسپاں کرنا اور ان جیسا سمجھنے والا وہ ابلیسی جماعت کا نمائندہ ہے حزب اللہ سے اسے سروکار نہیں۔

شیاطین من دون اللہ ثابت ہوئے نہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ فقط ہاں اگر ان کو من دون اللہ سمجھو گے تو پھر تم یقیناً شیطان ہی کہلاؤ گے اور امت شیطان کہلانے کے حقدار ہو گے امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نہ کہلا سکو گے۔

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
(۲۲) سبا ۲۲/۳ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ۔ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ دعا مانگو ان من دون اللہ سے جن کو تم گمان کرتے ہو نہیں ملکیت رکھتے وہ ایک ذرے کی نہ آسمانوں میں نہ زمین میں۔	یہ من دون اللہ کی بائیسویں صفت ہے کہ ان کو اللہ نے ایک ذرے کا مالک نہیں بنایا حالانکہ عباد اللہ کی شان یہ ہے۔ نساء ۵/۸ :- اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا کیا جلتے ہیں لوگ اس چیز پر جو ان کو اللہ نے اپنے فضل سے دیا پس تحقیق دی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کی آل کو کتاب اور حکمت اور دیا ہم نے ان کو ملک عظیم۔ ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ من دون اللہ نہیں ہیں۔
(۲۳) فاطر ۲۲/۵ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْهُ کیا من دون اللہ کو ہم نے کوئی کتاب دی ہے تو وہ اللہ کی طرف سے بینہ پر ہیں۔	مومن ۲۴/۷ جَآءَنِیَ الْبَیِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ میرے پاس میرے رب کی طرف سے بینات آئیں۔ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ہم نے آپ کی طرف کتاب اتاری معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب اتاری گئی تو من دون اللہ نہ ہوئے کیونکہ من

(۲۴) لقمان ۲۱/۳ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ۔

یہ بسبب اس کے کہ اللہ تعالیٰ وہ حق ہے اور جس من دُونِ اللہ کی وہ عبادت کرتے ہیں وہ باطل ہے۔

حج ۱۷/۸ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ۔

یہ بسبب اس کے کہ اللہ تعالیٰ وہ حق ہے اور جس مِن دُونِ اللہ کی وہ عبادت کرتے ہیں وہی باطل ہے۔

دعا بمعنی اگر یہاں پکارنا ہی لیا جاوے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے تو معاذ اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ باطل ثابت ہونگے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

دُون اللہ کے کذب کی اور من دون اللہ ہونے کی بڑی علامت یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی خدائی کتاب نہیں جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی

اگر یَدْعُوْنَ کے معنی صرف پکارنا ہی لئے جاوینگے تو بڑی خرابی لازم آئیگی جس کو تم پکاروگے ماسوائے اللہ تو وہ باطل ثابت ہوگا اور اگر من دون اللہ سے مراد اگر بت نہ لئے جاویں بلکہ انبیاء و اولیاء کو شامل کیا جاوے تو معاذ اللہ ذات اولیاء و انبیاء اللہ بموجب ان دونوں آیات کے اباطیل ثابت ہونگے حالانکہ باطل آجاوے تو اس پر اللہ تعالیٰ حق کو پھینکتے ہیں تو وہ حق باطل کو تباہ کر دیتا ہے اور حق کو اللہ تعالیٰ ثابت و غالب رکھتے ہیں اور باطل کو مٹا دیتے ہیں تو میرے خیال میں جب وہابیوں کے نزدیک انبیاء کرام و اولیاء کرام مِنْ دُوْنِ اللہ اور باطل ٹھہرے تو بت اور کفار کو تو ضرور حق سمجھتے ہونگے او اسی لئے کفر کا ساتھ دیتے ہیں اور حزب اللہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ سب الحرۃ

صفات من دون اللہ

انبیاء ۱۷/۲ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ۔

بلکہ پھینکتے ہیں ہم حق کو باطل پر تو وہ اس کا بھیجا نکال دیتا ہے۔ تو وہ اس وقت مٹ جاتا ہے۔

انفال ۹/۱ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ۔

تاکہ ثابت رکھے اللہ تعالے حق کو اور تباہ کرے باطل کو۔

نحل ۱۴/۱۰ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُونَ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ۔

کیا پس باطل کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کے ساتھ وہ انکار کرتے ہیں اور من دون اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

صفات عباد اللہ

کا ارشاد ہے هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔

اللہ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق دے کر اسی لئے بھیجا ہے تاکہ تمام ادیان پر غالب کر دیں خواہ کفار کیوں نہ جلائیں۔

اور پھر فرمایا لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ضرور میں غالب رہوں گا۔ اور میرے تمام رسول اور حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ کا حکم تو اولیاء اللہ کو مل چکا ہے ثابت ہوا کہ یہ تمام من دون اللہ نہیں ورنہ ان کو اللہ غلبہ نہ عطا کرتے بلکہ مٹا دیتے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے پھر اگر انبیاء کرام من دون اللہ ہیں تو تم باطل کا کلمہ پڑھتے ہو باطل کی اطاعت کرتے باطل کا دین قبول کیا ہے۔ باطل کی امت ہو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ باطل کے ساتھ ایمان لائے اور نعمت اللہ یعنی رسل کو من دون اللہ کہکر رسالت کا صاف انکار ہے معلوم ہوا

nafseislam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
محمد ۲۶/۱ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ یہ بایں طور کہ جن لوگوں نے کفر کیا وہ باطل کی تابعداری کرتے ہیں۔	اولیاء اللہ و رسل من دون اللہ نہیں اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ **نساء** ۵/۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ اس آیۂ کریمہ سابقہ میں ثابت کیا گیا کہ اگر تم محبوب خدا بننا چاہتے ہو تو فرما دیجیے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میری غلامی کرو اور دوسری میں یہ ثابت فرمایا کہ اگر تم نجات چاہتے ہو تو اللہ کی تابعداری کرو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور جو تمہارے اولو الامر ہوں اگر یہ سب باطل ہوتے تو ان کی اطاعت کا حکم نہ ہوتا اگر ان کی اطاعت کا حکم ہے تو باطل نہ ہوئے جب باطل ثابت نہ ہوئے تو ثابت ہوا کہ تمام اہل اللہ من دون اللہ نہیں۔
(۲۵) **انبیاء** ۱۷/۶ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ	**نساء** ۵/۱۱ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا جو شخص تابعداری کرے گا

WWW.NAFSEISLAM.COM نفس اسلام

صفات من دون اللہ	صفات عباد اللہ
اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ بلاشک تم (کفار) اور جن من دون اللہ کی تم عبادت کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں تم تمام اس جہنم کو داخل ہونے والے ہو اگر معبود ہوتے جہنم میں داخل نہ ہوتے اور تمام اس میں ہمیشہ رہیں گے اس جہنم میں دوزخیوں کا شور ہوگا اور وہ اس میں کچھ نہ سنیں گے۔	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان پر چوکیدار بنا کر نہیں بھیجا۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابن زبعری سہمی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مناظرہ کیا کہ تم نے کہا ہے اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو ابن زبعری یہودی نے کہا کہ کیا یہود عزیر علیہ السلام کی عبادت نہیں کرتے تمہارے اس قانون سے یہ انبیاء و ملائکہ بھی جہنمی ثابت ہوئے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَلْ يَعْبُدُوْنَ الشَّيْطٰنَ وہ ان کی عبادت نہیں کرتے بلکہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں ملاحظہ ہو

خازن ج/۲۹۹ تو اللہ تعالےٰ نے اس کے رد میں آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ اور بے شک جن کے لئے ہماری طرف سے نیکی مقدر ہو چکی ہے وہ اس سے دور کئے جاویں گے۔

تو ثابت ہوا کہ انبیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھنے والا پہلا زبعری یہودی تھا۔ جو وہابیوں کا اس امر میں پیشوا ہے تو جو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ سمجھتے

Nafse Islam
نفس اسلام

ہیں وہ یہودیوں میں شامل ہیں اور انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ماننے والے اور ان کی اتباع کرنے والے ان کی پرستش میں شامل نہیں ہو سکتے پرستش وہی لوگ کرتے ہیں جو ان کے مجسمے وغیرہ بنا کر اپنے معبد خانوں میں رکھتے ہیں اور خداوند کو چھوڑ کر ان بتوں کی پوجا کرتے اور حقیقتاً وہ بھی ان انبیاء علیہم السلام کی پوجا نہیں کہلا سکتی اگر کہلا سکتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے کہ واقعی وہ ان کی پوجا کرتے ہیں بلکہ آپ نے جواب دیا کہ وہ انبیاء اور ملائکہ کی پوجا نہیں کرتے۔ وہ شیطان کی عبادت کرتے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالے نے بھی فرمایا کہ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِيْنَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ جیسا کہ اس کا بیان گزر چکا تو معلوم ہوا کہ کفار کا انبیاء و صالحین کے صور کی پرستش کرنا شیاطین کی ہے ان کی پرستش نہیں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد یا بت ہیں یا شیاطین اور یہی جہنم کا ایندھن ہونگے۔ اولیاء اللہ یا انبیاء اللہ کی شان میں من دون اللہ کا خطاب دینا اور ان کے مطیعین کو ان کے عابدین کہنا ایمان سے خارج ہونا ہے۔

الحاصل جس مقام پر توحید الٰہی کے مقابلہ میں من دون اللہ کی تذلیل مقصود ہو تو وہاں دو صورتیں ہونگی (۱) عابد کی تذلیل (۲) معبود جعلی کی تذلیل۔ اگر معبود جعلی کی تذلیل مذکور ہو تو من دون اللہ سے بت یا شیطان مراد ہونگے اور ان کے عابدین پر فتوی کفر و شرک مذکور ہوگا اور اُن سے استغاثہ ان کو پکارنا اُن کے سامنے ادب سے بیٹھنا مذکور ہو ان کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھنا ان کی طرف چل کر برائے زیارت جانا ان کو اچھا سمجھنا یہ سب من دون اللہ اور باطل ہوگا اور یہ تمام ان کی عبادت متصور ہوگی اور ان کی صفات مذکورہ بالا ۲۵ آیات میں مختصراً عرض ہو چکیں اور ان کے پکارنے والے بھی عابدین شمار کیے جاوینگے اور وہ بھی من دون اللہ ہوں گے اور اگر پہلی صورت ہو یعنی عابد کی تذلیل مذکور ہو تو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ اس کے معبود ہیں

nafseislam
نفس اسلام

کوئی خاصیت ہے جس کی وجہ سے اس کو ترک کیا گیا ہے تو یا وہ انبیاء کرام معصومین یا ملائکہ وغیرہم ہونگے تو اس مقام پر عابدین من دون اللہ ہونگے اور ان کا فعل اتخاذ یعنی ان کا عبادت کرنا من دون اللہ ہوگا انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ یا ملائکہ اللہ من دون اللہ نہ ہونگے ورنہ ان کو تمام قرآن کریم میں کہیں من دون اللہ کہا گیا ہوتا ان کو پکارنا استغاثہ کرنا ان کی تعظیم کرنا ان کی قبور پر جانا اور ان سے فیض حاصل کرنا ان کا وسیلہ لینا وصول الی اللہ ہو یا معیت الہیہ حاصل ہوگی من دون اللہ نہ ہوں گے۔

من دون اللہ کو قرآن کریم میں بہت سے معانی سے رب العزت نے استعمال فرمایا ہے مثلاً

(۱) اعراف ۹/۳	اَنَّھُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	۱ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شیاطین ہیں
(۲) عنکبوت ۲۰/۲	اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا اور کوئی بات نہیں تم عبادت کرتے ہو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی جو بت ہیں۔	۲ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بت ہیں یہاں الٰہًا محذوف ہے
عنکبوت ۲۰/۳	اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا اور کوئی بات نہیں بنایا تم نے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو معبود (جو بت ہیں)	
(۳) یٰس ۲۳/۵	وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً اور بنایا انہوں نے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو معبود	۳ کفار کا فعل اتخاذ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ہے۔

(۴) شوریٰ ۲۵/۵ | وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ
أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور نہیں ہے کفار کا کوئی مددگار جان کی
مدد کرے ماسوی اللہ کے ۔

۴
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بمعنی
ماسوی اللہ

(۵) جن ۲۹/۱ | وَاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ
وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ
اور بے شک ہم سے بعض نیک ہیں اور بعض
ہم سے برے ہیں۔

۵
یہاں دُوْن کے معنی برے لیے گئے
ہیں۔

مریم ۱۶/۲ | فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ
حِجَابًا ۔ پس بنایا مریم علیہا
السلام نے ورے ان کے پردہ

(۶) قصص ۲۰/۳ | وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ
امْرَأَتَيْنِ تَذُوْدَانِ
اور پائیں موسیٰ علیہ السلام نے ورے ان کے
دو عورتیں بکریاں ہٹاتی ہوئیں۔

۶
من دون بمعنی ورے۔

فتح ۲۶/۴ | فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا
قَرِيْبًا پس کردی اللہ نے
ورے اس کے فتح قریب

کہف ۱۶/۱۱ | حَتّٰى إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ
لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۔ حتیٰ کہ جب پہنچے ذوالقرنین مطلع شمس تک پایا

اس کو ایسی قوم پر طلوع کرتا ہے جو نہیں بنایا ہم نے ان کے لئے ورے ان کے کوئی پردہ

(۷) نساء ۵/۲۱ | یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

اے ایمان والو کفار کو مددگار نہ بناؤ دیکھو

ایمان والوں کے من دون ہیں۔

(۸) وَاٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ — من دون بمعنی مخالف

غیر اللہ کے جھوٹے معبودوں کا ارادہ رکھتے — دون اللہ بمعنی غیر اللہ

جو تم اور بھی من دون کئی معنوں میں مستعمل ہوتا ہے تم وہابی بیچارے ایک غیر کے معنی جانتے ہو اور مع کے معنی نہیں جانتے جس جگہ مِنْ دُوْنِ آیا غیر کے معنی کر لئے معنی دوست ہوں یا معبود ہوں دشمنان دین سے نہ مشورہ لیکر تیرہ سو سال سے اس آیۃ کے کیا معنی مسلمان کرتے آئے ہم ان کے برخلاف کیوں چلیں خداوند تمہیں ہدایت دے۔ یاد رکھو آج سے انبیاء اللہ علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو من دون اللہ کہنا چھوڑ دو اور توبہ کرو کہ خداوند تمہیں بھی ان کے زمرہ میں شامل فرماوے ہمیں من دون اللہ کے زمرہ میں نہ رکھے اور نہ مارے اور نہ اٹھائے اور یہی ہمیں سبق ملا ہے کہ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ کی دعا خدا سے مانگو تاکہ خداوند ہردم ابرار و صالحین کی معیت عطا فرماوے تاکہ ان کی طفیل خداوند بھی ہمارا ساتھی بن جاوے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

بقرہ ۱/۱۴ | وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ اور جانو تم کہ اللہ تعالے متقین کے ساتھ ہے۔

۲/۲۲ | وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اور اللہ تعالے صبرین کے ساتھ ہے۔

انفال ۹/۲ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور بے شک اللہ تعالے مومنین کے ساتھ ہے

نحل ۱۴/۱۶ } إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّالَّذِينَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ بے شک اللہ تعالے متقین کے ساتھ ہے اور جو نیکی کرنے والے ہیں۔ من دون اللہ کا اطلاق تمام قرآن کریم میں اللہ تعالے نے کسی جگہ مومن پر نہیں کیا چہ جائیکہ معاذ اللہ انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ اور ملائکۃ اللہ پر کیا جاوے کچھ خدا کا خوف کرو اور انبیاء اللہ اور ولی اللہ کو غیر اللہ نہ سمجھو ورنہ منکرین میں لکھے جاؤ گے۔ پھر بھی تمہاری تسلی نہیں ہوئی إِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ أَوْثَانًا اور کوئی بات نہیں عبادت کرتے جو تم مِنْ دُوْنِ اللہ کی جو بت ہیں اب تو قرآن کریم سے من دون اللہ کے معنی بت ثابت ہو گئے اب تو ایمان درست کر لو اور سنیئے

تفسیر نسفی ۲/۸۵ } (مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) اٰلِهَةٌ بَاطِلَةٌ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ باطلہ معبودوں کو کہتے ہیں معبود باطلہ کا مصداق انبیاء اللہ و اولیاء اللہ نہیں بن سکتے ہر صورت بت یا شیاطین کو ہی من دون اللہ کہا جاویگا اور ہمارا ایمان بھی یہی تقاضا کرتا ہے ہماری تو قرآن کریم اور تفاسیر اہل سنت پر تسلی ہے تم ایمان لاؤ یا نہ

وہابی " اللہ تعالے فرماتے ہیں إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى إِثْمًا عَظِيْمًا اور دوسری جگہ پر فرمایا فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا

بے شک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شرک کیا جاوے اس کے ساتھ اور بخشتا ہے اس کے سوا جس کو چاہتا ہے اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے پس تحقیق باندھا اس نے گناہ بڑا اور دوسری جگہ ہے پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہ ہونا دور کا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ تم لوگ پیروں پیغمبروں کو پوجنے والے مشرک ہو تمہاری کوئی بخشش نہیں تم گمراہ لوگ ہو۔

محمد عمر " پہلے تمہارا یہ بہتان ہے کہ ہم پیروں پیغمبروں کی پوجا کرتے ہیں:-

سراسر جھوٹ ہے لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الکَاذِبِین آؤ پہلے پوجا کی تشریح کریں پوجا کو عربی میں عبادۃ کہتے ہیں۔ اور عبادۃ کے معنی عربی زبان میں ملاحظہ ہو۔

(۱) مصباح المنیر ۵۹۳ { عبدت اللہ اعبدہ عبادۃ وھی الانقیاد و الخضوع، (۲) صراح ۱۳۰:- العبودیۃ اصلھا الخضوع وَ الذُلُّ وعبد فیما یقال خدم الطاغوت۔ (۳) قاموس ۱/۳۱۱ العبد الانسان حرا کان او رقیقا و العبدیۃ والعبودیۃ والعبودۃ والعبادۃ الطاعۃ۔ (۴) المنجد ۵۰۲۔ عَبَدَ عِبَادَۃً وعُبُودَۃً وعُبُودِیَّۃً وَ مَعْبَدًا وَمَعْبَدَۃً اللہَ وَحَّدَہٗ وَخَدَمَہٗ وَخَضَعَ وَذَلَّ وَطَاعَ لَہٗ۔ (۵) مجمع البحار ۲/۳۴۱:- العبادۃ الطاعۃ اقوال المفسرین

(۱) تفسیر جلالین ۴ { اُعْبُدُوْا وَحِّدُوْا (۲) تفسیر نسفی ۱/۲:- العبادۃ وھی اقصیٰ غایۃ الخضوع و التذلل (۳) تفسیر بیضاوی ۱/۲:- والعبادۃ اقصیٰ غایۃ الخضوع و التذلل (۴) تفسیر خازن ۱/۱۹:- والعبادۃ اقصیٰ غایۃُ الخضوع و التذلل وسمی العبد عبدا لذلتہ وانقیادہ وقیل العبادۃ عبارۃ عن الفعل الذی یُؤدی بہ الفرض لتعظیم اللہ تعالیٰ۔۔ ولا تُستعمل العبادۃ الا فی الخضوع للہ تعالیٰ لانہ مولی اعظم النعم

(۵) تفسیر کبیر ۱/۹ { فاعلم ان العبادۃ عبارۃ عن الاتیان بالفعل المامور بہ علی سبیل التعظیم للآمر۔

تفسیر کبیر ۱/۱۹۹ { اِنَّ العبادۃ عبارۃٌ عن نہایۃ التعظیم وھی لا تلیق الا بمن صدر عنہ غایۃ الانعام۔

ان تمام مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ عبادۃ نہایت عاجزی اور تعظیم

nafseislam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

اور ذلیل ہونا اور اطاعت کو کہتے ہیں تو سب سے زیادہ تذلل اور خضوع سجدہ سے زیادہ اور کوئی نہیں لہٰذا تمام اہل سنت وجماعت سوائے اللہ کے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا گناہ کبیرہ کا مرتکب سمجھتے ہیں اور بت وغیرہ کو سجدہ کرنا کفر ہے۔

فتوی عالمگیری ۲/۲۷۹ | اِذَا سَجَدَ لِاِنْسَانٍ سَجْدَۃً تَحِیَّۃً لَا یَکْفُرُ کذا فی السراجیۃ جب کسی نے انسان کو تعظیمی سجدہ کیا تو کافر نہیں ہوتا سجدۃ عبادۃ انسان کو بھی ہر طرح کفر ہے تو ہم پیران عظام اولیاء اللہ وانبیاء علیہم السلام کو اور نہ ان کی قبور کو سجدہ نہیں کرتے ان کی قبروں کو قبریں سمجھتے ہیں ان کے مجسمے کسی اہل سنت وجماعت نے کبھی نہ بنائے اور نہ ان کے مجسموں کی تعظیم کی پھر بھی وہابیہ کافر یا مشرک کہیں تو سوائے اس کے کہ ان کا کفر و شرک مطابق حدیث پاک ان پر لوٹتا ہے اور اگر ولی اللہ کو ولی سمجھنا اور نبی اللہ کو نبی سمجھنا ہی شرک ہے تو شرک وہابیہ ہے شرک خداوندی نہیں کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔

نساء ۵/۱۱ | مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو وہ اللہ کا مطیع ہو سکتا ہے تو معلوم ہوا کہ شرک سے بچ کر توحید پرست بن سکتا ہے جب مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی پہلے غلامی کرے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔

نساء ۵/۹ | وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر تاکہ اطاعت کیا جاوے اللہ کے اذن کے ساتھ یعنی اللہ کی طرف سے تمہیں اذن دیا گیا ہے کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو ثابت ہوا کہ بغیر رسالت توحید کا پتہ نہیں لگ سکتا اور تمہیں اتنا توحید کا دعویٰ ہے یاد رکھو محض اپنی توحید کے دعویٰ سے تم بخشش حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ رب العزت نے اسی پیش کردہ آیت کریمہ میں آگے قید لگائی ہے۔ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ بخشیگا ما دون ذالک یعنی ما دون شرک بھی جس کو چاہیگا بخشیگا اور ما دون شرک کیا ہے؟ توحید تو بزبان الٰہی موحد کو بھی

جسے چاہے گا بخشے گا موحد کی بخشش بھی حتمی نہ ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور سبب بھی ہے کہ جس کے بغیر بخشش حتمی نہیں اور وہ دربار رسالت ہے۔

نساء ۵/۹
وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ
لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَحِيمًا

اور اگر وہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کرلیں آپ کے دربار میں حاضر ہو جائیں تو اللہ سے بخشش مانگیں اور ان کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی بخشش مانگیں تو اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم کرنے والا پائینگے (یعنی پھر عتاب کی گنجائش ہی نہیں بخشش کا سارٹیفکیٹ اس تواب اور رحیم سے مل جاتا ہے) ثابت ہوا کہ بخشش حتمی کا طلبگار سفارش مصطفائی کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتا جب پہلے بخشش ہی بغیر رسالت نہیں تو توحید تک رسائی کہاں توحید کا صحیح سمجھنا رسالت پر موقوف اور رسالت کا سمجھنا ولایت پر موقوف بغیر اس کے کوئی صورت ابلاغ نہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے۔

نساء ۵/۱۷
وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ
غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ
مَصِيرًا

اور جو شخص مخالفت کریگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد اس کے کہ ظاہر ہو گئی اس کو ہدایت اور اتباع کرتا ہے مومنین کے رستے کے سوا پھیرتے ہیں ہم اس کو جدھر پھرا وہ اور ہم اس کو جہنم میں داخل کرینگے۔ اور وہ بری ہے جائے رہائش۔

سناؤ وہابیو تم تو انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کے ماننے والوں پر شرک کے فتوے لگاتے ہو اور من دون اللہ کہتے ہو خداوند کریم نے تو تمہیں وہابیت کی طرف جانے والوں کو رسالت کی طرف پھیرتا ہی نہیں بلکہ پیچھے سے دھکیلتا ہے کہ اگر میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار اور اولیاء کرام کے راستے کو چھوڑ کر نکلتے ہو تو جاؤ نکل جاؤ ہم نے تمہارے لئے جہنم تیار کر رکھا ہے معلوم ہوا کہ جب تک اولیاء اللہ کا دامن نہ تھاما جائے

نقش اسلام WWW.NAQSHEISLAM.COM

اور ان کا رستہ نہ اختیار کیا جاوے تو رسالت تک نہیں پہنچ سکتے اور رسالت اور ولایت کی مخالفت کرنے والا اور ان کے متبعین پر شرک کے فتوے لگانے والے کے واسطے جہنم کی مہمانی تیار ہے اور پھر دوبارہ اسی واسطے اسی آیت کریمہ کے آگے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ کو پھر دھرایا تاکہ ان میں بھی کوئی غلو کرکے معبود نہ سمجھنے لگ جاویں جیسا کہ پہلی اُمتوں نے سمجھا پہلے رسالت وولایت اور ان کے متبعین مخالفوں کو ڈانٹا اور ان کی اطاعت کی طرف ترغیب دلائی تاکہ کہیں ان کو نہ چھوڑ دیں میرے ماننے والے ان کے راستہ سے مجھ تک پہنچ جاویں اور آگے رسل اور اولیاء اللہ کو معبود سمجھنے والوں کو دھمکا دیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ کہیں یہود ونصاریٰ کی طرح اپنا معبود نہ سمجھ بیٹھیں اور ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ اور انبیاء اللہ کی مخالفت جہنم میں لیجاویگی ایسے شخص کا خداوند کو واحد سمجھنا کافی نہ رہا اور نہ وہ عذاب الٰہی سے بچ سکا پھر فرمایا۔ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا اَبَدًا اور جو شخص نافرمانی کریگا اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تو اس کیواسطے ہے آگ دوزخ کی اس میں ہمیشہ رہینگے۔

تو ثابت ہوا کہ بغیر توحید بھی مسلمان نہیں اور بغیر رسالت بھی مومن نہیں بغیر رسالت ایمان کامل نہیں ہوتا تو بغیر ولایت پہنچ نہیں سکتا ہمارا کام کہدینا ہے یار و۔ تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

وہابی

" اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔

نصاریٰ نے اپنے عالموں اور پیروں کو اللہ کے سوا رب بنالئے اور مسیح بن مریم کو بھی حالانکہ نہیں حکم کئے گئے وہ مگر تاکہ وہ اللہ کی عبادت کریں جو معبود ایک ہے اس

کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے جس سے وہ شریک بناتے ہیں۔ یہی حال تمہارا ہے کہ تم نے اپنے پیروں کو رب بنایا ہوا ہے نبیوں کو رب بنایا ہوا ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو خدا کو کیا جواب دو گے۔

"محمد عمر" خداوند تمہیں ہدایت دے تم وہابی انبیاء علیہم اور اولیائے کرام کے منکر نہیں کیوں اتنے دشمن بن چکے ہو ہم تمہاری طرح ان کی گستاخیاں کریں تو اسی کا نام اطاعت ہے! فقیر نے کئی بار کہا ہے ہم انبیاء علیہم السلام کو نبی اللہ علیہ السلام ہونے سے زیادہ درجہ معبود ہونے کا نہیں دیتے اگر اسی کا نام پیر پرستی ہے تو تم عورت پرست کیونکہ عورت کے بڑے خواہشمند ہو زر پرست کیونکہ پیسوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہو دنیا پرست کیونکہ دنیا کے پیچھے دھکے کھاتے پھرتے ہو تم وہابی طفل پرست کیونکہ جتنی خواہش لڑکوں کی رکھتے ہو اتنی خدا کی نہیں رکھتے نہیں نہیں بلکہ [illegible] خواہشات انسانیہ بہت ہیں ہم احناف چونکہ مال سے زیادہ عزت پیران طریقت کی رکھتے ہیں یہ پیر پرستی نہیں بلکہ یہ محض خداوند کو ملنے کی خاطر ہے زیادہ محبت دن رات مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے رکھتے ہیں وہابیوں کے طعنے برداشت کرتے ہیں لیکن پھر بھی درود شریف کا ناغہ نہیں کرتے آپ کا میلاد شریف منا کر بدعتی کہلاتے ہیں لیکن اجتماع میلاد شریف پر قربان ہوتے ہیں۔ مشرک ہونے کے فتوے تم سے سنتے ہیں لیکن روضہ اطہر کی محبت و سفر پاک کو ترک نہیں کرتے یہ محض محبت الٰہی کی وجہ ہے خداوند اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا سے زیادہ محبت نہ کرتے ہم بھی توجہ نہ دیتے خداوند ہمیں اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا رستہ نہ دکھاتے ہم نہ دیکھتے کفار کی مانند ہم یہ نہیں کہتے کہ اگر ہم ناحق پر ہیں تو خداوند ہمیں روک دے یہ بات غلط ہے ہم گنہگار ہیں سب مخلوق سے زیادہ گناہ رکھتے ہیں باوجود اس کے ہم پھر اس امر کے طلبگار ہیں کہ اے خدا ہمیں اپنے پیارے محبوب صلے اللہ کی محبت اور ان کے کاروبار میں ہی مشغول رکھ وہ کام ہم سے کرواتا رہ جو تیرے پیارے معراج والے کے متعلق

ہو رگ ہمیں خواہ کتنا ہی مطعون کیوں نہ کریں تیرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی طعنہ ہے۔
چوری کا نہیں بدمعاشی کا نہیں بت پرستی کا نہیں حسن پرستی کا نہیں رزق پرستی کا نہیں ایسے ہی ہم اولیائے کرام کی مزارات پر جاتے ہیں تو یا پیران عظام کی تعظیم کرتے ہیں یا سجادہ نشینان حضرات کی قدمبوسی کا شرف حاصل کرتے ہیں تو یہ تلاش حق کی خاطر کہ وہاں سے سوئے حق ملتا ہے ذکر الٰہی کا وہاں درس ہوتا ہے۔ وہاں بت خانہ نہیں کہ بتوں کی پوجا ہوتی ہے وہ رب نہیں ہیں رب نما ضرور ہیں دعویٰ نہیں حقیقت ہے آج کی بدعت نہیں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے نبوت نہیں ولایت ہے لیکن نبوت تک ان کی رسائی ہے کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً نہیں وہاں منازل طے ہوتے ہیں بے عملے کو دھکیلا جاتا ہے مکدر کو مصفیٰ کیا جاتا ہے خالی نہیں پر ہیں بند نہیں چھلکتے ہیں سائل خالی نہیں آتا وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ سے بحکم الٰہی خالی نہیں جاتے تمہارے دلوں میں عیسائیت گھر کر چکی ہے یہودیت شیوہ بن چکی ہے۔ اسی واسطے احبار اور رھبان زبان سے چھوٹتا نہیں احبار عیسائیوں کے پادریوں کو کہا جاتا ہے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے عالموں کو اللہ تعالےٰ نے احبار کے کسی جگہ نہیں پکارا بلکہ آپ کی امت کے علماء کو علماء کے نام سے موسوم فرمایا ہے فرمایا اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اللہ کے بندے عالم اللہ سے ڈرتے ہیں۔ رب العزۃ نے اس امت مغفورہ مرحومہ کے علماء کرام کی خشیۃ کی تعریف فرمائی ورق پلٹنے والے علما نہیں قلوب پلٹنے والے علما مسلمانوں پر کفر کے فتوے جاری کرنے والے مراد نہیں مومنین کے قلوب جاری کرنے والے علماء ہاں البتہ جن کو احبار کے نام سے تم نوازتے ہو وہ وہابی گر احبار ہو سکتے ہیں اسلام میں احبار کا کیا کام رھبان عیسائیوں کے پوپوں کو کہا جاتا ہے امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے زھاد کو رب العزت نے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ سے خطاب فرمایا ہے۔ انہیں تمہاری وہابیت کے گورکھ دھندے

سے کوئی خوف نہیں اور نہ انہیں عذاب الٰہی سے ڈر ہے کیونکہ عذاب الٰہی ان سے ڈرتا ہے کیوں نہ ڈرے ولی اللہ کو جب عذاب کا مالک وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ فرماوے تو عذاب کی کیا جرأت ہے ارے تم وہابی جہنم سے خائف ہو کیونکہ اِنَّ جَھَنَّمَ کَانَتْ مِرْصَادًا لِّلطّٰغِیْنَ جَھَنَّمُ اکڑنے والوں کی تاک میں لگی ہوئی ہے اور اولیاء اللہ سے جہنم خائف ہے کیونکہ وہ ہجر الٰہی میں رو رو کر اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ کے وصل کو پا چکے ہیں ان کو وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ کا پاس مل چکا ہے اب اگر دوزخ ان کی طرف ذرا آنکھ اٹھائے تو ٹھنڈی ہو جائے ارے دوزخی کو جب جنتی بنا دیتے ہیں فقیر کو غنی بنا دیتے ہیں خالی کو بھر دیتے ہیں ان کی شان کو تم بے خبر ملاں کیا جانو یاد رکھو اولیاء اللہ کو آج سے ہی رہبانا کا خطاب نہ دینا اُن کی شان تھی اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ احبار اور رہبان لوگوں کے مال کو باطل کے ساتھ کھاتے ہیں لیکن یہ کسی سے مانگتے نہیں انہیں وہ بن مانگے دیتا ہے لینے جاتے نہیں دینے والے لوگوں کو ان کے پاس خود بھیجتا ہے احبار اور رہبان کی شان آگے ہے یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ سونا جمع کرتے ہیں ان کے لنگر جاری ہیں سینکڑوں محتاج ہر روز ان کے دربار سے کھانا کھاتے ہیں اس کے مصداق تمہارے اکابر ہیں البتہ ہو سکتے ہیں کیونکہ لوگوں سے ہزاروں روپے چندہ بٹورتے ہیں اور بس کے بعد ڈکارتے ہیں۔ اولیاء اللہ کی شان ہے یَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ پھر اللہ رب العزت نے اپنے دشمنوں کو جواب دیتے ہوئے شک رفع فرما دیا فرمایا اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کہ ان مشرکین نے اپنے پادریوں اور پوپوں کو جو اللہ کو چھوڑ کر اپنا رب بنا لیا ہے فرمایا کہ ان کے احبار اور رہبان بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ہیں جو حرام مال کھاتے ہیں اور وہ بھی تمام یکساں نہیں بلکہ دوسری جگہ بعض کی تعریف بھی فرمائی بِاَنَّ مِنْھُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُھْبَانًا وَّاَنَّھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ بعض ان سے ایسے پادری اور پوپ

nafseislam
نفس اسلام

ہیں جو تکبر نہیں کرتے اور ان کو من دون اللہ اس واسطے فرمایا کہ لَوْلَا یَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ان کو رب والے اور پادری ان کو کیوں نہیں روکتے گناہ کی بات سے اور رشوت خوری سے البتہ بہت برا ہے جو وہ کرتے ہیں اور امت مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے اہل اللہ کی یہ حالت ہے کہ ان کے پاس داڑھی منڈا جائے تو داڑھی والا بن جائے تم تمام عمر داڑھی منڈوں کو کوستے رہو تو ایک داڑھی والا نہیں بنا سکتے شرابیوں اور زانیوں بدمعاشوں چوروں کی طرف ایک دفعہ نگاہ اٹھا دیں تو صراط مستقیم پہ لاکر ولی اللہ بنا دیں اور تمہاری نسبت تو کیا ہی عرض کروں خفتہ را خفتہ کے کند بیدار والا حال ہے خداوند محفوظ رکھے ایسے ظاہری مفتیوں سے تم اہل اللہ کی بدگوئی چھوڑ دو تمہیں تو ساڑھے تیرہ سو سال گزر چلے لیکن ابھی تک احبار و رہبان کے خواب چھوٹتے نہیں اور تم بیچارے اتنے بے خبر ہو کہ یہ خطابات احبار و رہبان اور قسیسین کے تب تک ہی تھے جب تک ان کو اور ان کے متبعین کو اہل کتاب کا خطاب ہوتا رہا اور جب حجت تمام ہو گئی اور وہ کسی بات کو نہ سمجھے تو لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ہی سب پر یکساں حکم جاری کر دیا کیونکہ یہ تمام مثلثین تھے اور وہ سب مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ہیں اور مسیح ابن مریم چونکہ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نہ تھے اس واسطے والمسیح ابن مریم کو من دُوْنِ اللّٰهِ کے بعد فرمایا اگر وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں شامل ہوتے تو ارباباً من دون ہی کافی تھا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نہ تھے اسی واسطے من دُوْنِ اللّٰهِ کے بعد ذکر کیا اور اس سے مراد بت ہی ہو سکتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انہوں نے گھڑے ہوئے تھے اور یہاں ارباباً سے مراد بھی اصطلاحی رب مراد ہے یعنی اللہ پاک ارباب سے لغوی رب مراد نہیں لیا کیونکہ حقیقی رب جس سے ربوبیت حقیقی مراد ہے اس لفظ رب کا اطلاق ماسوی اللہ پر نہیں آ سکتا اس رب سے مراد اِلٰہ ہے لغوی لفظ

رب نہیں اور یہی ربوبیت بمعنی الوہیت وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللہ میں مراد ہے جو اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اِيَّاهُ کی تشریح ہے کیونکہ لغۃً لفظ رب سوائے خداوند کی ذات کے دوسرے پر آسکتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اِنَّهٗ رَبِّیْ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اور بے شک وہ میرا رب ہے جس نے بہت اچھی بنائی (ان سے) میری جگہ پھر فرمایا فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ واپس جا اپنے مالک کی طرف تو کیا انہوں نے ماسوی اللہ پر لفظ رب کا استعمال نہیں فرمایا ایسے ہی اللہ تعالےٰ نے بندے کو اپنے ماں باپ کے متعلق دعا مانگنے کے لیے فرمایا۔

بنی اسرائیل ۱۵/۴ | وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیْ صَغِيْرًا اور دعا فرمایئے کہ اے میرے رب رحم فرما ان دونوں پر جیسا کہ پالا انہوں نے مجھ کو بچپن میں۔

ثابت ہوا کہ رب اللہ تعالےٰ کا صفاتی نام ہے حقیقتاً وہی اللہ ہے لیکن مجازاً ماسویٰ اللہ پر بھی یہ صیغہ بولا جا سکتا ہے چنانچہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

(۲) غنیۃ الطالبین ۲۹۳ | اِعْلَمْ اَنَّ النَّاسَ اخْتَلَفُوْا فِیْ هٰذَا الْاِسْمِ فَقَالَ خَلِيْلُ ابْنُ اَحْمَدَ وَجَمَاعَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْعَرَبِيَّةِ اَنَّهٗ اِسْمٌ مَّوْضُوْعٌ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُشَارِكُهٗ فِيْهِ اَحَدٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا يَعْنِیْ اِنَّ كُلَّ اِسْمٍ لِلّٰهِ تَعَالٰی مُشْتَرَكٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ غَيْرِهٖ لَهٗ عَلَی الْحَقِيْقَةِ وَلِغَيْرِهٖ عَلَی الْمَجَازِ اِلَّا هٰذَا الْاِسْمُ فَاِنَّهٗ مُخْتَصٌّ بِهٖ

اس بات کو سمجھ لے کہ لوگوں نے اسم اللہ میں اختلاف کیا ہے پس خلیل بن احمد نے اور عربوں کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ وہ اللہ اسم ہے جو اللہ عزوجل کے واسطے

ہی موضوع ہے اس میں اللہ کے ساتھ کوئی شریک نہیں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے اللہ کا کوئی اور ہمنام تو جانتا ہے (یعنی اس کا ہمنام اللہ اور کوئی نہیں) یعنی تحقیق اللہ تعالےٰ کا (ہر صفاتی نام، اس کے درمیان اور غیر کے درمیان مشترک ہے دوسرے پر بولا جاسکتا ہے) اللہ کے واسطے حقیقۃً بولا جاتا ہے اور دوسرے کے واسطے مجازاً مگر یہ اسم (یعنی اللہ) پس تحقیق وہ اسی کے ساتھ مختص ہے دوسرے پر اللہ کا اسم نہیں بولا جاسکتا، لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ اسم ذاتی ہے جو کسی سے مشتق نہیں نہ وہ خود مشتق اور نہ اس کا اسم مشتق ملاحظ ہو۔

(۲) **قاموس** ۴/۲۸۰ { وَاَصَحُّهَا اَنَّهٗ عَلَمٌ غَيْرُ مُشْتَقٍّ
اور تمام اقوال سے صحیح قول یہی ہے کہ اللہ علم ہے کسی سے مشتق نہیں۔

(۳) **تفسیر نسفی** ۱/۴ { وَلَا اِشْتِقَاقَ لِهٰذَا الْاِسْمِ عِنْدَ الْخَلِيْلِ وَالزَّجَّاجِ
وَمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنِ الْفَضْلِ

اور یہ اسم اللہ کسی سے مشتق نہیں۔ خلیل اور زجاج اور محمد بن حسن اور حسن بن فضل کے نزدیک۔

(۴) **المنجد** ۱۴ { (اَلْاِلٰهُ) اَلْمَعْبُوْدُ مُطْلَقًا جَمْعُ اٰلِهَةٍ (اَللّٰهُ) اِسْمٌ
اَلذَّاتِ الْوَاجِبِ الْوُجُوْدِ۔

اِلٰہ کے معنی معبود ہیں مطلقاً اس کی جمع آتی ہے آلِهَةٌ (اللہ) اسم ہے ذات واجب الوجود کا۔

(۵) **تفسیر کبیر** ۱/۱۲۲ { اَللّٰهُ يُوْجِبُ التَّوْحِيْدَ الْمَحْضَ عَلِمْنَا اَنَّ قَوْلَنَا اللّٰهُ
اِسْمُ عَلَمٍ مَوْضُوْعٌ لِتِلْكَ الذَّاتِ الْمُعَيَّنَةِ
وَاَنَّهَا لَيْسَتْ مِنَ الْاَلْفَاظِ الْمُشْتَقَّةِ

(اسم) اللہ توحید محض کو واجب کرتا ہے ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا قول اللہ اسم علم ہے

جو ذات معینہ کے لئے بنایا گیا ہے۔ اور بے شک وہ (اللہ) الفاظ مشتقہ سے نہیں ہے۔

صراح ۵۳۲ { وَالاِلٰہُ المَعبُودُ وَھُوَ اللہُ سُبحَانَہٗ تَعَالٰی ثُمَّ استَعَارَہُ المُشرِکُونَ مِن دُونِ اللہِ تَعَالٰی وَالجَمعُ اٰلِھَۃٌ اور اِلٰہ کے معنی معبود ہیں اور وہ اللہ سُبحَانَہٗ ہے پھر مستعار لیا اس کو مشرکوں نے مِن دُونِ اللہ کے لئے اور جمع اٰلِھَۃٌ ہے۔

ثابت ہوا کہ لفظ اللہ رب کریم کا اسم ذاتی ہے کسی سے مشتق نہیں اور اسی پر اتفاق ہے۔ اور اِلٰہ کے معنی معبود ہیں جو لوگ سورن وغیرہ کرتے ہیں وہ غلط ہے اور اسی الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

(۱) البقرۃ ۲/۱۹ { وَاِلٰھُکُم اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحمٰنُ الرَّحِیمُ۔

(۲) صٰفّٰت ۲۳/۱ { اِنَّ اِلٰھَکُم لَوَاحِدٌ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ وَمَا بَینَھُمَا وَرَبُّ المَشَارِقِ۔

(۳) ابراہیم ۱۳/۷ { ھٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِیُنذَرُوا بِہٖ وَلِیَعلَمُوا اَنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّلِیَذَّکَّرَ اُولُوا الاَلبَابِ۔

(۴) نحل ۱۴/۳ { اِلٰھُکُم اِلٰہٌ وَّاحِدٌ

(۵) عنکبوت ۲۱/۵ { وَقُولُوا اٰمَنَّا بِالَّذِی اُنزِلَ اِلَینَا وَاُنزِلَ اِلَیکُم وَاِلٰھُنَا وَاِلٰھُکُم وَاحِدٌ وَّنَحنُ لَہٗ مُسلِمُونَ۔

(۶) نحل ۲۰/۵ { ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللہِ قَلِیلًا مَّا تَذَکَّرُونَ۔ کفار نے بتوں کو معبود سمجھا تو رب العزۃ نے فرمایا کہ کیا اللہ کے ساتھ کوئی شریک معبود ہے (نہیں)، تھوڑے ہیں جو نصیحت پاتے ہیں۔ اپنے بتوں کو چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنا کفار کو دشوار امر تھا ایک خدا یا معبود تسلیم کرنا اپنے آپ کو

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

مقید بقید رکھنا سمجھتے تھے ان کے نزدیک یہ امر آزادی کے خلاف تھا۔ انسان آزادی کا پتلا ہے ایک معبود کے لئے مقید ہونا یہ اولڈ فیشن ہے اس وجہ سے وہ کفار ایک إِلٰہ کے مقابلہ میں ہزاروں بتوں کو چھوڑ نہ سکتے تھے کیونکہ گھر کا بت اور گھر کا قانون مرتب کر لیا اگر خدا کو ایک معبود تسلیم کر لیا تو قانون بھی ایک اسی کا ماننا پڑیگا جیسا کہ آجکل کے مسلمان مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ کے ماتحت اپنی خواہشات کو إِلٰہ سمجھ کر آزاد ہو بیٹھے ہیں خدا ان کو بھی توفیق ہدایت فرماویں اور خدائی قانون کو قانونِ حق سمجھیں اور اس توحید کو قید نہ سمجھیں چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ص ۲۳/۱

بنا دیا اس نے تمام معبودوں کی بجائے معبود ایک بیشک یہ عجیب بات ہے۔

اور اللہ کا مخصوص فیض پہنچانے کے اعتقاد سے محال متصل ہوا ہے جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس عجائب کو بھی منسوخ قرار دیا گیا۔

تو الوہیت خداوندی میں کوئی ولی اللہ یا نبی اللہ کسی قسم کی شرکت نہیں رکھتا نہ ذاتی نہ صفاتی نہ حقیقی نہ عرضی نہ بالذات نہ بالواسطہ کفار اسی الوہیت میں شریک سمجھتے تھے قرآن کا شریک سمجھنا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور بت اور شیاطین جن کو معبود سمجھا جاوے وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بت کو مِنْ حَيْثُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا سمجھنا عین ایمان اور اس کی بجائے اولیاء اللہ وانبیاء اللہ کو بت وشیاطین کے اوصاف سے متصف کرنا عین بے ایمانی اور رسل وملائکہ کو معبود اور مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سمجھنا کفر رسل کو اپنے اوصاف وقویٰ کی معیت میں ایمان لانا عین ایمان اور ان کو محض صفت رسالت سے متصف سمجھ کر باقی اوصاف وقویٰ کو شرک سمجھنا یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کوئی صفت الوہیت کو اگر شَیْءٌ عُجَابٌ کہتا ہے تو دوسرا صفات رسالت وولایت کو شَیْءٌ عُجَابٌ کہتا ہے دونوں کو تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ نہ کہا جاوے تو اور کیا ہے کسی نے خداوند کی الوہیت کو ترک کر کے کئی بت بنا کر دنیا کو آسان کر لیا تو کسی نے رسالت ونبوت

متقید بتقید رکھنا سمجھتے تھے ان کے نزدیک یہ امر آزادی کے خلاف تھا۔ انسان آزادی کا پتلا ہے ایک معبود کے لئے مقید ہونا یہ اولڈ فیشن ہے اس وجہ سے وہ کفار ایک اِلٰہ کے مقابلہ میں ہزاروں بتوں کو چھوڑ نہ سکتے تھے کیونکہ گھر کے بت اور گھر کا قانون مرتب کر لیا اگر خدا کو ایک معبود تسلیم کر لیا تو قانون بھی ایک اسی کا ماننا پڑیگا جیسا کہ آجکل کے مسلمان مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ کے ماتحت اپنی خواہشات کو اِلٰہ سمجھ کر آزاد ہو بیٹھے ہیں خدا ان کو بھی توفیق ہدایت فرماویں اور خدائی قانون کو قانونِ حق سمجھیں اور اس توحید کو قید نہ سمجھیں چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ

ص ۲۳/۱

بنا دیا اس نے تمام معبودوں کی بجائے معبود ایک بیشک یہ عجیب ہے۔

اِلٰہ کا لفظ غیر خدا پر لگنے اعتقاد سے مجازاً مستعمل ہوا ہے جیسا کہ اس آیت میں اور رسول اللہ نے اس مجاز کو بھی ممنوع قرار دیا گیا۔

تو الوہیت خداوندی میں کوئی ولی اللہ یا نبی اللہ کسی قسم کی شرکت نہیں رکھتا نہ ذاتی نہ صفاتی نہ حقیقی نہ عرضی نہ بالذات نہ بالواسطہ کفار اسی الوہیت میں شریک سمجھتے تھے تو ان کا شریک سمجھنا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور بت اور شیاطین جن کو معبود سمجھا جاوے وہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ بت کو من حیث مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْئًا سمجھنا عین ایمان اور اس کی بجائے اولیاء اللہ و انبیاء اللہ کو بت و شیاطین کے اوصاف سے متصف کرنا عین بے ایمانی اور رسل و ملائکہ کو معبود اور مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سمجھنا کفر رسل کو اپنے اوصاف و قویٰ کی معیت میں ایمان لانا عین ایمان اور ان کو محض صفت رسالت سے متصف سمجھ کر باقی اوصاف و قویٰ کو شرک سمجھنا یہ بھی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کوئی صفت الوہیت کو اگر شَیْءٌ عُجَابٌ کہتا ہے تو دوسرا صفات رسالت و ولایت کو شَیْءٌ عُجَابٌ کہتا ہے دونوں کو تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ نہ کہا جاوے تو اور کیا ہے کسی نے خداوند کی الوہیت کو ترک کر کے کئی بت بنا کر دنیا کو آسان کر لیا تو کسی نے رسالت و نبوت

جواہر القرآن ص ۱۲۹	زندہ پیر کے ہاتھوں کو بوسہ دیا یا اُس کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھے تو سب افعال اس پیر کی عبادت ہوں گے۔ اور اگر اسی اعتقاد کے ماتحت قرآن مجید یا درود شریف یا

ملہ ادب المفرد للبخاری ص ۱۴۳ قَالَ ثَابِتٌ لِاَنَسٍ اَمَسَسْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِکَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَبَّلَھَا فرمایا ثابت نے حضرت انسؓ کو کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دست پاک کو ہاتھ لگایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا حضرت انسؓ کا دستِ پاک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مطہر کو پہلے مس کر چکا تھا تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے دستِ پاک کو بوسہ دے کر تبرک حاصل کر کے مسلمانوں کو مسئلہ ظاہر کر دیا۔

اب فرمایئے کہ حضرت انسؓ کو حضرت ثابت کے ہاتھ کو بوسہ دے کر معبود بنا لیا؟ یا اُن کو اس توجیہ عبادت کی سمجھ نہ آئی۔ آپ کی ان تحریروں سے صاف عیاں ہے کہ جس کو چاہو عبادت بنا دو اور جس کو چاہو شرک کہہ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نئی دکان آپ نے ہی نکالی ہے۔ اور سنیئے۔

البدایہ والنہایہ **لابن کثیر** جلد ۵ ص ۱۶۷	عمر بن خطابؓ سے مرفوع روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اس کے

سر پر بوجھ تھا فَلَمَّا رَأَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَرَحَتْہُ وَاَقْبَلَتْ فَقَبَّلَتْ رِجْلَیْہِ یعنی جب اس عورت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو سامان کو پھینکا اس نے اور آگے بڑھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں مبارک کو بوسہ دیا اس نے۔ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس مسئلہ کا علم نہ تھا؟ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح مرفوعہ سے بزرگ اور نبی کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینا مسنون ثابت

اعمالِ صالحہ نماز روزہ وغیرہ کرے تو ان کا کچھ بھی ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ وہ قرآن کریم اور نماز اُن پر لعنت کریں گے۔

جواہر القرآن صہ ۱۳۱ اگر اس عقیدہ مشرکانہ کے ساتھ کوئی مرگیا تو اس کے لئے صدقات وغیرہ کئے جائیں دعائیں مانگی جائیں تو کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا بلکہ اُن کے لیے دعا مانگنی چاہیئے نہ صدقہ خیرات دینا چاہیئے اور نہ اُن کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیئے۔

ہے جیسا کہ آگے غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ارشاد میں بھی مذکور ہے۔

مشکوٰۃ شریف صہ ۲ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عنہ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔ عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اچانک ہماری طرف ایک آدمی آیا تو اس نے اپنے دونوں گھٹنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں گھٹنوں کی طرف ٹیکے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے رانوں پر رکھا۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرئیل نے معبود سمجھا تھا؟ جو آپ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھا۔ تمہارے عقیدے کے مطابق جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرنے سے اپنے قرب سے کیوں نہ ہٹا دیا۔ اور ہاروت اور ماروت کی طرح اُن کو سزا کیوں نہ دی کہ تم نے غیر کی عبادت کیوں کی؟ معلوم ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام کو اُسی نگاہ سے ملاحظہ فرماتے ہیں اور اپنے قرب سے ہٹایا بھی نہیں تو یہ تمہارا کہنا کہ دو زانو ہو کر بیٹھنا غیر کے سامنے عبادت غیر اللہ ہے۔ جھوٹ ہے۔ بلکہ کسی مسلمان پر بیجا لعنت کرنے والا اللہ کی طرف سے

Nafse Islam
نفس اسلام

جواہر القرآن صـ ۱۴۷ ایسے عقائد باطلہ پر مبتلا ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی کوکب الیمانیین علی الجہلان والخراطین توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد کالا لا کافران سب کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے کافر ہیں اور ان کا کوئی نکاح نہیں۔

خود مطعون ہوتا ہے۔ اور صراط مستقیم سے دور ہے۔

صـ ۱۴ لہ ماقبل دلائل سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ تمام عقائد بدلائل اربعہ ثابت ہیں اور دیوبندی وہابی مسلمانوں کو مشرک بنانے والے جھوٹے ہیں۔ اس واسطے بعض دیوبندی امام جو تقیہ کر کے ہماری احناف کی مساجد میں گھسے ہوئے ہیں اور عوام الناس کے بلانے پر ختم وغیرہ بھی پڑھ آتے ہیں ان کو بلانا گناہ ہے کیونکہ وہ باطنی خائن ہیں۔ اس واسطے اُن کے دعا کے ہاتھ اٹھے ہوئے نہ دیکھیے۔ خدا کی طرف سے اُن کی دعا نامقبول ہے۔ نہ اُن کو امام ہی مقرر کیا جائے۔ کیونکہ وہ یارسول اللہ کہنے والے کی میت پر نماز کی بجائے اپنے بزرگوں کے کہنے پر لعنت بھیجتا ہے۔ اور مسلمان یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہنے والے کو اُن کی اقتداء سے بچنا چاہیے۔

لہ مولوی غلام خان صاحب جو اس کتاب کے مصنف ہیں اُن کے والد بھی عقیدہ رکھتے تھے اور ہیں۔ اور کیا اُن کا نکاح بھی فاسد ہو گیا؟ یہ قانون صحیح ہے تو اپنے گریبان میں ذرا منہ ڈالیے۔ کہ میں بے نکاحے کا ولد ٹھیرتا ہوں۔ اور میرے ماں باپ مجھے کیا سمجھیں گے اور کیا حاجی امداد اللہ صاحب اور شاہ عبدالرحیم صاحب اللہ محمد قاسم نانوتوی صاحب جو بانی دار العلوم دیوبند ہیں اور مولوی اشرف علی تھانوی صاحب شرکت میلاد شریف کرتے رہے ہیں اُن کے نکاحوں کا کیا حال۔ کوئی بات تو سوچ سمجھ کی کیا کرو کہ ہمارا خاندان ہی زنا میں مبتلا ہو جائیگا۔ اب خود ملاحظہ کرو کہ کفر کی مشین کون ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۳۹ } ورد کرنا یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ وغیرہ حرام اثم ہے۔

فتاویٰ امدادیہ مصنفہ مولوی اشرف علی جلد ۲ ص ۹۴ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کے لئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے تاویل مناسب کرکے اور سقیم الفہم کے لئے بوجہ مفاسد اعتقادیہ وعملیہ کے اجازت نہیں دی جاتی۔ چونکہ اکثر عوام بدفہم اور کج طبع ہوتے ہیں ان کو علی الاطلاق منع کیا جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مانعینِ وظیفہ اور حرام کہنے والے مولوی اشرف علی کے نزدیک صحیح العقیدہ اور سلیم الفہم نہیں۔ اور ان عقائد کو کالا کافر کہنے والے بھی سقیم الفہم اور کج طبع قرار دیئے گئے۔ اس واسطے ان پر واقعی حرام ہے۔ مسلمان صحیح العقیدہ سلیم الفہم پر نہیں۔ یہ فیصلہ تمہارے بزرگ آپ کے حکیم الامت کا ہے۔ شاہ عبدالرحیم صاحب نے بھی مجلس میلاد شریف قائم کی اور قیام کیا۔ تذکرۃ الرشید جلد ۱ ص ۳۲

لطیفہ مولوی اشرف علی صاحب بھی محفل میلاد شریف میں قیام کرتے رہے ہیں کیا آپ کا فتویٰ شیطنت ان پر چسپاں نہیں۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۱۶

اب اللہ جل شانہٗ سے دریافت فرمائیں کہ میلاد شریف کا دن مقرر کرنا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت خوانی کرنی جائز ہے یا نہیں۔ اللہ جل شانہٗ نے یوم میثاق مقرر فرما کر تمام انبیاء کے مجمع میں خود نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کا خطاب فرمایا اور آپ کی شان بابرکت کا بیان فرما کر تمام انبیاء سے اقرار کروایا۔

(آل عمران ۴) وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ

فتاوی رشیدیہ

جلد اول ص۷

سوال:- اگر کوئی صوفی بعض کام خلاف شریعت کرتا ہو مثل مولود شریف مع قیام و عرس بلا راگ اور فاتحہ بر آب و طعام دست بستہ ایستادہ و نماز معکوس و مراقبہ بر قبور بسورہ الم نشرح وغیرہ وغیرہ و پارچہ رنگین اور کوئی بات کفر و شرک

قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

(ترجمہ) اور جس وقت لیا اللہ تعالیٰ نے پکا وعدہ انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں۔ پھر تشریف لائیں گے تمہارے پاس ایک رسول جو تصدیق کرنے والے اُس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو تم اس کے ساتھ ضرور ایمان لانا اور اُس کی ضرور مدد کرنا۔ فرمایا اُس نے کیا تم نے اقرار کیا اور اُس پر پکا وعدہ کیا تو انہوں نے عرض کی کہ ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا کہ تم گواہ رہو میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

یوم میلاد شریف میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے محامد و محاسن بیان کرنے والوں کو شیطان کہنے والو! قرآن پاک میں تو سنت اللہ ثابت ہو گیا۔ پہلے خدا پر اعتراض کرو پھر ہم پر فتویٰ دینا اگر قائل رہو۔ تو اب آپ کے بزرگ اور پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں:-

امداد المشتاق

مصنفہ مولوی اشرف علی و مولوی مشتاق احمد ص۵

فرمایا کہ مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں۔ اور قیام کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔

کیا حاجی صاحب مذکور مولود شریف سن کر قیام کرتے رہے ہیں اور تم نے قیام

کی کرتا ہو تو فرمایئے کہ ایسے صوفی سے مرید ہونا اور اُس کی صحبت میں بیٹھنا جائز ہے یا نہیں۔ اور ایسے صوفی کو جو اپنے مجاہدہ و تہجد گزاری کے اور

رنے والے کو شیطان لکھا ہے۔ ذرا سنبھل کر قدم رکھو۔ کیونکہ قریب پر چوٹ زیادہ پڑتی ہے

نافہم قیام کا ثبوت حاضر و ناظر کی بحث میں موجود ہے۔

حاشیہ ۲ (سورہ انعام ۱۱۸) فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ (پس کھاؤ تم اس چیز سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر ہو تم اللہ کی آیتوں کے ساتھ ایمان لانے والے)

حاشیہ ۳ اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جس شے حلال پر اللہ کا نام یا اللہ کا ذکر یا اللہ کی کلام پڑھی گئی ہو وہ چیز کھانے کے قابل ہے ورنہ نہیں۔ پھر آگے اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (ترجمہ۔ اور تمہیں کیا ہوا کیوں نہیں کھاتے تم اس چیز سے جس پر اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے) اللہ تعالےٰ عالم الغیب ہے اس واسطے اس نے مسلمانوں کو متنبہ فرمایا کہ جو لوگ کھانے پر پڑھے کلام یا نام لینے سے چڑیں گے تو ان کا کھانا نہ کھانا۔ اور اس عقیدے والوں کو ڈانٹ فرمائی کہ تمہارے دلوں میں کیا مرض ہے۔ کیا نفاق ہے کہ جس پر اللہ کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ اس کو حرام کہتے ہو حالانکہ کھانے پر کلام پڑھنے کا حکم اللہ تعالےٰ نے ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ شیطان ہے۔ بتلایئے آپ کا فتویٰ کہاں تک پہنچا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس پر مخلوق کا نام لیا جائے اُس کو بھی تم حرام کہتے ہو۔ اور جس پر خدا کا کلام پڑھا جائے وہ بھی حرام تو پھر اے کانگرسی ملاؤ اپنی حاجت کے عجائبوں سے مول لے کر کھانے پر سجا لیا کرو۔ تاکہ ہمارے کلام پڑھے ہوئے کھانے سے تمہارا کھانا زیادہ اطیب ہو جائے۔

فاتحہ بر آب و طعام شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبد الرحیم صاحب بھی کرتے

حب الٰہی کے محنتِ شاقہ کے کچھ کمال بھی حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں۔
جواب:- نہ وہ قابلِ بیعت ہے اور نہ وہ صاحبِ طریقت ہے بلکہ شیطان ہے۔

رہے ہیں اور اپنے مریدین کو فاتحہ برشیرینی بروز مولد شریف کا حکم بھی دیتے رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو الانتباہ والسلاسل صـ آپ کے فتوے سے شاہ صاحب بھی نہ بچ سکے۔

اور سنیے۔ الحدیث الثانی والعشرون

درثمین مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب | أَخْبَرَنِي سَيِّدِي الْوَالِدُ قَالَ كُنْتُ أَصْنَعُ فِي أَيَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَةً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَتَّفِقْ لِي سَنَةً مِنَ السِّنِينَ شَيْءٌ أَصْنَعُ بِهِ طَعَامًا فَلَمْ أَجِدْ إِلَّا حِمَّصًا مَقْلِيًّا فَقَسَمْتُهُ بَيْنَ النَّاسِ فَرَأَيْتُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ هٰذِهِ الْحِمَّصُ مُتَبَهِّجًا بَشَّاشًا۔

ترجمہ:- جناب والد صاحب فرماتے تھے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام مولد شریف میں کھانا پکوایا کرتا تھا۔ میلاد شریف کی خوشی میں ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ کھانا پکواؤں۔ کچھ میسر نہ آیا۔ مگر چنے بھنے ہوئے۔ وہی میں نے لوگوں کو تقسیم کئے تو میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ہر سال مولد منانے والے بھی اور فاتحہ پر طعام پڑھنے والے بھی آپ کے فتوے شیطنت کے مصداق ٹھہرے۔ مَعَاذَ اللّٰہ ثُمَّ مَعَاذَ اللّٰہ

۲ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند بھی عرس کرتے رہے ہیں اور عرسوں میں داخل ہوتے رہے ہیں۔ دیکھیے اشرف التنبیہ ص۶۲

اِنَّ الْاِسْتِعَاذَةَ بِالْمَخْلُوْقِ شِرْکٌ بلا شک مخلوق سے پناہ مانگنی شرک ہے۔	**کتاب التوحید** مصنفہ عبد الوہاب نجدی صہ۳۱

حاشیہ صہ۱۵۱ ایسے پرہیزگار، صوفی اور تہجد گزار اور محبِ الٰہی کے واسطے محنت شاقہ اٹھانے والے اور مجاہدہ بالنفس کرنے والے کو بغیر کسی حیل وحجت کے فورًا شرک کا فتوے لگا دینا اور شیطان کہنا یہ دیوبندی وہابیوں کا ہی حصہ ہے۔ ورنہ انبیاء کرام کے سوا باقی مومنین میں غلطی کا امکان ہو سکتا ہے اور وہ غلطی نہ شمار کی جائیگی بلکہ اس کی جگہ باذن الٰہی ملائکہ نیکی لکھ دیتے ہیں اور برائی کا اعمالنامہ سے محو کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالے ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ۔

یہ عبارات مذکورہ بالا فتاویٰ دیوبندیہ کی گوہر ریزی کے اقتباسات ہیں جس میں کفر کی مشین گن اور کفر کی توپ کے گولے ہیں جن کو مسلمان کا ایمان سن کر کانپتا ہے۔ اب آپ اپنے چھوٹے بھائی وہابیوں کی مشین گن کا نمونہ ملاحظہ فرمایئے۔

لہ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْهُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ ۔

ترجمہ:۔ اور اگر کوئی مشرکین میں سے پناہ مانگے آپ سے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو پناہ دیجئے آپ اس کو۔ یہاں تک کہ سنے کلام اللہ کو پھر پہنچا دیجئے آپ اس کو اس کی جائے امن میں۔ یہ اس واسطے کہ وہ بے سمجھ قوم ہیں)

رب العزت جل جلالہٗ کا اس آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر کوئی مشرک جس کی تمام عمر شرک میں گزری ہو جب وہ آپ کے در دولت پر حاضر ہو کر آپ سے پناہ طلب کرے تو اس کو مشرک کہہ کر ہٹا دیجئے نہیں بلکہ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ کے قانون سے سوالی کی جھولی بھر کر انعامات دینی واخروی سے اس کو مالا مال فرمایئے اور پناہ

دیجئے اور قرآن کریم سنائیے۔ جب وہ قرآن کریم سے آپ کے قولِ بلیغ کے ذریعے متاثر ہو گا۔ تو آپ اس کو اس کی جائے امن پر پہنچا دیجئے۔ ہر شخص کی مومن ہو یا مشرک عالمِ دنیا یا عالم ارواح یا عالمِ عقبیٰ میں جائے امن دامنِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ یعنی آپ اس کو اپنے دامنِ رحمت میں چھپا کر دینِ قیمہ کے دریا میں غوطہ دے کر اس کو جنتِ ماویٰ میں پہنچا دیجئے۔ چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام عمر کفار و مشرکین کو باوجود ان کی تکالیف پہنچانے کے اللہ تعالےٰ کے اِس فرمان پر عمل کرتے ہوئے دوزخ کی آگ سے محفوظ فرمایا اور دُنیا میں ہی جنت کا سہرا ان کے سر پر باندھ کر ان کو جائے امن یعنی جنت تک پہنچایا۔ اور اپنی رحمت سے مخلوق کو تباہی و [illegible] سے پناہ دی اور فرمایا کہ جس شخص نے مشرک ہو یا کافر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر اپنے عقیدہ کو اسی کے مطابق درست کر کے میری زیارت کر لی تو اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔

ترمذی شریف جلد ۲ صہ ۲۲۶ | عن جابر بن عبد اللہ یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تمس النار مسلما رآنی او رأی من رآنی۔

(ترجمہ: جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے مسلمان ہو کر مجھے دیکھا یا میرے صحابی کو دیکھا تو اس کو آگ نہ چھوے گی)۔

آیئے صحابہ کرام کا پناہ ملنے کے متعلق عقیدہ دیکھیں کہ وہ خدا کے سوا انبیاء سے پناہ مانگنا شرک سمجھتے ہیں یا نہیں۔

مسلم شریف جلد ۲ صہ ۵۲ | عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ کَانَ یَضْرِبُ غُلَامَہٗ فَجَعَلَ یَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ قَالَ فَجَعَلَ یَضْ

كتاب التوحيد
ص ٢٢

مَا وَقَعَ فِي هٰذِهِ الأَزْمِنَةِ وَالعُصُورِ فِي كَثِيرِ المُسْلِمِينَ بِالعُلَمَاءِ وَالعُبَّادِ وَالمَوَالِي وَالأَمَانِي مَعَ أَرْبَابِ القُبُورِ وَغُلُوِّهِمْ فِي تَعْظِيمِهَا وَالخُضُوعِ لَهَا وَالعُكُوفِ بِهَا وَالبِنَاءِ عَلَيْهَا وَإِلْبَاسِهَا بِالثِّيَابِ الفَاخِرَةِ وَحَرْفِ

فَقَالَ اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَتَرَكَهٗ ۔

ترجمہ :- عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ اپنے غلام کو مار رہے تھے تو وہ اعوذ باللہ کہتا تھا یعنی میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ اس کو مارتے رہے تو غلام نے کہا اَعُوْذُ بِرَسُوْلِ اللّٰہ یعنی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کو چھوڑ دیا۔)

اب فرمایئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابی قاریٔ قرآن اور حافظ قرآن اپنے غلام کو مارتے ہیں اور غلام اللہ سے پناہ بھی مانگتا ہے لیکن عبداللہ بن مسعود اس کو چھوڑتے نہیں۔ جب غلام نے اس آڑے وقت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو قاضی الحاجات سمجھ کر غائبانہ پناہ طلب کی تو آپ نے اپنے تصرف نبوت سے عبداللہ بن مسعود کو مارنے سے ہٹا دیا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ غلام کو چھوڑتے ہیں۔ اور شرک نہیں کہتے۔ ثابت ہوا۔ کہ انبیاء علیہم السلام سے پناہ لینی جائز ہے۔

ملے تمام دنیا میں پہلا شخص ابن تیمیہ ہے اور دوسرا شخص مصنف کتاب التوحید محمد بن عبدالوہاب نجدی ہے جس نے عرسوں کو گناہ کبیرہ کہا ہے اور قبور کی بے حرمتی کا اعلان کیا ہے۔ خواہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مطہرہ ہی کیوں نہ ہو چنانچہ ان امورات سے ان کا منع کرنا ان کے جواز کی بین دلیل ہے۔ کیونکہ ان کا ثبوت پہلے خیر القرون میں چلا آتا تھا۔ اور ان کے شر القرن میں ان حسنات کی نیکی ان کو بھی معلوم نہ ہوئی تو انہوں

nafseislam
نفس اسلام

حَلَّ الْإِكْرَامُ بِهَا بِالْخُضُوعِ لَدَيْهَا بِالْمَرَاسِيمِ وَالْأَعْرَاسِ وَنَحْوِهَا وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَى شَيْءٍ وَلَيْسُوا فِي الْحَقِيقَةِ عَلَى شَيْءٍ إِلَّا عَلَى ذَنْبِ الْأَكْبَرِ لَا يَغْفِرُهُ اللّٰهُ تَعَالَى أَبَدًا أَوِ الذَّنْبِ الْأَعْظَمِ الَّذِي هُوَ الشِّرْكُ الْجَلِيُّ وَالْكُفْرُ الْوَاضِحُ۔

جو واقع ہوا ہے اس زمانہ کے مسلمانوں میں علماء اور صوفیاء اہلِ قبور کے ساتھ اور حد سے زیادہ قبور کی تعظیم کرتے ہیں اور قبور کے واسطے خضوع کرتے ہیں اور اعتکاف بیٹھتے ہیں اور ان پر رجوع کرتے ہیں اور ان پر عجیب غلاف چڑھاتے ہیں اور زیادہ اس کی تنظیم کرتے ہیں۔ اُس کے پاس جا کر مختلف رسموں کے ساتھ اور عرسوں وغیرہ سے۔ اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ثواب کا کام کرتے ہیں۔ حقیقتاً سوائے گناہ کبیرہ کے کوئی ثواب نہیں۔ اُس کو اللہ کبھی نہیں بخشے گا۔ اور بڑا بوجھ ہے ایسا جو شرک جلی ہے اور کفر واضح ہے۔

نے بند کیا۔ اور دوسری دلیل کتاب التوحید کی خود مذکورہ بالا عبارت کا عنوان معنون کے صحیح ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ اس زمانہ میں تمام علماء اور تمام عباد ان امور کو مستحسن سمجھ کر اور خیر القرون کی سنت حسنہ پر عامل تھے اور مصنف ھذا اکیلا ہی علماء و عبادِ اُمتِ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اجماعِ اُمت کے خلاف چلا ہے جو فی کثیر المسلمین بالعلماء والعباد کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے زمانہ میں بھی مسلمانوں کی کثرت اور علماء حقہ کا جم غفیر اور زہاد کی جماعت ان ہی امورات کے عامل تھے۔ اور یہ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ کی زد میں آگئے ہیں۔ اسی کی اقتداء میں تمام فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ مُسلمانانِ دُنیا کو کفر کے جعلی فتوے لگا رہے ہیں۔ اور انبیاء و اولیاء کی تعظیم سے بند کر رہے ہیں جن کی تعظیم کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے جو دوسری جگہ انشاء اللہ ذکر کیا جاویگا۔

کشف الشبہات
مصنفہ عبدالوہاب نجدی ص

وَاِنَّ مُحَمَّدًا[1] لَایَمْلِکُ لِنَفْسِہٖ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا فَضْلاً عَنْ عَبْدِ الْقَادِرِ وَغَیْرِہٖ اور بے شک محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے نفس کے واسطے نفع اور نقصان کے مالک نہیں۔ چہ جائیکہ عبد القادرؒ وغیرہ۔

---

[1] فرقہ دیوبندیہ اور وہابیہ کے نزدیک انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام وبُت مساوی ہیں۔ کیونکہ جو آیاتِ کریمہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے بتوں کی معبودیت کو توڑنے کے واسطے ان کا عجز ثابت کیا ہے وہی آیات یہ لوگ وہابیہ اور دیوبندیہ انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرتے ہیں کیا اللہ تعالےٰ انبیاء و اولیاء پر یہ فتوے اور اُن کا عجز ظاہر نہ کرسکتا تھا۔ حالانکہ ان کے برعکس اللہ تعالےٰ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے اردگرد کئی ہزار ملائکہ نازل فرماتا رہتا ہے۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے پاس مؤدبانہ درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ کیا وہ بھی تمہارے اسی فتوے میں شامل ہیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ کہنا آپ اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں کیا رسالت اور نبوت کس ذات کو مستلزم ہوئی؟ اور عالمین کی رحمت ایسی ذات کو بنایا گیا جو اپنے نفس کے نفع نقصان کے مالک نہیں اور پھر اپنے نفس کے نفع نقصان کے انکار سے یہ کب لازم ہوا کہ آپ عالمین کے نفع نقصان کے بھی مالک نہیں ہیں۔ جو تمہاری عقل نافہم نے سمجھا ہے۔ خدا کا کچھ خوف کرو جن کی نسبت اللہ تعالےٰ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ سے سراہے اور تم اُن کو ذلیل سمجھو۔ یہ آپ کا کون سا ایمان ہے۔ اب ان عبارات مذکورہ بالا سے مختصر عرض کرنا میرے خیال میں کافی ہے۔ مشتے از خروارے نمونہ کافی ہوتا ہے اور اہلِ انصاف کے نزدیک بھی عبرت ہوتی ہے اور متعصب ہمیشہ محروم رہتا ہے۔ اور شیشے میں اپنے داغوں کو دیکھ کر دوسروں کو مطعون کرتا ہے۔ جیسا کہ

WWW.NAQSEISLAM.COM

اکابرین دیوبندیہ اور وہابیہ نے تمام مسلمانانِ دنیا کو کافر کہا اب یہ لوگ اُن کے اقتدا کنندہ ہمیں کہتے ہیں کہ تم کفر کی مشین ہو۔ حالانکہ اپنی عبارات کو ملاحظہ کرنے سے ہمیں بری الذمہ سمجھیں گے۔ بلکہ بجائے ہمیں ڈانٹنے کے اپنے اکابرین کے مکفر بنیں گے۔ کیونکہ حدیث پاک میں مذکور ہے مسلم شریف جلد اول ص۵۷ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّمَا امْرِئٍ قَالَ لِاَخِیْہِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِہَا اَحَدُہُمَا اِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَیْہِ۔

(ترجمہ:- ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس آدمی نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو اُس کفر نے ان کے ایک کی طرف رجوع کیا۔ اگر کہنے والے نے سچ کہا ہے۔ تو فبہا ورنہ قائل پر وہ کفر رجوع کرتا ہے)۔

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہوا کہ مسلمان بھائی کو کافر کہنے میں حقیقت کو سوچ کر قدم اُٹھانا چاہیئے۔ اب تم نے عباراتِ مذکورہ بالا سے یہ نتیجہ سمجھ لیا ہوگا کہ تمہارے دیوبندیہ و وہابیہ کے اکابرین نے ایسی کفر کی مشین گن چلائی کہ جس سے حضرت پیران پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم کو بھی اپنے کفر کے فتوی سے مطعون کیا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین و حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات بھی تمہاری زبان درازی سے نہ بچ سکے۔ اور خداوند کریم کی ان آیاتِ کریمہ کو پس پشت ڈال دیا۔ جن میں ان تمام کی اتباع کا ارشاد ہوا ہے اگر یہ تمام مطاع اُمت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے کہنے کے مطابق نہیں بن سکتے کیونکہ یہ مذکورہ بالا افعال کے مرتکب تھے۔ تو تم بدھیا کرشن کو اپنا مطاع بنا رہے جیسا کہ تم نے بنایا ہوا ہے۔ جو اپنے اسلاف کو بھی گمراہ ثابت کر رہے ہو۔ اے مکفرین اُمتِ محمدیہ ذرا انصاف سے ملاحظہ فرمایئے کہ حق کون ہے

اور باطل کون۔ مکفر کون ہے اور مسلم گر کون۔ جنہوں نے دُنیا میں اسلام پھیلایا اور ایمان کی بنیادیں رکھ دیں۔ تم نے اُن کو کافر کہہ دیا۔ اور اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ فقیر پر یہ بہتان کہ یہ مکفر ہے۔

مسلمانو! ہوشیار بن کر اپنے ایمان کو اسلامی بورڈ لگانے والے رہزنوں سے اپنے ایمان کو محفوظ کرو۔ اور انبیائے عظام و اولیائے کرام کے دامن کو عملاً تھام لو۔ تاکہ اُن کی امداد سے ہم ان کے فریب سے بچ سکیں۔ یہ ہے آپ کی تکفیر کا جواب۔ باقی رہا کہ آپ کی وہابیت کو اظہر من الشمس کرنا یہ فقیر کے خاندانی منصب سے ہے۔ جو تمام اسی شہر قصور میں آپ کے پوشیدہ رازوں کو افشا کرتے رہے ہیں۔ اگر آپ اُن کی تصانیف کا ملاحظہ فرمائیں۔ تو حقیقت واضح ہو جائے گی چنانچہ اپنے اکابرین سے حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری حضوری رحمۃ اللہ علیہ جن کو تمام زمانہ جانتا ہے کے چند اشعار تمہاری نذر کرتا ہوں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ شکریہ سے یاد فرماؤ گے ؎

ہست یکے فرقہ وہابیاں منکر از امدادِ ولی در جہاں
بلکہ ز امداد نبی منکر اند باہمہ اموات مساوی نہند
لعنت حق باد بریں اعتقاد رفت مسلمانی ایشاں بباد
صورتِ شاں صالح و باطن پلید صحبت ایشاں نکنی اے سعید
گفتہ من ہیچ منہ درمیاں بیں کہ چہ گفتست ز پیشنیاں
صحبتِ بد راہ تباہ میکند دیگ سیاہ جامہ سیاہ میکند
جملہ فسادات ز صحبت اثر یُحفِظُنَا اللہُ عَذَابَ السَّقَرِ
نیست خلل ہیچ ولی را بموت ، قوت امداد نہ زو گشت فوت
موت ولی ہست حیاتِ ابد ہر کہ نہ اقرار کند گشت رد
گر نہ مدد ہا رسد از اولیاء غیر ولی چوں ز ولی شد جدا

خاصہ قرآں شہ ہمہ اولیاء   نائب کامل ز شہ انبیاء
قطب جہاں غوث زماں محی الدین   فیض از وتا بقیامت یقین
پیر دگر شاہ بود نقشبند   ہست ز بسیار مشائخ بلند
ہم مددش تا بقیامت یقین   ایں ہمہ آثار کرامت ببین
جملہ ولی راست مدد بیگمان   بہر مریداں وے اندر جہاں مجلد ششم ۱۲

فقیر کے خاندان سے حضرت مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری جن کی دھاک اب تک شہر دیابنہ میں بیٹھی ہوئی ہے۔ جنہوں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور خلیل احمد صاحب انبیٹھوی اکابرانِ دیوبندیہ سے مناظرہ کرکے بحکم نواب صاحب ریاست بہاولپور ریاست بدر کروادیا۔ اور اُس مناظرہ کی تفصیل بنام کتاب "تقدیس الوکیل" شائع فرمائی اور تمام دُنیا کے علماؤں سے ان کے عقائدِ باطلہ پر دستخط ثبت فرمائے۔ اور جنہوں نے اکابرینِ وہابیہ کو ریاست فرید کوٹ کے راجہ کی عدالت میں مناظرہ کرکے علمائے وہابیہ کو سزائیں دلوائیں اور جرمانے کروائے تو فرقہ وہابیہ برطانیہ نے ہائی کورٹ تک اپیل کرکے سزا سے بری الذمہ ہو گئے۔ لیکن جرمانہ نہ ٹوٹ سکا۔ جس کی مصدقہ نقلیں بمعہ مناظرہ فرید کوٹ بنام کتاب "ابحاثِ فرید کوٹ" عام چھپ چکی ہیں۔ جو اب تک موجود ہے۔ اب اس فقیر کا پیشہ بھی اسی خداوندی عطائے باطل کو مسلمانوں کے سامنے واضح کرنا قرآن و حدیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنا خاندانی پیشہ سمجھتا ہے اور اس عطائے الہی پر خداوند تعالے سے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ باطل کے مقابلہ میں حق کو ظاہر کرنے کے واسطے فقیر کو ثابت قدم رکھ اور انبیاء کرام و اولیائے عظام کی شان ظاہر کرتے ہوئے دُنیا میں زندہ رکھ۔ اللہ تعالے نے فقیر کو اسی واسطے پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اسی کام پر فقیر کو مسلط کیا ہوا ہے۔ جو ہر دشمنِ اسلام پر واضح ہے (انفال ۹/۱، وَيُرِيدُ اللهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ فَكَيْفَ وَلَا تَعْجَلْ۔

سوال:۔ تبلیغی جماعت کیا غیر مقلد تھے۔ ثبوت دیجئے۔

جواب:۔ واقعی جماعت تبلیغی وہابی ہیں۔ جن کے بانی محمد الیاس صاحب دیوبندی نے اس جماعت کی بنیاد رکھی۔ جو آجکل جماعتی صورت میں مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہوئے پہلے کلمہ پڑھاتے ہیں۔ تاکہ اپنے مرکز میں اطلاع دیں کہ ہم نے اتنے کافروں کو مسلمان کیا ہے۔ فرقہ وہابیہ اور دیوبندیہ کے اکابرین نے مسلمانوں کو محض زبانی فتوے دیا اور یہ تبلیغی الیاسی جماعت مسلمانوں کو جو مسجد میں داخل ہوں اور نمازیں بھی ادا کرتے ہوں کافر سمجھتے ہوئے کلمہ پڑھا کر اپنی وہابیت کا اقرار کرواتے ہیں۔ اگر اس جماعت کا کام حقیقۃً تبلیغ اسلام کا ہوتا تو مسجد کے نمازیوں کو کافر سمجھ کر کلمہ پڑھانا وہابیہ کا کام تھا۔ ان کو چاہیے یہ تھا کہ بھنگیوں اور چرسیوں کے ڈیروں میں جاکر حقیقیوں اور رافضیوں کے تکیوں میں جاکر اُن کو کلمہ پڑھائیں اور نماز کا سبق دیں۔ اور اسلام کی طرف بلائیں۔ پھر تو تبلیغ اسلامی ہے۔ ورنہ ان کی حرکات سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو وہابیت کے دانتوں سے چبانا چاہتے ہیں دراصل یہ تبلیغی جماعت اسمٰعیل دہلوی کے پروپیگنڈہ سیکرٹری ہیں۔ ان کا مرکز پھاٹک حبش خاں دہلی میں ہے۔ جو وہابیہ اور دیوبندیہ سے معجون مرکب ہے۔ اب جاکر تحقیق کر لو مساجد میں بھی مسلمانوں نے ایسے ہی دیکھا ہے کہ بعض دیوبندی ہیں اور بعض وہابی ہیں۔ اب ہمارے ملک میں اس تبلیغی جماعت کی ترکیب وہابی، کانگریسی، احراری، مودودی اور دیوبندی جماعت سے ہے۔ یہ پانچوں جماعتیں مرکب ہو کر جماعت تبلیغی سے موسوم ہیں۔ اور سرغنہ وہابیت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جو امام فرقہ دیوبندیہ ہیں۔ رقمطراز ہیں اور مولوی صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ دیوبندی وہابی ہیں۔

فتاوی رشیدیہ حصہ اول صـ۲۱ } مولوی اسمٰعیل صاحبؒ عالم متقی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری

کرنے والے اور قرآن وحدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حالت میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔

اب اپنے فرقۂ دیوبندیہ کے مسلّمہ ولی کا عقیدہ سن لیجیے۔

تنویر العینین
فی اثبات رفع الیدین صـ ۱
مصنفہ اسمٰعیل دہلوی

اَلْحَقُّ اَنَّ رَفْعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ وَالرُّكُوْعِ وَالْقِيَامِ مِنْهُ وَالْقِيَامِ اِلَى الثَّالِثَةِ سُنَّةٌ غَيْرُ مُؤَكَّدَةٍ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى فَيُثَابُ فَاعِلُهٗ بِقَدْرِ مَا فَعَلَ اِنْ دَائِمًا فَحَسْبُهٗ۔

ترجمہ :- سچی بات یہ ہے کہ رفع یدین کرنا تکبیر اولیٰ کے وقت اور رکوع کے وقت اور تیسرے قیام تک سنت غیر مؤکدہ ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے ہے۔ تو اس کے کرنے والے کو ثواب دیا جاویگا۔ جتنا اس نے کیا۔ اگر ہمیشہ کیا تو اس کو کافی ہے) درست ہے۔

اس حوالہ مذکورہ میں مصنف نے شاہ ولی اللہ صاحب کا حوالہ دیتے ہوئے رفع یدین عندالرکوع وغیرہ ثابت کیا ہے اور اس تمام کتاب میں مصنف مذکور نے وہابیوں کے مسئلہ رفع یدین کو ثابت کیا ہے۔ اب تم خود فیصلہ کرلو کہ رفع یدین وہابی کرتے ہیں یا حنفی۔ اور جن کے مرشد وہابی ان کے مریدین کیسے حنفیت کا دعوے کرسکتے ہیں۔

فتاوی رشیدیہ
حصہ اول صـ ۱۱۹

سوال :- وہابی کون لوگ ہیں اور عبد الوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا۔ اور کون مذہب تھا۔ اور وہ کیسا شخص تھا۔ اور اہل نجد کے عقائد میں اور سُنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

الجواب۔ محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔

nafseislam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

کیوں جناب اب تو تمہارے امام دیوبندیہ کا اقرار ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے عقائد عمدہ تھے اس واسطے دیوبندیوں نے بھی احناف کے عقائد چھوڑ کر محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد عمدہ ہونے کی بنا پر قبول کئے ہوئے ہیں۔ اب بھی اور بظاہر یہ اعمال احناف کے بنا کر مسلمانوں کو دھوکا دیا جاتا ہے اب بتاؤ کہ دیوبندیوں کے وہابی ہونے میں کیا شک رہا جس کی حنفیت وہابی پر ظاہر کا کوئی اعتبار نہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ
حصہ دوم صہ ۱۴۱

اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دین دار کو کہتے ہیں۔

(رشید احمد)

فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صہ ۱۰

عقائد میں سب مقلد غیر مقلد متحد ہیں۔ البتہ اعمال میں مختلف ہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی)

اب تو آپ کے رشید الملۃ الدیوبندیہ نے وہابیوں سے عقائد کے متحد ہونے کا فتویٰ دے دیا اپنی خاندانی وہابیت پر آپ کو ضرور آمین پکارنی چاہیے۔ اور سنو۔ آپ کے فرقہ دیوبندیہ کی متحدہ اور معتبر تصنیف میں لکھا ہے۔ جس پر تمام دیابنہ کی مہریں ثبت ہیں۔

المہند صہ ۹

اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے۔ بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سنی حنفی ہے۔

اب تو تمہارے مرکز کا متفقہ فیصلہ تمہارے سامنے رکھ دیا گیا ہے۔ اور امید ہے کہ تم اپنے زبانی دعوے اصل حنفیت کے تعصب سے دست بردار ہو کر اپنی حنفیت وہابیہ کا اعلان فرماؤ گے۔ اگر کچھ شک ہو تو اور تحقیق کر لو۔

تذکیر الاخوان
مصنفہ اسمٰعیل دہلوی صہ ۲۳

چاہے تو فاسق یا کہ بے غیرت کہیں
یا وہابی اور بے قسمت کہیں
یا ہمیں گمراہ بد طینت کہیں
یا کہ کافر اور بے عزت کہیں
اپنے حق میں صیقلِ زنگار ہے

Nafse Islam
نفس اسلام

اسے فرقہ دیوبندیہ اب وہابی کہلانے کہنے سے عار نہ کرنا۔

تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۳۵ (جب مولوی رشید احمد صاحب نے مولوی اشرف علی صاحب کو لکھا ہے۔ کہ میں نے سُنا ہے کہ تم مجلسِ مولود وغیرہ میں جاتے ہو قیام کرتے ہو۔ صلواتیں پڑھتے ہو تو انہوں نے یہ جواب دیا۔

الحمد للہ کہ میں نہ یہاں کسی کا محکوم ہوں نہ کسی سے مجبور مگر پوری مخالفت کر کے قیام دشوار ہے گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو وہابی کہتے ہیں۔ اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر لوگوں کو بہکا گئے ہیں کہ یہ شخص وہابی ہے اس کے وعظ میں مت آنا۔ (آگے چل کر فرماتے ہیں)

وہی مضرت یہ کہ جو ان لوگوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے۔ سب بے اثر اور بے وقعت ہو جاویگی۔ اس بدگمانی میں کہ یہ شخص تو وہابی ہے۔

اب آپ کے مذہب کا تقیہ بھی ثابت ہو گیا اور وہابیت کا پوشیدہ کرنا بھی دیرینہ مرض ثابت ہوئی آپ خود انصاف کر لیں کہ تم واقعی غیر مقلد وہابی ہو جو آپ کے اکابرین بھی تسلیم کر چکے ہیں یا صرف میرا ہی کہنا ہے جس سے آپ رنجیدہ خاطر ہوئے ہیں۔ یہ آپ کا سوال کرنا کہ یہ تبلیغی جماعت الیاسی کیا وہابیہ غیر مقلدوں کی جماعت ہے؟ یہ تجاہلِ عارفانہ سوال ہے۔ درحقیقت اِن کی وہابیت آپ کو معلوم تو ہے کیونکہ مریض جتنا اپنی مرض کو خود سمجھتا ہے دوسرے کو سمجھنا مشکل ہے۔ عیاں کرے یا نہ کرے۔ لیکن سمجھنے والے بھی فراستِ الہیہ سے سمجھ جاتے ہیں۔ مریض اگر اپنی مرض کو علاج کے واسطے ظاہر کرے تو شفا پائیگا۔ اگر چھپائے گا تو خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَۃ اور اس الیاسی جماعت میں تو صاف صاف ظاہراً و باطناً وہابی ہیں۔ جس میں کسی کو شک ہی نہیں۔ سوائے گھر والوں کے کیونکہ گھر والوں کو اپنے کا عیب ہنر نظر آتا ہے اور اگر وہ وہابی نہ تھے تو پھر وہابی چڑے کیوں۔ اب ایک احناف کے بنیادی عقیدہ تقلید کے متعلق اپنے بڑے کا فیصلہ سن لیجئے۔

ایضاح الحق مصنفہ اسمٰعیل دہلوی ص ۳۸ { تقلید شخصی بدعت ہے

وہابی " ہاں واقعی میں کہتا ہوں تقلید حرام ہے کیونکہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کا قلادہ بلا دلیل اپنے گلے میں ڈالنا سوائے گمراہی کے اور کیا ہو سکتا ہے جب ہمارے پاس قرآن تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ موجود ہے تو مجتہد کی تقلید جو خود بھی غلطی کر سکتا ہے۔ ہم الٰہی طریقہ کو چھوڑ کر ایک اضطرابی راستے کے مشکلات میں پڑ جائیں یہ عقل سلیم کے خلاف ہے فرمان خداوندی کے خلاف ہے سنو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ کیا ان کو کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر پڑھی جاتی ہے اس میں البتہ رحمت ہے اور ایمان داروں کے واسطے نصیحت ہے اللہ تعالےٰ فرماویں کہ کیا ان کو قرآن کافی نہیں جس میں رحمت بھی ہے اور ایمان داروں کے واسطے نصیحت بھی ہے اب اس آیۃ کریمہ کو پڑھ کر بھی اگر تم کلام الٰہی پر اکتفا نہ کرو اور اماموں کے پیچھے بھٹکتے پھرو تو صاف گمراہی ہے دوسری دلیل ، اللہ تعالےٰ نے قرآن کے فیصلے کو چھوڑ کر دوسری طرف جانے والے پر تین فتوے لگائے ہیں سنو وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ جو اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ کرے تو واقعی ایسے آدمی کافر ہیں۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ جو اللہ کی کتاب کے ساتھ فیصلہ نہ کرے وہی فاسق ہیں لہٰذا قرآن کو چھوڑ کر اماموں کی تقلید کرنے والوں کو اللہ تعالےٰ نے کافر اور ظالم اور فاسق فرمایا اس سے زیادہ مقلد پر اور کیا سختی ہو سکتی ہے۔ اللہ کے فرمان کو چھوڑ کر مقلد اپنے آپ کو مسلمان اور مومن کہلاوے تو اس سے زیادہ اور کونسی بے ایمانی ہے۔

محمد عمر " غیر مقلد دوست نے ایک اعتراض میں کئی پہلو بیان کئے فقیر انشاء اللہ ہر ایک شق کا الگ بالتفصیل رد کرتا ہے۔ تقلید حرام نہیں ہے یہ تمہارا افترا ہے کفر نہیں بلکہ تقلید واجب ہے ہاں تقلید مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی واقعی حرام

ہے اللہ کے بندوں کی تقلید جن کے ساتھ اللہ کی معیت ہے ان کی تقلید واجب ہے بغیر ان کی تقلید کے ہم ایمان و اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتے ایمان بالمغیبات بغیر تقلید کے محال ہے مثلاً خداوند کریم پر ایمان لانا محض تقلیدی ہے جس نے ذات باری پر ایمان لانے کے واسطے دلائل تلاش کئے وہ گمراہ ہوا اور جو شخص بلا دلائل اللہ پر ایمان بالغیب لا کر محض انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی تقلید پر اکتفا کرتا ہے وہ پکا سچا مسلمان اور مومن ہے اور قرآن مجید پر بھی محض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تقلید سے ایمان لایا جاتا ہے قرآن کریم کے معجزات کو جس نے طلب کیا وہ گمراہ ہوا اور جو شخص قرآن کریم کا بلا طلب دلائل مقلد ہوا اس کو اللہ کریم نے ایسے ایمان لانے کی وجہ سے قرآنی معجزات و کرامات عطا فرما دئے ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جو شخص بلا دلائل مقلد ہوا وہ مقرب ہوا اور جو دلائل کا متلاشی ہوا وہ ابوجہل کہلانے کا حقدار ہوا اور آخرت پر ایمان لانا بھی محض تقلیدی ہے جو دلائل کا متلاشی ہے وہ آخرت کا منکر کہلاتا ہے۔ پھر مروجہ قرآت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنا یہ بھی محض تقلید سے ہی ثابت ہوا اور یہی الذین یومنون بالغیب کے معنوں میں اگر تم تقلید کو حرام کہو تو تمہیں بلا تقلید ان تمام کا منکر سمجھا جاویگا جب بلا دلیل تم قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے پڑھ سکتے سمجھ تو تم بلا تقلید اس کو اپنی دلیل کیسے پیش کر سکتے ہو جس پر ایمان ہی درست نہیں کہ اس کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ قرآن کو چھوڑ کر اور فیصلہ کرنا یہ کفر ہے تو یہ بھی تو فرمان قرآنی ہے اور خود قرآن کو تم اپنی طرف سے فیصل نہیں مقرر کر سکتے جب تک کہ اس کے بلا دلائل مقلد نہ بن جاؤ تو معلوم ہوا کہ پہلے تقلید واجب ہے پھر قرآن کو اپنا فیصل مقرر کر سکتے ہیں چنانچہ غیر مقلد خدا کا بھی منکر قرآن کا بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی آخرت کا بھی عذاب قبر کا بھی پل صراط کا بھی جنت و دوزخ کا بھی علی ھذا القیاس یُؤمِنُونَ بالغیب میں تب ہی داخل ہو سکتے ہیں جب تک کہ بلا دلائل تقلید نہ کریں کیونکہ یہ تمام محض تقلید سے متعلق ہیں۔ تقلید کے انکار سے ایک

اور بڑا بھاری نقصان ہوتا ہے۔ انسان اگر تقلید نہ کرے اور دلائل تلاش کرے تو حلالی ہی نہیں بن سکتا کیونکہ انسان اپنے والد کی نسب میں اپنے آپ کو تب ہی شمار کر سکتا ہے۔ جب اپنی ماں کا مقلد بنے کیونکہ اس کی نسبت اپنے والد کی طرف محض اس کی ماں کی تقلید پر مبنی ہے اگر ماں سے والد کی طرف منسوب ہونے میں دلائل طلب کرے اور تقلید امی نہ کرے تو سوائے حرامی کہلانے کے اس کے اور کوئی چارہ نہیں ہوگا۔ کیا مجتہد جس کی تقلید کا ارشاد اللہ تعالے فرمائے نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماویں اس کی تقلید کو چھوڑ کر یا بلا اجتہاد قرآن کا عامل بننا یا حدیث پاک پر عمل کرنا یہ محض گمراہی ہے جیسا کہ آگے ثابت ہوتا ہے۔ پھر غیر مقلدوں کے لئے بھی ان کی حمایت میں ان کے مذہب کے چند مجتہد کہلاتے ہیں باقی تمام ان کے مقلد ہیں اگر ان کو قرآن پاک کی آیت بھی معلوم ہو جائے تو بھی ایمان نہیں لاتے جبتک ان کا مجتہد نہ کہے کیا یہ تقلید نہیں تو اور کیا ہے۔ جب ضرورت محسوس ہوئی تو قرآن کو بھی تبیانا لکل شی تسلیم کیا لیکن یہ تسلیم کرنا محض مروت کو چھوڑ کر ہماری اعتقاد کرنے کے برابر ہے ورنہ اس پر بھی تمہارا ایمان نہیں کیونکہ قرآن کریم کا تبیانا لکل شی ہونا یہ ہمارا عقیدہ ہے جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب کلی ثابت ہوتا ہے جس کے تم منکر ہو اور قرآن کریم سے تبیانا لکل شی کا علم بھی تب ہی ثابت ہوتا ہے۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ مجتہدین کی تقلید کی جاوے ورنہ قرآن کریم بھی بلا تقلید یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا سے فتوی گمراہی جڑ دیتا ہے۔ اسی واسطے یُضِلُّ کی ضلالت کو مقدم فرمایا چونکہ غیر مقلد مقدم ہوتا ہے اس واسطے اس پر قرآن نے گمراہ ہونے کا فتوی صادر فرمایا اور مقلد چونکہ مؤخر ہوتا ہے اس واسطے اس کو یَہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا سے نوازا لہٰذا اگر تم تقلید کو چھوڑ کر آگے بڑھو گے تو یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا کے مصداق ہو گے اور اسی بنا پر حسنات سے پیچھے ہٹ رہے ہو اور اگر بلا دلیل اہل اللہ کا قلادہ اپنے گلے میں ڈال کر اتباع کے عامل رہو گے تو حسنات میں ملائکہ سے بھی انشاء اللہ سبقت لے جاؤ گے جیسا کہ ابلیس نے تقلید کو برا سمجھا

اور براہ راست بلا تقلید اہل اللہ قرب خداوندی کا مدعی بنا تو ہمیشہ کے واسطے ملعون ہوا اور اس کے تمام اعمال صالحہ حبط ہو گئے ایسے ہی تمہارے بھی اعمال صالحہ نماز روزہ حج زکوٰۃ کلمہ بلا تقلید حبط ہو نگے اور تم کَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ پڑے رہو گے اور تمہاری یہ دلیل کہ جو قرآن کو چھوڑ کر دوسروں کی تقلید کرتا پھرے اس کو اللہ تعالےٰ نے کافر ظالم فاسق فرمایا ہے ہاں واقعی یہ بھی غیر مقلدوں پر ہی کافر ظالم فاسق کا فتویٰ چسپاں ہو رہا ہے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ جو شخص بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ کو اپنا فیصل نہ بنائے وہ کافر ہے اور بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ کا کیا ارشاد ہے آگے نہیں پڑھتے ملاحظہ ہو۔

۵ النساء ع ۸ | يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اور جو تم سے اولی الامر ہوں پس کسی شی میں تمہارا جھگڑا ہو جاوے تو تم اس کو اللہ اور رسول کے سپرد کرو اگر تم اللہ اور قیامت سے ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور حقیقۃً بہت اچھا ہے اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ منقسم کے تین اقسام ہیں اطاعت اللہ اطاعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اطاعت اولی الامر اور منقسم کا ظہور و وجود بغیر اپنے اقسام کے محال ہے۔ اور ہر سہ اقسام میں اجتہاد رابطہ کی حیثیت رکھتا ہے جس کے بغیر چارہ نہیں مثلاً قرآن کریم پر بغیر اجتہاد عمل کرنا محال ہے چند مثالیں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔

البقرہ ع ۲/۱۸ | وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

أَيْنَمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ

اور یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہاں آپ تشریف لے جاویں تو اپنے رخ انور کو مسجد حرام کی طرف پھیریں اور اے مسلمانو تم بھی جہاں کہیں ہو تو اپنے منہ کو اس مسجد حرام کی طرف پھیرو۔

اب ایمان سے کہنا مسجد حرام کی طرف منہ پھیرنے کے واسطے اجتہاد کی ضرورت نہیں؟ بغیر اجتہاد مسجد حرام کی طرف منہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس آیت کریمہ پر عمل کر سکتے ہو۔

۳ البقرہ ۲/۲۳ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ

اور جو لوگ روزے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان پر مسکین کے کھانے کا فدیہ ہے۔ تم فدیہ بھی بغیر اجتہاد نہیں ادا کر سکتے اللہ نے فدیہ کا تعین نہیں فرمایا مسلمانوں کے اجتہاد پر چھوڑ دیا اگر قرآن میں اجتہاد کا انکار کرو گے تو فدیہ نہیں ادا کر سکتے۔

۴ البقرہ ۲/۲۳ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ

ترجمہ۔ کھاؤ اور پیو حتی کہ تمہارے لئے فجر کا سفید تاگہ سیاہ تاگے سے ظاہر ہو جاوے۔ پھر روزے کو پورا کرو رات تک۔

اب تم اپنے وہابی ایمان کو سامنے رکھو اور گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ اگر اجتہاد سے کام لو تو مشرک بنتے ہو اور اگر اجتہاد نہ کرو تو تمہیں فجر کا اندازہ لگانا مشکل لہذا ثابت ہوا کہ قرآن کریم کے عامل تب کہلا سکتے ہو جب اجتہاد کو دخل دو۔

۵ البقرہ ۲/۲۴ وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ۔

اور اللہ کے واسطے حج اور عمرہ کو پورا کرو پس اگر تمہیں روکا جاوے تو جو قربانی

تمہیں میسر ہو دی جاوے اور اپنے سروں کو نہ منڈاؤ جب تک کہ قربانی کا جانور اپنی جگہ پر نہ پہنچ جاوے۔ منا کی طرف قربانی کے جانور کو چھوڑنا اور پھر قربانی دینے والے کے اجتہاد پر چھوڑا کہ جب تمہیں اس کے پہنچنے کا اندازہ معلوم ہو جاوے تو سر منڈاؤ پہلے نہیں تو اس آیۃ کریمہ پر بھی بغیر اجتہاد عمل کرنا محال ہے۔

۲ بقرہ ۲/۳ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا۔

پس اگر زوجین اپنی رضامندی اور مشورے سے بچے کا دودھ چھڑا دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔

اس آیۃ میں بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے حکم کے علاوہ والدین کے اجتہاد پر چھوڑا جس تعیین کی تخصیص نہیں رکھی۔

نساء ۵/۶ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا۔

اور اگر تمہیں زوجین کی مخالفت کا خوف ہو تو مرد کے اہل سے ایک حکم اور عورت کے اہل سے ایک حکم ان دونوں کی طرف بھیجو ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے علاوہ شرعی حکم کے دونوں طرف سے مجتہد حاکم مقرر کرنے کا ارشاد فرمایا جس میں اجتہاد کے بغیر اس آیۃ پر عمل کرنا محال ہے۔

مائدہ ۷/۱۳ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ

اے ایمان والو احرام کی حالت میں شکار کو ذبح نہ کرو اور جس شخص نے تم سے عمداً شکار ذبح کیا تو بدلہ دے اسی چیز کی مثل جو اس نے ذبح کیا اور اس کے بدلے کا فیصلہ دو عادل

تم سے کریں۔

اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ بغیر اجتہاد کے اس آیۂ مبارکہ پر عمل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس کے متعلق فیصلہ الٰہیہ ثابت ہے کہ جبتک قرآن کریم میں اجتہاد کو دخل نہ ہو قرآن کریم کے اکثر احکام پر عمل نہیں ہو سکتا۔

(۱) نساء ۵/۱۱ | اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ
لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔

کیا پس یہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں وہ اختلاف بہت پاتے اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کو اللہ کی کلام وہی سمجھ سکتا ہے۔ اور قرآن پر وہی ایمان لا سکتا ہے۔ جو اس کی آیات میں اجتہاد اور تدبر سے تطبیق دے سکے اور اختلاف آیات کی طرف نہ جھکے ورنہ گمراہ ہو جاویگا۔ لہٰذا جو شخص تدبر فی القرآن مجتہد کے اجتہاد کا قائل نہیں وہ از روے ما اَنْزَلَ اللّٰہ گمراہ ہے۔

(۲) نساء ۵/۱۱ | وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ
وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ
الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ
الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا۔

اور جب ان کے پاس کوئی کسی امر کے متعلق خبر آتی ہے امن کے متعلق یا خوف کے متعلق تو وہ اس کو پھیلاتے ہیں۔ اور اگر وہ اس خبر کو رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیں یا اولی الامر کے سپرد کر دیں تو اس کو وہ لوگ استنباط سے معلوم کر لیتے ہیں۔ اور اگر اللہ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہو تو سوائے قلیل کے تم شیطان کے متبع ہو جاؤ۔

محمد ۲۶/۳ | اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ
اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا

یہی ہیں وہ لوگ جن پہ اللہ نے لعنت کی ہے تو ان کو بہرہ کر دیا ہے۔ اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے کیا پس وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا ان کے دلوں پہ تالے لگے ہوئے ہیں۔

اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص تدبر فی القرآن دوسرے معنوں میں اجتہاد فی القرآن کا قائل نہیں بلکہ جملہ قرآن کریم کو بدیہی سمجھے اور ہر آیۂ کو بلا اجتہاد مجتہد کما حقہ سمجھنے کا دعوے کرے تو اللہ تعالے ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو اس عقیدے کی بنا پہ اللہ کی لعنت ہے اللہ تعالے ان پہ اتنی لعنت برساتا ہے کہ جس سے ان کو اس نے بہرہ کر دیا خواہ کوئی ان کو کتنی کلام الٰہی پڑھ کر سنائے وہ ایمان کی بات نہیں سنتے اور کہتے ہیں کہ ہم غیر مقلد ہیں ہم نے براہ راست قرآن سمجھا ہوا ہے اور لعنت سے خداوند نے ان کی بینائیوں کو اندھا کر دیا ہے۔ ان میں نظر بصارت نہیں ہے۔ جب مادہ بصارت ہی نہیں تو فاعتبروا یا اولی الابصار سے روایات الٰہیہ کو جانچ کیسے سکتے ہیں جب جانچ نہیں تو ان کو مادہ اجتہاد کیسے نصیب ہو سکتا ہے۔

اس واسطے غیر مقلدوں میں کوئی مجتہد نہیں اور انہی کے متعلق اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ کہ ان کے دلوں پہ تالے لگے ہوئے ہیں یہ بیچارے اجتہاد کو کیا سمجھیں اور انہیں مجتہد کی قدر و منزلت کا پتہ ہی کیا مجتہد کی شان اب اللہ سے دریافت کریں کیا یا اللہ جب تمام قرآن کو بغیر اجتہاد مجتہد سمجھنا مشکل ہے تو مجتہد کیسا ہو سکتا ہے اور مجتہد کون کہلا سکتا ہے۔

یہ بھی اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اگر قرآن کریم میں کوئی امر امن یا خوف کا ایسا آ جائے جو تمہاری فراست سے بعید ہے تو اس کو غیر مقلدیت سے مشہور مت کرو بلکہ پہلے اس امر کو حدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے تلاش کرو کیونکہ آپ کی اطاعت بلا دلیل تمہارے ذمہ ہے کیونکہ ایسے امور کو تم نہیں سمجھ سکتے جبتک کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

کی تقلید نہ کرو اور اگر حدیث رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ ملے تو اس امر کو ان مجتہدین کے سپرد کرو جو آیات قرآنیہ سے استنباط کر کے معلوم کر لیتے ہوں تو ثابت ہوا کہ قرآن کریم باوجودیکہ خود ناطق ضرور ہے لیکن اس کی آواز ہم تک نہیں پہنچ سکتا کہ جب تک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور ائمہ مجتہدین کا واسطہ درمیان میں ہم تک نہ ہو اس کی صحیح مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص مسمّٰی عبد اللہ بن اسمٰعیل بن عبد الرحمٰن بن عبد القادر ہے اگر عبد اللہ سے کوئی شخص سوال کرے کہ تو عبد اللہ عبد القادر سے کیسے آگیا تو وہ یہ جواب دے کہ میں عبد القادر سے بغیر واسطہ غیر کے آگیا ہوں تو لوگ یا تو اس کو پاگل سمجھیں گے یا کہیں گے کہ تو عبد القادر کا ہے ہی نہیں کیونکہ اس کو گزرے ہوئے سو سال گزر گیا ہے اور تو ابھی چار پانچ سال کا ہے۔ تیری بنوت کا اس کی ابوت سے کیسے تعلق ہو سکتا ہے۔ ایں خیال است ومحال اور اگر صاف کہدے کہ میں عبد اللہ اسمٰعیل کا بیٹا ہوں اسمٰعیل عبد الرحمٰن کا بیٹا تھا اور عبد الرحمٰن عبد القادر کا تو پھر ہر شخص بلا کھٹکے تسلیم کر جائے گا کہ ہاں واقعی دو کی وساطت سے یہ شخص عبد القادر کی نسل سے کہلا سکتا ہے اور اس کی بنوت میں شامل ہو سکتا ہے ایسے ہی اگر کوئی غیر مقلد کہے کہ براہ راست بلا واسطہ قرآن کریم کا عامل مؤمن ہوں اور سمجھ سکتا ہوں اور فیصلہ کر سکتا ہوں تو قطعاً غلط اور محال سمجھا جاویگا اور اسے جواب دیا جاویگا کہ تو قرآن کو جانتا ہی نہیں چہ جائیکہ اس کا عالم اور عامل کہلائے کیونکہ قرآن کریم کو نازل ہوئے تیرہ سو سال گزر چکے ہیں۔ تو اس پر ایمان کیسے لایا اور تیرے تک پہنچا کیسے تو سمجھا کیسے اور عامل کیسے ہوا اور کچھ زیادہ بھی متبع قرآن کو ماننا پڑیگا کہ میں نے یہ قرآن شریف اور اس کے مسائل ائمہ مجتہدین سے حاصل کئے جنہوں نے بالمشافہ صحابہ کرام سے حاصل کر کے اشاعت فرمائی اور بلا دلائل ان کی اطاعت کا قلادہ اپنے بعض مسائل قرآنیہ صریحہ کو تقریراً وتحریراً گلے میں ڈالا اور ان کی تقلید نے ہی بعض اشارات وکنایات ودلالات قرآنیہ کو جو ہماری فراست سے بالاتر تھے۔

علم لدنی الٰہی سے آسان کر کے ہمارے کانوں تک پہنچا کر ہمیں قرآن کا عامل بنایا۔ اگر ائمہ کرام کا یہ احسان نہ ہوتا تو ہم آج کلام الٰہی کے سمجھنے سے کیا بلکہ پڑھنے سے یہود و نصاریٰ کی طرح کوسوں دور ہوتے اور انہی پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک کی حفاظت کا بوجھ ڈالا اگر ائمہ کرام قرآن کریم میں کوئی کسی قسم کی مداخلت بیجا کرتے تو اللہ کریم اپنے قانون إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ سے ان کو علیحدہ کر دیتا اور سزا دیتا اور اس قابل نہ چھوڑتا کہ وہ دین میں خرابی ڈالیں جب ائمہ کرام نے من وعن قرآن کریم کی ترجمانی کی تو اللہ کریم نے ایسے مجتہدین کو تمام مسلمانوں سے نوازا اور ان کو اولی الامر کا خطاب دے کر ان کے ذریعے ہم تک قرآن پہنچایا۔ اور انہیں کے متعلق اللہ کریم نے لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ کی تشکیل فرمائی اللہ ہی نے ان ائمہ کرام کو اپنے وعدہ کے مطابق ملکہ استنباط بخشا ان کے سوا اگر کوئی اور امت محمدیہ میں قرآن و دین پہنچانے کے واسطے ہے تو اپنے ایمان سے ظاہر کرو۔ جس کی تاریخ بھی شاہد ہے دیکھو۔

۹۔ ابن خلدون ۱/۲۷۴

أَمَّا أَبُوْ حَنِيْفَةَ فَيُقَلِّدُهُ الْيَوْمَ أَهْلُ الْعِرَاقِ وَمُسْلِمَةُ الْهِنْدِ وَالصِّيْنِ وَمَا وَرَاءَ النَّهْرِ وَبِلَادُ الْعَجَمِ كُلُّهَا لَمَّا كَانَ مَذْهَبُهُ أَخَصَّ بِالْعِرَاقِ وَدَارِ السَّلَامِ وَكَانَ تَلَامِيْذُهُ صَحَابَةَ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَنِي الْعَبَّاسِ فَكَثُرَتْ تَآلِيْفُهُمْ

ابن خلدون رقمطراز ہیں لیکن ابو حنیفہ تو اس کے متعلق آج عراق والے اور ہند کے تمام مسلمان اور چین کے اور ماوراء النہر کے اور تمام عجم کے بلاد کیونکہ امام ابو حنیفہ کا مذہب خاص کر عراق میں تھا اور دور دورہ اسلام کا تھا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ خلفاء صحابہ جو بنی العباس سے تھے ان کے شاگرد تھے جن کی خصوصیات بہت ہیں پھر فرمایا وَحَتّٰى صَارَ أَهْلُ الْإِسْلَامِ الْيَوْمَ عَلٰى تَقْلِيْدِ هٰؤُلَاءِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ کہ آج تمام اہل اسلام ان چار اماموں کی تقلید پر جمع ہیں۔

عبدالرحمٰن ابن خلدون جو تمام مورخین میں مسلمہ مورخ ہیں اور مورخین اس کو تاریخ میں سلطان اکبر کا خطاب دیتے ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں ۷۹۰ھ میرے زمانہ میں سوائے ائمہ اربعہ کے مقلدین کے دوسرا کوئی شخص یعنی غیر مقلد نہ تھا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کا فرقہ بدعیہ ہے تو کیا ۷۰۰ سال یہ قرآن کریم یہ دین متین بے ترتیب تقلید چلا آیا اگر بقول تمہارے تقلید کو حرام کہا جاوے اور بقول تمہارے تمام مقلدین پر فتویٰ کفر لگا دیا جاوے تو معاذ اللہ قرآن پاک اور دین متین کو خیرباد کہنا پڑے گا حالانکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ائمہ مجتہدین کی شان میں حدیث بیان فرما کر غیر مقلدین کا خوب رد فرمایا ہے۔

(۱) بخاری ۱/۱۶ | يَقُوْلُ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْاُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ

ترجمہ:۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کو اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو تفقہ فی الدین عنایت فرماتے ہیں۔ اور کوئی بات نہیں میں قاسم ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے عنایت فرماتا ہے اور یہ تمام مسائل تقلیدی قرآن کریم کو کافی سمجھنے سے ثابت ہیں جن کو تم سمجھے ہو کہ ان تقلیدی مسائل کو قبول کرنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے یہ غلط ہے بلکہ ان سے انکار کرنا اور تقلید کو مطلقاً حرام کہنا قرآن کریم سے روگردانی کرنا ہے۔ ظلم اور فسق اور کفر کو قبول کرنا ہے۔ اور جنت سے محروم رہنا اور دوزخ کا اندیشہ بنتا ہے۔ اور اس امت کا زوال ہرگز نہیں ہوگا امر اللہ پر قائم رہیگی ان کا مخالف ان کو کوئی نقصان نہ دے گا۔ قیامت تک اس حدیث پاک سے چار امور ثابت ہوئے۔

(۱) جس کو اللہ تعالیٰ ارادہ خیر کا فرماتے ہیں اس کو تفقہ فی الدین عطا کرتے ہیں

ائمہ مجتہدین کو تفقہ فی الدین عطا فرمائی خصوصًا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ ان کو اللہ کی طرف سے ارادہ خیر کی علامت ہے۔

(۲) نبی صلے اللہ علیہ وسلم قاسم ہیں۔

(۳) یہ امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم امر اللہ تعالے پر ہمیشہ قائم رہیگی کبھی زوال نہیں ہوگا۔ اب فیصلہ تم پر ہے کیا فرمان نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ۷۷ سال کے بعد اس حدیث کا عمل شروع ہوتا ہے یا آپ کے زمانہ سے۔

(۴) جب مخالف ظاہر ہوگا تو نقصان نہ پہنچا سکے گا جیسا کہ غیر مقلد مقلدوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے لیکن ناکام رہتا ہے اور قیامت تک انشاء اللہ ناکام رہیگا یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے۔

پھر تمہارا کہنا کہ ائمہ کرام سے غلطی بھی ہو سکتی ہے اگر ان کی تقلید میں پھنس گئے تو دین ہی غلط ہو گیا۔ اس کا جواب نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اس اعتراض کا علم تھا اس کو آپ نے پہلے ہی حل فرما دیا۔

المستدرک ۴/۸۸ عَنْ عبد اللّٰه بن عمرو اَنَّ رَجُلَيْنِ اِخْتَصَمَا اِلَى النَّبِيِّ صلی اللّٰه علیہ وسلم فَقَالَ لِعَمرٍو اقْضِ بَيْنَهُمَا قَالَ اَقْضِي بَيْنَهُمَا وَ اَنْتَ حَاضِرٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلے اللّٰه علیہ وسلم قَالَ نَعَمْ عَلٰى اَنَّكَ اِنْ اَصَبْتَ فَلَكَ عَشْرُ اَجُوْرٍ وَ اِنِ اجْتَهَدْتَ فَاَخْطَاْتَ فَلَكَ اَجْرٌ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ۔

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جھگڑا لائے تو آپ نے عبد اللہ بن عمرو کو کہا کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دو تو عبد اللہ نے جواب دیا کہ حضور میں فیصلہ کروں آپ کی موجودگی میں آپ نے فرمایا ہاں اس بات پر کہ اگر تو صواب کو پہنچا تو تیرے واسطے دس نیکیاں ہیں اور اگر تیرے

اجتہاد میں غلطی ہو گئی تو پھر بھی تجھے ثواب ہے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

اس حدیث پاک سے تین امور ثابت ہو گئے۔

(۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی موجودگی میں ہی اپنے مطیعین کی اطاعت وتقلید کا حکم صادر فرمانا۔

(۲) اجتہاد کا اجراء

(۳) اگر مجتہد سے اجتہاد میں غلطی ہو جاوے تو بھی اس کو صواب ہے گنہگار نہیں جب مفتی گنہگار نہیں تو عامل کیسے گنہگار ہو سکتا ہے فافہم

ثابت ہوا کہ ائمہ مجتہدین کی خطا قابل گرفت نہیں تو اسی واسطے اللہ کریم نے ان کی اتنی بڑی شان فرمائی اور امامت کا بوجھ ان پر ڈالکر فرمایا اور ہمیں ان کی تقلید کے بغیر چارہ نہیں۔

(۱۰۴) ال عمران پ ۴ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اور ضرور چاہیے کہ تم سے ایسا گروہ ہو جو خیر کی طرف دعوت دیں اور نیکی کا حکم کریں۔ اور برائی سے روکیں اور ان لوگوں کو ہی فلاح ملیگی۔ ثابت ہوا کہ ضرورت امام بھی ہے بغیر اس کے چارہ نہیں اور ائمہ کرام اللہ کے حکم سے ہم تک دین پہنچا دیں جو ان پر بوجھ اللہ تعالے نے ڈالا تھا اور ہم پر ان کی تقلید واجب فرمائی فرمایا وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ فرمایا کہ جو میری طرف رجوع کرنے والا ہو تم اس کی اتباع کرو کیونکہ قرآن کی حقیقت سوائے اللہ کے اور اہل علم کے جو مجتہد دین نہین ہیں کوئی جانتا نہیں۔

۷ ال عمران پ ۳ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

نفس اسلام

قرآن کی حقیقت کو سوائے اللہ کے اور جو علم میں پختہ ہیں کوئی نہیں جانتا اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ ہر ایک مجتہد بننے کا مدعی نہیں ہو سکتا اور نہ ہر ایک قرآن کی حقیقت کو کوئی سمجھ سکتا ہے اللہ کریم سمجھتے ہیں یا راسخ فی العلم سمجھتے ہیں اور وہ یہی ائمہ کرام ہیں اور ہمیں بھی ان سے دریافت کر کے عمل کرنے کا ارشاد ہوا۔

نحل ۱۴/۱۴، انبیاء ۱۷/۱ | فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ مسلمانوں اگر تمہیں علم نہ ہو اہل ذکر یعنی اہل اللہ سے دریافت کر لیا کرو معلوم ہوا کہ اندھا دھند مجتہد بننے کا مدعی ہونا درست نہیں بلکہ اہل اللہ ائمہ مجتہدین سے دریافت کر کے عمل کرنے کا ارشاد فرمایا تا کہ خود کہیں گمراہی میں نہ پھنس جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت میں بھی اماموں کے نام سے ان کے مقلدوں کو پکارا جاویگا۔

بنی اسرائیل ۱۵/۱۹ | يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ تمام لوگوں کو ہم ان کے اماموں کے نام سے پکارینگے۔

اللہ تعالیٰ نے بِاَنْبِيَآئِهِمْ یا بِرُسُلِهِمْ نہیں فرمایا بلکہ بِاِمَامِهِمْ فرمایا ہے یعنی انبیاء کے نام سے نہیں رسولوں کے نام سے نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ اماموں کے نام سے ان کے مقلدین کو پکارینگے۔ اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ بغیر امام کے گزارہ نہیں۔ کیونکہ ائمہ کرام ہی کے واسطے سے ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور تقلید ائمہ کرام بِمَا اُنْزِلَ میں داخل ہے۔ خارج نہیں جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اس آیۃ قرآنی کو پڑھ کر بھی اگر تم امام کی ضرورت محسوس نہ کرو اور امام کے بغیر نجات اخروی تلاش کرو تو محال ہے مقلدین کو تو میدان حشر میں ان کے اماموں کے نام سے آواز دیا جاویگا جبکا کوئی امام نہ ہوگا تو غیر مقلدین کو شیطان کے نام سے بلایا جاویگا۔ اور دوزخ میں شیطان کے ساتھ ڈالے جاوینگے اور ائمہ دین اور انکے مقلدین کو بھی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ جنت میں لے جاویگا اور مقلدین کو اور ان کے ماں باپ بھی جو تقلید میں فوت ہوئے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

الطور ۲۷ | وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے اُن کی اتباع کی ایمان کے ساتھ تو ان کی ذریت کو ان کے ساتھ ہی ہم شامل کرینگے اور ان کے عمل سے ہم کچھ ضائع نہیں کرینگے۔

لہٰذا ہم اپنے ائمہ کی تقلید میں متبع ہیں ان کے ساتھ انشاء اللہ جنت میں ہونگے اور تم ترسو گے کیونکہ تم نہ ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہو نہ ان کی تقلید کرتے ہو۔

پھر ائمہ کرام نے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کی اور ان کے مستند بنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اپنے دلائل سے ان کے ارشادات کو ضبط فرمایا نہ کہ اُن سے دلائل طلب کئے کیونکہ ان کو بھی ان کی تقلید کا ارشاد النبی تھا ملاحظہ ہو۔

التوبہ ۱۱/۱۲ | وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

اور مہاجرین اور انصار سے پہلے سبقت لے جانے والے اور جنہوں نے ان کی اتباع کی نیکی کے ساتھ ان سے اللہ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کے واسطے اللہ نے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ان میں ہمیشہ رہینگے یہ بڑا درجہ ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی شان بیان فرمائی اور ان کے متبعین باحسان یعنی جنہوں نے ان کے فرمان کو بلا دلیل تسلیم کر لیا اور ان کی تقلید کر لی وہ تابعین میں شامل ہوئے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ جنت میں جائینگے اور ان کے ساتھ ہمیشہ جنت میں رہینگے یہی ان کی تقلید کا بدلہ ان کو بڑا اعلا ہے اور نبی صلے اللہ

nafseislam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

علیہ وسلم نے بھی صحابہ کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

۱۹ ابن ماجہ، بخاری شریف $\frac{۲}{۱۰۸}$ | وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِیْ اخْتِلَافًا شَدِیْدًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ عَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ

اور عنقریب میرے بعد تم سخت اختلاف دیکھو گے تو تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین مہدیین کی سنت واجب ہے۔

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ سخت اختلاف کے وقت (جیسا کہ آجکل ہے) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کی سنت ہم پر واجب ہے اگر ائمہ کرام خلفاء راشدین کی تقلید کو واجب نہ جانتے تو اب تک اسلام مفقود ہو جاتا چنانچہ آج کل بھی ائمہ کرام کی تقلید کرتے ہوئے جب تک خلفاء راشدین اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقلد نہ بن جاوینگے۔ تب تک اسلام کے نزدیک نہیں جا سکتے۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

۲۰ بقرہ $\frac{۱}{۱۶}$ | فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

پس اگر یہ لوگ ایمان لائیں اس طرح جیسا کہ اے صحابیو تم ایمان لائے ہو تو وہ راہ راست پر ہیں اور اگر وہ تم سے پھر جاویں تو اور کوئی بات نہیں وہ مخالفت میں ہیں تو ان سے اللہ جلدی نمٹے گا اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ اس آیۃ سے ثابت ہوا کہ تقلید صحابہ کرام بھی بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ میں داخل ہے۔ اور جس نے ان کی تقلید نہ کی وہ اللہ کا مخالف ہے اس سے اللہ خود نمٹنے کا ارشاد فرماتے ہیں۔

۲۱ نساء $\frac{۵}{۱۴}$ | وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی

nafseislam
نفس اسلام

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا ۔

اور جو شخص مخالفت کریگا۔ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی بعد اس کے کہ اس کیلئے ہدایت ظاہر ہو گئی اور پیروی کی اس نے مومنین کے راستے کے سوا تو ہم اس کو پھیر دیتے ہیں جدھر وہ پھرا اور اس کو جہنم میں داخل کرینگے اور بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

اب اے غیر مقلد وہابیو تم کہتے ہو کہ تقلید واجب نہیں وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نے تقلید کو ایسا واجب کر دیا۔ کہ ان کے چھوڑنے والے غیر مقلدین کو تو جہنم کی سزا سنادی اب تمہارے دل پر موقوف ہے ایمان لاؤ یا جہنم قبول کر لو کیونکہ اس آیۂ کریمہ میں اللہ جل شانہٗ نے صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین دونوں کی تقلید کا ارشاد فرمایا ہے اور اس سے منہ پھیرنے والے کو بھی جو ان کی تقلید کا منکر ہو غیر مقلد ہونے کا دعوے کرے وہ خاص دوزخی ہے۔ پھر پانچوں وقت نماز میں بھی صحابہ کرام اور ائمہ کرام کی تقلید کرنے کی دعا سکھائی ملاحظہ ہو۔

۲۲۔ فاتحہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

یا اللہ ہمیں صراط مستقیم کی ہدایت دے ان لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے انعام کیا ہے۔

اس آیۂ کریمہ میں منعم من اللہ کے راستہ قبول کرنے کی خدا سے دعا مانگنا ہے معلوم ہوا کہ جب منعم من اللہ کے پاس نہ جاویں ان کی تقلید نہ کریں تب تک ہدایت نصیب نہیں ہو سکتی سب سے پہلے منعم من اللہ صحابہ کرام ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی تقلید کا حکم کیا بعد میں ائمہ کرام جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت نصیب ہوئی۔

جن کی تقلید کا ہمیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی سبق دیا۔

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

مسند ابو داود طیالسی ۷۶ حدثنا یونس قال حدثنا ابو داود قال حدثنا بشعبۃ قال اخبرنی ابو عون الثقفی قال سمعت الحارث بن عمرو یحدث عن اصحاب معاذ من اھل حمص و قال مرۃ عن معاذ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ قَالَ لَہٗ کَیْفَ تَقْضِیْ اِنْ عُرِضَ لَکَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ قَالَ اَقْضِیْ بِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ فَاِنْ لَمْ تَجِدْ مِنْ سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَالَ اَجْتَھِدُ رَاْئِیْ لَا اٰلُوْ قَالَ فَضَرَبَ بِیَدِہٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ لِمَا یَرْضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو یمن کی طرف بھیجا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو ارشاد فرمایا کہ تو فیصلہ کیسے کریگا اگر تیرے سامنے کوئی جھگڑا پیش ہو تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا کہ میں اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا آپ نے فرمایا پس اگر تجھے کتاب اللہ میں نہ ملا تو اس نے عرض کیا کہ میں سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کروں گا۔ حضرت نے فرمایا اگر تجھے سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ ملا اس نے کہا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا نہیں کمی کروں گا میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے میں مارا اور فرمایا سب تعریف ہے اس ذات کے واسطے جس نے اللہ کے قاصد کو وہ توفیق عنایت فرمائی جو رسول اللہ پسند کرتا ہے۔ ایسے ہی جب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجا تو بھی مجتہد بنا کر بھیجا اور عوام کو ان کی تقلید کا ارشاد فرمایا۔

nafseislam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

۴۴ مستدرک ۴/۸۸ } عَنْ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَی الْیَمَنِ عَلِیًّا فَقَالَ عَلِّمْهُمُ الشَّرَائِعَ وَاقْضِ بَیْنَهُمْ قَالَ لَا عِلْمَ لِیْ بِالْقَضَاءِ فَدَفَعَ فِیْ صَدْرِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِهٖ لِلْقَضَاءِ هٰذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے فرمایا اے علی ان لوگوں کو امور شریعت سکھانا اور ان کے درمیان فیصلہ بھی کرنا حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضرت مجھے علم قضا نہیں تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سینے میں مارا تو فرمایا اے اللہ اس کو قضاء کی راہ دکھا دے یہ حدیث صحیح ہے جس شرط پر شیخین روایت کرتے ہیں لیکن انہوں نے بیان نہیں کیا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو مجتہد تیار کریں اور تم کہو کہ ہمیں قرآن کافی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم مدعی نبوت ہو جو قرآن کو بغیر اجتہاد یا الوحی سمجھنے کا دعوے رکھتے ہو یا معلوم ہوتا ہے کہ تم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ کو سمجھے ہی نہیں اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ایت پر ہی عمل کر کے اکتفا کر لیا ہے ورنہ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو سمجھا ہے اور باوجود سمجھنے کے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کو اولی الامر تیار کرتے رہے کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ کے خلاف عمل رہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل خلاف تھا۔ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ تسلیم کرنے والوں کو مقلد نہ کہا جاویگا۔ تقلید کی تعریف بھی یہی ہے۔ شرح عقائد جلالی سے هُوَ الْعَمَلُ بِقَوْلِ الْغَیْرِ بِغَیْرِ حُجَّةٍ مِّنَ الْحُجَجِ الْاَرْبَعَةِ نافہم یہ حدیث شریف فرمان الٰہی اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ آیۃ قرآنی کی ترجمانی فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

صحابہ کرام جاہل ہوں اور پھر تم کہو کہ مجتہد کی تقلید حرام ہے تو تمہیں خداوند ہدایت دے بھلا حدیث شریف کو ہی بغیر اجتہاد و مجتہد سمجھ کر دکھاؤ۔

۲۵ ترمذی شریف ۱/۲

عَنْ ابی ایوب الانصاری قَالَ قَالَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا۔

ترجمہ:۔ ابو ایوب انصاری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تم پاخانہ کو آؤ تو قبلے کی طرف رخ نہ کرو۔ پاخانہ کے وقت یا پیشاب کے وقت اور نہ پیٹھ کرو قبلے کو اور لیکن مشرق کی رخ بیٹھو یا مغرب کی جانب۔ اب اس حدیث شریف پر اگر پاکستان و ہندوستان میں فرمان مصطفوی پر عمل کریں شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا سے منہ اور پیٹھ مشرق یا مغرب کو کریں تو قبلہ رخ کرنا پڑتا ہے تو مجتہد کے اجتہاد سے معلوم ہوا کہ یہ ارشاد نبوی محض علاقہ مدینہ طیبہ کے واسطے ہے جس کا رُخ مکہ شریف سے جانب قطب ہے اور مکہ شریف جانب جنوب ہے اس سمت کے لحاظ سے یہ ارشاد اپنے فرمایا آپ کا مقصد صرف یہی ہے کہ قبلہ رخ نہ منہ کرکے پاخانہ پیشاب بیٹھے نہ پیٹھ کرکے باقی سمت کے لحاظ سے قبلے کا لحاظ رکھے نہ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا تو یہ حدیث شریف بغیر اجتہاد و مجتہد سمجھ میں نہ آئی یہ ہے جناب مجتہد کا اجتہاد جس کی ضرورت قرآن و حدیث پر عمل صحیح کرنے کے لیے پڑتی ہے بغیر اس کے گزارہ نہیں

۲۶ مستدرک ۴/۹۴

نسائی شریف ۳۵۵

عَنْ عبد اللّٰہ قَالَ مَنْ عَرَضَ لَہٗ قَضَاءٌ فَلْیَقْضِ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ جَاءَہٗ اَمْرٌ لَیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَلْیَقْضِ بِمَا قَضٰی بِہِ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَاِنْ جَاءَہٗ اَمْرٌ لَیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَلَمْ یَقْضِ بِہٖ نَبِیُّہٗ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فَلْیَقْضِ بِمَا قَالَہُ الصَّالِحُوْنَ فَاِنْ

جَاءَهُ أَمْرٌ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللهِ وَلَمْ يَقْضِ بِهِ نَبِيُّهُ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَمْ يَقْضِ بِهِ الصَّالِحُوْنَ فَلْيَجْتَهِدْ بِرَأْيِهِ فَإِنْ لَمْ يُحْسِنْ فَلْيُقِرَّ وَلَا يَسْتَحِي هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه والقاسم هو ابن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود۔

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا جس شخص کو فیصلہ درپیش ہو تو چاہیئے کہ فیصلہ کرے کتاب اللہ میں سے پس اگر اس کے پاس ایسا امر آجاوے کہ اللہ کی کتاب میں نہیں ہے تو چاہیئے کہ فیصلہ کرے جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا پھر اگر اس کے پاس ایسا امر آجاوے۔ اللہ کی کتاب میں بھی نہیں ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ بھی اس کے متعلق نہیں ہے۔ تو چاہیئے کہ فیصلہ کرے جو بزرگان دین نے اس کے متعلق فیصلہ کیا ہے پھر اگر اس کو ایسا امر آگیا کہ کتاب اللہ میں بھی نہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے متعلق فیصلہ نہیں کیا اور اسکے متعلق بزرگان دین کا فیصلہ بھی موجود نہیں۔ تو چاہیئے کہ اپنی رائے سے اجتہاد کرے پس اگر تم سے اچھا فیصلہ نہیں کیا تو صاف صاف اقرار کرے حیا نہ کرے یہ حدیث صحیح سندوں والی ہے۔ بخاری مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا اور عبد اللہ راوی عبد اللہ بن مسعود اصحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور قاسم راوی اس روایت کے ان کے پوتے عبد الرحمن کے بیٹے ہیں۔

اے جماعت غیر مقلدین اس صحیح حدیث کو سن کر اٰمنا و اٰمین کہدو۔

بعینہ یہ حدیث شریف وہ ہے جو عین اصول مقلدین ہیں کہ فیصلہ پہلے کتاب اللہ سے پھر حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پھر اجماع سے پھر قیاس سے یہی اولہ اربعہ مقلدین کے واسطے حجۃ ہیں جو حدیث کے مطابق مقلدین اعتقاد رکھتے ہیں جس کے تم منکر کبھی تقلید کو حرام کہتے ہو کبھی مجتہد کو خاطی سمجھکر چھوڑتے ہو کبھی قیاس کرنے

والے کو شیطان کہتے ہے اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ یہ تمہاری تمام باتیں لغو ہیں۔ اور اربعہ پر عمل کرنا حدیث کے مطابق ہے۔ اور عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ کے مطابق عمل ہے اور یہی تعریف تقلید ہے۔ جو فَبِھُدٰھُمْ ہدایہ میں موجود ہے اور رہے گے۔

۲۷ طبقات ابن سعد ۲/۱۳۰ | نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال پر عبداللہ بن انیس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مرثیہ خوانی کرتے ہوئے صحابہ کرام کو خطاب کرتے ہیں۔

فَیَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ تَقَلَّدُوْا الْاَمْرَ بَعْضَھُمْ فَاِنَّ صَحِیْحَ الْقَوْلِ لِلنَّاسِ نَافِعُ

پس اے جماعت قریش اگر تمہیں کوئی امر آجاوے تو تم بعض کی تقلید کرو کیونکہ صحیح بات لوگوں کو نفع دینے والی ہے۔

دوستو اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی تقلید پر صاف فتویٰ ثابت ہو گیا۔ اب بھی اگر تقلید کو حرام کہو تو تمہیں خدا ہدایت دے۔

۲۸ مستدرک ۴/۱۴ | عَنْ عَطَاءٍ کَانَتْ عَائِشَۃُ اَفْقَہَ النَّاسِ وَاَعْلَمَ النَّاسِ وَاَحْسَنَ النَّاسِ رَاْیًا فِی الْعَامَّۃِ

حضرت عطاء سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا تمام لوگوں سے زیادہ فقیہ تھیں اور سب لوگوں سے عالمہ تھیں اور عام لوگوں میں بہت اچھی رائے دینے والی تھیں۔

اب تو حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالے عنہا افقہ اور رائے عامہ میں بہترین رائے دینے والی ثابت ہو گئیں کیا معاذ اللہ انہوں نے خلاف قرآن عمل کیا ذرا سوچ کر تو بات کرتے کیا ان کو اہل الرائے کا فتویٰ دو گے حقیقت یہ ہے کہ تمہیں بزرگان دین و ائمہ مجتہدین سے حسد ہے اس وجہ سے تقلید کو حرام کہتے ہو۔ سنو۔

۲۹ بخاری شریف ۱/۱۲ عَنْ عبد اللہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لَاحَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالاً فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَاٰخَرُ اٰتَاہُ اللّٰہُ حِکْمَۃً فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے حسد مگر دو آدمیوں میں ایک آدمی جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ حق میں خرچ کرنے پر مسلط ہو اور دوسرا جس کو اللہ نے دانائی عطا فرمائی تو وہ اس دانائی سے فیصلہ کرتا ہے اور وہ اس کو سکھاتا بھی ہے۔

واقعی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لوگ مال پر حسد کرتے ہیں اور تم ائمہ مجتہدین کے اجتہاد و تفقہ کے علم پر حسد کرتے ہو اور حدیث مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کا انکار کرتے ہو۔ اور سوادِ اعظم سے علیحدہ ہو۔

۳۰ کنز العمال ۷/۳۱۴ عَنْ حَارِثَۃَ بْنِ مُضَرِّبٍ قَالَ کَتَبَ اِلَیْنَا عُمَرُ بْنُ خَطَّابٍ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ قَدْ بَعَثْتُ اِلَیْکُمْ عَمَّارَ بْنَ یَاسِرٍ اَمِیْرًا وَعَبْدَ اللّٰہِ بْنَ مَسْعُوْدٍ مُعَلِّمًا وَّوَزِیْرًا وَھُمَا مِنَ النُّجَبَاءِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ اَھْلِ بَدْرٍ فَتَعَلَّمُوْا مِنْھُمَا وَاقْتَدُوْا بِھِمَا۔

حارثہ بن مضرب سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ہماری طرف عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لکھا اما بعد پس تحقیق میں نے تمہاری طرف عمار بن یاسر کو امیر بنا کر بھیجا ہے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو وزیر معلم بنا کر بھیجا ہے اور یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص اصحاب سے ہیں اور بدری بھی ہیں تم ان سے تعلیم حاصل کرو اور ان کی اقتداء کرو۔ فقیر نے پہلے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ پیش کئے جو انہوں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کا فرمایا اب

نفیس اسلام

صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارشاد عالیہ عرض کر دیئے۔

خدارا سوچو اور مقلدین بن کر اپنے ایمان کو درست کرو اگر بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ کے معنی ذہن میں یہی بٹھائے رکھو گے کہ محض قرآن کریم ہی کافی ہے تو قرآن کریم سے ہی جواب ملے گا۔ کیونکہ قرآن کریم میں تو جہاں خداوند اپنی اطاعت کا ارشاد فرماتے ہیں تو ساتھ ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی اطاعت میں شامل کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بغیر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اطاعت اللہ بھی محال ہے خدارا یہ تو سمجھاؤ جو تمہاری کونسی عقل میں درج ہے کہ قرآن ہی ہمیں کافی ہے۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کہ نماز کو قائم رکھو نماز کی حقیقت ذرا قرآن کریم سے تو سمجھاؤ وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قَانِتِیْنَ کہ خدا کے واسطے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ کیسے کھڑے ہونا ہے اور کرنا کیا ہے پڑھنا کیا ہے یا خاموش کھڑا ہونا ہے ایسے ہی فرمان الٰہی ہے وَارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا رکوع کرو اور سجدہ کرو صرف قرآن سے ہی ثابت کرنا بغیر فرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ذرا رکوع سجود کی ہیئت کذائیہ تو سمجھاؤ کلا و حاشا ایں محال است معلوم ہوا کہ جب تک حدیث پاک کے مطابق وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کے ساتھ شامل نہ سمجھو گے عمل کرنا محال ہے۔

۳۰ احزاب ۲۲/۹ | وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا

اور جو شخص اطاعت کریگا اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق رتبہ پایا اس نے مرتبہ بڑا۔

۳۱ حدید ۲۷/۱۴ | یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لاؤ اللہ تعالے تمہیں اپنی رحمت سے دگنا ثواب دیگا۔

۳۲ نساء ۴/۲ | وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰ

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

اور جو شخص اطاعت غلامی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی داخل ہوگا جنت میں اس کے نیچے نہریں جاری ہونگی ان میں ہمیشہ رہیگا اور یہ مرتبہ بڑا ہے۔

۳ ۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔

اور جو شخص نافرمانی کریگا اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اس کی حدود سے تجاوز کریگا ہمیشہ کے واسطے جہنم میں داخل ہوگا اور اس کے واسطے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔

۴ ۔ فتح ۲۶/۲ | وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان نہ لایا تو ایسے کافروں کے لیے بھڑکتا ہوا دوزخ تیار کیا ہے۔

۵ ۔ تغابن ۲۸/۱ | فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا

پس ایمان لاؤ اللہ تعالے کے ساتھ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اس نور کے ساتھ جو اتارا ہم نے اس آیۂ کریمہ میں اللہ کریم نے قرآن کریم سے پہلے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو فرمایا۔

معلوم ہوا کہ جب تک نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کی اطاعت مقدم نہ رکھے بعد کو قرآن مجید پر ایمان درست ہوتا ہے اور جب تک اس کے ساتھ ایمان درست نہ ہو اس کو سمجھنا محال ہے۔

چنانچہ اللہ کریم باعتبار ذات وصفات ہمارے واسطے مقدم ہے لیکن باعتبار اطاعت ہمارے واسطے ذات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مقدم ہیں جب تک نبی کریم

nafseislam WWW.NAFSEISLAM.COM

صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پہلے نہ کی جاوے توحید وکتاب کو سمجھنا محال فرمایا۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۔ ۲۶ نساء ۵/۱۱

جو شخص اطاعت کریگا رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس شخص نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں بھیجا۔ ان پر نگہبان رو دشمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آپ نگہبان نہیں اور مومنین کے واسطے رؤف ورحیم ہیں، اس آیۂ کریمہ سے صاف صاف ثابت ہوا کہ جب تک پہلے اطاعت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نہ کی جاوے تب تک بلاواسطہ اللہ کا مطیع نہیں ہو سکتا۔

ان تمام آیات واحادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ تقلید واجب ہے اور اجتہاد مجتہد حق ہے جسکے بغیر شریعت مطہرہ کا سمجھنا محال ہے اور ہمارے واسطے ائمہ مجتہدین کی تقلید واجب ہے کیونکہ ائمہ مجتہدین نے صحابہ کرام کی تقلید کو واجب سمجھ کر مقلد بنے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے بارشاد الٰہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کو واجب سمجھا اور تمام عمر مقلدین رہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بلا تقلید غیر خداوند کریم کی طرف سے ملہم من اللہ ثابت ہوئے یعنی بلا تقلید وبلا واسطہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کے حامل وعامل رہے اور ہیں اور رہینگے باقی رہا ہمارا قرآن کریم تک پہنچنا اور سمجھنا اور خدا رسیدہ ہونا بغیر تقلید محال ہے کیونکہ ہمیں قرآن وشریعت ائمہ کرام سے پہنچا اور ائمہ کرام کو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو خداوند کریم سے یہ تمام تقلیدی وسائل اولی الامر سے لیکر خداوند کریم تک بما انزل اللہ میں شامل ہیں اور ثابت ہیں جس سے تم عمداً روگردانی کیے ہوئے منکرین تقلید ذرا سوچو کہ قرآن کریم کو براہ راست فیصل مان کر مدعی نبوت بنتے ہو کیونکہ براہ راست قرآن کریم تک پہنچنا یہ نبوت ورسالت کا کام ہے جب صحابہ کرام بغیر نبی

صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن کریم تک نہ پہنچ سکے اور ائمہ کرام بغیر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ سکے تم کون ہو جو طفرے سے قرآن مجید تک پہنچ جاؤ۔ خداوند کریم آپ کو ھدایت بخشے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

اور وہابیہ کے متعلق فقہائے کرام کا فتوی کہ وہابیوں کو خارجیوں میں شمار کیا گیا ہے۔

ردالمختار شامی
جلد۳ صـ۳۲۷

عَلِمْتَ أَنَّ هٰذَا غَيْرُ شَرْطٍ فِيْ مُسَمَّى الْخَوَارِجِ بَلْ هُوَ بَيَانٌ لِمَنْ خَرَجُوْا عَلٰى سَيِّدِنَا عَلِيٍّ رض عَنْهُ وَإِلَّا فَيَكْفِيْ فِيْهِمُ اعْتِقَادُهُمْ كُفْرَ مَنْ خَرَجُوْا عَلَيْهِ كَمَا وَقَعَ فِيْ زَمَانِنَا فِيْ أَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمُ اعْتَقَدُوْا أَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَأَنَّ مَنْ خَالَفَ اعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذٰلِكَ قَتْلَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتّٰى كَسَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَوْكَتَهُمْ وَخَرَّبَ بِلَادَهُمْ وَظَفِرَ بِهِمْ عَسَاكِرُ الْمُسْلِمِيْنَ عَامَ ثَلٰثٍ وَثَلٰثِيْنَ وَمِائَتَيْنِ وَأَلْفٍ۔

ترجمہ:۔ تو نے جان لیا کہ خارجیوں کے مسمّٰی میں یہ غیر مشروط ہے بلکہ وہ ان خارجیوں کا بیان ہے جنہوں نے حضرت علی پر چڑھائی کی اور تبرّے کئے اور نہیں تو ان میں ان کا اعتقادِ کفر کافی ہے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے متبعین جو نجد سے نکلے ہیں اور حرمین شریفین پر چھا گئے ہیں۔ اور وہ اپنے آپ کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں لیکن ان کا اعتقاد ہے کہ وہ خود ہی مسلمان ہیں اور جو شخص ان کے عقیدے کے مخالف ہے مشرک ہے۔ اور وہ اہل السنت والجماعت کے قتل کو مباح سمجھتے ہیں۔ اور ان کے علماء کو انہوں نے قتل کیا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کی حکومت کو توڑا اور ان کے شہروں کو برباد کیا۔ اور مسلمانوں کے لشکر نے ۱۲۳۳ھ میں ان پر فتح پائی۔

دیوبندی حضرات کو جو حنفی کہلا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ میں انعام پیش کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنے آپ کو نجدیوں کے عقائد کی تعریف کے انبار لگا کر اور اُن کے اعمال و عقائد کو اپنا معمول بنا کر اہل سنت و جماعت ہونا ثابت کر دیں کیونکہ یہ سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔

سوال | آپ کے پاس وہ کونسا مقیاس حنفیت ہے جس سے تم وہابی اور حنفی میں فرق کرتے ہو۔ معہ کتب فارقہ بیان کرو۔

محمد عمر | مقیاسِ حنفیت تو زیادہ ہیں۔ لیکن مشتے از خروارے عرض کرتا ہوں۔ دیوبندی وہابیوں اور احناف اہل سنت وجماعت کے عقائد میں اور کتب میں سخت تناقض ہے۔

عقائد وہابیہ دیوبندیہ	عقائدِ احناف
"دیوبندیوں کا خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔"	احناف کے نزدیک خدا سے جھوٹ محال اور ممتنع ہے
فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص۲۰ | کذب داخل تحت باری تعالے ہے۔	(نحل ع ۱۴) اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وَّلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
الجہد المقل حصہ دوم ص۴۴ | اگر حق تعالے شانہٗ کلام کاذب پر قادر نہ ہوگا۔ تو قدرتِ انسانی قدرتِ ربانی سے زائد ہو جائیگی۔	ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ افترا کرتے ہیں اللہ پر جھوٹ کا وہ خلاصی نہیں پاوینگے۔ نفع تھوڑا ہے اور ان کو عذاب ہے درد دینے والا)
الجہد المقل حصہ دوم ص[illegible] | کذب متنازع فیہ صفاتِ افعالیہ میں داخل نہیں۔	وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا اور بات کے لحاظ سے اللہ سے زیادہ کون

بلکہ صفاتِ فعلیہ میں داخل ہے۔

الجہد المقل ۱ ص۸۲ | اہل سنت کے نزدیک۔ (دیوبندیوں کے نزدیک) افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں

الجہد المقل ۱ ص۴۳ | اب افعال قبیحہ کو قدرتِ قدیمہ حق تعالیٰ شانہٗ سے کیونکر خارج کر سکتے ہیں۔

الجہد المقل ۱ ص۴۴ | جو حضرات قضیہ غیر مطابق للواقع (جھوٹ) کو مقدور باری تعالیٰ کہتے ہیں ان کا یہ مطلب ہے کہ باوجود انکشاف واقعہ اور اطلاع بر عدم مطابقہ واقعہ غیر واقعی (جھوٹ) کا قصد و اصدار قدرت باری جل سلطانہٗ میں داخل ہے۔

الجہد المقل ۱ ص۷۸ | فعل قبیح بالنظر الی قدرت باری تعالیٰ ممکن ہے

الجہد المقل ۱ ص۴۱ | افعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات ذاتیہ مقدور باری جملہ اہل حق، وہابی دیوبندی تسلیم کرتے ہیں۔

سمجھا ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ

پاک ہے اللہ اس چیز سے جو وصف بیان کرتے ہیں۔

تفسیر کبیر جلد ۵ ص۲۵۶ | اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَجُوْزُ اَنْ یَظُنَّ بِاللّٰہِ الْکَذِبَ بَلْ یَخْرُجُ بِذٰلِکَ عَنِ الْاِیْمَانِ۔

ترجمہ: بے شک مومن کو جائز نہیں کہ گمان کرے اللہ کے ساتھ جھوٹ کا بلکہ نکل جاتا ہے ساتھ اس کے ایمان سے،

مسامرہ جلد ۲ ص۳۳ | یَجِبُ اَنْ لَّا یَتَّصِفَ بِنَقْصٍ | واجب ہے کہ نہ وصف کیا جائے اللہ تعالیٰ نقص کے ساتھ۔

مسامرہ جلد ۲ ص۶۵ | لَا یُوْصَفُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالْقُدْرَۃِ عَلَی الظُّلْمِ وَالسَّفَہِ وَالْکَذِبِ لِاَنَّ الْمُحَالَ لَا یَدْخُلُ تَحْتَ الْقُدْرَۃِ، اَیْ لَا یَصْلُحُ مُتَعَلَّقًا لَّہَا

الجہد المقل ص۴۴ | خلاصہ یہ نکلا کہ مابہ النزاع بین الفریقین امکان فی الکلام اللفظی ہے امکان کذب فی العلم ہرگز نہیں۔

(کلام لفظی مثلاً قرآن مجید)

(وَعِنْدَ الْمُعْتَزِلَةِ يَقْدِرُ تَعَالٰى عَلٰى كُلِّ مَا ذُكِرَ۔)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نہیں وصف کیا جاتا ساتھ قادر ہونے کے ظلم پر اور بیوقوفی پر اور جھوٹ پر اس واسطے کہ محال قدرت الٰہیہ کے ماتحت داخل نہیں ہوتا۔ یعنی اُس کے متعلقات کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہر نقص پر قادر ہے۔ یعنی جھوٹ، بیوقوفی ظلم وغیرہم۔

معلوم ہوا کہ امکان کذب باری تعالیٰ معتزلیوں کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا خداوند تعالیٰ کے نزدیک اور احناف کے مذکورہ بالا حوالہ جات سے دیوبندی معتزلی ٹھیرے۔ یہ دلیل اول ہے دیوبندیوں کے معتزلی ہونے کی اور ثابت ہوا کہ یہ دیوبندی قرآنی کذب کے قائل ہیں۔

"دیوبندی تثلیث کے قائل ہیں"

مرثیہ محمود الحسن صاحب بدگنگوہی رشید احمد ص۱۲ |

خدا اُن کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی۔
جدھر کو آپ مائل تھے اُدھر ہی حق بھی پھرتا تھا،

قصائد قاسمی ص۲۱ از حافظ ضامن صاحب |

مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی:

قرآن شریف

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

ترجمہ:- فرما دیجیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہیں جنا اُس نے اور نہ جنا گیا۔ اور اُس کے واسطے کوئی برابر نہیں۔

ہمارے قبلہ وکعبہ تمہیں ہو دین و دنیا میں اگر تم سے پھریں حق سے پھریں اور اُس کے فرمان ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رسب تعریفیں خاص اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کے پالنے والا ہے۔

اللہ تعالے فرماوے کہ رب العلمین اللہ تعالے ہی ہے۔ اور دیوبندی کہیں رشید احمد گنگوہی ہے۔ اب فرق تم سوچ لو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر ہم مولیٰ کہدیں تو دیوبندی ہم پر فتوے شرک ثبت کریں۔ اور اگر ان کے مقتدا کسی کو کہدیں۔ تو بجائے فتوے کفر کے اس پر گناہ لازم بھی نہ ہو۔ اللہ تعالے فرماوے اللّٰہ الصمد اللہ بے نیاز ہے اور یہ کہیں کہ جس طرف مولوی رشید احمد صاحب کا ارادہ ہوتا تھا۔ اللہ کو اُن کی اقتدا کرنی پڑتی سبحان اللہ۔

"دیوبندیوں کا خدا پہلے عالم الغیب نہیں"

بلغۃ الحیران مصنفہ حسین علی صاحب واں بھچراں ۱۵۷

سب چیز موجود کا اللہ عالم ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اُس کا بھی عالم ہے اور جس کا ابھی ارادہ نہیں کیا۔ اس کا عالم نہیں ہے لیکن اصل میں وہ شے بھی نہیں ہے اور انسان خود مختار ہے۔ اچھے کام کریں یا نہ کریں اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کرینگے۔ بلکہ اللہ کو اُن کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اور اللہ کو تمام آسمانوں وزمین کا غیب ہے

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ۔ حدید ۲۷/۳

ترجمہ زمین میں اور تمہارے نفسوں میں کوئی ایسی مصیبت نہیں جو اُس کے پیدا ہونے کے پہلے ہم نے اُس کو دلکھا ہو بے شک یہ اللہ پر آسان ہے)

یہ عقائد فرقہ وہابیہ کے بھی ہیں جیسا کہ مسامرہ جلد ا صفحہ میں مذکور ہے۔

قرآن مجید کی فصاحت کا انکار

بلغۃ الحیران ۱۲ | تحقیق مقام برائے تحریر

یہ خیال کرنا چاہیئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغاء کے نہیں آیا تھا اور گمان بھی نہیں۔

قرآن خداوندی | فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

(اگر تم بڑے ... فصیح بلیغ ہو) تو ایسی ایک سورۃ بنا کر دکھاؤ۔

یہ عقیدہ بالا دیوبندیے دیابنہ کا آریہ کے عقیدہ کے بعینہ مطابق ہے۔ جیسا کہ ستیارتھ پرکاش ص [illegible] میں مذکور ہے: "مسلمانوں کا خدا ہمہ دان نہیں" اور قرآن کریم معجز ہے۔

دیوبندیوں کا کلمہ بھی مسلمانوں سے علیحدہ ہے

رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۶ھ منقول از سیف علی | (مولوی اشرف علی صاحب کے ایک مرید نے خواب اور بیداری کا واقعہ بیان کیا ہے) میں خواب میں

دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ آپ کا (اشرف علی) نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں اور تمہارے آدمیوں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

احزاب پ۲۲ ع۵

بخاری شریف جلد اول ص۶ | بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔

Nafseislam
نفس اسلام

جاوے۔ لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ کے اشرف علی نکلتا ہے مولوی اشرف علی صاحب فرماتے ہیں۔ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالے متبع سنت ہے۔

پہلے ہوسے نبوت کا مسئلہ دیوبندیوں نے جاری کیا

تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب صفحہ ۳ | اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جاوے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ آئے گا۔

مرثیہ صفحہ ۶ | زباں پہ اہلِ اہوا کی ہے کیوں اعلِ ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی

تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۱۷ | سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں۔ مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میری اتباع پر۔

(ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام پانچ بنیادوں پر قائم ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے۔

قرآن شریف

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔

ترجمہ:۔ اور نہیں رسول بنایا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ مگر تمام لوگوں کے واسطے کافی بشیر اور نذیر)

ابن ماجہ صفحہ ۳۰۳ | اَنَا نَبِیٌّ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

فرقہ دیوبندیہ کے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی اور نبی فرض کیا جائے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں فرق نہیں آسکتا۔ چنانچہ اس عبارت لکھنے کے بعد مولوی رشید احمد صاحب نے بھی قسم کھا کر اپنی امت دیوبندیہ کو فرما دیا۔ کہ اس زمانہ

ہیں ہدایت و نجات میری اتباع پر موقوف ہے۔ حالانکہ اللہ تعالے نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر ہدایت و نجات کو قیامت تک موقوف کیا ہے۔ تحذیر الناس ص ۲۸ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا ثابت ہوا۔ کہ بانی مرزائیت دیابنہ ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا کرنے کے درپے ہیں اور احناف کا عقیدہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بعد کسی کو نبی فرض کرنا بھی کفر ہے۔ انصاف تم پر موقوف ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک مسلم دیوبندی مولوی رحمۃ العلمین ہو سکتے ہیں:	قرآن شریف
فتاوی رشیدیہ حصہ دوم ص ۹ استفتا کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ لفظ رحمۃ للعلمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔ الجواب۔ لفظ رحمۃ للعلمین صفت خاصہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔ بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں۔	وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے تمام عالمین کی رحمت بنا کر بھیجا۔ اب اللہ کون سے عالمین ہیں جن کے یہ بھی رحمت بن سکتے ہیں۔ جیسا کہ رَبُّ العٰلمین کہنے کے بعد تمام عالمین میں کسی دوسرے رب کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی مانے تو اس نے شرک کیا توحید کیا ہے ایسے ہی رحمۃ للعلمین کے اقرار کے بعد کوئی عالمین کی رحمت نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی تسلیم

کرے تو مشرک فی الرسالت ہو گا۔

"دیوبندیوں کا کعبہ گنگوہ ہے"

مرثیہ ص ۱۳
پھرے تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

(مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ دیوبندیہ کی مسجد کا محراب خانہ کعبہ کی طرف ہے۔ اس محراب میں ایک چھوٹا محراب بنا ہوا ہے جس میں امام کھڑے ہو کر اپنا رُخ ہندوستان کے گنگوہ کی طرف رکھتا ہے۔ جا کر خود ملاحظہ کریں۔ فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے)۔

قرآن شریف

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ۔

ترجمہ:۔ اور نہیں بنایا ہم نے قبلہ کو جس پر آپ تھے مگر تاکہ جان لیں ہم کون شخص رسول کی تابعداری کرتا ہے اس شخص سے جو اپنی ایڑیوں پر پھر جاتا ہے۔

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔ (ترجمہ:۔ اور جس جگہ بھی تم ہو تو اپنے مونہوں کو مسجد حرام کی طرف پھیرو)

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ

ترجمہ:۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اہل کتاب کو آپ تمام معجزات دکھائیں تو یہ آپ کے قبلہ کی تابعداری نہ کریں گے۔ اور نہ آپ ہی ان کے قبلہ کی تابعداری کرنے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کا کعبہ و قبلہ مسجد حرام مقرر فرمائی ہے۔ نیز یہی ارشاد

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

فرمایا کہ اگر آپ اہل کتاب کو تمام آیات دکھائیں تو بھی یہ آپ کے قبلہ کی طرف منہ نہ کریں گے۔ یہی حال دیوبندیہ کا ہے۔

”گنگوہ کے حج کا اعلان“

تذکرۃ الرشید جلد ۲ صـ ۸۵

اے قوم بحج رفتہ کجائید کجائید
معشوق درینجا است بیائید بیائید

”میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیوبندیوں کا عقیدہ“

براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صـ ۱۴۸

پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔

قرآن شریف

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ اور اللہ کے واسطے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو شخص رستے کی طاقت رکھے۔

قرآن کریم

وَالسَّلَامُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا۔

(ترجمہ:۔ اور سلام ہے مجھ پر جس دن میں پیدا کیا گیا۔ اور جس دن میں مروں گا۔ اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔)

مستدرک جلد ۲ صـ ۶۰۲

اَنَّ اَعْرَابِیًّا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ قَالَ اِنَّ ذٰلِکَ الْیَوْمُ الَّذِیْ وُلِدْتُّ فِیْہِ وَاُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْہِ

(ترجمہ:۔ ایک اعرابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن کے متعلق روزہ رکھنے کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا: وہ دن ہے جس میں میں پیدا کیا گیا ہوں

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

اور اسی دن میں مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

مذکورہ بالا آیت میں عیسٰی علیہ السلام کی کلام کو اللہ تعالٰی نے نقل فرماتے ہیں کہ عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ میری ولادت کا دن اور یوم وصال اور قیامت کا دن مجھ پر سلامتی والا ہے۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں انبیاء کے لیے دونوں دن چونکہ خاص ہیں۔ اس واسطے ان یومین میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ خیرات کرنا یا اُن کو کلام کا ثواب پہنچانا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی کی طرف سے ان دونوں دنوں میں زیادہ نزولِ اسلام ہوتا ہے۔ چنانچہ یحیٰی علیہ السلام کے متعلق بھی اللہ تعالٰی نے ایسا ہی ارشاد فرمایا ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ اور سلام ہے اُس یحیٰی علیہ السلام پر جس دن وہ پیدا کیا گیا۔ اور جس دن اُن کا وصال ہوگا۔ اور جس دن وہ اٹھایا جائیگا۔ بس آیت کریمہ سے بھی یوم ولادت اور یوم وصال کی خصوصیت اللہ کی طرف سے ثابت ہوگئی اگر کوئی متبع انبیائے کرام اور محکوم من اللہ فرمان الٰہی کے مطابق ان ایام کی خصوصیت میں اعادہ ولادت کرے تو اللہ کی طرف سے تو ضرور ثواب پائے گا۔ مگر دیوبندی کی زبان سے وہ مذہب ہنود میں سمجھا جائیگا۔ دیگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مذکورہ سے بھی یوم ولادت کی تخصیص ثابت ہوئی۔ لیکن فرقہ دیوبندیہ نے یوم ولادت کے اعادہ کرنے والے کو ہنود اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ کھنیا قرار دیا۔

”کتاب تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی کی حیثیت فرقہ دیوبندیہ کے نزدیک اور وہ کتاب کیسی ہے اور اس پر عمل کیسا ہے۔“

فتاویٰ رشیدیہ
جلد اول صلا

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت واصلاح ایمان کی ہے اور قرآن وحدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا۔

از بندہ رشید احمد

ثابت ہوا کہ تقویۃ الایمان دیوبندیہ اور وہابیہ میں قرآن کا درجہ رکھتی ہے)

فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۲۱

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردِ شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہے۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (اب ذرا دیوبندیہ وہابیہ کے قرآن و اسلام کی گہر افشانی ملاحظہ ہوں۔ اور قرآن و حدیث والے کی شان کا وہ کہاں تک علو مرتبہ سمجھتے ہیں اندازہ لگائیں)

تقویۃ الایمان ص ۲۶

اولیاء و انبیاء امام زادہ و پیر و شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔

حدیث شریف

ابوداؤد جلد اول ص ۳

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ بِمَنْزِلَۃِ الْوَالِدِ اُعَلِّمُکُمْ

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اور کوئی بات نہیں میں تمہارے باپ کے قائم مقام ہوں تمہیں سکھاتا ہوں)

"نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بفرمان خداوند تعالیٰ اَلنَّبِیُّ اَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ کے بمنزلہ باپ ثابت ہوں اور یہ بھائی کہیں اور آپ کے تمام فضائل کا انکار کریں"

تقویۃ الایمان ص ۴۷

جہان کے کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں ہے اور جس کا نام

قرآن کریم

وَوَجَدَکَ عَائِلًا فَاَغْنٰی (ترجمہ۔ اور آپ کو یا رسول اللہ نادار پایا پھر غنی کیا

محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

آپ کر،

(توبہ ۱۰) وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ۔

(ترجمہ:- اور نہیں بدلہ لیا انہوں نے مگر اس بات کا کہ اللہ نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فضل سے ان کو غنی کیا ہے۔ سو اگر توبہ کریں وہ تو ان کے لئے بہتر ہے اور اگر منہ پھیریں وہ تو اللہ تعالےٰ ان کو دنیا اور آخرت میں دردناک سزا دے گا۔ اور ان کے لئے زمین میں کوئی کارساز اور مددگار نہیں)

اللہ تعالےٰ تو فرمائیں کہ تمام کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل نے غنی کیا اور دیوبندی وہابی کہیں کہ اللہ کو اختیار ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ اختیار نہیں تو اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ سے مشرکین مکہ میں داخل ہو گئے۔ کیونکہ وہ بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی فضل کے منکر تھے جن کو اللہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل وغنا کی طرف رجوع کریں اور اپنا عقیدہ ابھی سے درست کر لیں تو ان کے لئے دنیا و عقبیٰ میں بہتر ہو گا۔

nafse Islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

ورنہ اُن کا کوئی امدادی نہیں ہوگا۔ اور اُن کو اللہ تعالٰے دُنیا و عقبیٰ میں دردناک عذاب کریگا۔

دوستو اپنے عقائد کو فرمانِ الٰہی کے مطابق بناؤ۔ اگر تقویۃ الایمان پر ایمان لے آئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار تصور کرلیا تو دنیا و عقبیٰ میں عذابِ الٰہی میں گرفتار ہو جاؤ گے اور ارشادِ الٰہی موجود ہے۔ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاَغْنٰى یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ آپ نادار تھے پھر غنی کیا۔ یعنی آپ کسی جدی جائیداد کے وارث نہ تھے۔ تو اللہ نے آپ کو غنی کیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے غنا کو بھی اللہ نے عام فرمایا ہے۔ کسی قسم کی قید خصوصیت سے مقید نہیں فرمایا۔ اور دیوبندی وہابی آپ کے عدم مختار ہونے کا فتویٰ جاری کردیں تو سوا عقل کے اندھوں کے دوسرا کون بھلا تسلیم کرے اور قرآن کریم کو پسِ پشت ڈالے اور منکرِ قرآن بنے اور مومن کو رب العزۃ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو بے اختیار سمجھو فرمایا۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا **احزاب ۲۲/۵** اور کسی مومن کو یا مومنہ کو کوئی اختیار نہیں جب اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کا فیصلہ فرما دیا یہ کہ ان کے کام سے ان کو کوئی اختیار رہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی (اس میں) نافرمانی کریگا (یعنی خود مختار بنے اور اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار سمجھے گا) تو ضرور وہ صریح گمراہی میں گمراہ ہوا۔

ثابت ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو با اختیار اور اپنے آپ کو بے اختیار سمجھے تو مومن اللہ فرمانبردار ورنہ نافرمان اور گمراہ کیونکہ سب انعام اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر مومن کو ہے چنانچہ اس آیت کے آگے

ارشاد الہٰی موجود ہے وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اور جب آپ فرما رہے تھے اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اس پر انعام کیا۔

کیوں جناب انعام نبوی مومن پر ثابت ہوا یا نہ اور جو کسی سے کھا کر انعام فراموش ہو جس خطاب بے رگ اس کو یاد کرتے ہیں وہ تو تم خود سمجھتے ہو اور جو شخص انعام رسول کا منکر وہ خداوند کا بھی احسان فراموش کیونکہ مومنیں پر انعام رسول یہ احسان خداوندی ہے جیسا کہ ارشاد الہٰی ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ مومن قرآن کریم کو چھوڑ کر تقویۃ الایمان پر ایمان لاتے ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار کیسے سمجھے۔

تقویۃ الایمان ص۱۶	قرآن کریم
اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔	(منفقون ۲۸) وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ ترجمہ:۔ اور واسطے اللہ کے ہے عزت اور اس کے رسول کے واسطے اور مومنین کے واسطے۔ اور لیکن منافق نہیں جانتے۔

دیوبندی وہابیوں کے نزدیک بقانون مذکورہ دین اسلام یہ ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اور بڑے چھوٹے کی شرح تقویۃ الایمان کے ص۹۶ پر اولیاء و انبیاء سے تعبیر کی ہے۔ اور وہاں بڑے بھائی کا مرتبہ دیا اور یہاں تمام انبیاء و اولیاء کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہہ دیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اور ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے فرماویں کہ اللہ اور اس کے رسول تمام عزت والے ہیں لیکن منافق بوجہ نفاق کے

ان کی عزت کو جانتا نہیں ثابت ہوا کہ یہ دیوبندی عقیدہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے نفاق پر موجزن ہے دنی فتدلیٰ اللہ تعالیٰ نے اسی لئے تم کو سمجھایا ہے۔ کچھ سوچو۔

تقویۃ الایمان ۹۹

(نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مطہرہ پر بہتان لگایا گیا ہے۔) میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔

حدیث شریف

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عمداً مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔" اس بہتان کو جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر لگایا گیا ہے حدیث پاک میں اس کے برعکس ثابت ہے۔

ابن ماجہ ص۱۱۹ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ

ترجمہ۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بلاشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے تو اللہ کا نبی زندہ ہے۔ رزق دیا جاتا ہے)۔

اے ایمان کا دعوے کرنے والو اور اصلی حنفیت کے مدعیو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان انبیاء علیہ السلام کی حیات کو ثابت کرتا ہے یہ صحیح ہے یا تمہاری بناوٹ یا بہتان کی طرح سے انبیاء علیہم السلام کو بعد از وصال مردہ قرار دیتا ہے۔ خدا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے میدانِ حساب میں کیا جواب دو گے۔ یہ ہے دیوبندی وہابیوں کی کتاب تقویۃ الایمان کے عین اسلام کا خلاصہ۔"

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

دیوبندی

رسالہ الامداد
صفر ۱۳۳۵ھ سیف علی
صہ ۳۵

ایک ذاکر صالح کو
مکشوف ہوا کہ احقر
(اشرف علی تھانوی)
کے گھر حضرت عائشہ
آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرا
(اشرف علی کا) ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا
کہ کمسن عورت ہاتھ آئے گی۔

قرآن کریم

(احزاب ۲۱/۱) وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ
یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات
مومنوں کی مائیں ہیں۔

فرمایئے جناب! جو ماں کی رویا کو کمسن بیوی سے تعبیر کرے اُس پر آپ کا فتوےٰ کیا ہے کیا جس مذہب کے مقتدا ان خیالاتِ باطلہ کے ہوں کہ باپ کو بھائی کہیں بلکہ اُس سے بھی ذلیل اور والدہ کو بیوی سے تعبیر کریں اُن کے متبعین کے ایمان کا حال آپ خود سمجھ لیں۔ پھر حق کہنے والے کو مفسد کہا جاتا ہے۔

دیوبندی

مبشرات
مولوی حسین علی صاحب واں بھچراں

وَرَاَیْتُ اَنَّهٗ
یَسْقُطُ فَاَمْسَكْتُهٗ
اَیْ اَعْصَمْتُهٗ
عَنِ السُّقُوْطِ۔

(میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب
میں گرتے دیکھا تو آپ کو تھاما اور گرنے
سے بچا لیا۔)

قرآن کریم

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ
(اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسولؐ
مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت)

اس عبارت مذکورہ بالا سے دیوبندیوں کے رہبر کی دروغ گوئی کا آپ کو اندازہ ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق فرماویں کہ آپ کی

Nafse Islam
نفس اسلام

رحمت تمام جہانوں کو تھامے ہوئے ہیں۔ اور دیوبندیوں کا مرشد کہے۔ کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تھاما ہوا ہے تو اِس کا یہ مطلب ہوا کہ تمام جہانوں کے تھامنے کا دعوےٰ مولوی حسین علی صاحب کو ہے۔ جو اپنی جھونپڑی کے ستون کو تھامنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ جہانوں کی رحمت کے تھامنے کا مدعی ہو۔ اور جو جہانوں کی رحمت ہو اُن کو بے اختیار اور بے بس ہونے کا اعلان کرے۔ کیا وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا متبع کہلا سکتا ہے۔

اور جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو اپنا ظل سمجھتا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خداوند تعالےٰ ایسے پیشواؤں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ یہ بھی حصہ دیوبندیت کا ہی ہے۔

چنانچہ دیوبندی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اُستاد بن کر اپنی شان ظاہر کرتے ہیں۔"

دیوبندی	قرآن کریم
براہین قاطعہ صـ ۲۶ اس فقیر کے گمان میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالےٰ کی درگاہِ پاک میں بہت ہے۔ ایک صالح فخرِ عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو) اردو میں کلام کرتے دیکھا تو پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی۔ آپ تو عربی ہیں۔ فرمایا کہ جب سے علمائے مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا۔ ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔	وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں (اور نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اس قوم کی زبان کے ساتھ) وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ (ترجمہ:- اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مگر تمام لوگوں کے واسطے بشیر و نذیر)

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت سے اپنے اصول کو ظاہر فرمایا کہ میں جب رسول کو کسی قوم کی طرف بھیجتا ہوں تو اس قوم کی زبان سکھا کر بھیجتا ہوں۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا بلکہ تمام جہانوں کی طرف۔ فرمایا تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا۔

(ترجمہ۔ بابرکت ہے وہ ذات جس نے حق و باطل کے فرق کرنے والی کتاب کو اپنے بندے پر نازل فرمایا۔ تاکہ وہ تمام جہانوں کے لئے نذیر ہو جائے۔)

جب آپ کو تمام جہانوں کا نذیر اور رسول بنا کر بھیجا تو قانونِ خداوندی مذکورہ بالا سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام عالمین کی زبانیں سکھا کر بھیجا۔ دیوبندی کہیں کہ اردو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمارے علمائے دیوبند سے حاصل ہوا۔ تو یہ قرآن کریم کے صراحۃً خلاف ہے اور اپنے استاد بننے کے فخر میں قرآن مجید کا انکار ہے۔ اور رسول اللہ کی بجائے رسولِ دیوبند قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے رسولوں کے علم کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہیں اور یہ علمائے دیوبند کی طرف۔ یہ ہے فرقۂ دیوبندیہ کا ایمان۔ جو معلّم کل کو اور تمام جہانوں کے حکیم ساز کو اپنا شاگرد تصور کرتے ہیں۔ تو اکابرین دیوبند کا خدائی دعویٰ ظاہر ہو گیا۔

	دیوبندی	قرآن کریم
تحذیر الناس مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی صـ۵	انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔	اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ ترجمہ:- نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں کی جانوں سے بہت بہتر ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے تمام عالمیان کی جانوں کے مقابلے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اولےٰ فرماویں اور تم اپنی جانوں کے اعمال کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمال سے برتر سمجھو۔ کیا دیوبندی فرقہ کو قرآنی تعلیم کا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا یہی اثر ہے۔ کہ اپنے آقا سے غلام کو اعمال میں بالا سمجھتے ہو۔ سب سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑائی کا مدعی جناب کو یاد ہونا چاہیئے سابق معلم الملکوت ابلیس تھا اور اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کی بڑ ماری تو اللہ تعالےٰ نے فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ کا حکم فرما کر مردود کر کے نکال دیا اس کے تمام اعمال و عبادات اس بڑائی کی وجہ سے حبط کر کے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں ابدالآباد تک بلا اپیل راندہ درگاہ کر دیا۔ جو تم بھی اس صفتِ ابلیسی پر عامل ہو۔ اور سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑائی کے مدعی ہو۔ تو حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر بننے کے مدعی کو اور اس کے متبعین کو تو اللہ تعالےٰ نے خلودِ نار کا وعدہ فرمایا ہے اور تمہیں سید الانبیاء اصالتِ کل، فخرِ کل۔ نبی اکمل پر بڑا کہلانے سے خبر نہیں۔ اللہ تعالےٰ تمہارے متبعین کو بعد تمہارے کرنے قعرِ جہنم میں بلا اپیل داخل فرماوے گا۔

قرآن کریم	دیوبندیوں کے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم
ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ	جیسا علم تو معاذ اللہ کتّے، بلّے، خنزیر کو بھی ہے۔
ترجمہ:۔ یہ غیب کی خبروں سے ہے جو ہم نے وحی کیا اس کو آپ کی طرف (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف)	حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانویؒ } آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو

> اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم
> غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع
> حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن مجید جو آپ کی طرف وحی کر رہے ہیں یا رسول اللہ یہ تمام غیبی خبریں ہیں۔ اور مصنف حفظ الایمان نے یہ کہا ہے کہ ایسے علوم غیبیہ تو صبی و مجنون اور کتے بلے خنزیر کو بھی حاصل ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض علوم غیبیہ جن کو قرآن شریف کہا جاتا ہے ہر فرد حیوان اور صبی اور مجنون پر بھی نازل ہیں۔ تو میرے خیال میں مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے اُس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے اور آؤ آؤ کرتا پھرے۔ تا کہ غلامانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہ ملے۔ اور نہ مصنف مذکور اس توہین مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے عذابِ الیم میں گرفتار ہو۔ ورنہ اس عقیدہ رکھنے والے کو توہین مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ایمان کا کچھ حصہ نصیب نہیں۔ اور مصنف مذکور پر صرف ہم نے ہی نہیں بلکہ بعض دیوبندیوں نے بھی اس عبارت پر فتوے کفر ثبت کیا ہے۔ (المہند صفحہ ۳۰) ہمارے نزدیک متعین ہے کہ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے۔

دیوبندیوں کے بعض اکابرین نے مصنف مذکور یعنی مولوی اشرف علی تھانوی پر بھی جب سے فتوے کفر جڑے۔ لیکن حکیم صاحب أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ پر ہی ثابت قدم رہے۔ پنجابی مثل مشہور ہے "گُز و جھباں دے ٹپنے چلیے جان چھڑپ" جب حضرت دیوبندیہ کے حکیم کا یہ حال ہے۔ اُن کے مریضوں کے کیا ہی کہنے ہیں۔

دیوبندیوں کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے معاذ اللہ شیطان اور ملک الموت کا علم

خصائص کبرےٰ
جلد ۲ صفحہ ۱۹۰

عُلِّمْتُ الْاَسْمَاءَ
كُلَّهَا كَمَا عُلِّمَ

زیادہ ہے؟

براہین قاطعہ مصنفہ
مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صـ۵۱

الاصل غور کرنا چاہیئے
شیطان و ملک الموت
کا حال دیکھ کر علم

محیط زمین کا فخرِ عالم کو خلافِ نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے ——— ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا اِن امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ۔

آدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا۔

ترجمہ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سکھایا گیا ہوں کل چیزوں کے نام جیسا کہ سکھلائے گئے آدم علیہ السلام کل چیزوں کے نام،

بخاری شریف
جلد اوّل صـ

اِنَّ اَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ اَنَا ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم تمام سے زیادہ جاننے والا ہوں،

"حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ آپ سب سے زیادہ جاننے والے ہیں جس میں حضرت آدم علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ جس میں ملک الموت بھی شامل ہے سے زیادہ علم ہے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام ملائکہ کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ نے زیادہ علم عطا فرما کر اُن کا اُستاد مقرر فرمایا۔ بلکہ جبرئیل و ملک الموت وغیرہم ملائکہ کو آدم علیہ السلام کے علم ہی کی وجہ سے سجدے کا حکم فرمایا۔ تو بہرحال نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام سے علمی فوقیت حاصل ہے۔ تو اس لحاظ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء و تمام ملائکہ یعنی ملک الموت وغیرہم کے اُستاد الاُستاد ٹھہرے۔ جو شخص ملک الموت کے استاد حضرت آدم علیہ السلام کے اعلم ہونے پر ایمان رکھتا ہے اُس کو

نفس اسلام

امام الانبیاء جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے استاد الاستاد ہونے پر بھی ایمان لانا عین اسلام ہے۔ اور اس کا انکار امتِ محمدیہ سے خارج کرتا ہے۔ دیگر مصنف مذکور اپنے کلام سے بھی ناواقف ہے۔ کیونکہ عبارتِ مذکورہ بالا میں لکھتا ہے۔ فخرِ عالم نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور عالم کا لفظ استعمال کرنے سے ملک الموت بھی شامل ہے اور فخرِ عالم کہنا تب ہی درست ہو سکتا ہے۔ کہ ملک الموت اور شیطان سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ان تمام سے علمی فخر بھی حاصل ہو۔ ورنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فخرِ عالم کے خطاب سے پکارنا غلط ہو گا۔ تو مصنف مذکور کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ شیطان اور ملک الموت کے علم کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع کہنا اور پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فخرِ عالم کے لقب سے یاد کرنا کیا یہ دروغ گو را حافظہ نباشد کا مصداق نہیں ہے۔ ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

پھر مصنف مذکور شیطان اور ملک الموت کے علم کا اتنا وسعت سے قائل ہے کہ ان کا علم زمین کے ذرے ذرے پر محیط ہے۔ لیکن مُعلّمِ کل مخلوق رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو جو تمام عمر رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کا وظیفہ بھی پڑھتے رہے آپ کے علم کو ناقص جانتا ہے۔ چنانچہ اِسی بنا پر علمائے دیوبند کے بعض علماء کو مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی پر فتوے کفر لگانا پڑا۔ (المہند صہ ۲۵) "جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اِس شخص کے کافر ہونے کا فتوے دے چکے ہیں"

اب فرمایئے آپ کے اکابرین پر اُن کے اعتقادات باطلہ کی بنا پر جماعتِ دیوبندیہ کے مستند علماء جب فتوے کفر ثبت کر رہے ہیں تو ہمارے کہنے پہ آپ کیوں سیخ پا ہوتے ہیں۔ کیا آپ کے علماء کفر کریں تو مضر نہیں۔ اور بعض دیگر آپ کے علماء ان ہی عبارات کے قائل پر فتوے کفر شائع کر دیں تو مضر نہیں۔ اور ہم اُسی فتوے کو دہرا دیں تو زمانے ساتھ شور بجی کا باعث ہو جاتا ہے۔ "بریں عقل و دانش بباید گریست"

نفس اسلام
nafseislam

دیوبندیوں کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دلی تعلق، صراطِ مستقیم محمد اسمٰعیل دہلوی ص ۸۶ | وصرفِ ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است۔ (یعنی شیخ وغیرہ اور رسالت مآب کی طرف صرفِ ہمت گاؤ خر کے تصور سے بدتر ہے)	قرآن مجید (مائدہ ۶/۳) فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ (توبہ ۱۱/۱۴) بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ نماز میں جب آپ ان آیات پر پہنچتے ہیں تو بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ اور رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ پڑھتے ہوئے اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خیال دل میں نہ لائیں تو کیا انکارِ قرآن کریم ہے یا نہیں۔ بخاری شریف ۲/۲۲۲ | عن کعب بن مالک قال فاُصلّی قریبًا منہ فاُسارقہ النظر۔ کعب بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قریب نماز پڑھتا تھا اور میں نماز میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نظر چرا کر دیکھتا تھا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کرتے ہوئے نماز میں نظر کرنا نصیب ہو اور تمہیں آپ کا خیال آنے سے نماز فاسد ہو جاوے۔ اب تم انصاف کرو۔
دیوبندیوں کے نزدیک معاذ اللہ فرشتوں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو شیطان کہہ سکتے	قرآن کریم اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ

ہیں:"

بلغۃ الحیران ص ۴۲

طاغوت کے معنی کُلُّ مَا عُبِدَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَہُوَ الطَّاغُوْتُ

اس معنی ہو جب طاغوت جن اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا۔

وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ (جو شخص کفر کرتا ہے شیطان کے ساتھ اور اللہ کے ساتھ ایمان لاتا ہے۔ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی) تو اس نے مضبوط کنڈے کو تھام لیا۔

خداوند تعالےٰ کے فرمان مذکورہ کے مطابق مومن وہی کہلا سکتا ہے اور ایماندار جب ہی بن سکتا ہے کہ پہلے طاغوت کا انکار کرے۔ پھر اللہ کے ساتھ ایمان لائے تو وہ متبع رسالت ہو سکتا ہے۔ اسی بنا پر اکابر دیوبندیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو طاغوت کہنا جائز سمجھتے ہیں۔ تاکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کرکے محض اللہ کے قائل ہو جائیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنی درگاہ سے صاف جواب دے رہے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (یعنی جو شخص رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے پھر وہ اللہ کا غلام ہے، ورنہ نہیں۔" اس آیت کریمہ میں اطاعتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے اپنی اطاعت پر مقدم فرمایا ہے۔ تو انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کو طاغوت کہنے والا اللہ کی طرف سے وہ خود طاغوت ہے۔"

"فرقہ دیوبندیہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی نسبت کرنا ہی شرک کہتے ہیں۔"

تقویۃ الایمان ص ۵

کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے۔ سو وہ شرک میں گرفتار ہے۔

قرآن کریم

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ۔

(ترجمہ: فرما دیجئے (یا رسول اللہ) اے میرے بندو جو حد سے تجاوز کر گئے ہو اللہ کی رحمت سے بے امید نہ ہو)

بہشتی زیور حصہ اول ص۳۱ | علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا شرک ہے۔

(نور ۱۸ پ) وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ (اور تمہارے عبدوں سے نیک لوگ)

۰ اگر عبد کی نسبت اللہ کے سوا کسی دوسرے کی طرف شرک ہوتی تو اللہ تعالیٰ مِنْ عِبَادِکُمْ نہ فرماتا۔ اور جب اللہ تعالےٰ نے عبد کو اپنے سوا اوروں کی طرف منسوب کیا ہے تو اور کون روک سکتا ہے۔ اور عبدالنبی نام رکھنا اگر ناجائز ہوتا یا شرک تو اللہ تعالےٰ قُلْ یٰعِبَادِیَ نہ فرماتا۔ اس کی شرح کی تصحیح اپنے بزرگ کی زبانی سن لیجیے۔ (امداد المشتاق ص۹۳) فرمایا (حاجی امداد اللہ صاحب) چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واصل بحق ہیں۔ عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ۔ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہیں معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا فرماتا مِنْ رَّحْمَتِیْ تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔ تو یہ آپ کے مولوی اشرف علی صاحب کا بیان اور حاجی امداد اللہ صاحب کا۔

اب صحابہ کرام کا بھی عقیدہ سن لیجیے۔

کنز العمال جلد۴ ص۱۴۷ | فَلَمَّا وَلِیَ عُمَرُ بْنُ خَطَّابٍ خَطَبَ النَّاسَ عَلٰی مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّکُمْ کُنْتُمْ تُؤْنِسُوْنَ مِنْ شِدَّتِیْ وَغِلْظَتِیْ وَذٰلِکَ اَنِّیْ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ۔

ترجمہ: جب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے لوگوں کو آپ نے خطبہ پڑھا۔ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر

آپ نے فرمایا۔ اے لوگو میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے سخت محبت رکھتے ہو۔ اور یہ اس لئے کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں۔ اور میں آپ کا عبد ہوں اور آپ کا خادم ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے آپ کو عبد الرسول منبر پکڑے ہو کر پکارتے ہیں۔ تو عبد الرسول کہنا کونسا خلاف شرع ہے۔ اور جب تم نے خلیفۂ رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر فتوے الکفر جڑ دیا۔ تو ہمیں کہنے سے کونسا گریز ہے۔ اور غلو محبت بھی ثابت ہو گیا۔

دیوبندیوں کے نزدیک امام حسین علیہ السلام کا ذکر حرام اور جو مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کا ذکر خیر کرے وہ متقی

فتوی رشیدیہ ۲/۱۱۴ | محرم میں ذکر حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ فقط رشید احمد۔

فتوی رشیدیہ ۳/۱۲ | بہر حال یہ لوگ مولوی اسمٰعیل کے طعن کرنے والے ملعون ہیں مولوی اسمٰعیل شہید مہبط رحمت حق تعالیٰ کے ہیں۔

اور مولوی اسمٰعیل صاحب کا ذکر یعنی ان کی تصنیف تقویۃ الایمان کے متعلق فرماتے ہیں:

فتوی رشیدیہ ۱/۲۰ | اور کتاب تقویۃ الایمان واسطے درستی ایمان کے اکسیر اعظم ہے۔

مسلمانو انصاف کرو جن کے مذہب میں ذکر حسین علیہ السلام بروایات صحیحہ حرام اور مولوی اسمٰعیل صاحب کا ذکر اکسیر اعظم۔ خدا ان کو ہدایت دے۔

دیوبندیوں کے نزدیک ہندو کی پکی ہوئی	قرآن کریم
شی حلال اور مومن کی مقررہ دن میں پکی ہوئی چیز حرام فتوی رشیدیہ ۲/۱۲۴ | مسئلہ ہندو تہوار ہولی	مدثر ۲۹/۱ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ اور پلیدی کو چھوڑ دیجیے اور ارشاد ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ مشرک پلید ہیں۔ لہٰذا پلید کی شی

یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا کچھ اور کھانا (مثلاً جھٹکے کا بجنا ہوا گوشت) بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔

الجواب درست ہے فقط

ہندو کے ہاتھ کی پکی ہوئی شئی دیوبندی کو حلال اور غوث پاک رضی اللہ تعالٰی عنہ کی گیارھویں کا کھانا حرام

بھی پلید۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن ابی معیط کی دعوت کو اس شرط پہ قبول فرمایا کہ ایمان لاوے۔

خازن ۵۰/۸۰ { قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَا انا باکل طعامک حتی تشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وانی رسول اللّٰہ فرمایا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں تیرا کھانا نہیں کھاؤں گا حتیٰ کہ تو لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کلمہ شہادت پڑھے۔

ثابت ہوا کہ کافر کے گھر کا کھانا پکا ہوا حرام ہے۔

ہندو کے گھر کی اور مقررہ دن کی تیجوں سے گھومی ہوئی پلید ہاتھوں سے تیار شدہ کلوا مما ذکر اسم اللّٰہ علیہ کی مصداق دیوبندی کو درست اور حلال طیب لیکن مومن کے ہاتھ سے تیار شدہ پاک و حلال کھانا متبرک دن میں پکی ہوئی شئی حرام ہو جائے اور ہندو کے پلید ہاتھوں اور پلید مشرک غیر طاہر کنوؤں سے نکلا ہوا اور سود کا فضلہ بتوں کے نام سے پکا ہوا ان کے دیوتا پیپل کے نیچے کا مقرر شدہ سبیل کا پانی پاک اور پینا جائز ملاحظہ ہو۔

فتوی رشیدیہ ۳/۱۱۴ { سوال ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں

الجواب اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں فقط واللہ تعالےٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ اور امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف سے سبیل لگائی جاوے تو اس کا پینا حرام۔ ملاحظہ فرمایئے۔

فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۱۴ | محرم میں سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں فقط رشید احمد۔

اس سے ثابت ہوا کہ دیابنہ کے نزدیک مسلمان کے ہاتھ کا پانی و شربت و دودھ حرام اور ہندو کے ہاتھ کی خواہ سودی روپے کی مصرفہ ہو تو اس میں مضائقہ نہیں آنے دو اور پھر مسلمان کے ہاتھ کی شئی سے گنے کی رس چمار کے ہاتھ کی نکلی ہوئی یا چمار کے ہاتھ کا پانی حلال پاک اور دیابنہ کے نزدیک درست

فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۲ | کولہو جو دیہات میں چلتے ہیں اس میں سارا کاروبار چمار اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں یعنی رس کا نکالنا اور رس میں ہاتھ ڈالنا اور رس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا مسلمان کو ان کے ہاتھ سے چھوئے ہوئے رس کا لینا جائز ہے یا نہیں یا وہ رس نجس ہے او یا پاک ہے علی ھذا پانی ان کے ہاتھ کا پاک ہے یا نجس ہے ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں فقط

الجواب جب تک یقین اس امر کا نہ ہو کہ چمار کے ہاتھ نجس ہیں حکم نجاست رس وغیرہ پانی پر نہیں ہو گا پس صورت موجودہ میں خریدنا رس کا مسلمانوں کو اور استعمال کرنا اسکا درست اور حلال ہے علی ھذا پانی بھی پاک ہے نماز وغیرہ درست ہے فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ دیوبندی مدرسہ عالیہ دیوبند۔

اور سنیئے۔

فتویٰ رشیدیہ ۲/۱۵ | مسئلہ فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر بروز جمعرات کے

درست ہے یا نہیں۔

الجواب فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہیئے فقط رشید احمد۔ کیوں جناب جس شیرینی پر ام القرآن پڑھی جاوے وہ تو پیسے پیسے والی دور گمراہ کی شی ہے اس واسطے کہ مسلمان نے اس پر الحمد جو قرآن کریم کی ماں ہے اس کو کیوں پڑھ دیا لیکن ہندو کے ہاتھ کی پوری کھلیں یا اور کچھ اور کھانا مثلاً کچورے وکڑاہی پر کے ہاتھ سے بنا ہو اور ہندو کے سودی روپے سے جلیبی کا پانی اور چمار کی رس نکالی ہوئی اور اس میں اس نے ہاتھ ڈال کر صاف کیا ہو اور گوبر کی زمین پر بھی ہو اور پھر دیوبند کا عیش اڑائے تو بہتر ہے۔

(ثبوت تقرر گیارھویں)

"دیوبندیوں کے نزدیک کلام پڑھکر اہل قبور کو بخشنا یا ان کی طرف سے کچھ صدقہ خیرات دینا۔ دن مقرر کر کے تو صدقہ بھی حرام اور قرآن پڑھنا بھی حرام اور قرآن پڑھنے والا کافر۔"

فتاوی رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۹۵ | گیارھویں حرام ہے قرآن پڑھا ہو یا صدقہ، ایسے عقائد فاسد موجب کفر ہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

ترجمہ۔ اور البتہ تحقیق بھیجا ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ تاکہ نکالیں آپ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور کی طرف۔ اور یاد دلائیں ان کو اللہ کے دن بے شک اس میں ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے واسطے نشانیاں ہیں

اللہ تعالےٰ نے اس آیہ کریمہ میں موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ ہم نے تجھ کو معجزات دے کر اس لئے بھیجا ہے تاکہ تو اپنی قوم کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے آئے۔ اور ان کو ایام اللہ کی یاد دلاتے رہیئے۔ ایام اللہ کی شرح مفسرین نے یوں بیان

فرمائی ہے۔

تفسیر نسفی جلد ۳ صفحہ ۱۹۶

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ، بِاَيَّامِ الْاِنْعَامِ حَيْثُ ظَلَّلَ عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى اَوْ فَلَقَ لَهُمُ الْبَحْرَ۔

یعنی اَیّامِ اللہ اُن کو یاد دلایئے جن ایام میں اللہ تعالےٰ نے انعام فرمایا۔ جس دن اُن پر سایہ کیا اور اُن پر من وسلویٰ اُتارا۔ اور جس دن اُن کے واسطے دریا کو پھاڑا۔ ثابت ہوا کہ ایام انعام ایام اللہ ہیں اُن کا ذکر دُہرانا اور اُن کی فضیلت کو بیان کرنا صابر و شاکر کے لیے موقع عبرت ہے اگر مقرر دنوں کو دوبارہ یاد کرنا یا اُس کی فضیلت کو دُہرانا یا خصوصیت سے عبادت کرنا کوئی شخص بدعت کہے اور موجبِ کفر کہے اور اُس عبادت پر حرمت کا فتوےٰ لادے تو دشمنِ قرآن ہے۔ اور مشرک باللہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی بزرگوں کے یوم وصال کو ایام اللہ فرمایا ہے۔

کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۲۲۰

اِنَّ عَاشُوْرَاءَ يَوْمٌ مِّنْ اَيَّامِ اللّٰهِ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عاشورے کا دن ایام اللہ سے ہے، کیونکہ اسی دن میں اللہ نے دریا کو پھاڑا اور اسی دن آدم علیہ السلام کی توبہ منظور ہوئی اور اسی دن نوح علیہ السلام کی کشتی پہاڑ جودی پر ٹھیری بلکہ یہ دن تمام انبیاء کے انعامات کا ہے۔ اسی واسطے ایسے مقرر دنوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی منانے کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام کے یوم ولادت و یوم وصال کی بھی اللہ تعالےٰ نے تخصیص فرمائی ہے جس کا بیان پہلے گذر چکا ہے۔ باقی رہا گیارھویں کے تقرر کے متعلق تو اس کو بھی اسی وجہ سے منایا جاتا ہے۔ کہ اس دن میں حضرت غوث الاعظم پیران پیر محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کا دن ہے۔ اور یوم وصال کو منانا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ اسی واسطے حضرت پیر پیراں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسی

نفس اسلام

دن مقرر شدہ یعنی یومِ وصال میں آپ کی طرف سے صدقہ خیرات دیا جاتا ہے۔ اور صدقہ خیرات اہلِ قبور کی طرف سے تقسیم کرنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔ اسی واسطے اس عمل کے عامل بڑے بڑے بزرگانِ دین بھی رہے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں:-

ماثبت بالسنہ ص ۸

قَدِ اشْتَھَرَ فِیْ دِیَارِنَا ھٰذَا الْیَوْمُ الْحَادِیْ عَشَرَ وَھُوَ الْمُتَعَارَفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا مِنْ اَھْلِ الْھِنْدِ مِنْ اَوْلَادِہٖ كَذَا ذَكَرَ شَیْخُنَا سَیِّدُ الْبَھِیُّ الرَّضِیُّ اَبُوالْمَحَاسِنِ سَیِّدِیْ الشَّیْخُ مُوْسٰی الْحَسَنِیْ۔ یعنی ہمارے شہروں میں یہ گیارھویں کا دن مشہور ہے۔ اور وہی اہلِ ہند کے مشائخ کے نزدیک جو حضرت پیرِ پیراں کی اولاد سے ہیں اُن کے نزدیک بھی مشہور ہے۔ جیسا کہ سید بہی اور شیخ موسےٰ حسنیؒ نے بھی ذکر کیا ہے۔ اور اس مستحب امر کو اگر لازم و مقرر ضروری کر لیا جاوے تو بھی از روئے حدیث پاک صحیح اور مسنون ہے۔

مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۶

ترمذی شریف

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ بِمَا سَبَقْتَنِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَطُّ اِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَکَ اَمَامِیْ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَذَّنْتُ قَطُّ اِلَّا صَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَمَا اَصَابَنِیْ حَدَثٌ قَطُّ اِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَہٗ وَرَاَیْتُ اَنَّ لِلّٰہِ عَلَیَّ رَکْعَتَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھِمَا۔

ترجمہ۔ بریدہؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت حضرت بلالؓ کو بلایا اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کس چیز کے ساتھ تو نے جنت تک مجھ سے سبقت کی ہے۔ نہیں داخل ہوا میں جنت کو کبھی۔ مگر میں نے تیرے جوتے

نقش اسلام

کا آواز اپنے پیش پیش سنا۔ عرض کیا یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نے کبھی اذان نہیں دی۔ مگر دو رکعتیں نماز پڑھیں۔ اور میرا کبھی وضو نہیں ٹوٹا۔ مگر میں نے اسی وقت وضو کیا اور مقرر کیا میں نے کہ اللہ کے واسطے مجھ پر دو رکعتیں ضروری ہیں۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِن دونوں کے سبب سے،

ثابت ہوا کہ جب حضرت بلالؓ نے تحیۃ الوضو کو جب اپنے پر باوجود نفل ہونے کے فرض کر لیا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی فضیلت کے سبب سے حضرت بلالؓ کے پاؤں کی آہٹ جنت میں سن رہے ہیں تو یقیناً نفل عبادت کو اپنے پر فرض کرنے سے بندہ جسم دنیاوی جنت تک پہنچ سکتا ہے۔ باقی رہا تقرر گیارھویں تو کوئی ایسا عمل نہیں جو بڑا ہو یا بغیر تقرر ہو سکتا ہو۔ اللہ تعالےٰ نے دنیا کو پیدا کیا تو دن مقرر کرکے اور اگر اُن سے ربوبیت کا اقرار کروایا تو دن مقرر کرکے اور انبیاء علیہم السلام سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت و فضائل کا اقرار کروایا تو دن مقرر کرکے آدمؑ کو پیدا فرمایا تو دن مقرر کرکے۔ اور ان کی توبہ قبول فرمائی تو مقرر دن میں۔ حتیٰ کہ ہر انبیاء کو جب مخالفین پر غلبہ دیا تو دن مقرر میں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا تو بارھویں تاریخ مقرر کرکے آپ کا وصال ہوا تو مہینہ ربیع الاول اور بارھویں تاریخ مقرر کرکے۔ اور حضرت پیرپیرانؒ کو وصال دیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مہینہ مقررہ ربیع الاول کے بعد ربیع الثانی کا مہینہ مقرر فرما کر اور دن بھی گیارھویں کا مقرر فرمایا تاکہ مہینہ اور دن بعد میں رکھنے سے نبوت کے بعد درجۂ ولایت ثابت ہو جائے۔ اسی بنا پر بھی آپ کو گیارھویں والا کہا جاتا ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے حضرت پیرپیرانؒ کا یہی ربیع الثانی کا مہینہ اور یہی گیارھویں تاریخ وصال کی مقرر فرمائی ہے جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے نزہۃ الخاطر الفاتر کے صفحہ ۱۲ میں بیان فرمایا ہے اور خدائی قانون سے ہی یوم وصال زیادہ متبرک ہوتا ہے۔ اسی واسطے آپ کے اس گیارھویں دن مقررہ پر حضرت پیرپیرانؒ کی طرف سے صدقہ خیرات کیے جاتے ہیں۔ اور اُن کی روح کو ثواب

قرآنیہ سنبھالے جاتے۔ بقانونِ قرآن وحدیث گیارھویں کا تقرر اور یوم وصال کا تبرک ثابت ہو گیا۔ تم بھی ہر کام جو بھی کرو دن مقرر کر کے ہی کرتے ہو۔ شادی کرو تو دن مقرر نکاح کرو تو دن مقرر کر کے۔ ایسے تو نکاح بھی ناجائز ہونا چاہیئے۔ بلکہ حرام کیونکہ دن مقرر کیا گیا۔ جلسہ کرو تو دن مقرر کر کے۔ لہٰذا تمہارے مولویوں کا اس مقررہ دن میں آنا اور کھانا تقرر کی وجہ سے حرام ہو جانا چاہیئے۔ اور اگر آپ کے کسی مولوی صاحب کے گھر گیارھویں کو بچہ پیدا ہو جائے۔ تو اس کو حرامی کہنا چاہیئے یا درخواست دی جائے کہ آج حرمت کا دن ہے کل پیدا ہو۔ لہٰذا تیری پیدائش کا دن مقرر۔ موت کا دن مقرر اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ قیامت کا دن مقرر۔ نمازیں مقرر۔ نمازوں کے وقت مقرر۔ رکعتیں مقرر۔ تسبیحیں گیارہ کی حد تک مقرر۔ وتر گیارہ کی حد تک مقرر۔ گیارھویں تاریخ اللہ کو زیادہ پسند۔ ارشاد الٰہی ہے۔

(سورہ فجر ۳۰/۱) وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس راتوں یعنی محرم کی یا عشرہ ذو الحجہ کی یا عشرہ اواخر رمضان کی۔ اور قسم ہے جوڑے کی۔ عشر اور شفع کو مرکب کرنے سے اعداد ۱۲ بنتے ہیں۔ وہ بارھویں تاریخ وصال نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور قسم ہے اکیلی کی عشر کو جب وتر سے ترکیب دی جائے تو اعداد گیارہ بنتے ہیں۔ اللہ تعالٰے نے گیارھویں کی بھی قسم کھائی۔ معلوم ہوا کہ گیارھویں تاریخ اللہ کو بھی زیادہ پسند ہے۔ اور آیت کا ظاہر اور سیاق وسباق اس بات پر دال ہے کہ بارھویں تاریخ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کی ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالٰے نے تمام انبیاء سے اپنے محبوب ترین محبوب کے وصال کے دن کی قسم کھائی ہے۔ تو بعد از قرونِ نبوت اولیاء کا درجہ ہے۔ جو اس گیارھویں کی قسم میں مستتر ہے جیسا کہ اللہ تعالٰے نے اولیائے کرام کے فضائل اور وجود وولایت گیارھویں ہی پارے کے بارھویں رکوع میں ذکر کیئے جس سے صاف ظاہر ہے۔ چونکہ گیارھویں والے کو بارھویں والے سے فیض ہے۔

عشرو دستر کے الفاظ بھی گیارہ ہیں۔

شیخ عبدالقادر کے پڑھنے میں گیارہ ہی حروف ہیں۔ ش۔ی۔خ۔ع۔ب۔د۔ل۔ق۔ا۔د۔ر

سید عبدالقادر . . . . . .

حضرت محی الدین . . . . .

ایک حرف (ا) اس نام میں مخفی ہے۔ وہ اسی واسطے پوشیدہ ہے پڑھنے میں نہیں آتا۔ جو اس بات پر دال ہے کہ آپ ہمیشہ ولی اللہ تعالیٰ الشدید ہیں۔ اگر اس کو آپ کے اسم میں ملایا جائے تو ۱۲ بنتے ہیں۔ تاکہ ثابت ہو جائے کہ آپ کو درحقیقت یہ درجہ بارھویں والے کے طفیل حاصل ہوا ہے۔ حضرت غوث الثقلین کے صاحبزادگان بھی گیارہ ہی تھے۔ اور آپ کے سلسلہ ولایت میں بھی علی کرم اللہ وجہہ تک گیارہ واسطے ہیں۔

نزہۃ الخاطر الفاتر ص ۱۹ | تعتد لبس الخرقۃ المبارکۃ (رضی اللہ عنہ) من ید الشیخ قاضی القضاۃ ابی سعید مبارک بن علی المخزومی (وھو لبسھا) من ید الشیخ ابی الحسن علی بن یوسف القرشی الھکاری (وھو لبسھا) من ید الشیخ ابی الفرج طرسوسی (وھو لبسھا) من ید الشیخ ابی بکر دلف الشبلی (وھو لبسھا) من ید الشیخ ابی القاسم الجنید البغدادی (وھو لبسھا) من ید الشیخ سری السقطی (وھو لبسھا) من ید الشیخ معروف الکرخی (وھو لبسھا) من ید الشیخ داؤد الطائی (وھو لبسھا) من ید الشیخ حبیب العجمی (وھو لبسھا) من ید الشیخ حسن البصری (وھو لبسھا) من حضرۃ شیخہ ومرشدہ سیدنا امیر المومنین الامام علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ (وھو) من حضرۃ سید المرسلین رسول رب العالمین سیدنا ونبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم شرف وکرم ومجد وعظم

نفس اسلام

حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نسباً حسنی ہیں یا حضرت حسن علیہ السلام تک آپ کی گیارہ پشتیں ہیں۔

نزہتہ الخاطر الفاطر ص ۶

سیدنا السید محی الدین ابو محمد عبد القادر (ابن) السید ابی صالح موسیٰ جنگی دوست (ابن) السید عبد اللہ (ابن) السید یحیٰ الزاہد (ابن) السید محمد (ابن) السید داؤد (ابن) السید موسیٰ الثانی (ابن) السید عبد اللہ المحض (ابن) السید الامام الحسن المثنیٰ (ابن) السید الامام الحسن السبط۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود گیارھویں والے کی طرف سے قربانی کی

ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰
مسلم شریف جلد ۲ ص ۱۵۶
بیہقی شریف جلد ۹ ص ۲۸۶

عَنْ عَائِشَةَ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَمَرَ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ يَطَاُ فِيْ سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِيْ سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِيْ سَوَادٍ فَاُتِيَ بِهٖ لِيُضَحِّيَ بِهٖ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ ثُمَّ قَالَ اشْحَذِيْهَا بِحَجَرٍ فَفَعَلَتْ فَاَخَذَهَا وَاَخَذَ الْكَبْشَ فَاَضْجَعَهٗ فَذَبَحَهٗ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰى بِهٖ۔

(ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایسے مینڈھے کا جو سینگوں والا سیاہ ٹانگوں والا اور سیاہ آنکھوں والا اور سیاہ منہ والا تو لایا گیا اس کو پھر قربانی کی آپ نے اس کی۔ تو فرمایا اے عائشہ چھری لاؤ۔ پھر فرمایا آپ نے پتھر کے ساتھ اس کو تیز کرو۔ تو چھری لی آپ نے اور مینڈھے کو پکڑا پھر لٹایا اس کو پھر ذبح کیا اس کو۔ پھر فرمایا آپ نے بسم اللہ یعنی اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں اے اللہ

نفس اسلام

تو قبول کر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آل کی طرف سے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی اُمت کی طرف سے۔ پھر قربانی دیا آپ نے اس کو۔

اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل کی طرف سے قربانی فرمائی۔ اور آپ کی آل میں پیر پیراں بھی ہیں۔ لہٰذا پیر پیراں کی طرف سے بھی آپ نے قربانی کر دی۔ دن بھی مقررہ دسواں اور رات گیارھویں۔ بڑا افسوس ہے۔ کہ جس امر کو شریعت نے ہر پہلو میں جائز رکھا ہو۔ مثلاً تقرب کے لئے کرنا یا کسی بزرگ کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا یا قرآن شریف پڑھ کر کسی ایک مقررہ دن میں بزرگی کی روح کو بخشنا اور تم اس کو حرمت کے فتوے سے نامزد کرو اور موجبِ کفر کہو۔ یہ محض تمہارا اسلام سے عناد ہے۔ ورنہ مسلمان کے ہاتھ کی حلال کمائی اور مسلمان کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز حرام کہو۔ لیکن کافر کے پلید ہاتھ کی تیار شدہ بیاج سے حرام کمائی کی ہوئی اور کافر کے مقررہ دن میں پکی ہوئی اور بتوں کے نام سے چڑھاوا چڑھی ہوئی دیوبندی فرقہ کے نزدیک حلال و پاک ہو۔ یہ ایمان دیوبندیہ ہی میں گنجائش ہے اسلامی قانون اس کے برعکس ہے۔ ہاں قلبِ سلیم اس واسطے تسلیم کر سکتی ہے کہ جیسا فرقہ دیوبندیہ کا عقیدہ ہے۔ ان کے اعمال بھی ویسے ہی موزوں ہونگے۔ جیسا برتن ویسا کھانا۔ اللہ تعالےٰ حضرت پیر پیرانؒ کی طرف سے کچھ کھانا پکا ہوا یا شیرینی مسلمان کے ہاتھ سے خود ان کے باطن میں جانے نہیں دیتا۔ کیونکہ حلال و پاک چیز کے واسطے بطنِ پاک مسلمان کی ضرورت ہے اسی واسطے منکرین کے پیٹ و منکرین کے عقائد میں منکرین کے بطن کے مطابق ہی چیز عطا کی گئی ہے۔

مسلمانو! بغیر مذہبی تعصب کے ملاحظہ ہو کہ گیارھویں کو حرام کہنے والے اور ہندو کی چیز سودی روپے کی استعمال کرنے والے حق پر ہیں یا مسلمان کے ہاتھ کی گیارھویں قرآن مجید پڑھا ہوا عمل خیر سمجھے اور کافر کے ہاتھ کی تیار شدہ چیز کو اور سودی روپے کی صرف شدہ اشیاء کو حرام سمجھے۔ یہ حق پر ہیں۔

اب دیوبندیوں کے اکابر کی زبانی ان کے اسلام کی اور ایمان کی حقیقت سن لیجیے کہ یہ اپنے آپ کی اپنے اکابر کی زبانی اگر وضاحت سن لیں گے تو اُمید ہے کہ انشاء اللہ ضرور تائب ہو کر مسلمان بننے کی کوشش کرینگے۔ چنانچہ مرزائیوں نے دیوبندیوں کی تکفیر سے نقض وارد کیا کہ تم دیوبندی ہمیں کافر کیسے کہہ سکتے ہو جبکہ تم پر بھی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے کفر کا فتوے لگایا ہوا ہے۔ کہ تم اس فتوے کی بنا پر کافر ہو؛ اگر تم اُن کے فتوے کفر سے کافر نہیں تو ہم تمہارے فتوے سے کافر نہیں ہیں اگر تمہارا فتوے کفر ہم پر صحیح ہے تو تم پر احمد رضا خاں صاحب کا فتوے صحیح ہے۔ اگر وہ نہیں تو یہ بھی نہیں۔ تو اس کے جواب میں مولوی مرتضےٰ حسن صاحب دیوبندی تحریر فرماتے ہیں۔

اشد العذاب صـ۱۳

اگر خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا۔ تو خاں صاحب پر اُن علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ اُن کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے۔ جیسے علماء اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے۔ تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔"

یہ ہے مولوی مرتضےٰ حسن صاحب دیوبندی کا فتویٰ کفر جو انہوں نے اپنے اُن علماء دیوبند پر جنہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین میں عبارتیں لکھی ہیں۔ اور اعلیٰحضرت احمد رضا خاں صاحب کے فتوے تکفیر کو جو انہوں نے اکثر علماء دیوبند پر لگایا ہے صحیح تسلیم کیا ہے جب تمہارے بزرگ اس فتوے کفر کو اپنے پر صحیح سمجھتے ہیں تو تم ہم پر کیسے معترض ہو سکتے ہو۔؟

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

اب مشتے از خروار فقہ دیوبندیہ کی طرف بھی توجہ مبذول فرمایئے تاکہ عقائد دیوبندیہ

کے سمجھنے کے بعد ان کے اعمال سامنے رکھی کہ مسلمانوں کو واقفیت حاصل ہو جائے۔ اور امتیاز کل کر سکیں۔

فتاویٰ رشیدیہ
حصہ دوم ص۱۳۰

مسئلہ:- جس جگہ زاغ معروفہ (کوّا) کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں۔ تو ایسی جگہ اس کوّا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

الجواب۔ ثواب ہوگا۔ فقط

رشید احمد گنگوہی

عقیدۂ احناف

ابن ماجہ ص۲۴۱

عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَنْ يَأْكُلُ الْغُرَابَ وَقَدْ سَمَّاهُ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاسِقًا۔

ترجمہ:- ابن عمر سے روایت ہے کہ جو شخص کوّا کھاتا ہے۔ تحقیق اس کا نام نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فاسق رکھا ہے۔

ابن ماجہ ص۲۴۱

عَنْ عَائِشَةَ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ الْحَيَّةُ فَاسِقَةٌ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ فَاسِقٌ وَالْغُرَابُ فَاسِقٌ فَقِيْلَ لِلْقَاسِمِ اَيُؤْكَلُ الْغُرَابُ قَالَ مَنْ يَأْكُلُهُ بَعْدَ قَوْلِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاسِقًا۔

ترجمہ:- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ سانپ فاسق ہے اور بچھو اور چوہا فاسق ہے کوّا۔ کہا گیا قاسم کو کیا کوّا کھایا جاتا ہے۔ تو انہوں

nafseislam
نفس اسلام

نے فرمایا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
بعد فاسق کو کون کھاتا ہے

ان روایتوں سے ثابت ہوا کہ کوا فاسق ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد کوا کھانے والا فاسق کہلائے گا۔ اور اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان ہی نہ لائے بلکہ اپنے سے کم سمجھے تو اس کے کوا کھانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

فتاوی رشیدیہ
حصہ دوم صـ ۱۲

سوال:۔ تالاب دہ در دہ سے بہت زیادہ قریب بستی کے ہے۔ اہل بستی کو اس کے اطراف و جوانب میں بول و براز کا بھی اتفاق ہوتا ہے۔ برسات میں اگر پُر ہو اور باہر فوٹ چھوٹ کر بھی نکلا ہو تو اس صورت میں طاہر ہے یا غیر طاہر۔ اور اہل بستی کو اس کی ضرورت شدید ہے۔ کوئی دریا وغیرہ نہیں جس میں دھوبی کپڑے وغیرہ دھوئیں۔ البتہ کنوئیں بہت ہیں۔

الجواب:۔ یہ تالاب پاک ہے اگر باہر نہ نکلا ہو۔ فقط۔ کتبہ احقر بندہ رشید احمد عفی عنہ

امداد الفتوی مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب
جلد دوم صـ ۱۶۳

سوال:۔ زید کو جماع کی سخت ضرورت ہے۔ اور اس کی زوجہ حائضہ ہے اس صورت میں وہ کیا کرے گا۔

الجواب۔ بی بی کی ساق وغیرہ سے رگڑ کر نکال دے۔ یا اس کے ہاتھ سے خارج کرا دے لیکن اس کے ران کو مس نہ کرے۔

اسی واسطے دیوبندیوں کو رات کے وقت مسجد میں رہنے سے اور شب باشی کرنے سے عموماً انکار کیا جاتا ہے۔ کہ بوقت ضرورت اگر سنت اشرفیہ پر عمل کیا تو چٹائی یا مسجد کو پلید کر دیں گے۔ تو نمازی ناواقفیت میں اپنی نمازیں خراب کر بیٹھیں گے۔ اپنے اس فعل سے نادم ہو کر تائب نہیں ہوتے الٹا مسلمانوں کو ڈانٹا جاتا ہے کہ ہماری شب باشی پر کیوں اعتراض ہے اور ہم سے اجتناب کیوں ہے آپ کی شب کے نتائج اپنی کتابوں سے بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔ اور

اپنے تصرف پر بھی نظر غور فرمائیے۔

بزرگان دیوبند کا تصوف

اشرف التنبیہ ملفوظات مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ص۴۰ فرمایا۔ ایک دفعہ جو پہلوان نے جو دیوبند کا رہنے والا تھا باہر کے کسی پہلوان کو پچھاڑ دیا تو مولانا محمد قاسم صاحبؒ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اور فرمایا ہم بھی جو اور اس کے کرتب کو دیکھیں گے۔ حافظ انوار الحق کی بیٹھک میں اُسے بلایا۔ اور سب کرتب دیکھے۔ مولانا بچوں سے ہنستے بولتے تھے اور جلال الدین صاحبزادہ مولانا محمد یعقوب صاحب سے جو اس وقت بچے تھے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے۔ کبھی ٹوپی اُتارتے تھے کبھی کمر بند کھولتے تھے (بچوں کے کمر بند کھولنے کی عادت مولانا کو کیا اچھی ہے یا بُری۔ یہ ہے حال بانئے دیوبند کا)

اشرف التنبیہ ص۹۹ حضرت والد صاحب مرحوم نے فرمایا۔ کہ مولانا منصور علی خاں صاحب مرحوم مراد آبادی حضرت نانوتویؒ کے تلامذہ میں سے تھے طبیعت کے بہت پختہ تھے۔ اس لئے جدھر طبیعت مائل ہوتی تھی پختگی اور انہماک کے ساتھ اُدھر جھکتے تھے۔ انہوں نے اپنا واقعہ خود مجھ سے نقل فرمایا۔ کہ مجھے ایک لڑکے سے عشق ہو گیا۔ اور اس قدر اس کی محبت نے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اُسی کے تصور میں گزرنے لگے میری عجیب حالت ہو گئی۔ تمام کاموں میں اختلال ہونے لگا۔ حضرت کی فراست نے بھانپ لیا۔ لیکن سبحان اللہ تربیت و نگرانی اسے کہتے ہیں۔ کہ نہایت بے تکلفی کے ساتھ حضرتؒ نے میرے ساتھ دوستانہ برتاؤ شروع کیا۔ اللہ رے اس قدر بڑھایا۔ کہ دو یار آپس میں بے تکلف دل لگی کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ خود ہی اُس محبت کا ذکر چھیڑا۔ فرمایا۔ کہ

ہاں بھائی وہ (وہ لڑکا) تمہارے پاس کبھی آتے بھی ہیں یا نہیں۔ میں شرم حجاب سے چپ رہ گیا۔ تو فرمایا کہ نہیں بھائی یہ حالات انسان ہی پر آتے ہیں۔ اس میں چھپانے کی کیا بات ہے۔ غرض اس طرح سے مجھ سے گفتگو کی کہ میری زبان سے اس کی محبت کا اقرار کرا لیا اور کوئی خفگی اور کوئی ناراضگی نہیں فرمائی بلکہ دلجوئی فرمائی اس مخصوص بے تکلفی کے آثار اب مجھ پر ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ میں ایک دن تنگ آ گیا اور دل میں سوچنے لگا کہ یہ محبت میری رگ و پے میں سرایت کر گئی ہے مجھے تمام امور سے بیکار کر دیا۔ کیا کروں اور کہاں جاؤں آخر عاجز آکر دوڑا ہوا حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ اور مودب عرض کیا۔ کہ حضرت خدا میری اعانت فرمایئے۔ میں تنگ آ گیا اور عاجز ہو چکا ہوں۔ ایسی دعا فرما دیجئے۔ کہ اس لڑکے کا خیال ہمیشہ میرے قلب سے محو ہو جائے تو ہنس کر فرمایا کہ بس مولوی صاحب۔ کیا تھک گئے۔ بس جوش ختم ہو گیا میں نے عرض کیا کہ حضرت میں سارے کاموں سے بیکار ہو گیا نکما ہو گیا۔ اب مجھے یہ برداشت نہیں۔ خدا کے لئے میری امداد فرمایئے۔ فرمایا۔ بہت اچھا (مغرب کے بعد لڑکے کا خیال ہی جاتا رہا) الخ

اتنا عرصہ جانبین کا تعلق سے کیا ہی گزرا ہوگا۔ جس کو معرض التوا میں رکھا گیا۔ اور مسئلہ استمداد بھی حل کر دیا۔

اشرف التنبیہ ص ۶۶ } حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب وعم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہما نے بیان فرمایا

کہ ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا یعنی عرس تھا، حضرت گنگوہیؒ (رشید احمد) اور حضرت نانوتویؒ (محمد قاسم) کے مرید و شاگرد سب جمع تھے۔ اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع ہی میں تشریف فرما تھے۔ کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا۔ کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا۔ تو بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اسی چارپائی پر لیٹ گئے۔

اور مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ اُس کے سینے پر رکھ دیا۔ جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں۔ کہ میاں کیا کر رہے ہو۔ یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ لوگ کہیں گے کہنے دو دو کیا کر رہے ہو کا شور کیوں مچا۔ جس پر لوگ کہیں گے کہنے دو کا جواب دیا گیا

تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۲۸۹

ایک بار ارشاد فرمایا۔ میں نے ایک بار خواب میں دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں۔ اور میرا اُن سے نکاح ہوا ہے۔ سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی طرح مجھے اُن سے اور اُنہیں مجھ سے فائدہ پہنچا۔ انہوں نے حضرت کی تعریف کر کے مجھے مرید کرایا۔ (اسکی تصدیق مولوی محمود الحسن صاحب فرماتے ہیں)

قصیدہ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی بحقیقت مولوی محمد قاسم صاحب و مولوی رشید احمد صاحب ص ۳۰۲

ان میں جو ربط ہے ہم نے تو نہ دیکھا نہ سنا
دونوں دلدادہ ہیں اور دلبر و جاناں دونوں
قرب جسمانی پہ ہے اُن کے تعلق کا مدار
قرب روحانی ہے یہ یکدل و جاں دونوں
ایک صورت ہی نظر آتی ہے جس کے دو عکس
اک حقیقت ہے کہ جس کے یہ عنواں دونوں
عشق کا ذکر ہی کیا بغض و عداوت ان کی
جب سے دل میں ہیں ہیں توام چسپاں دونوں

ماقبل ازیں دیوبندیوں نے خود ایسے حوالہ جات پیش کئے ہیں جن سے دیابنہ نے خود ہی اپنی وہابیت کا اقرار فرمایا۔ اب اہل انصاف کے سامنے چند ایسے مسائل شرعیہ پیش کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ دیوبندیوں کو وہابیوں کے ساتھ کن کن عقائد خاصہ ممیزہ میں اتفاق و اتحاد ذاتی ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

گی۔ جیسا کہ بعض مبتدعین جہلا ان احادیث صحیحہ اور افعال و سنن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انکار کرتے ہوئے بزرگوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا عبادت کی بنا پر شرک کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ اس بزرگ کی عبادت سمجھی جاتی تو حضرت عمرؓ اس فعل کو نہ کرتے بلکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کو اس فعل سے منع فرما دیتے۔ آپ کی رضا طریقہ مسنونہ کے واسطے زبردست دلیل ہے۔ اسی واسطے امام بخاریؒ نے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنے کا باب باندھا ہے۔ چنانچہ اسی مذکورہ حدیث کا باب بخاری شریف ۱/۲ درج ہے باب مَنْ بَرَكَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ الْإِمَامِ أَوِ الْمُحَدِّثِ اور حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا فعل سے استدلال لیا ہے۔ اس واقعہ اس حدیث پاک کا یہ ہے۔

۲۴۔ **تفسیر خازن** ۱/۳۸۲ | نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت اپنی خاکی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ تو جو مجھ پر ایماندار تھا یا میرا منکر تھا مجھے معلوم کرا دیا گیا۔ تو یہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے اس خبر کو سن کر استہزا کیا (جیسا کہ آپ کے علوم کی شان سن کر آجکل بھی منافقین استہزا کرتے ہیں) کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا ہے کہ وہ اپنے پر ایمان رکھنے والے کو بھی جانتا ہے۔ اور اپنے منکر کو بھی جانتا ہے اور جو کافر ابھی پیدا نہیں ہوا اس کو بھی جانتا ہے۔ حالانکہ ہم اس کے ساتھ ہیں ہمیں نہیں جانتا تو یہ خبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف و ثنا کہی۔ پھر فرمایا۔ مَا بَالُ أَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِيْ عِلْمِيْ لَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا أَنْبَأْتُكُمْ بِهٖ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ سَهْمِيْ فَقَالَ مَنْ أَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تو کیا حال ہے ان قوموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے۔ جو تمہارا دل چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کرو تو میں تمہیں خبر دونگا۔ تو عبداللہ بن حذافہ نے اپنے باپ کی تحقیق

کا سوال کیا۔ تو آپ نے صحیح خبر دے دی۔ آخر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے رَضِیْنَا بِاللّٰہِ الخ پڑھ کر معافی مانگی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ یعنی کیا تم اپنے نبی کے علم پر اعتراض کرنے سے رکتے نہیں۔ کیا تم باز نہیں آتے۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منکرین علم غیب انبیاء کا رد فرماتے ہوئے خود منافقین کے اعتراضات کو توڑا۔ اگر آپ کو بعض کا علم نہ ہوتا یا امور خمسہ کا علم نہ ہوتا تو آپ اُن کو اپنے اعلان میں واضح فرما دیتے کہ ان علوم خمسہ کے ماسوا جو چاہے دریافت کرو۔ جب آپ نے اپنے علم کے متعلق کوئی کسی قسم کی تخصیص نہیں فرمائی تو تمہاری تخصیص فائدہ مند نہ ہوگی۔ باقی رہا قیامت کے علم کو ظاہر نہ فرمانا تو یہ آپ کے نذیر ہونے کے برخلاف تھا۔ کیونکہ آپ عالمین کے نذیر ہیں۔ نہ کہ خود مُنْذَر ہونے میں ہیں۔ تو بعد ازاں صحابہ کرام پر اس واقعہ کے بعد ڈر سے ایک سکتہ طاری تھا تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

نفس اسلام

۲۵- آل عمران ۴/۱۸

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (اللہ تعالےٰ مومنین کو اس حالت پر نہیں چھوڑنا چاہتا جس پر تم ہو (مجموعہ مومنین و منافقین) جب تک کہ پلید (منافق) سے پاک (مومن) کو علیحدہ نہ کرے اور اللہ تعالےٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے۔ اور لیکن اللہ ہی جس کو چاہتا ہے اپنے رسولوں سے (غیب کے سکھانے پر دوسروں سے) برگزیدہ کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ تم ایمان لاؤ (کہ وہ جس کو چاہے غیب سکھا دیتا ہے) اور اس کے رسولوں پر (کہ

وہابی محمد تو ہمارے بھائی اور ہمارے جیسے بشر ہی تو ہیں۔ اور یہ عقیدہ قرآن کے مطابق ہے۔ اللہ تعالے نے تین دفعہ قرآن شریف میں فرمایا۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُکُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فرما دیجیے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سوا اس کے نہیں ہیں بشر ہوں تمہاری مثل جب اللہ فرماتے ہیں کہ تم کہدو میں تمہاری مثل بشر ہوں۔ تو آپ کی نسبت ہمیں بشر کہنا کونسا کفر ہے۔

محمد عمر اسی آیت کے ماتحت جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مطلب سمجھا ہے ملاحظہ ہو:۔

تفسیر خازن ۶/۸۷ قَالَ الْحَسَنُ عَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی التَّوَاضُعَ حضرت حسن نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تواضع کے واسطے اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ سکھایا ہے

تفسیر کبیر ۵/۷۹۱ (قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ) اَمَرَ مُحَمَّدًا صلے اللہ علیہ وسلم بِاَنْ یَّسْلُکَ طَرِیْقَةَ التَّوَاضُعِ فَقَالَ۔ یہ اللہ تعالے نے اس واسطے آپ کی زبان پاک سے کہلوایا۔ تاکہ تواضع اور عاجزی کے طریقے پر آپ کو چلاوے۔

(۲) جو نبی اپنی زبان سے بطریق تواضع و انکساری ارشاد فرماویں ہم اُن کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مطہرہ پر استعمال نہیں کرسکتے۔ ہم تو اپنی طرف سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں تو اضعانہ اور انکسارانہ اور غلامانہ الفاظ پیش کرسکتے ہیں ورنہ سنت کے خلاف لازم آئیگا۔

بخاری شریف ۲/۹۱۹ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ۔

nafse islam WWW.NAFSEISLAM.COM

ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ کیا آدم علیہ السلام یہ فرما سکتے ہیں کہ میری اور اللہ کی صورت ایک جیسی ہے۔ اور میں صورتاً اللہ کے مماثل ہوں۔ اگر یہ جائز نہیں اور کہنا کفر ہے تو ہمارے لیے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر کہنا کفر کیوں نہیں ہو سکتا۔ خواہ کوئی کسی قسم کی مماثلت کہے ہاں خداوند تعالے فرما سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تمام کے خالق ہیں چنانچہ آدم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔ اس کے بعد ترقی دی اور فرمایا فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ۔ جب بشر کو درست کر کے اس میں اپنے روح کو پھونک دوں تو اے فرشتو تم اس کو سجدہ کرنا۔

تم ظاہری بشریت میں الجھ گئے اور ملائکہ مِنْ رُّوْحِیْ کے ارشاد پر پہنچ کر ساجد ہوئے اور فائز ہوئے اور امت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم نور نبوت سے فیضیاب ہو کر صدیقین و شہدا اور صالحین بن گئے۔ اور تم آپ کی بشریت کے جھگڑے میں محروم رہ گئے۔ تو لَاۤ اِلٰی هٰۤؤُلَآءِ وَلَاۤ اِلٰی هٰۤؤُلَآءِ میں شامل ہوئے۔

(۳) آدم علیہ السلام کا کئی برس تک یہ وظیفہ رہا۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ آدم علیہ السلام نے اس دعا میں اپنی ذات کی طرف ظلم اور خسارہ کو منسوب کیا۔ لیکن اگر ہم آدم علیہ السلام کی ذات کو ظلم اور خسارہ کی طرف منسوب کریں تو ایمان جاتا ہے۔ ایسے ہی یونس علیہ السلام نے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھ کر اپنی طرف ظلم کو منسوب کیا۔ اگر ہم ان کو ظالم کہیں تو کفر ہے۔ لہٰذا انبیاء کرام نے جو الفاظ عجز و انکساری میں استعمال فرمائے کسی امتی نے ان کا حامل ان کو نہ قرار دیا۔ چنانچہ اگر ہم بھی انہیں الفاظ کو جو انہوں نے اپنی ذات پر استعمال فرمائے ہیں منسوب کریں تو کفر ہے۔ علی ہذا القیاس حضور اکرم صلے اللہ

علیہ وسلم کا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنا یا هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا کہنا اور انبیاء کا اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہنا اپنی ذات کے واسطے تواضعاً جائز ہے۔ لیکن ہم اُمتیوں کو انبیاء علیہم السلام کی شان میں خصوصاً نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں اپنی مثل بشر کہنا توہین انبیاء میں گرفتار ہونا ہے۔ اور سنت ابلیسی کے پیرو ہونا ہے۔ کیونکہ سب مخلوق سے پہلے شیطان نے آدم علیہ السلام کو لفظ بشر استعمال کیا۔ قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ اے ابلیس تجھے کیا ہوا۔ تُو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا یعنی سجدہ نہ کیا۔ تو اُس نے جواب دیا (۱) لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ میرے لئے یہ لائق نہیں ہے کہ میں ایسے بشر کو سجدہ کروں جس کو تُو نے کیچڑ بجتے ہوئے سے پیدا کیا۔ ان کلمات سے ابلیس نے آدم علیہ السلام کی ڈبل توہین کی۔ آپ کو بشر کہا پھر خاکی کہا جب اُس نے یہ الفاظ آدم علیہ السلام کی نسبت استعمال کئے۔ حالانکہ نقل الفاظ خداوندی تھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے فرمایا فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ تو نکل جا اُس (جنت) سے تو مردود ہے اور بلاشک تجھ پر قیامت تک لعنت ہے۔

شیطان نے جب اس حکم خداوندی کو سنا تو عذر نہ کر سکا کہ میں نے تیری بیان کردہ حقیقت کو دہرایا ہے۔ تو نے بھی تو اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا کہا تھا۔ میں نے کہدیا تو کیا ہوا وہ سمجھ چکا تھا۔ کہ یہ الفاظ شانِ خداوندی کے لائق تھے۔ میرا کہنا گستاخی ہے۔ اور اسی گستاخی پر اڑا رہا۔ ایسے ہی تم بھی یہی الفاظ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی گستاخی میں استعمال کرکے لعنت کا طوق پہن کر اُلٹے دلائل پیش کرتے ہو۔

(۴) قرآن کریم میں کئی مقام پر اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا۔ کہ کفار اپنے زمانہ کے انبیاء کو اپنے مثل بشر کہتے آئے۔ تمام قرآن کریم میں یہ ثابت نہیں کہ کسی اُمتی نے بھی اپنے نبی علیہ السلام کو بشر کا خطاب کیا ہو۔ نوح علیہ السلام کی قوم کے سرداروں نے کہا۔

(۱) ہود ۱۱/۴ | مَا نَرٰكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا۔ ہم اُس کو نہیں دیکھتے مگر ہماری مثل بشر ہی تو ہے۔

(۲) مومنون ۱۸/۲ | مَا ھٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ۔

یہ تمہاری مثل بشر ہے۔ کھاتا ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جو کچھ تم پیتے ہو۔ شعیب علیہ السلام کو اُن کی قوم کے کفار نے خطاب کیا۔

(۳) شعراء ۱۹/۸ | وَمَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ نہیں ہے تو مگر ہماری مثل بشر۔

(۴) انبیاء ۱۷/۱ | وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ ظالم لوگ پوشیدہ سرگوشی کرتے ہیں۔ کہ یہ تمہاری مثل بشر ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار نے بشر کہا۔

(۵) یٰسین ۲۲/۲ | قَالُوْا مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا۔ کفار نے کہا نہیں ہو تم مگر ہماری مثل بشر۔ موسے علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو فرعون اور اُس کے سرداروں نے کہا۔

(۶) مومنون ۱۸/۴ | اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا۔ کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان لاویں جو ہماری مثل بشر ہیں۔ بعد ازاں ولید بن مغیرہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا۔

(۷) مدثر ۲۹/۱ | اِنْ ھٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ۔ نہیں ہے یہ مگر بشر کا قول ہے یعنی یہ قرآن مجید نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا (بشر کا) قول ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے مقابلے میں جواب دیا۔ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ۔ اُس کو میں جلدی نار سقر میں داخل کروں گا۔ فَمَا اَدْرٰكَ مَا سَقَرُ۔ اور کس چیز نے بتایا آپ کو کیا سقر

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

۴۔ لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ۔ باقی نہیں رہنے دیتی اور چھوڑتی نہیں۔ چمڑے کو جھلسنے والی ہے۔

ولید بن مغیرہ نے لفظ بشر سے آپ کی توہین کی تو اللہ تعالے نے اس کے چمڑے کو ہی جھلسنے والی آگ سے سزا فرمائی۔ ایسے ہی جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سنت ولیدی پر عمل کرتے ہوئے آپ کو بشر کہہ کر پکاریں گے تو اللہ تعالے دوزخ میں ان کے بشر کو ہی جھلسیں گے۔ ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء کو کسی امتی نے بشر سے خطاب نہیں کیا۔ اور نہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی صحابی نے ہی بشر کا خطاب کیا۔ اس کا شاہد تمام قرآن مجید ہے۔ ہاں البتہ اس بشریت کے جھگڑے کا ثبوت شیطان سے لے کر ولید بن مغیرہ پر اس کی سند ختم ہوتی ہے۔ ورنہ مومنوں میں انبیاء علیہم السلام کو بشر پکارنے والا ایک بھی ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں ایک روایت ترمذی شریف کی باوجود خبر احاد ہونے کے ضعیف بھی ہے۔ جس کا ضعف انشاء اللہ جلدی ثابت کیا جائیگا۔

(۵) جس کلمے کے ساتھ کفار نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گستاخی سے خطاب کیا ہو اللہ تعالے نے مومنوں کو اس کلمہ کے استعمال سے نبی علیہ السلام کی شان میں ممانعت فرمائی ہے۔

پارہ اول

لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا۔ اے مسلمانو تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو راعنا نہ کہو کیونکہ یہ کلمہ کفار کہتے ہیں۔ تم اُنْظُرْنَا کا لفظ استعمال کرو یعنی اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ ہماری طرف نظر مبذول فرمائیے۔ جو کلمہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفار نے پکارا اس سے اللہ تعالے نے حکماً منع فرما دیا۔ بعد ازاں اگر کوئی مومن اس کلمہ راعنا کو صحیح نیت سے بھی کہہ دیتا تو اللہ تعالے ان کے اعمال کی طرف توجہ نہ فرماتا بلکہ بموجب گستاخی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس کے تمام عبادات کو اور اعمال کو حبط کرکے قعر جہنم میں داخل فرماتا۔

وہابی "کیا یہ فتوے خدا پر بھی عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا نے بھی لفظ بشر کو انبیاء پر استعمال فرمایا ہے۔

محمد عمر خداوند کریم آپ کو ہدایت دے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات پر اپنے آپ کو قیاس کرتے ہو۔ اللہ تعالےٰ خالق ہے۔ باقی تمام انبیاء و اولیاء ہر شے اُس کی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرما سکتے ہیں۔ اُس کا فرمانا کچھ اور ہے۔ تمہارا کہنا کچھ اور۔ اللہ تعالےٰ تو پہاڑوں کی قسم فرشتوں کی قسم علیٰ ہذا وغیرہ اور اشیاء کی قسمیں بھی کھاتے ہیں۔ کیا تم بھی اللہ کے سوا کسی کی قسم کھا سکتے ہو۔ یہ قیاس آرائیاں چھوڑ دو۔

وہابی "یہ بتاؤ جب قرآن پاک میں إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ آیت ہے تو کیا اس کو چھوڑ دیا جائے؟

محمد عمر "کیا تم جب غیر کی قسموں پر آتے ہو تو اُن آیات کو چھوڑ دیتے ہو۔ کیونکہ تمہیں غیر کی قسم کھانا جائز نہیں

دوسرا جواب یہ ہے کہ جب تم قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ پڑھتے ہو تو خدا کی کلام سمجھ کر پڑھتے ہو۔ یہ کلام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہاری طرف سے خطاب نہیں ہے جیسا کہ فرعون اور ابولہب کا نام قرآن کریم میں پڑھا جائے تو ذکر اللہ میں شمار ہوتا ہے ایسے ہی یہ آیت قرآن کریم میں پڑھنا گستاخی نہیں۔

(۶) نور ۱۸/۹ { لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا
اے مومنو تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے نہ بلاؤ۔ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

معلوم ہوا کہ ہم ایک دوسرے کو اپنی مثل بشر کہتے ہیں۔ اور سب انسانوں کو بشریت میں مساوی کہتے ہیں۔ لہٰذا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حیثیت سے نہیں پکارنا چاہیے۔ اور نہ شامل کرنا چاہیے۔ جیسا کہ مثلیہ نے مماثلت سے منع کر دیا۔ تو ہمیں اپنے سے

بالا بلکہ تمام مخلوق سے حتیٰ کہ ملائکہ سے بھی آپ کو بالا سمجھنا پڑے گا۔

(۷) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کو اللہ تعالے نے عالمین کی عورتوں سے ممتاز و بالا فرمایا ہے۔ اور مماثلت کو توڑا ہے۔ جس حاکم کے محکوم کی شان تمام جنس سے اللہ تعالے ممتاز فرمائے تو اس حاکم کی شان کو ادنے سے تشبیہ دینی یہ کونسا ایمان کا جزو ہے۔

احزاب ۲۲/۴ } یٰنِسَاۤءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاۤءِ۔ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیو تم لوگوں کی عورتوں کی مثل نہیں ہو۔

اللہ تعالے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کی مثلیت غیروں سے گوارا نہ فرماویں اور تم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ مماثلت میں شامل کرتے ہو۔ خدا سے ڈرو اور توبہ کرو۔

"وہابی" کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پاؤں، آنکھ، کان ہمارے مثل نہ تھے؟

محمد عمر " اگر ان عوارضات کی بنا پر تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا سمجھتے ہو تو میرے خیال میں تم جبرئیل علیہ السلام کو بھی اپنی مثل بشر کہنے سے گریز نہ کرو گے۔ کیونکہ وہ بھی شکلِ انسانی میں ہی تشریف لاتے تھے۔ اور وہ بھی ہاتھ پاؤں ناک کان، سیاہ زلفیں تمام عوارضات انسانی سے مزین ہو کر تشریف لاتے تھے۔ جیسا کہ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۲ میں مذکور ہے۔ کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ فَاَتَاہُ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آیا ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جبوقت جبرئیل علیہ السلام تشریف لے گئے۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون تھا صحابہ کرامؓ اجمعین نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ۔ تو صحابہؓ کرام کو جبرئیل علیہ السلام کا علم ہوتا۔ اگر جبرئیل علیہ السلام کے انسانی لباس میں تشریف لانے سے اور ہاتھ پاؤں وغیرہ ظاہر

ہونے سے اُن کی نورانیت میں فرق نہیں آیا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ پاک یا قدمِ پاک ظاہر ہونے سے آپ کے نور ہونے میں فرق لازم نہیں آئیگا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پاک کی آپ کے قدم سے مماثلت تو کجا جبریئل علیہ السلام بھی آپ کے قدم پاک کی خاکِ پا کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتا جس کی اللہ تعالےٰ نے قسم فرماتے ہیں۔ یعنی اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی اس خاکِ پاک کی قسم جو آپ کے تلووں پاکوں کو مس کر چکی ہے لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اس حال میں کہ آپ کا نزول اس شہر میں ہے۔

ثابت ہوا کہ جو فضیلت اور شان آپ کے قدم پاک کی خاک پاک کو ہے جبریئل کیا تمام ملائکہ کا نور بھی اس منورہ مٹی سے مماثلت نہیں رکھتے (۲) اگر تم انہیں وجوہات کی بنا پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل سمجھوگے تو پھر خدا کو بھی اپنی مثل سمجھو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔ بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ فراخ ہیں دوسرے مقام پر اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ۔ قیامت کے میدان میں اللہ تعالےٰ اپنی پنڈلی کو ظاہر فرمائیں گے۔ اس آیت سے اللہ کی پنڈلی ثابت ہوئی۔ تیسرے مقام پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ جس طرف منہ پھیرو اُسی طرف اللہ کا وجہ ہے۔ اس آیت سے اللہ کا رُخ ثابت ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ ظاہرات سے باطن کی حقیقت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کی ذات کے پاک و منزہ بے مثل یدین اور بے مثل ساق اور بے مثل وجہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ایسے ہی تم کو نبی اکرم نورِ مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کے اعضائے پاک پر کوئی کسی کی مثل قائم کرنا منع ہے اور ایمان لانا ضروری ہے

اللہ تعالےٰ نے اپنی ذات وصفات میں بے مثال اور اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کو پیدا فرمایا۔ تو آپ کی ذات بمعہ صفات کو بے مثل ہی ظاہر فرمایا۔ اللہ کی

ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیئت کذائیہ میں نہ مکان میں نہ زمان میں نہ سیر وسفر میں نہ حضر میں نہ قیام وقعود وسجدہ میں نہ قول وفعل میں۔ نہ عقل وعلم وحکمت میں۔ الغرض آپ کی ذات وتمام صفات میں کوئی شریک نہیں۔

(۸) انعام ع ۴ | وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ۔ (نہیں ہے کوئی زمین پر چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے پروں سے اڑتا ہو۔ مگر امتیں ہیں تمہاری مثل۔

اللہ تعالے نے اس آیۂ کریمہ میں یہ ثابت کیا۔ کہ جیسے تم امتیں ہو ایسے ہی درندے کتے بلے خنزیر اور پرندے اُلو، گدھ وغیرہ بھی تمہاری ہی طرح امتیں ہیں۔ اب تم بھی امتی ہو اور یہ تمام بھی امتیں اور امت کی امت کے ساتھ تشبیہ اللہ تعالے نے خود فرمائی ہے تو اگر امتِ وہابیہ کو امتِ درندگان خنزیر وغیرہ سے تشبیہ دی جائے اور کہا جائے کہ امت ہونے میں فلاں مولوی صاحب اور خنزیر ہم مثل ہیں تو اس سے امتِ وہابیہ کو ناراضگی تو نہ ہوگی ؟ اور نہ ہونی چاہیئے کیونکہ اللہ نے مماثلت بیان فرمائی ہے۔ اور اگر اس صحیح ارشاد الٰہی کو بیان کرنے سے اپنی گستاخی سمجھتے ہو تو ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہارا اپنی مثل بشر کہنا گستاخی سمجھتے ہیں۔ جب اُس مثال پر آپ کو ناراضگی ہے تو اس مثال پر ہمیں بھی ہے۔

وہابی " جی ہاں۔ آن کی مثل کہنے سے ہمیں گریز تو نہیں ہو سکتا۔ مگر دوسری جگہ اللہ تعالے نے ہمیں دوسری امتوں سے ممتاز کر دیا ہے۔ فرمایا! كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ تم بہتر امت ہو۔ اس واسطے جب ہم بہتر امت ثابت ہو گئے تو اعلے کو ادنے سے تشبیہ جائز نہیں۔

محمد عمر " واہ جناب۔ اس تشبیہ کے وقت تو آپ کو اپنی خیر امت ہونا یاد آگیا۔ اور یہ پتہ نہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تم کو اپنی امت میں داخل بھی فرمائیں

گے یا نہیں۔ جب داخل ہو گے تب ہی تو خَیْرَ اُمَّۃٍ بنو گے۔ اور جب اُمتِ محمد رسول اللہ ہونے میں ہی آپ کو شک ہے۔ بلکہ تم مماثلِ محمد رسول اللہ ہی اپنے آپ کو کہلواتے ہو تو خَیْرَ اُمَّۃٍ کا مصداق تم کیسے بن سکتے ہو۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے مخاطب تو ہم احناف ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ غلامی کا دعوے تو ہمیں ہی ہے۔ ہمیں مماثلت کا دعوے نہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مثلیت کے تم مدعی ہو۔ اسواسطے اس آیت کے مصداق تم نہیں بن سکتے۔ اپنی بنی پر تو تمہیں دوسری آیت جھٹ تلاش کرنی پڑی جب نے تمہارا ساتھ بھی نہ دیا۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ کے مقابلے میں دوسری آیت اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کو بھلا دیا۔ کیونکہ اس آیہ کریمہ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتی اولویت ثابت ہوتی تھی۔ اپنی خیریت ثابت کرنے کے واسطے تم دوڑ آپلٹے۔ اور تاویل کے متلاشی ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اُمتِ خیریہ سے ہماری مثلیت ثابت ہو جائے اور جس مثلیت اتم بنا بھی نہ سکے۔ لیکن اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اولویت کا سوال آجائے تو تم اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کو چھوڑ کر اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ پڑھ دیتے ہو۔ کیا یہ تمہارا انصاف ہے اور اسی کا نام ایمان ہے؟ اب فیصلہ تم پر ہے۔ اگر بحیثیت غلام اور امتی ہونے کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ذرہ بننے کے قائل ہو جاؤ تو کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ میں داخل ہو جاؤ گے۔ ورنہ بمطابق آیہ سابقہ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ میں شامل ہو جاؤ گے۔ اب تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔

وہابی : اللہ تعالےٰ نے کئی مقامات پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عبد فرمایا یعنی بندہ مثلاً سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ وہ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات میں سیر کرائی اور ہر وقت نماز میں عَبْدُہٗ پڑھتے ہو۔ باوجود اس کے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے واسطے عبد کا لفظ

قرآن مجید میں مذکور ہو۔ اور فقط زبان سے اللہ کے بندے ہونے کا اقرار کرو۔ لیکن عقیدہ یہ رکھو کہ آپ اللہ کے بندے نہیں ہیں۔ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے۔

محمد عمر "تم نے اپنے کلام کا پہلو بدل دیا۔ بشریت سے عبدیت کی طرف لوٹ آئے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرشتوں کو بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ فرمایا انبیاء ۱۷/۲ بلکہ فرشتے بندے ہیں بزرگی والے۔ تو اس جگہ اللہ تعالےٰ نے فرشتوں پر بھی عباد کا اطلاق فرمایا۔ اگر فرشتے پر عبد کے اطلاق سے فرشتے کے نور ہونے میں کوئی فرق لازم نہیں آتا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی عَبْدُہٗ کہنے سے آپ کے نور ہونے میں کوئی تناقض نہ ہوگا۔ کیونکہ عبد کا لفظ نور پر بھی بولا جاتا ہے۔ (۲) سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ معراج کی شان کو بیان فرماتے ہوئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر لفظ عبد کا اطلاق فرمایا۔ تاکہ منکرین معراج شریف کو یہ انکار کا موقعہ نہ ملے کہ شاید آپ کو معراج روحانی ہوا ہو۔ اللہ تعالےٰ نے بِعَبْدِہٖ کے لفظ کو استعمال فرما کر واضح کر دیا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے رُوح بمعہ جسم اطہر نورانی سیر کرائی ہے۔ یہ خوابی واقعہ نہ تھا۔ بلکہ عالم بیداری کا ذکر ہے۔ اسی واسطے مقام شان میں لفظ عبد کا استعمال فرمایا۔

وہابی "یہ بات تم نے قرآن شریف سے ثابت کیا ہے۔ اور جواب دیا ہے۔ لیکن اس بات کا کیا جواب دو گے۔ کہ آپ کی ولدیت بشری ہے خاکی سے نوری کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔

محمد عمر "زخرف ۲۵/۶ { وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِی الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ۔ اور اگر چاہیں ہم تو تم ہی سے فرشتے بنا دیں جو زمین میں خلیفہ بنیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت سے اپنی طاقت فرمائی کہ اگر ہم چاہیں تو تم خاکیوں سے فرشتے نوری پیدا کر دیں۔ کہ تم طاقت ربانی کے منکر ہو۔ اور

إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ "بے شک اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قدرت والا ہے، اگر قبول کئے ہو اور مِنْ اَنْفُسِهِمْ کا جواب بھی آگیا اگر چاہے تو خاکی سے نوری پیدا کر سکتا ہے (۲) جنت میں حوریں نوری ہیں۔ جن سے اولاد بھی ہو گی۔ معلوم ہوا۔ کہ نوری کی اولاد بھی ہو سکتی ہے۔

وہابی " تم نے کہا تھا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی صحابی نے بشر نہیں کہا میں ثابت کرتا ہوں کہ اس کا ثبوت ہے۔ مشکوٰۃ شریف ص۵۲۰۔ شمائل ترمذی ص۲۳ میں ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ۔ حضور بشروں سے بشر تھے۔ تمہارا یہ دعوے فاسد ہو گیا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی نے بشر نہیں کہا۔

"محمد عمر" (۱) یہ حدیث خبر احاد سے ہے۔ قرآن شریف کے مقابلہ میں حجت نہیں ہو سکتی۔ (۲) اس کی سند میں بہت ضعف ہے چنانچہ اس سند کے رواۃ سے عبداللہ بن صالح راوی ہیں۔ ان کے متعلق لکھا گیا ہے۔ تقریب التہذیب ص۲۰۲ عبد اللہ بن صالح کثیر الغلط یعنی عبداللہ بن صالح بہت غلط روائتیں بیان کرتا ہے۔ جو اس کی کتاب میں ثابت ہیں۔

تہذیب التہذیب جلد ۵ ص۲۵۶-۲۵۷ عبد اللہ بن صالح لَيْسَ هُوَ بِشَيْءٍ۔ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں۔ اِنَّهٗ كَانَ يَكْذِبُ فِي الْحَدِيْثِ علامہ ذہبی نے فرمایا۔ کہ عبداللہ بن صالح حدیث میں جھوٹ بولتا ہے۔ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ۔ احمد بن صالح نے بھی کہا۔ کہ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں۔ وَ قَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ بِثِقَةٍ۔ امام نسائی نے فرمایا کہ عبداللہ بن صالح معتبر راوی نہیں ہے۔ ابن مریم سے روایت ہے۔ کہ یہ جھوٹا ہے۔ اہل حدیث بننے کا دعوے کرنے والو۔ ایسی کچی بات احناف کے سامنے پھر زبان پر نہ لانا۔

(۹) مائدہ ۶/۳ | قَدْ جَاءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ (تحقیق اے لوگو تمہاری طرف اللہ کی طرف سے نور آیا ہے اور کتاب بیان کرنے والی ،

اِس آیہ کریمہ میں واو مغایرۃ کی لاکر نور اور کتاب مبین کو علیحدہ علیحدہ دو چیزوں کا ذکر فرمایا۔ نور سے مراد نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے اللہ کی طرف سے ہمارے پاس یہی دونوں چیزیں آئی ہیں۔ اس واسطے اللہ نے دونوں کا ذکر فرمایا۔ نور کو کتاب مبین پر مقدم فرمایا۔ تاکہ جس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے میں شک ہو تو اُس کے واسطے کتاب بیان کرنے والی موجود ہے۔ (۲) اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پاک دنیا میں مقدم نہ ہوتا۔ تو کتاب مبین دنیا میں نہ آتی۔ اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے اس آیہ مذکورہ میں نور کو مقدم رکھا اور کتاب مبین کو بعد میں (۳) کتاب مبین بغیر روشنی کے ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اُس کا بیان ہو سکتا ہے۔ جب تک کہ نور نہ ہو۔ اِس واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو مقدم فرمایا۔ تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا قائل نہیں۔ اُس کے واسطے کتاب مبین نہیں۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کا منکر ہے۔ وہ بغیر آپ کے نور کے کتاب مبین سے بے بہرہ ہے۔ اور اُس کا دعوےٰ باطل ہے۔ اس واسطے جب تک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا اقرار نہ کیا جائے۔ کتاب مبین پر ایمان درست نہیں ہو سکتا۔

(۱۰) شوریٰ ۲۵/۵ | مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (نہیں طاقت ہے کسی بشر کی کہ اُس کو اللہ کلام کرے۔ مگر وحی سے (یعنی القاء سے) یا پردے کے پیچھے یا جبرئیل بھیجکر وحی کرتا ہے وہ اللہ کے اذن کے ساتھ۔ جو چاہتا ہے۔ بے شک وہ اللہ بڑا جاننے والا بڑا دانا ہے)۔

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ سے بالمشافہ بشر کلام نہیں کر سکتا۔ سوائے ان تین مذکورہ طریقوں کے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالےٰ بالمشافہ ہمکلام ہوئے بغیر پردے کے اور بغیر جبرئیلؑ کے۔ چنانچہ ایک دفعہ کے واقعہ کو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ جب آپ معراج کی رات ستائیسویں رجب تھی تو اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مدعو کیا۔ اندھیری رات میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بلانا اور آپ کا تشریف لے جانا اور اللہ تعالےٰ کا یہ فرمانا مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (تمہارا دوست بھولا نہیں اور نہ آپ نے کجروی کی) یہ آپ کے نور ہونے کی بین دلیل ہے۔ اگر آپ نور نہ ہوتے۔ تو ایسے اندھیرے میں اتنی مسافت طے کرنا اور آپ کے نہ بھولنے کی شہادت اللہ تعالےٰ کا پیش کرنا یہ ایماندار کے لئے مقام یقین ہے ورنہ اللہ تعالےٰ جبرئیلؑ کے ہاتھ میں کوئی روشنی دے بھیجتے۔ اللہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور پاک پر جتنی اعتماد تھا۔ اسی واسطے مَا ضَلَّ سے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ شان بیان فرمائی۔ پھر سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو سوائے اللہ کے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے جبرئیل علیہ السلام کے پر کو بھی جھٹکنے کی طاقت نہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم معہ لباس دنیاوی تشریف فرماتے جس سے یہ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کا نور پاک اتنا زبردست ہے کہ اگر خاکی کپڑا آپ کی مصاحبت اختیار کرے تو وہ بھی نور ہو جاتا ہے۔ جو جبرئیلؑ کے نوری پروں سے زیادہ زبردست قوی ہوتا ہے۔ کہ اگر وہ پرواز کریں تو وہاں خاکستر ہو جائیں۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لباس پاک میں اتنی نورانی قوت کہ جس کو تجلیات الٰہیہ ڈھانپیں اور وہ لباس اپنی قوت میں سلامت رہے جس کے لباس میں اتنی نورانی قوت ہے اُس کے جسمانی نور کے کیا کہنے ہیں جس کے متعلق اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

النجم ۲۷ :۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى (پھر قریب ہوئے (نبی صلے اللہ علیہ وسلم)

nafseislam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

تو استقبال کیا اس نے (اللہ نے) نبی صلے اللہ علیہ وسلم بلا حجاب اللہ تعالےٰ کے قریب ہوئے۔

بخاری شریف ۲/۱۱۲۰ } دَنَا الجبار رب العزت فتدلی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے قریب ہوئے۔ تو اللہ نے قرب کی شرح فرمائی۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی تو دو کمانوں کی برابر فاصلہ رہ گیا یا زیادہ کم۔

زیادہ قرب کا فاصلہ اللہ تعالےٰ نے وضاحت سے نہیں بیان فرمایا معلوم ہوا کہ اقرب سے اقرب مراد ہو سکتا ہے۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی۔ (تو القا کیا اللہ نے جو القا کیا دل نے جھوٹ نہیں بولا جو دیکھا اس نے۔ کیا پس جھگڑا کرتے ہو تم آپ سے اس چیز پر جو دیکھا آپ نے)

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اس قرب کے مقام پر بھی عبدہٗ فرمایا تاکہ مخالف کو روحانی معراج کا شک نہ ہو جائے۔ بلکہ لامکان پر بھی اللہ تعالےٰ نے روح بمعہ جسم اطہر سے جو مرکب عبد تھا وہی استعمال فرمایا۔ تو ذاتِ نبی علیہ السلام کا قرب ذاتِ الٰہی سے ہونا یہ عین نور کا ہی خاصہ ہے۔ اور نور بھی ایسا جو ملائکہ مقربین سے بھی بالاتر ہو ورنہ خاکی تو عالم ملکوت کو طے نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ اَوْ اَدْنٰی کے مقام پر نبی صلے اللہ علیہ کا پہنچنا اور بلا تھکان اور بلا مرغوبیت اجسامی بشاش ہو کر واپس تشریف لانا یہ آپ کے نور پاک کی ہی طاقت ہے۔ جب آپ کی رویت مولیٰ ذوالجلال ثابت ہو گئی اور مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ نے ثابت کر دیا کہ بشر کی طاقت نہیں کہ اللہ سے کلام کرے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متکلم ہونے سے آپ کے نور ہونے کی دلیل واضح ہو گئی۔

(۱۱) نور ۱۸/۵ | مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ

تفسیر ابن جریر جلد ۱۸ صـ ۹۵ | جَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِلٰی کَعْبِ الْاَحْبَارِ فَقَالَ لَہٗ حَدِّثْنِیْ عَنْ قَوْلِ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ اَللہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْاٰیَۃ فَقَالَ کَعْبٌ مَثَلُ نُوْرِہٖ مَثَلُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم کَمِشْکٰوۃٍ۔

تفسیر خازن ۵/۶۳ مَثَلُ نُوْرِہٖ وَھُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیر معالم التنزیل ۵/۶۳ | قَالَ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ وَالضَّحَّاکُ ھُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم۔

استدلالاتِ نورِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم از احادیثِ صحیحہ

دلیل ۱ ترمذی شریف ۲/۱۶۹ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَنُوْرًا فِیْ قَبْرِیْ وَنُوْرًا مِّنْ بَیْنِ یَدَیَّ وَنُوْرًا مِّنْ خَلْفِیْ وَنُوْرًا عَنْ یَّمِیْنِیْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ وَنُوْرًا مِّنْ فَوْقِیْ وَنُوْرًا مِّنْ تَحْتِیْ وَنُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ وَنُوْرًا فِیْ دَمِیْ وَنُوْرًا فِیْ عِظَامِیْ اَللّٰھُمَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاَعْطِنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا۔ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ اے اللہ کر دے تو نور کو میرے دل میں اور نور میری قبر میں اور نور میرے آگے اور نور میرے پیچھے اور نور میرے دائیں اور نور میرے بائیں اور نور میرے اوپر اور نور میرے نیچے اور نور میرے کان میں اور نور میری آنکھ

میں اور نور میرے بائیں اور نور میرے جلد میں اور نور میرے گوشت میں اور نور میرے خون میں اور نور میری ہڈیوں میں۔ اے اللہ میرے لئے نور کو بڑھا دے اور مجھے نور عطا کر اور مجھے ہی نور بنا دے۔

"**وہابی**" اگر آپ نور تھے تو سوال کی کیا ضرورت تھی۔

"**محمد عمر**" تم نماز میں کھڑے ہو کر اللہ سے سوال کرتے ہو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ کیا نماز میں ہاتھ باندھ کر خدا کی عبادت میں قبلہ رُخ ہوتے ہوئے پھر اللہ سے صراطِ مستقیم طلب کرتے ہو۔ کیا نماز کی حالت میں گمراہی کے راستے پر کھڑے ہوتے ہو نہیں بلکہ ترقیٔ درجات کی طلب ہوتی ہے۔ ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے۔ کہ جو بہتر چیز اپنے پاس موجود ہو۔ اس کے لطف حاصل ہونے پر اس کی طلب زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس کا لطف اسے حریص بنا دیتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں نور بن کر ہی تشریف لائے۔ اور آپ کا تمام جسمِ اطہر نوری ہے۔ آپ کا نورِ مبارک حبیب اللہ کے نور کے روبرو ہوتا ہے تو نور کا لطف آپ کو زیادتیٔ نور پر زیادہ حریص بناتا ہے۔ اسی بنا پر آپ اللہ تعالےٰ سے یہ دعا فرماتے ہیں۔

بخاری شریف ۱/۲۶۲ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنِّی لَسْتُ مِثْلَکُمْ میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

عن ابی سعید الخدری "اِنِّی لَسْتُ کَھَیْئَتِکُمْ" نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہاری ہیئت جیسا نہیں ہوں۔

۳۔ ابوداؤد ۱/۳۲۹ **ترمذی شریف** ص۹۷ عن ابی ھریرۃ قال قال

رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وَسلم اَیُّکُمْ مِثْلِیْ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کون ہے تمہارا میری مثل۔

اس حدیث پاک سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ثابت فرمادیا۔ کہ تم سے میری مثل کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور مثلیت کی کوئی تخصیص بھی نہیں فرمائی۔ کسی صورت میں کوئی آپ کا مماثل نہیں ہو سکتا۔

۴۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۲۱
ابن ماجہ ص ۱۱۹

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ دَخَلَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وَسلم الْمَدِیْنَۃَ اَضَاءَ مِنْھَا کُلُّ شَیْءٍ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ جس دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ تو مدینہ طیبہ کی ہر چیز کو آپ نے روشن کر دیا۔

۵۔ تاریخ کبیر جلد اوّل قسم اوّل ص ۸ عَنْ علیؓ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی مثل نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں،

۶۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ گویا کہ سورج آپ کے رُخ انور پر چل رہا ہے۔

۷۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ

علیہ وسلم اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ رواہ الدارمی (ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دانت مبارک کھلے تھے۔ جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں مبارکہ سے نور کی طرح نکلتا تھا)

۸- مستدرک ۲/۳۸۱ کعب بن زہیرؓ نے قصیدہ بانت سعاد حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عدالت عالیہ میں پڑھا جس میں یہ مصرعہ بھی موجود ہے اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ بلاشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البتہ نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔

اگر آپ نور نہ تھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کعب بن زہیرؓ کو منع فرما دیتے۔ اگر نہیں تو آپ بلاشک نور ہیں۔ اور یہی عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا تھا۔

۹- مستدرک ۳/۳۲۷
استیعاب ۱/۱۹۱

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ
الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ
فَنَحْنُ فِيْ ذَالِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّوْرِ
وَسُبُلِ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ۔

(اور آپ جب پیدا کئے گئے یارسول اللہ روشن ہو گئی تمام زمین اور آپ کے نور سے آسمان کناروں تک روشن ہو گیا۔ اور ہم اسی روشنی میں اور نور میں اور ہدایت کے رستوں میں چلتے ہیں۔

۱۰- کنز العمال ۶/۲۰۸ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّكَ تَاْتِي الْخَلَاءَ فَلَا نَرٰى شَيْئًا مِنَ الْاَذٰى اِلَّا اِنَّا نَجِدُ رَائِحَةَ الْمِسْكِ۔

(عائشہؓ سے روایت ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

بے شک آپ بیت الخلا (پاخانہ) کو جب تشریف لاتے ہیں تو ہم کسی چیز کو آپ کے فضلہ مبارکہ سے نہیں دیکھتے سوائے اس کے کہ ہمیں کستوری کی خوشبو پہنچتی ہے۔ یہ ہے آپ کے نور مبارکہ کی حقیقت۔

۱۱۔ مستدرک ۲/۶۰۵ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ لَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم اِذَا سُرَّ اِسْتَنَارَ وَجْهُهٗ كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكَانَ يُعْرَفُ ذٰلِكَ مِنْهُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ۔

(کعب بن مالکؓ سے روایت ہے۔ فرماتے تھے۔ جب میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا۔ آپ گفتگو فرماتے اس حال میں کہ آپ کا رخِ انور بجلی کی طرح چمکتا۔ اور جب آپ خوش ہوتے تھے۔ تو آپ کا چہرہ مبارک نور ٹپکاتا تھا۔ گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اور یہ آپ سے ہی معلوم ہوتا تھا۔

۱۲۔ استیعاب ۱/۳۷۴ عامر بن واثلہ عبد اللہ بن عباسؓ کے سامنے یہ قصیدہ پڑھتے ہیں جن کا ایک شعر یہ بھی ہے۔

اِنَّ النَّبِيَّ هُوَ النُّوْرُ الَّذِيْ كُشِفَتْ بِهٖ عَمَايَاتُ مَاضِيْنَا وَبَاقِيْنَا
بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نور ہیں جو کھل گئیں آپ کے سبب ہماری گزشتہ اور باقی گمراہیاں

اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام وتابعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔

۱۳۔ مستدرک ۲/۶۰۰ ۲/۶۱۶ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات کے متعلق کچھ ارشاد فرمایئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میری والدہ نے فرمایا خَرَجَ مِنِّیْ

نفس اسلام

نُوْرٌ اَضَاءَتْ مِنْہُ قُصُوْرُ الشَّامِ ھٰذَا الْحَدِیْثُ صَحِیْحٌ (مجھ سے نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے)۔

جس شخص کو نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات بابرکات پر اور آپ کی والدہ ماجدہ پر صحیح اعتقاد ہو اُس کو آپ کے اس فرمان سے یقین ہو گا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ اور نور بھی ایسے کہ مکان کے اندر آپ کا نور شریف چمکے تو کوئی دیوار و پہاڑ آپ کے نور کے آڑے نہ آئیں۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ کی نظر پاک مکہ معظمہ کے بیت المعمور میں بیٹھے ہوئے شام کے محلات پر نظر پڑے۔ تو وہاں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پاک جلوہ افروز ہو۔

۱۴۔ کنز العمال ۶/۳۰۱
زرقانی ۵/۲۴۴
اِنَّہٗ وُلِدَ مَقْطُوْعَ السُّرَّۃِ (بے شک آپ پیدا کیے گئے ناف کٹی ہوئی۔

نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ کے بدن مبارک پر ناف والی رگ کا تعلق نہ تھا۔ ثابت ہوا۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ کے بطن پاک میں بھی آپ کی خوراک نوری رہی ہے۔ خون نہیں۔

۱۵۔ مستدرک ۴/۶۳ | ام ایمنؓ نے آپ کا پیشاب مبارک پی لیا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم مسکرائے حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ (یہاں تک کہ آپ کے بڑے دانت مبارک بھی روشن ہو گئے فرمایا۔ لَا یَفْجَعُ بَطْنُکِ بَعْدَہٗ اَبَدًا (نہیں تکلیف ہو گی تیرے پیٹ کو بعد ازیں ہمیشہ)

آپ نے ام ایمنؓ کو پیشاب پینے کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا منہ پلید ہو گیا ہے تم کلی کر دیا جلاب لے لو بلکہ یہ فتوےٰ دیا کہ اے ام ایمن تیرا پیٹ میرا پیشاب پینے کے بعد کبھی دُکھے گا نہیں۔

۱۶۔ بخاری شریف ص ۵۲۸ | عن انس بن مالک قال رفع یدیه حتی رأیت بیاض ابطیه۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں دست پاک اٹھائے تو آپ کی بغل مبارک سے سفیدی میں نے دیکھی۔

ثابت ہوا۔ کہ آپ کا نور پاک اتنا غالب تھا۔ کہ کپڑوں کے اندر سے باہر روشن ہوتا۔ اور بغل میں باوجود کرتہ مبارک ہونے کے آپ کے نور کی سفیدی آپ کے وجود نوری ہونے پر دال ہے۔ یہ ہے بخاری شریف کی حدیث صحیح مرفوع متصل جو ایماندار کے لئے کافی دلیل ہے۔

۱۷۔ مواہب اللدنیہ ص ۲۲۰ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ لَمْ يَكُنْ مَعَ الشَّمْسِ قَطُّ إِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهُ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَقَالَ ابْنُ سَبُعٍ كَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْرًا فَكَانَ إِذَا مَشَى فِي الشَّمْسِ أَوِ الْقَمَرِ لَا يَظْهَرُ لَهُ ظِلٌّ لِأَنَّ النُّوْرَ لَا ظِلَّ لَهُ

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا آپ کبھی سورج کے ساتھ نہیں ہوئے۔ مگر آپ کا نور پاک سورج کی روشنی پر غالب ہوتا۔ اور ابن سبع نے کہا کہ آپ نور تھے جب سورج یا چاند میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا، معلوم ہوا کہ خاکی کپڑا بھی آپ کے جسم پاک سے مل کر کے نور بن جاتا تھا اور نہ اس کا سایہ ہوتا۔

۱۸۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۴ | حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اُسید بن حضیر اور عباد بن بشر دونوں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی غرض کے واسطے بات چیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ رات کافی چلی گئی۔ اور رات سخت اندھیری تھی۔ جب وہ دونوں دربار رسالت سے اٹھے تو حدیث پاک کے الفاظ

ہیا وَبِیَدِ کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عُصَیَّةٌ فَاَضَاءَتْ عَصَا اَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتّٰی مَشَیَا فِیْ ضَوْءِهَا حَتّٰی اِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِیْقُ اَضَاءَتْ لِلْاٰخَرِ عَصَاهُ د اور ہر ایک کے ہاتھ میں اُن دونوں کے چھوٹی چھوٹی چھڑیاں تھیں۔ تو اُن دونوں سے ایک کی چھڑی روشن ہو گئی۔ حتٰی کہ اس کی روشنی میں وہ دونوں چلے۔ یہاں تک جب اُن دونوں کا راستہ علیحدہ علیحدہ ہوا تو دوسرے کے واسطے ایک نے اپنی چھڑی دوسرے کی چھڑی کو روشن کر دیا۔

جب ایک لکڑی کی چھڑی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مس کرنے سے آپ کے نورِ پاک سے روشن ہو جائے۔ ایسے نور گر نوری وجود کو پھر بھی کوئی اپنے جیسا بشر کہے اور آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ صحیحہ کو پسِ پشت ڈال دے تو ایسے شخص کو اللہ ہدایت ہی دے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ بھی فرماتے ہیں۔ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ (نور سے مراد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں)، ہدایت دیتا ہے اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے اللہ تعالےٰ ہر مومن کو گو نورِ نبوت کی طرف ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن یہ ہدایت مشیتِ ایزدی پر منحصر ہے۔ آپ کے نور ہونے کا عقیدہ بھی جس کو چاہتا ہے نصیب فرماتا ہے۔

۱۹۔ کم از کم تہذیب کا ہی مطالعہ فرما لیتے۔ تو خطبہ میں ہی شائد ہدایت نصیب ہو جاتی۔ وَنُوْرُ اَبَدِ الْاٰبِدِ اُمُّ سَلِیْقُ (اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ اقتداء لائق ہے۔

۲۰۔ تفسیر محمدی ۹۲۲/۶ | کم از کم تم اپنے بزرگ حافظ محمد لکھوکے والے کی تفسیر ہی دیکھ لیتے۔ حافظ صاحب نے سورۃ والضحیٰ کے بیان میں لکھا ہے ؎

جس دم غالب ہوئی تیرے اوپر نور الٰہی تے بشریت نابود ہو جاسی جھیڑی اول آہی

۲۱- مولوی نور حسین صاحب گھرجاکھی یوں رقمطراز ہیں:-

فضائل مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ص۱۸ سے

جلوہ دیکھ کے نور محمدی دا کفر شرک نے بھاجڑاں پائیاں نی
جتھے بدر منیر دا نور چمکے اوتھے رہندیاں کدوں سیاہیاں نی

۲۲- مولوی ثناء اللہ صاحب نے کتاب نور توحید میں اپنے آپ کرسات وغیرہ نور لکھا ہے۔ کیا وہ نور ہو سکتے ہیں؟ اور حضور پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نور نہیں؟

دیوبندی:- کچھ اعتراضات عقلیہ کی نقل چاہتا ہوں۔

محمد عمر:- ضرور نقل فرماؤ۔

دیوبندی:- جب تمہارے نزدیک نبی صلے اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور حاضر وناظر بھی تو اندھیری رات میں اُن کی روشنی کیوں نہیں ہوتی

محمد عمر:- فرشتے تمہارے نزدیک نوری ہیں یا خاکی۔

دیوبندی:- نوری ہیں۔

محمد عمر:- اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

النفطرت پ۳۰۔ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ (بیشک تم پر دو کراماً کاتبین محافظ فرشتے ہیں، تو اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر شخص کے ساتھ دو نوری فرشتے ضروری ہیں۔ تو اندھیری رات میں اُن کی روشنی ہو جانی چاہیئے۔ حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔ تمہیں چاہیئے یا اُن کے نوری ہونے سے انکار کر دو۔ یا اُن کے حاضر وناظر ہونے سے انکار کر دو حالانکہ دونوں صورتیں موجود بھی ہیں اور اُن کا نور تمہیں دکھائی نہیں دیتا معلوم ہوا کہ اُن کی نورانیت کو دیکھنے کے واسطے کسی خاص نورانی نظر کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں اس کو مفصل بیان فرمایا ہے۔ (۲) اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا)۔

نفس اسلام

اللہ تعالےٰ تمہارے نزدیک بھی حاضر و ناظر ہے اور نور بھی اعلیٰ جس سے اعلیٰ کوئی اور نور نہیں۔ اور نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ تو سورج اور چاند کی کیا ضرورت تھی اللہ تعالےٰ کا نور ہی کافی تھا۔ اور باوجود اس کے پھر بھی اندھیری راتیں ہو جاتی ہیں معلوم ہوا کہ اللہ کے نور کو دیکھنے والی بھی کوئی نوری طاقت ہی ہو سکتی ہے۔ ہمارا تمہارا کام نہیں ایسے ہی اللہ تعالےٰ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا بھی بے مثال نور ظاہر فرمایا جن کو دیکھنے والے یا نوری ملائکہ ہو سکتے ہیں یا اللہ تعالےٰ جو ہر وقت آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ یا اولیائے کرام کی نوری آنکھ آپ کی زیارت سے مشرف ہو سکتی ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے نور کو اپنے جیسا بشر کہنے والا آپ کی زیارت سے محروم رہتا ہے اور محروم رہے گا۔ آپ کے اکابرین دیوبند کے ارشادات ملاحظہ فرمایئے۔ آپکے محمود الحسن صاحب دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی شان میں لکھتے ہیں:۔

(۱) مرثیہ ص۱۶

چھپائے جا ستو نور کو نہ شمع روشن کر
تھی اس نور مجسم کے کفن میں وہی عریانی

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی تو نور مجسم ہو سکتے ہیں۔ لیکن حضور اکرم نور مجسم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو نور کہنے سے تم کو شرک لازم آتا ہے اور اپنے جیسا بشر کہتے ہو۔

(۲) قصائد قاسمی ص۶

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

اب تمہارے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جو بانئے مدرسہ دیوبند ہیں۔ وہ حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ پیش کریں کہ آپ کے جمال پر بشریت کا پردہ رہا ہے آپ کی حقیقت کا کسی کو علم نہ ہو سکا۔ بلکہ بشری لباس آپ کے جمال پر پردہ تھا کیا مولوی محمد قاسم صاحب تو حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہیں اور تم مولوی محمد قاسم صاحب کے پس خوردہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حقیقت

اسمجھ کر معترض بنتے ہو یہ کرنے ایمان کا جزو ہے

۴- امداد السلوک ص۲۱

شہاب ثاقب ص۵۹

مولوی حسین احمد صاحب دیوبندی "شہاب ثاقب" میں اور مولوی رشید احمد صاحب "امداد السلوک" میں صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی شان کے متعلق بیان فرماتے ہیں: "صفاتِ بشری ایشاں بالکل مضمحل گشت" صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی صفات بشری بالکل مضمحل ہو گئی۔ اور آگے چل کر تابعین کی شان بیان فرماتے ہیں: "دل وجانِ ایشاں نورِ محض گردیدند" تابعین کے دل وجان تو محض نور بن گئے۔ لیکن نورِ محض اور نور کو اپنے جیسا بشر کہا جائے۔ جن کے متعلق اللہ تعالےٰ فرما دے۔ کہ اللہ ان لوگوں کو اندھیرے سے نور کی طرف لاتا ہے۔ یہ دن کو رات اور رات کو دن کہنا ہے۔

۵- مکتوبات شریف

دفتر سوم مکتوب صدم حصہ نہم ص۷۵ مجدد الف ثانی سرہندی کا عقیدہ ملاحظہ ہو:-

باید دانست کہ خلقِ محمدی در رنگ خلق سائر افرادِ انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فردے از افرادِ عالم مناسبت ندارد کہ او صلے اللہ علیہ وسلم با وجود نشأۂ عنصری از نورِ حق جل وعلیٰ مخلوق گشتہ است کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خُلِقْتُ مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ جاننا چاہیئے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش تمام انسانی افراد کی پیدائش کے رنگ میں نہیں ہے۔ بلکہ کسی مخلوق کے تمام عالم کے افراد سے کسی فرد کی پیدائش میں مناسبت نہیں رکھتے۔ اس واسطے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے اللہ جل وعلیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ جیسا کہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

دیوبندی :- کیا نبی علیہ السلام کے دانت مبارک غزوۂ اُحد میں شہید نہ ہوئے

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

خونِ نور کا بہا؟

محمد عمر آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ فرشتے نوری ہیں۔ مسلم شریف جلد ۲ صـ ۲۶۰ میں ہے۔ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسٰی علیہ السلام فَلَمَّا جَاءَهٗ صَكَّهٗ فَفَقَأَ عَيْنَهٗ۔

ملک الموت کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا گیا جب عزرائیل علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مارا تو عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ بہہ گئی۔ پھر اللہ نے درست کی۔ کیا عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ نکلنے سے اُن کے ذاتی نور میں فرق آ گیا؟ معلوم ہوا جو شے جس شکل میں متشکل بنے اُسی کے عوارضات اُس پر لازم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک شہید ہوئے تو آپ کے نور ہونے میں فرق لازم نہ آیا۔ کیونکہ آپ دنیا میں شکلِ انسانی سے متشکل ہو کر تشریف لائے۔ آپ کی شکل پاک بھی سب سے ممتاز اور دانت مبارک بھی ممتاز اور خون مبارک بھی ایسا نوری کہ ملائکہ کا نور کسی طرح بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

علامہ خیر الدین رملی ؒ استاذِ فقہاء رقمطراز ہیں۔

(۶) اللآلی الدریہ
فی الفوائد الخیریہ
علی جامع الفصولین

صـ ۳۰۲

مَنْ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ مِنْ مَخْرَجِ الْبَوْلِ فَهَلْ يُقْتَلُ اَمْ لَا فَاَجَابَ الْحَاجُ بِاَنَّهٗ اِنْ قَالَ مُجِيْبًا لِمَنْ ذَكَرَ الْفَضْلَ فَهُوَ يُقْتَلُ وَلَا يُسْتَتَابُ وَاِنْ ذَكَرَهٗ فِىْ ذِكْرِ الْعُلَمَاءِ اَرَادَ اَنَّهٗ مِنَ الْبَشَرِ فَاِنَّهٗ يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَحَبْسًا وَلَا يُقْتَلُ وَاِنْ تَجَنَّبَ كَلَامَهٗ غَيْرَ جَوَابٍ قُتِلَ وَلَا يُسْتَتَابُ۔ جس شخص نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مخرجِ بول سے نکلے ہیں تو کیا قتل کیا جائے یا نہ۔ تو خیر الدین رملی ؒ نے جواب

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

دیا۔ کہ اگر اُس نے کہا ہے جواب دیتے ہوئے جس شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت بجاذکر کیا تو وہ قتل کیا جائیگا۔ اور توبہ نہ منظور کی جائیگی۔ اور اگر ذکر کیا اُس نے آپ کو صحابہ کے ذکر میں یا ارادہ کیا اُس نے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بشر سے ہیں تو بیشک اُس کو مارا جائیگا سخت مارنا۔ اور قتل نہ کیا جائیگا۔ اور اگر کسی کے جواب کے بغیر محض اپنی کلام میں کہا اُس نے قتل کیا جائیگا اور توبہ نہ منظور کی جائیگی"۔

فقہاء کے اس فتوے کو آپ خود ہی سمجھیں اور خود ہی اپنے پر فتوے لگالیں۔ اس کے برخلاف تم کوئی فقہاء کا جزیہ نہیں دکھا سکتے۔ اور نہ انشاء اللہ دکھا سکو گے۔ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِیۡنَ۔

فرقہ وہابیہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر وناظر نہیں جانتے! بلکہ شرک کہتے ہیں

تم سوچو کون ہو؟

نفس اسلام

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر وناظر کے دلائل

(۱) **النساء** فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيۡدًا۔ (پھر کس طرح انکار کرینگے یہ منکر، جب لائے ہم ہر اُمت سے گواہ اور لائے ہم آپ کو یا رسول اللہ ان تمام اُمتوں پر گواہ)

اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اُمتوں پر گواہی لی

جائیگی۔ اور لفظ شہادت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شہادت حاضر و ناظر کی ہی ہو سکتی ہے ورنہ شہادت کا مصداق صحیح نہیں بن سکتا۔ اور شہادتِ صادقہ حاضر و ناظر ہونے سے ہی کہلا سکتی ہے۔ ورنہ شہادتِ کاذبہ کہلائے گی۔ یا شہادت علی الشہادت کہلائے گی۔ شہادتِ کاذبہ تو معاذ اللہ آپ کی طرف تو نسبت ہی نہیں ہو سکتی۔ اور شہادت علی الشہادت کا یہاں ذکر ہی نہیں۔ کیونکہ آپ سے کسی کا مرتبہ بلند نہیں۔

(۲) احزاب ۲۲/۶ | يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ (اے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے۔ مشاہدہ کرنے والا اور مبارک دینے والا۔ اور ڈرانے والا۔ اور اللہ کی طرف اُس کے اذن کے ساتھ بلانے والا۔ اور چراغ نور دینے والا یا سورج نور دینے والا)۔

اِس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو مطلق شاہد فرمایا۔ جس پر نہ ال داخل کیا اور نہ شاہد کا صلہ ل لائے نہ علی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ مطلقاً ہر مخلوق پر نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا مشاہدہ موجود ہے۔ شاہد کے معنی از روئے تفسیر ملاحظہ ہوں۔

تفسیرِ خازن ۶/۱۹۲ | شُهُوْدًا اَىْ حُضُوْرًا۔ شہود یعنی حاضر ہونا۔ قرآن پاک میں بھی اسی کی شرح موجود ہے۔

یونس ۱۱/۷ | كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ (ہم تم پر حاضر ہوتے ہیں جب تم اُس میں عمل شروع کرتے ہو)

۲۔ سورہ یوسف ۱۲/۳ | وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا (اور گواہی دی حاضر ہونے والے نے زلیخا کے اہل سے)

یہاں شاہد کے معنی مشاہدہ کرنے والے کے لئے گئے ہیں۔ اگر مشاہدے کے معنی نہ

لے جائیں تو فرمان خداوندی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

۲۔ بروج ۳۰/۱ | وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ (قسم ہے مشاہدہ کرنے والے کی اور مشاہدہ کئے گئے کی۔ اس کا ترجمہ تفاسیر سے بھی ملاحظہ ہو۔

تفسیر ابن جریر ۳۰/۸۲ **تفسیر ابن کثیر** ۴/۴۹۲ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّاهِدُ هُوَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم

(مشاہدہ کرنے والے وہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں)۔

تمہارے بزرگ حافظ محمد صاحب لکھوکے والے بھی اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔

تفسیر محمدی ۷/۲۹۱ ع۔ ہک آکھن شاہد نبی محمد ہے مشہود قیامت

۳۔ فتح ۲۶/۱۰ | اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا (بیشک بھیجا ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا۔)

۴۔ مزمل ۲۹/۱ | اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ (بیشک تمہاری طرف ہم نے رسول بھیجا۔ جو تم پر شاہد ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا)۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالے نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشاہدہ کو موسیٰ علیہ السلام کے مشاہدہ سے تشبیہ دی یعنی جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اس وقت حاضر وناظر ہونے کی حیثیت میں فرعون کو ملاحظہ فرمارہے تھے۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم تمام کو بلا تکلف مشاہدہ فرمارہے ہیں۔

۵۔ سبا ۲۲/۳ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یا رسول اللہ مگر تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر۔ اور لیکن بہت لوگ نہیں جانتے)

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ کے جملے نے ثابت کر دیا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے تا قیامت مُرسل بنا کر بھیجا ہے۔ اور رسول کو اپنی اُمّت کی اطلاع اور مشاہدہ ہو تو ہی اُن کی رسالت درست ہو سکتی ہے۔ اور اسی مشاہدے کو حاضر وناظر کہا جاتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے دوسرے مقام پر اس سے زیادہ وضاحت فرمائی۔ فرمایا۔

۶۔ اعراف ۹/۲۰ | قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اے لوگو! میں تم تمام کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ وہ ذات جس کے واسطے بادشاہی ہے آسمانوں کی اور زمین کی۔

بھیجنے والا ہو تمام کی طرف اللہ تعالےٰ اور بھیجے گئے ہوں تمام کی طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ہر ہر فرد کی طرف آپ پہنچے نہیں تو جس کے پاس آپ نہ پہنچیں تو اس کے لئے آپ کی رسالت کیسی۔ کیونکہ رسول کے معنی ہی بھیجے ہوئے کے ہیں۔ اور آپ کا رسول اللہ ہونا گیا۔

معلوم ہوا۔ کہ آپ کا رسول اللہ ہونا تمام کی طرف تب صحیح ہو سکتا ہے۔ جب آپ تمام کے واسطے حاضر وناظر ہوں۔ اور اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام پر گواہ رکھا ہے جس کی شرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمائی۔

۷۔ بقرہ ۲/۱۷ | وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم تم پر ہر وقت گواہ رہتے ہیں۔ یعنی حاضر رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے پہلے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی کونیت ثابت فرمائی یَکُوْنَ فرما کر جس کا مطلب ہے کہ آپ موجود ہوتے ہیں۔ اور بعد ازاں ال الرسول میں لائے تاکہ اس ال سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے رسول کا لفظ خاص مراد لیا جائے۔ اب یہاں رسول سے سوائے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی رسول مراد نہیں لے سکتے۔ اور یہی

nafseislam
نفس اسلام

دل عہد خارجی کا خاصہ ہے۔ آگے عَلَيْكُمْ کا خطاب عام فرمایا جس کی شرح پہلے جمیعا کے لفظ سے واضح ہو چکی ہے۔ تو یہاں مخاطب تمام ہی ہونگے۔ آگے اللہ تعالٰے نے شَهِيْدًا کا لفظ فرمایا۔ یہ شَهِدَ يَشْهَدُ کے باب سے نکلا ہے۔ اور فَعِيْلٌ کے وزن پر صیغہ صفت مشبہ ہے اور صفت مشبہ دوام پر دلالت کرتا ہے۔ اگر ایک وقت کے لئے بھی فاصل فصل سے دور ہو جائے تو صفت مشبہ صفت مشبہ نہیں رہتا۔ تو شَهِيْدًا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت دائمی اگر نہ تسلیم کی جائے تو شہیدا پر ایمان درست نہیں رہتا۔ اور اس میں اگر حاضری نہ تسلیم کی جائے تو حقیقت معنوی سے انکار ہوتا ہے۔ جس کو اللہ تعالٰے نے صاف ظاہر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (بے شک اللہ تعالٰے ہر چیز پر شاہد ہے) کیا شہید کے معنی یہاں شہادت الشہادت جو آپ نے نکالا ہوا ہے یہ سمجھے جائیں گے؟ یہاں اگر یہ معنی کئے جائیں تو کفر لازم آتا ہے۔ تو جب یہاں خرابی لازم آتی ہے۔ تو وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا میں تم کیسے قرآن مجید کی تحریف کر کے معنی بگاڑ سکو گے۔ بہر حال تم کو اس آیہ کریمہ کے مطابق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ پھر فرمایا۔ وَيَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ (اور حاضر ہونگے اُسے مقرب لوگ) چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالٰے نے حاضر و ناظر کی تاکید فرمائی۔

۸۔ کہف ۱۵/۱۴ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ (اور ثابت رکھیے (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) اپنی ذات کو اُن لوگوں کے ساتھ جو اپنے رب کو صبح شام پکارتے ہیں۔ خالص اللہ کی رضا کا ارادہ رکھتے ہیں اور اپنی نظر پاک کو اُن سے نہ پھیریئے)۔

اس آیہ کریمہ سے ثابت ہوا جو محض اللہ کی رضا کے لئے اُس کا ذکر کرتے ہیں اُن کے واسطے خدا کی طرف سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی معیت اُن

کے ساتھ صحیح ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ خاص ہے ایک آن کے لئے بھی آپ کی توجہ ان سے مبذول نہیں ہوتی۔ خواہ وہ ذاکرین کسی زماں کسی مکاں میں ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اور زیادہ تاکید فرمائی۔

۹- انعام ۷/۶ | وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (اور نہ چھوڑیئے آپ (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو جو خاص اسی کی رضا کے لئے اپنے رب کی صبح شام عبادت کرتے ہیں)

اس حکم میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مومنین کے نہ چھوڑنے کا اللہ نے ارشاد فرمایا اب تم کہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ نہیں ہیں تو تمہارا یہ کہنا ہم اپنے متعلق کیسے صحیح سمجھیں۔ جب ہم مومن ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمارے نہ چھوڑنے کا ارشاد فرمایا ہے ہاں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہیں ان کی وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ وہ ایمان سے خالی ہیں۔ لہٰذا ان کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں۔ اور اس لئے کہ ذکر اللہ سے انہوں نے روگردانی کی ہوئی ہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اعراض کا حکم اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

نجم ۲۹/۲ | فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا (اور اعراض فرمایئے (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم) اس شخص سے جس نے ہمارے ذکر سے منہ پھیرا)

اگر تم اللہ تعالےٰ کو خلوص دل سے پکارتے ہو تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہارا حاضر و ناظر ماننا ضروری ہے۔ اور تمہارے ساتھ آپ کی معیت ہے۔ ورنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تم سے بیزار ہیں۔ اس لئے کہ تم اللہ تعالےٰ کے ذکر سے بیزار ہو۔ لیکن تمہارے اعمال کو ہر وقت ہر مقام پر ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:۔

۱۰۔ توبہ ۱۱/۱۲

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (اور فرما دیجئے (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم) عمل کرو تم جلدی دیکھے گا اللہ تعالےٰ تمہارے عملوں کو اور اس کا رسول اور مومنوں بھی) یہ آیت پاک قرآن کریم کی نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے ناظر ہونے کی شہادت دے رہی ہے۔ اور بالترتیب رویت کے مراتب بھی بیان فرما دیئے۔ سب سے پہلے اللہ بصیر ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے تمام کے اعمال کی رویت کو اپنی ذات کے واسطے مقدم فرمایا۔ بعد ازاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ناظر ہیں۔ اس واسطے اعْمَلُوْا کے عموم کو بیان فرماتے ہوئے اپنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی رویت کو ان کے واسطے ثابت فرمایا۔ آپ کے بعد چونکہ اولیائے کرام کا درجہ رسالت سے موخر ہے اس واسطے ان کی رویت کا ذکر وَرَسُوْلُهٗ کے بعد وَالْمُؤْمِنُوْنَ سے مدلل کر دیا۔ کہ اولیائے کرام بھی دیکھیں گے تمہارے تمام اعمالوں کو۔

۱۱۔ فرقان ۱۸/۱

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (بابرکت ہے وہ ذات جس نے اتارا فرقان کو اپنے بندے پر تاکہ ہو جائیں آپ تمام جہانوں کے واسطے ڈرانے والے) اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے عالمین کے نذیر ہونے کا مرتبہ آپ کو عنایت فرمایا انصاف سے ذرا سوچئے کہ اگر ایسے نذیر کا وجود عالمین سے مفقود ہو جائے تو کیا ان کی نذارت عالمین کے واسطے ہو سکتی ہے؟ یا جس عالم میں ان کی ذات موجود نہ ہو۔ ان کے واسطے وہ نذیر بن سکتے ہیں؟ ثابت ہوا کہ عالمین کے نذیر ہونے کے لئے نذیر کی موجودیت تمام عالمین میں ضروری ہے۔

۱۲۔ انبیاء ۱۷/۷

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) مگر تمام جہانوں

کے واسطے رحمت) اللہ تعالےٰ نے محض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی رحمۃ للعالمین ہونے کا خطاب فرمایا۔ جو آج تک نہ کوئی ہوا اور نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ یہ خصوصیت صرف آپ کے لیے ہی ہے۔ آپ سبب اور عالمین مسبب۔ مسبب کا وجود بغیر سبب محال ہے۔

معلوم ہوا کہ عالمین کے قیام کا دارومدار اللہ تعالےٰ نے آپ پر ہی رکھا ہے۔ اگر آپ کی (یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت تمام جہانوں کو شامل حال نہ ہو تو تمام عالمین بوجہ اعمالِ خود قائم نہیں رہ سکتے۔ یہ سب عالمین کا ظہور و قیام محض نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی موجودیت پر ہی ہے کیونکہ آپ اللہ کی طرف سے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں جب آپ رحمۃ اللہ علی العالمین بالدلائل ثابت ہو گئے تو اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (بے شک رحمت میری ہر چیز کو وسیع ہے اس آیت سے رحمتی اللہ تعالےٰ کے خاص رسول حضور اکرم صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہی ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ کُل شے عالمین میں داخل ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کی بڑی رحمت اور خطاب شدہ اور مقررہ رحمت عالمین کے واسطے آپ ہی ہیں۔ اس واسطے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ رحمت عالمین کی ہر شے کو محیط ہے۔ اس لئے آپ حاضر و ناظر ہونے کے بغیر وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ کے مصداق نہیں بن سکتے۔ اور آپ کی رحمت کو اللہ کی ذات محیط ہے۔ اس واسطے آپ کی رحمت کا جدا ہونا عالمین سے محال ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کا ارشاد فرمایا ہوا ہے۔ اور آپ کے حاضر و ناظر ہونے کی زبردست دلیل فرمائی۔

۱۴۔ ال عمران ۴/۱۰ } وَکَیْفَ تَکْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ اٰیٰتُ اللّٰہِ وَفِیْکُمْ رَسُوْلُہٗ (اور کس طرح انکار کر سکتے ہو تم حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور تم میں اللہ کے رسول ہیں)

نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے منکروں کو اللہ تعالےٰ نے جھڑک دے کر فرمایا۔ کہ تم

کیسے انکار کر سکتے ہو۔ حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں بھی پڑھی جاتی ہیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی تم میں موجود ہیں۔ اس آیہ کریمہ کو سن کر اور پڑھ کر اور سمجھ کر تم ارشادِ الٰہی پر ایمان نہ لاؤ اور نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ سمجھو اور ظاہری نص کی تاویل کرو تو وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا کے رو سے تمہارا دل بھی ذکرِ الٰہی سے غافل ہو گیا۔ کیونکہ آپ نے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو چھوڑ کر اپنی نفسانیت کی اتباع کی اور اس اتباع میں آپ کا کام حد سے تجاوز کر گیا۔ اسی سبب سے تم حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہو گئے۔

وہابی اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں تو تم ہمیں دکھا دو۔ اور اگر صحیح حاضر و ناظر ہیں تو بغیر دکھائے نظر آنے چاہئیں۔

محمد عمر کیا ہر حاضر و ناظر چیز کے لئے نظر آنا ضروری ہے؟

(۱) ملائکہ تمہارے پاس حاضر ہیں اور وہ ناظر بھی ہیں۔ کیا تم نے ان کو کبھی دیکھا؟ یا ان کے حاضر و ناظر ہونے کا انکار کر دو۔

(۲) اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر آپ بھی مانتے ہیں۔ اس کو بھی تم ہمیں دکھلا دو۔ معلوم ہوا کہ ہر حاضر و ناظر کو تمہارا نہ دیکھنا اس کے حاضر و ناظر ہونے کے منافی نہیں۔ اور نہ ہر حاضر و ناظر کو تم دیکھ سکتے ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب اللہ تعالےٰ ارشاد فرماوے کہ شیطان تمہارے لئے حاضر و ناظر ہے تو اس کے حاضر و ناظر ہونے پر فوراً ایمان لے آؤ۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے۔

۱۴- اعراف ۸/۲ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (بے شک وہ (شیطان) دیکھتا ہے تم کو وہ بھی اور اس کا قبیلہ بھی۔ جہاں تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو بنایا ہے بے ایمانوں

کے واسطے اولیاء، اور شیطانوں کو نہ دیکھنے کے باوجود بھی اُن کی رویت اور اُن کے حاضر وناظر پر ایمان لانے سے تو مشرک نہ ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اگر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناظر و حاضر ہونے کی صاف دلیل ارشاد فرما دی ہے تو اُس کا صاف انکار کیا جاتا ہے۔ اور شرک کہا جاتا ہے۔

۱۵- اعراف ۹/۲۴ وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (اور ملاحظہ فرما رہے ہیں آپ (یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن کو۔ اور وہ تکتے ہیں آپ کی طرف اور وہ دیکھ نہیں سکتے)

اس آیہ کریمہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ناظر ہونا اور حاضر ہونا اور تمہارا اندھا دیکھنا ثابت ہو رہا ہے۔ باوجود اس کے منکر کو شرک نے گھیرا ہوا ہے اور قرآن مجید سے پیچھے ہٹ رہا ہے۔

وہابی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ اور دوسرے مقام پر فرمایا وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۔

ان سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی اور مریم علیہ السلام کے زمانے میں بھی ثابت نہیں۔

محمد عمر تمہاری بیان کردہ آیات قرآنی سے موجودیت ذاتی مراد ہے جس سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کے منافی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ (نہ جھگڑو تم میرے پاس حالانکہ تحقیق میں نے تمہاری طرف وعید پہلے بھیجا ہوا ہے) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے کفار کو لَا تَخْتَصِمُوْا

لہٰذا ہی فرمادیجئے۔ کیا اللہ تعالےٰ سے بھی کوئی چیز بعید ہے؟ نہیں۔ یہاں قرب وبُعدِ ذاتی مراد ہے۔ ایسے ہی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر تو ہیں لیکن بعض کے لئے قرب ہے بعض کے لئے بُعد ہے اور بعض کو باعتبار ناظر ہونے کے بُعد پر حاضر ہیں چنانچہ امم ماضیہ کی رویت آپ کو حاصل ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:۔

۱۶۔ حاقہ ۲۹/۱ | وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۔ اور لیکن قومِ عاد تو ہلاک کئے گئے وہ ٹھنڈی ہوا اور حد سے گزرنے والی ہوا کے ساتھ پیچھے لگا دیا اللہ نے اس ہوا کو یعنی مسلط کیا اس نے اس ہوا کو قومِ عاد پر۔ سات راتیں اور آٹھ دن پے در پے۔ پس ملاحظہ فرماتے تھے آپ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم اس قوم کو ان ایام ولیالی میں گری ہوئی گویا کہ وہ کھجور گری ہوئی کا ڈھنڈھ ہے تو کیا دیکھتے ہیں آپ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ان کا کوئی باقی؟۔

اس آیہ کریمہ سے اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قوم عاد کے عذاب کو تمام ہفتہ ملاحظہ فرمانا ثابت کردیا۔ جو فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا سے ثابت ہے۔ اور اس وقت چپے چپے اور ذرے ذرے کی رویت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ سے ثابت کردیا۔ اس کا ترجمہ تفسیر ابن جریر سے ملاحظہ ہو

ابن جریر ۲۹/۲۹ | فَتَرٰى يَا مُحَمَّدُ صلى الله عليه واله وسلم قَوْمَ عَادٍ فِيْ تِلْكَ السَّبْعِ اللَّيَالِيْ وَالثَّمٰنِيَةِ الْاَيَّامِ (پس دیکھتے تھے تم یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم قوم عاد کو اس سات راتیں اور آٹھ دن میں) اس آیہ کریمہ مذکورہ بالا سے بعد اس کے ترجمہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت

امر ماضیہ کو ثابت ہو گئی۔ اور ناظر ہونا بغیر حاضر ہونے کے محال ہے۔ لیکن اس حاضری کی ہیئت کذائیہ ہمارے فہم و بیان سے باہر ہے۔ باوجود اس کے اس آیہ کریمہ پر ایمان لانے کے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔

اور جب یہ بات قرآن کریم سے ثابت ہو گئی کہ آپ اللہ کی رحمت ہیں تو اللہ تعالے نے آپ کے قرب کا بھی ارشاد فرمایا۔

۱۷- اعراف ۸ | اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (بے شک اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں سے قریب ہے) ثابت ہوا کہ رحمۃ اللہ مومنین کے لیے نبی کریم صلے اللہ علیہ والہ وسلم ضرور ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ یہی ہے۔ اور وہی محسنین سے ہیں اور محسنین کے واسطے رحمۃ اللہ کو قریب فرمایا۔ اور رحمۃ اللہ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔ لہذا آپ محسنین کے قریب ہوئے۔ معلوم ہوا جو نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنا قریب اور حاضر و ناظر نہیں سمجھتے وہ محسنین سے نہیں ہیں۔ اور نہ ان کی کوئی نیکی منظور ہے۔ قابل غور یہ امر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کا قرب مومنین کے ساتھ کتنا ہے اس کا فیصلہ قرآن مجید نے بیان فرمایا۔

۱۸- احزاب ۲۱/۱ | اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّہٰتُہُمْ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُہُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُہٰجِرِیْنَ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ قریب ہیں مومنین کے ساتھ ان کی جانوں سے اور آپ کے ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ اور رشتہ دار بعض ان کے زیادہ قریب ہیں بعض کے ساتھ مومنین سے اور مہاجرین سے۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالے نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرب کا اندازہ جو مومنین کے ساتھ ہے بیان فرمایا۔ مومنین جمع ہے اور جمع پر ال داخل فرمایا تاکہ فائدہ عموم کا دے۔

جس میں تمام مومنین ابتداء سے انتہا تک شامل ہو گئے۔ اور بیان فرمایا۔ کہ مومنین کی جانیں اتنی قریب اُن کے لئے نہیں ہیں جتنا کہ قرب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مومنین سے ہے۔ اور اولیٰ کے معنی قریب تر ظاہر کرنے کے واسطے بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ میں لفظ اولیٰ کو دوبارہ فرمایا تا کہ پہلے اولیٰ کے معنی کوئی کج طبع بگاڑ نہ دے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اولیٰ بمعنی اقرب میں دوسری جگہ بھی مراد لئے ہیں۔ جیسا کہ آل عمران پ ۳ میں مذکور ہے۔ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرٰھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بے شک بہت نزدیک لوگ کے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اُن کی تابعداری کی۔ اور یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایماندار لوگ۔ اِس مقام پر بھی اللہ تعالےٰ نے اولیٰ بمعنی اقرب یعنی نزدیک تر لئے ہیں۔ چنانچہ اکابر دیوبند نے بھی یہی معنی مراد لئے ہیں۔ جس کا ذکر اخیر میں ابھی آرہا ہے۔ اور اس اقربیت کا ذکر جو اولیٰ کے لفظ میں ہے مومنین کی خصوصیت سے یہ خود نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا ہے۔

نفس اسلام

دلائل حاضر وناظر از احادیث صحیحہ

۱۔ **نسائی شریف** ۱/۲۷۹ | اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِہٖ مَنْ تَرَکَ دَیْنًا فَعَلَیَّ۔ (میں زیادہ قریب ہوں ہر مومن کے ساتھ اُس کی جان سے۔ جس نے چھوڑا قرضہ تو مجھ پر لازم ہے اُس کا ادا کرنا۔ اس حدیث پاک میں نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے حاضر وناظر کے مسئلہ کو خوب حل فرما دیا۔ اگر تم مومن ہو تو آپ کا حاضر وناظر سمجھنا تمہارے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے بِکُلِّ مُؤْمِنٍ کی قید لگائی ہے۔

وہابی اگر نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم حاضر وناظر ہی ہیں تو معراج کی رات لامکان

پر کیوں تشریف لے گئے۔ ثابت ہوا کہ ہر جگہ حاضر و ناظر تھے۔ ورنہ جانے کا کیا مطلب۔

محمد عمر خدا تعالےٰ تمہارے نزدیک حاضر و ناظر ہے۔ اور نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (خدا شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جب اُس نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لامکان پہ مدعو فرمایا۔ تو اُس کے حاضر و ناظر ہونے میں کوئی فرق لازم نہیں آیا۔ تو آپ کے تشریف لے جانے سے بھی آپ کے حاضر و ناظر ہونے میں فرق لازم نہ آئیگا۔

۲ مسلم شریف ۲/۲۸۶

نسائی شریف ۱/۲۸۸

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَبِیُّ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ اِنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِہِمْ قَالَ یَاْتِیْہِ مَلَكَانِ فَیُقْعِدَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ قَالَ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ۔

(انس بن مالکؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اور اُس کے ساتھی اُس سے منہ موڑتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی کھڑکھڑاہٹ کو سنتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس دو فرشتے منکر نکیر آتے ہیں تو اُس کو بٹھاتے ہیں۔ پھر اُس کو کہتے ہیں۔ کیا کہتا ہے تو اس شخص کے بارے میں۔ (اور اسی مقام پہ بخاری شریف ۱/۱۷۸ میں مذکور ہے۔ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کہ تو کیا کہتا ہے۔ اس رجل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں، آپ نے فرمایا لیکن مومن پس کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بے شک اللہ کے بندے ہیں۔ اور اس کے رسول ہیں، تمام روئے زمین میں کروڑوں مرتے ہیں۔ ہر ملک میں اور ہر ایک مردہ کو زندہ کرکے منکر نکیر

ایک ہی وقت میں کروڑہا مقامات پر اُٹھا کر بٹھاتے ہیں۔ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ والہٖ وسلم بھی کروڑہا جگہ ایک ہی وقت میں تمام قبروں میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اور اسی وقت ہی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین میں بھی آپ تشریف فرما ہوتے تھے۔ ایک ہی وجودِ اطہر اللہ کا کے حکم سے بلا تجزیہ نفس و بلا تعدد ذات ایک ہی وقت میں کروڑہا جگہ حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا۔ ایک ہی وقت میں روئے زمین پر بھی حاضر و ناظر ہیں جو اپنے زائرین کو مختلف مقامات پر زیارت سے مشرف فرما رہے ہیں۔ اور تحت الارض بھی کروڑہا ملکوں میں بلا امتیاز زیارت کروا رہے ہیں۔ اور خواص کو بلا نوم و بلا مراقبہ بالمشافہ زیارت سے سرفراز فرما رہے ہیں۔ جیسے کہ قبروں میں اہلِ قبور کے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اور آپ کی پہچان پر فلاح کا دارومدار ہے۔ اسی طرح فوق الارض بھی ہر اہلِ ایمان کے واسطے آپ کو حاضر و ناظر سمجھنا کسوٹی ایمان ہے۔ بلکہ اگر آدمی کو سمندر میں مچھلیاں نگل جائیں اور غذا بنالیں تو وہاں بھی نکیرین آپ ہی کی ذاتِ بابرکات کو جو قفس کے واپس آنے سے اول تر ہیں انہی کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ اب عالمِ برزخ میں بھی آپ کا حاضر و ناظر ہونا عالمِ دنیا میں بھی اور عالمِ ملکوت میں بھی اور لامکان میں بھی اور روضۂ اطہر پہ جانے والوں کو بھی سوال کا جواب وہیں فرماتے ہیں اور جنت پہ تخت نشین بھی ہیں۔ اور ہر مقام پہ سونے والے اولیائے کرام کو بھی اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں۔ جیسے کہ ارشاد ہے:۔

۳۔ بخاری شریف ۲/۱۰۵۲ | اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے جلدی جاگتا دیکھے گا۔ اور شیطان میری شکل

نہیں بن سکتا، اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ کے حاضر وناظر ہونے کے واسطے قید زمانی یا مکانی نہیں ہے۔ اور اسی طرح متبرک مقامات پر بھی آپ کے ظہور کا اور ملاقات کا اور سلام کا ارشاد خاص ہے:۔

۴۔ ابوداؤد ۱/۲ ابن ماجہ ص۵۶ بیہقی شریف ۲/۲۴۲

عَنْ ابی حمید الساعدی قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیُسَلِّمْ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ لِیَقُلْ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔ (ابی حمید ساعدی سے روایت ہے۔ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تمہارا کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام کہے۔ پھر چاہیے کہ کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دنیا کی ہر مسجد میں دخول مسجد کی دعا سے پہلے السلام علیکم یارسول اللہ کہہ لے۔ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا میں حاضر وناظر نہیں تو السلام علیکم یارسول اللہ کہنا آپ کیونکر ارشاد فرماتے۔

وہابی حدیث میں تو مساجد کا ذکر ہے۔ تم نے ہر جگہ کا اضافہ اپنی طرف سے ملا لیا۔

محمد عمر الحمد للہ۔ تمام روئے زمین کی مساجد میں تو تم حاضر وناظر مان گئے۔ اب باقی روئے زمین کے متعلق بھی حدیث شریف سن لیجیے۔

۵۔ بخاری شریف ۱/۶۲ جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ۔ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا (مجھے پانچ چیزیں

عطا کی گئی ہیں (اللہ کی طرف سے) جو پہلے میرے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ میرے لئے تمام روئے زمین کو مسجد اور پاک بنایا گیا)

اس حدیث سے تمام روئے زمین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اللہ نے مسجد اور پاک بنا دی۔ اور ہر مسجد میں آپ پر سلام علیکم بھیجنا مسنون طریقہ مقرر ہوا۔ لہذا آپ تمام روئے زمین پر حاضر و ناظر ثابت ہوئے۔

وہابی کیا بُرے مقامات پر بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھتے ہو۔ کیسا یہ تمہارا گندہ عقیدہ ہے۔ اور کیا وقت جماع بھی نبی علیہ السلام حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

محمد عمر کیا اللہ تعالے کو ان بُرے مقامات پر موجود اور سمیع و بصیر سمجھتے ہو! نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالے پاک کی نسبت ان بُرے مقامات پر باوجود موجودیت کے نسبت کرنا گستاخی و کفر ہے۔ کیونکہ اُس کو ان مقامات سے نفرت ہے اسی طرح نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی حاضر و ناظر تو ہیں اور اُس کو جاننے والے بھی ہیں۔ اور آپ کی شہادت بھی اُن مقامات کی ضرور ہوگی۔ لیکن بوجہ آپ کی ذات پاک ہونے کے ان مقامات متنفرہ کی طرف منسوب کرنا عین گستاخی ہے اور ایمان سے بعید ہے۔ چنانچہ تم اُن گندے مقامات پر اور اوقات متنفرہ میں اللہ کا ذکر نہیں کر سکتے۔ لیکن بوقت تعذر مثلاً آپ کو بیٹھے میں پاخانے آرہے ہیں۔ اور آپ اُس بیٹھک میں اُس اُلٹے وقت پر ادھر پاخانہ نکل رہا ہے اور تکلیف ہو رہی ہے اور بیساختہ منہ سے کہہ رہے ہو کہ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے تو کیا اللہ تعالے سمیع و بصیر تمہارے اس متنفرہ وقت اور متنفرہ مکان میں یاد کرنے کی سزا دے گا یا معافی دے گا۔ اور توجہ فرمائیگا۔ یا نہیں۔ اور اگر معافی عنایت فرمائے۔ تو کیا تم یہ بات زبان پر لاؤ گے کہ اللہ تعالے ایسے گندے مقامات پر بھی حاضر و ناظر ہے؟ نہیں۔ حالانکہ واقع صحیح ہے۔ لیکن اُس کا بیان کرنا گستاخی ہے۔ چنانچہ نبی صلے اللہ

علیہ وسلم نے اپنی ذات کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ جو طبرانی کی حدیث صحیح ہے جس کو اکابرین دیوبندیہ وہابیہ نے بھی نقل کیا ہے۔ جلاء الافہام ص۳۲ بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ (مجھے مصلی کا آواز پہنچتا ہے جہاں بھی ہو)

۶- ابوداؤد ۱/۲۴۴ اَتَی اَبُوْ بَکْرٍ بِکُلِّ مَا عِنْدَہٗ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ قَالَ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (ابوبکر صدیقؓ اپنے گھر کا تمام مال نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے ابوبکرؓ تو نے اپنے اہل کے واسطے کیا چھوڑا۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ میں ان کے واسطے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں)

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر ہر مقام پر سمجھتے تھے۔ ورنہ آپ یہ نہ ارشاد فرماتے کہ میں اپنے گھر اللہ اور اس کے رسولؐ کو چھوڑ آیا ہوں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی ابوبکر صدیقؓ کے اس عقیدہ کو صحیح ہونے کی بنا پر نہ روکا۔ ورنہ آپ فرما دیتے۔ کہ اے ابوبکرؓ میں تمہارے سامنے یہاں بیٹھا ہوں اور تم کہتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کو گھر چھوڑ آیا ہوں۔ تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے۔ جب ابوبکر صدیقؓ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں روکا تو تم حاضر وناظر جاننے والوں کو کافر کیسے کہہ سکتے ہو۔ اور اگر کہو تو خلاف قرآن وحدیث ہے یا نہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو حاضر وناظر ماننے والے پر فتوے دینے والا ابوبکر صدیقؓ کو کیا کہے گا؟

آیئے تمہیں حدیث پاک سے تمہاری مرضی کے مطابق ہی دکھا دیں۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بوقت جنت زوجین بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں یا نہیں۔

مسلم شریف ۲/۲۰۹ حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا یزید بن ہارون قال اخبرنا ابن عون عن ابن سیرین

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِاَبِىْ طَلْحَةَ يَشْتَكِىْ فَخَرَجَ اَبُوْطَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِىُّ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْطَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِىْ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ هُوَ اَسْكَنُ مَا كَانَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشّٰى ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ وَارُوا الصَّبِىَّ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْطَلْحَةَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِىْ اَبُوْطَلْحَةَ اَحْمِلْهُ حَتّٰى تَاْتِىَ بِهِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعَثَتْ مَعَهٗ بِتَمَرَاتٍ فَاَخَذَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

انس ابن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ کا ایک بیٹا بیمار تھا تو ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ نکلے تو لڑکا فوت ہو گیا پھر جب ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ واپس ہوئے تو فرمایا میرے لڑکے کا کیا حال ہے ام سلیم رضی اللہ تعالے عنہا نے عرض کیا کہ پہلے سے کچھ آرام ہے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالے عنہا نے عشا کا کھانا چنا تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ نے کھانا تناول فرمایا پھر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ نے ام سلیم رضی اللہ تعالے عنہا سے ہمبستری کی پھر جب فارغ ہوئے ام سلیم رضی اللہ تعالے عنہا نے لڑکے کو ملاحظہ فرمانے کے لیے عرض کیا تو وہ فوت ہو چکا تھا انہوں نے دفن فرمایا جب صبح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار اطہر میں حاضر ہوئے تو لڑکے کی فوتیدگی کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے رات کو جماع کیا ہے ابو طلحہ رضی اللہ تعالے نے عرض کیا کہ جی ہاں آپ نے دعا فرمائی (ایسے صابرین شاکرین کو) یا اللہ برکت کر تو (آپ کی دعا سے) ام سلیم رضی اللہ تعالے عنہا کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو مجھے ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا اس بچے کو اٹھا رکھنا کہ کل اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاؤ اور بھیجیں اس نے بچے کے ساتھ کھجوریں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالٰے عنہ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے اَعْرَسْتُمُ اللَّیْلَۃَ فرمایا کہ کیا تم نے جماع کیا ہے آپ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم زوجین کے جنت ہونے کے وقت بھی حاضر وناظر ہوتے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراماً کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمالیں۔

۷۔ ابوداؤد ۱/۱۳۶-۱۳۷ عبد اللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز میں تشہد کے وقت ان کلمات پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں ایسے تشہد سکھلاتے تھے۔ جیسے قرآن کی سورۃ اور تشہد کے لفظ کو ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کیواسطے مقرر فرمایا۔ کہ اس جملہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے پر واضح دلیل ہے۔ اسی مطابقت کی وجہ سے ان کلمات کا نام تشہد رکھا گیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے روبرو حاضر ہوئے تو یہ کلمات آپ کی حضوری کے اللہ تعالٰے نے استعمال فرمائے۔ اور وہی کلمات آپ کی حضوری والے آپ نے اپنی اُمت کو ارشاد فرمائے وہ کلمات یہ ہیں مذکورہ بالا صفحہ پہ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوٰتُ وَ الطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔ جب نمازی تشہد کے وقت بیٹھتا ہے تو اس کی حالت کچھ اور ہوتی ہے یعنی باوضو ہونا۔ قبلہ رُخ ہونا نمازِ الٰہی میں مشغول ہونا اور گھٹنوں کے بَل بیٹھ کر مؤدبانہ انداز سے کہے۔ کہ اے نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کی ذات پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اب نمازی کا اس نماز کی حالت میں ہر وقت کی تبدیلی پر یعنی ہر نماز میں اور ہر دو رکعت کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور سلام ندائیہ کہنا پڑتا ہے سلام سے فارغ ہونے کے بعد اس عقیدہ سے متنفر ہونا یہ عین نفاق کی دلیل ہے۔ حالانکہ غیر مقلدین کے بڑے وہابی نواب صدیق حسن خان بھوپالی بھی یہی لکھتے ہیں۔

۸ مسک الختام شرح بلوغ المرام ۱/۴۵۹

آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابدانست در جمیع احوال واوقات خصوصًا در حالاتِ عبادات ونورانیت وانکشاف وایں محل بیشتر وقوی تر است وبعض از عرفا قدس سرہ گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریانِ حقیقتِ محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرائرِ موجودات وافرادِ ممکنات پس آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم در ذواتِ مُصلّیاں موجود وحاضر است پس مُصلّی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوارِ قرب واسرارِ معرفت منور وفائز گردد۔ شعر ؎

در راہِ عشق مرحلہ قرب وبُعد نیست
مے بینمت عیاں ودعامے فرستمت

(آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مومنوں کے نصب العین اور عبادت کرنے والوں کی آنکھ کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام حالات میں اور تمام اوقات میں، خصوصًا تمام عبادات اور نورانیت اور انکشاف کی حالتوں میں اور یہ مقام بہت زیادہ اور قوی تر ہے۔ اور بعض عارفوں نے (اللہ ان کی قبروں کو اور ان کے رازوں کو مقدس فرمائے) نے کہا ہے کہ یہ خطاب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کے سریان کے سبب سے ہے۔ تمام موجودات کے ذروں میں اور تمام ممکنات کے افراد میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام نمازیوں کے وجودوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ تو نمازی کو چاہیئے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے۔ اور اس شہود سے غافل نہ ہو تاکہ معرفت کے اسرار اور قرب کے انوار سے منور اور فائز ہو جائے ؎ عشق کے رستے میں قرب اور بعد کی منزل نہیں ہے۔ تجھ کو عیاں دیکھتا ہوں میں (یا رسول اللہ) اور دعا کرتا ہوں۔

اقوالِ بزرگان

۱- شرحِ قصیدہ ہمزیہ مصنفہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۲۶

تنویر الحلک فی رویۃ النبی والملک ص ۱۸

قَالَ ابو الحسن شاذلی لَوْ حُجِبَ عَنِّی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم طَرْفَۃَ عَیْنٍ مَا عَدَدْتُ نَفْسِی مُسْلِماً (ابو الحسن شاذلیؒ نے فرمایا۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آنکھ جھپکنے کی دیر بھی مجھ سے در پردہ ہو جائیں تو میں اپنے نفس کو مسلم شمار نہیں کرتا۔

۲- شرحِ شفا مصنفہ ملا علی قادری رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۱۶

قَالَ ابنُ دینارٍ اِنْ لَمْ یَکُنْ فِی الْبَیْتِ اَحَدٌ فَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَلِاَنَّ رُوْحَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَاضِرَۃٌ فِیْ بُیُوْتِ الْمُسْلِمِیْنَ (کہا ابن دینار نے اگر مکان میں کوئی شخص نہ ہو تو کہو السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس واسطے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوتا ہے)

۳- کتاب الابریز مصنفہ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۷

وَاَقْوَی الْاَرْوَاحِ فِیْ ذٰلِکَ رُوْحُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاِنَّہَا لَمْ تُحْجَبْ عَنْہَا شَیْءٌ مِّنَ الْعَالَمِ۔ (اور سب روحوں سے زیادہ قوی روح حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ آپ کے روح سے کوئی چیز دنیا کی پوشیدہ نہیں)

۴- مدارج النبوت ۲/۲۸۶ - بداں کہ وے صلے اللہ علیہ وسلم مے بیند و

مے شنود کلام ترا۔ زیرا کہ وے متصف است بصفات اللہ تعالے۔ (تو جان لے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تجھ کو دیکھتے ہیں اور تیرے کلام کو سنتے ہیں۔ اس واسطے کہ آپ اللہ کی صفات سے متصف ہیں)

۵۔ قصیدۃ النعمان مصنفہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صـ۱۴ سے

وَاِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا وَاِذَا نَظَرْتُ فَمَا اَرٰى اِلَّاكَ

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:-

(جب میں کوئی بات سنتا ہوں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو آپ کی ہی طرف سے کلام پاک سنائی دیتی ہے اور جب میں دیکھتا ہوں (ہر سُو) تو سوا آپ کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا)

اے حنفی بننے کا دعوے کرنے والو یہ ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان اور عقیدہ۔ اب فرمایئے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی مشرک کہو گے۔ اس عقیدہ کو سننے کے بعد اگر تم نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سانچے میں اپنے عقیدے کو نہ ڈھالا تو تم حنفیت کے مدعی جھوٹے ہو۔ یا امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کر کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا تسلیم کر لو۔

۶۔ شامی ۱/۲۷۰ طحطاوی شریف صـ۱۲۲ | يُسْتَحَبُّ اَنْ يُقَالَ عِنْدَ سِمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَتِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (مستحب ہے یہ کہ کہا جائے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ جب موذن کہے تو سننے والا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے۔

۷۔ شامی ۳/۴۲۸ | شامی کے منہیہ پر علامہ شامی لکھتے ہیں۔ ذَكَرَ الزِّيَادِيُّ اَنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا ضَاعَ لَهٗ شَيْءٌ وَاَرَادَ اَنْ يَرُدَّهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلَيْهِ فَلْيَقِفْ عَلٰى مَكَانٍ عَالٍ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

وَلْيَقْرَءِ الْفَاتِحَةَ وَيُهْدِى ثَوَابَهَا لِلنَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ يُهْدِى ثَوَابَ ذَالِكَ لِسَيِّدِى أَحْمَدَ بْنِ عَلْوَانَ وَيَقُولُ يَا سَيِّدِى أَحْمَدُ بْنُ عَلْوَانَ إِنْ لَمْ تَرُدَّ عَلَىَّ ضَالَّتِى وَإِلَّا نَزَعْتُكَ مِنْ دِيوَانِ الْأَوْلِيَاءِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَرُدُّ عَلَى مَنْ قَالَ ذَالِكَ ضَالَّتَهُ۔ (زیادی نے ثابت کیا ہے جب کوئی چیز انسان کی گم ہو جاوے اور اُس کا ارادہ ہو کہ اللہ سبحانہ اُس کی چیز واپس دیدے تو چاہیے کہ بلند مکان پہ کھڑا ہو کر قبلہ کی طرف منہ کر کے فاتحہ پڑھے اور اُس ثواب کا ہدیہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ملک کرے۔ پھر سید احمد بن علوان کی ملک کرے اور کہے اے سید احمد بن علوان اگر تُو نے میری گم شدہ چیز کو واپس نہ کیا تو میں تیرا نام اولیاء کے دفتر سے خارج سمجھوں گا۔ تو اللہ تعالےٰ اُس کے یہ الفاظ کہنے سے گم شدہ چیز واپس کرے گا)

شامی اپنے پیر کو حاضر و ناظر سمجھ کر استمداد طلب فرمائیں تو اُن کو مستند سمجھا جائے۔ اگر ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر از روئے قرآن و حدیث و فقہ احناف کے سمجھیں تو نام کا حنفی کہلانے والا اُس کو شرک کہے۔ محض نام کا حنفی ہے کام کا نہیں۔

۸- جواہر البحار ص ۲۸۳

أَنَّ جَسَدَهُ الشَّرِيفَ لَا يَخْلُو مِنْهُ زَمَانٌ وَلَا مَكَانٌ وَلَا مَحَلٌّ وَلَا أَمْكَانٌ وَلَا عَرْشٌ وَلَا كُرْسِىٌّ وَلَا قَلَمٌ وَلَا بَرٌّ وَلَا بَحْرٌ وَلَا سَهْلٌ وَلَا وَعْرٌ وَلَا بَرْزَخٌ وَلَا قَبْرٌ الخ (بلاشک آپ کے جسم اطہر سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی جگہ نہ محل اور نہ امکان نہ عرش نہ کرسی نہ قلم نہ جنگل نہ دریا نہ نرم زمین نہ سخت زمین اور نہ برزخ اور نہ قبر)

فیصلہ حاضر وناظر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از اکابر دیوبندیہ

مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی و مولوی مشتاق احمد

۱۔ امداد المشتاق صاحب ص۵۶ حاجی امداد اللہ صاحب نے فرمایا ہمارے علماء مولود شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علمائے جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے۔ پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں۔ اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقادِ تولّد کا نہ کرنا چاہیئے۔ اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالمِ خلق مقید بزمان ومکان ہے۔ لیکن عالمِ امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں۔

مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ۴/۳۷

۲۔ فتاویٰ امدادیہ۔ شیخ کی صورت ذہن میں حاضر کرکے نظرِ قلب سے اُس کی طرف ٹکٹکی باندھ کر اور خیال کو سادہ کر دیکھا جاتا ہے۔ فَيَحْضُرُ مَنْ كَانَتْهُ حَاضِرَةً نَاظِرَةً لَكِنْ تَصَوُّرًا فقط (یعنی شیخ کے تصور کو حاضر وناظر تصور کیا جاوے)

۳۔ امداد السلوک مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی ص۹ **وشہاب ثاقب** ص۶۱

مولوی حسین احمد صاحب مدنی لکھتے ہیں۔ وہم مرید بہ یقین داند کہ روحِ شیخ مقید بیک زمان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگر از شیخ دور است اما روحانیت او دور نیست و چوں ایں امر محکم داند وہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربطِ قلب پیدا آید وہر دم مستفید بود۔ چوں مرید ہر دم در حلِ واقع محتاج شیخ بود۔ شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسانِ حال سوال کند و مرید بھی یقین سے جانتا ہے۔ کہ شیخ کا روح ایک زمانہ کے ساتھ مقید نہیں ہے۔

پس ہر جگہ کہ مرید قریب ہو یا کسی جگہ شیخ سے دور ہے۔ لیکن روحانیت دور نہیں جب اس امر کا یقین ہو جاوے تو ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور دل کا ربط ظاہر کرے۔ اور ہر وقت شیخ سے فائدہ حاصل کرے۔ جب مرید ہر وقت اپنی مشکلات کے حل کا محتاج شیخ ہے تو شیخ کو دل میں حاضر لاوے اور زبانِ حال سے التجا کرے۔

مولوی رشید احمد صاحب شیخ کو حاضر ناظر جانتا ہے اُس کو تو اپنا بزرگ تسلیم کیا جائے باقی کفر و شرک کا فتوے اس پر چسپاں کریں۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاضر و ناظر جانے کیا نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہی اتنا عناد ہے۔

۴۔ فیوض الحرمین مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب ص ۲۸

اِنَّ الْفَضَاءَ مُمْتَلِیٌ بِرُوْحِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ ہِیَ تَمُوْجُ فِیْہِ تَمَوُّجَ الرِّیْحِ الْعَاصِفَۃِ حَتّٰی اَنَّ النَّاظِرَ یَکَادُ یَشْغَلُہٗ تَمَوُّجُہَا عَنْ مُلَاحَظَۃِ نَفْسِہٖ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الرَّقَائِقِ وَرَاَیْتُہٗ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ اَکْثَرِ الْاُمُوْرِ یُبْدِیْ لِیْ صُوْرَتَہُ الْکَرِیْمَۃَ الَّتِیْ کَانَ عَلَیْہَا مَرَّۃً بَعْدَ مَرَّۃٍ اِلٰی طَامِحَۃُ الْہِمَّۃِ اِلٰی رُوْحَانِیَّتِہٖ لَا اِلٰی جُسْمَانِیَّتِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَفَطَّنْتُ اَنَّ لَہٗ خَاصِیَّۃً مِنْ تَقْوِیْمِ رُوْحِہٖ بِصُوْرَۃِ جَسَدِہٖ علیہ الصلوۃ والسلام

(بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روح کے ساتھ تمام فضا پُر ہے۔ اور وہ اس میں موج مارتی ہے۔ جیسا کہ تیز ہوا حتّٰی کہ دیکھنے والا قریب تھا کہ آپ کی روح کی موجوں میں ایسا مشغول ہو کر اُس کو اپنا نفس بھی نظر نہ آئے۔ اس کے سوا محجبوں سے اور دیکھا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اکثر امور میں کہ آپ نے میرے واسطے ظاہراً صورت ظاہر فرمائی اس صورت پر کہ آپ پہلے زندگی میں تھے۔ کئی دفعہ کے بعد دیگرے باوجودیکہ میری آرزو محض آپ کی روحانیت کی تھی نہ جسمانیت کی۔ تو میں نے سمجھ لیا کہ آپ کے روح مبارک کی تقویم آپ کی صورتِ جسمیہ کے ساتھ خاص ہے۔

۵۔ فیوض الحرمین ص ۳۰ مَا تَوَجَّہْتُ قِبَلَ قَبْرِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّا وَرَاَیْتُہٗ حَاضِرًا اَوْ ظَاہِرًا (جب میں نے آپ کی قبر شریف کی طرف توجہ کی تو سوائے آپ کے حاضر اور ظاہر ہونے کے کچھ نہ دیکھا)، تمہارے دیوبندیوں کے بزرگ شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی سوائے حاضر و ناظر ماننے کے کوئی چارہ نہ ہوا۔ مشرک کہنے والو ذرا سنبھل کر قدم رکھو۔ فتوے ابھی تمہارا ہے اور حاضر و ناظر کہنے والے تمہارے بھی ہیں۔

۶۔ گلزارِ معرفت مصنفہ حاجی امداد اللہ صاحب ص ۱۲ ع۔ چو دیدم روئے خویش را بہر جائے بہر رنگے (جب میں نے اپنے پیر نور محمد صاحب کے رُخِ خوب کو دیکھا تو ہر جائی اور ہر رنگ میں موجود دیکھا)۔

۷۔ مرثیہ مصنفہ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی ص ۱۵ (اپنے مرشد رشید احمد صاحب کی شان میں تحریر فرماتے ہیں)، ؎

شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ   حیاتِ شیخ کا منکر ہو جو ہے اُس کی نادانی

۸۔ تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ص ۱۰۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ اُن کی جانوں کو بھی اُن کے ساتھ قرب حاصل نہیں۔ کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے (اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کے ماتحت ماقبل جو عرض کیا گیا تھا۔ چنانچہ اس کو اس کے ماتحت سمجھا جائے)۔

۹۔ فتاوی رشیدیہ ۱/۹۱ اور فخرِ عالم علیہ السلام کو مجلس مولود میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے۔ اگر باعلام اللہ تعالے جانتا ہے تو شرک نہیں۔

دلائل علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا وہابی انکار کرتے ہیں

اور احناف نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کیواسطے تمام عالمین کا علم غیب

حاصل ہونا مانتے ہیں۔ اب تم سوچو کہ تم حنفی ہو یا وہابی ؟

لفظ نبی کی تشریح نبی کا لفظ نبأ سے مشتق ہے اور لفظ نَبِیٌّ صفت مشبہ کا صیغہ ہے اس کا معنی خبردار یعنی خبر رکھنے والا ہے اور اس کا استعمال قرآن کریم میں اکثر جگہ ہوا ہے۔ (۱) نَبِّئْ عِبَادِیْ (خبر دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے بندوں کو) (۲) وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ (اور پڑھئے ان پر آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی خبر) (۳) بِنَبَاٍ سَبَاٍ یَّقِیْنٍ (قوم سبا کی پکی خبر) (۴) یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ (اے خبر رکھنے والے)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کونسی خبر رکھنے والے ہیں۔ نبی کی نسبت اللہ کی طرف ہے تو آپ نبی اللہ ہونے کی حیثیت سے اللہ کی خبر رکھنے والے ہی مراد لیے جاسکتے ہیں۔ اور اللہ تعالے غیب ہے۔ یعنی ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے اور یہ امر لازمی ہے کہ غیب کا علم بھی غیب ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس کی ذات غائب ہے اُس کے صفات بھی ضرور غیب ہونگے تو اللہ تعالے نے اسی بنا پر آپ کا لقب اسم بامسمٰی نبی رکھا۔ یعنی غیب کی خبر رکھنے والا۔ اور نَبِیٌّ صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے

دوام پر دلالت کرتا ہے۔ اس واسطے یہ ثابت ہوا کہ نبی کو جتنا علم غیب عطا کیا ہو جس کی بنا پر اُس کو نبی کہا گیا ہے وہ علم غیب عطائی نبی کو علی الدوام رہے گا۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے عالمین پر نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ نے آپ کو عالمین کا علم مکمل فرمایا اور آپ نے اُس کو علی الدوام از روئے نبی ہونے کے محفوظ رکھا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ اس واسطے بلا اجازتِ خداوندی ظاہر نہیں فرما سکتے۔ اور اُن کا اُمت کے لیے ظاہر نہ فرمانا اُن کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر کسی نے بالفرض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ وقت کیلئے معاذ اللہ اُس خبر سے بے علم سمجھا تو اُس اعتقاد کی بنا پر اتنی دیر وہ منکرِ نبوت رہے گا۔ یا اُس کو یہ ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ السلام کی کچھ دیر کے لیے عدم علمی اُس کے نبوت کے انعدام پر دال ہوگی۔ اور نبوت کا نبی سے منعدم ہونا ایک آن کے لیے بھی اصولِ نبوت کیا بلکہ اصولِ الٰہیہ کے خلاف ہے ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ السلام اپنے علم غیب عطائی سے ایک آن کے لیے بھی بے خبر نہیں ہو سکتے جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالمین کے علم سے ایک آن کے لیے بھی بے خبر نہ تھے اور نہ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ یہی مطلب لفظِ نبی سے ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے تمام عالمین کا علم غیب عطائی علی الدوام ماننا یعنی از ابتدائے آفرینش حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تا قیامت اور قیامت کے بعد تک بھی اور جنت اور دوزخ وغیرہم کا تمام علم غیب بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کو اللہ تعالےٰ جانتے ہیں اور مخلوق کی عقلوں سے بالا تر ہے آپ کی شانِ نبوت کو حاصل ہے۔

غیب کی شرح از روئے قرآن شریف

غیب کے معنی مَا غَابَ عَنْکَ ہیں۔

ا۔ البقرہ ۱/۲ ۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ہدایت

ہے۔ ڈرنے والوں کے واسطے جو ایمان لاتے ہیں پوشیدہ چیزوں کے ساتھ جو دیکھی ہوئی نہیں)

۲۔ نساء ۵/۶ | فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (نیک بخت عورتیں فرمانبردار حفاظت کرنے والیاں پوشیدہ چیز کی جس کی حفاظت اللہ نے فرمائی) یہاں اگر غیب کے معنی غیر مخلوق کیے جاویں تو فرمانِ الٰہی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

۳۔ مائدہ ۷/۱۲ | لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ (تاکہ معلوم کرے اللہ تعالیٰ کون ڈرتا ہے اس سے بن دیکھے)

۴۔ یوسف ۱۲/۷ | ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ (یوسف علیہ السلام نے فرمایا" یہ صفائی اس لئے کی ہے تاکہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی خیانت نہیں کی۔ اس کی پس پشت)

۵۔ یٰس ۲۲/۱ | اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ (سوا اس کے نہیں آپ اس شخص کو ڈراتے ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرے)

۶۔ ق ۲۶/۳ | مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ جو ڈرا رحمٰن سے بن دیکھے۔

۷۔ مُلک ۲۹/۱ | اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ (بے شک جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں بن دیکھے۔ ان کے واسطے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے)

اور یہی معنی محدثین سے بھی ثابت ہے۔

۸- زرقانی ۶/۱۹۹ { قَوْلُہٗ تَعَالٰی (عَالِمُ الْغَیْبِ) مَا غَابَ عَنِ الْعِبَادِ (یعنی جو چیز بندوں سے غائب ہو)

۹- ابن جریر ۲۹/۶۶ { عَالِمُ الْغَیْبِ (مَا) اَیْ مَا غَابَ عَنْ اَبْصَارِ خَلْقِهٖ فَلَمْ یَرَوْهُ (عالم الغیب جاننے والا اُس چیز کا جو مخلوق کی آنکھوں سے غائب ہو۔ تو انہوں نے اُس کو دیکھا نہ ہو)

اِن آیاتِ مذکورہ بالا سے ثابت ہوا۔ کہ جو شئے حواسِ خمسہ سے اوجھل ہو اُس کو غیب کہا جاتا ہے۔ غیر موجود فی الخارج اگر غیب سے مراد لیا جائے تو معنی اور مطلب ہی بگڑ جاتا ہے۔ اس غیب کو غیب اضافی کہا جائیگا یعنی بہ نسبت الی العباد کیونکہ اللہ کے علم کو جو اُس کو عالمین کا علم ہے یا اس سے زیادہ بے انتہا علم تو وہ بھی بالنسبۃ الی العباد ہے نہ کہ اُس سے بھی پوشیدہ ہے۔ بلکہ اُس کی ذات تو لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْ شَیْئٍ یعنی اللہ پہ کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ جب اُس سے کوئی چیز اوجھل نہیں تو پھر عالم الغیب ہونے کا مطلب کیا۔ تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ بالنسبۃ الی العباد چونکہ غیب ہے اس واسطے جو دوسروں سے پوشیدہ ہو انہی کے لئے وہ غیب ہو سکتا ہے اُس کی اپنی ذات کے واسطے نہیں۔ چنانچہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو چیز ظاہر ہوئی اُس پر غیب کا اطلاق نہیں آتا یہ غلط ہے۔ کیونکہ علم والے سے تو غیب کا پردہ اٹھ گیا لیکن بالنسبۃ الی الغیر غیب ہی ہے۔ ورنہ تمہارے عقیدے کے مطابق تو اللہ کو عالم الغیب کہنا بھی درست نہ رہیگا۔ جب وہ خود عالم ہے۔ لیکن تمہارے غیب کو اپنے علم کے ساتھ ملحق کر کے عالم الغیب ہونے کا دعوے فرما دیں تو جائز ہو سکتا ہے اور ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو باقی مخلوق سے غیب ہو علم غیب کا نسبت کرنا درست ہو جائے گا۔

اب اس امر کا فیصلہ اللہ تعالٰے سے مطلوب ہے کہ آیا جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ کی طرف سے وحی ہو جائے جو ابھی باقی مخلوق تک نہیں پہنچی اُس پر غیب کا اطلاق کر سکتے ہیں یا

نہیں۔ یا بعد از اظہار اُس غیب کی نسبت انبیاء کی طرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا انبیاء کو وہ غیب کا علم دیا ہوا علم غیب کہلائیگا؟

۱۔ ال عمران ۳/۵ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْكَ (یہ قرآن شریف) غیب کی خبروں سے ہے۔ جو وحی کرتے ہیں ہم اُس کو آپ کی طرف (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

اس آیت کریمہ سے تین مسئلے ثابت ہوئے (۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کی وحی ہو القا کے ذریعے یا بذریعہ رسول یا من وراء حجاب اُس کو غیب ہی کہا جائیگا۔ جیسا کہ یہ قرآن شریف۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطائی ماننا بھی کفر ہے وہ منکر قرآن شریف ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے صاعقۃ الرحمٰن ص ۱۴۔

۲۔ نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو علم غیب باعطائے الٰہی ہے ذاتی نہیں۔ (۳) قرآن کریم کے تیئیس ۲۳ پارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مغیبات سے بعض علم غیب ہے۔

یہ قرآن کریم جو آپ کے علم غیب کا بعض ہے وہ آپ کے متعلق کس قدر علم غیب کو واضح کر رہا ہے۔

WWW.NAQSHEISLAM.COM

۲۔ نحل ۱۴/۱۲ وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ (اور اتاری ہم نے آپ پر (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) کتاب جو بیان کرنے والی ہے ہر چیز کو)۔

۳۔ یوسف ۱۳ وَتَفْصِیْلَ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ (اور "قرآن شریف" تفصیل ہے ہر چیز کی۔ اور ہدایت اور رحمت ہے ایمانداروں کے واسطے)

ان آیتین میں اللہ تعالیٰ نے نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ ارشاد فرمایا ہے۔ اور قرآن کے نزول کو اپنی طرف سے نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم پر نسبت کیا۔ تو اللہ تعالیٰ معلم اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے متعلم ثابت ہوئے تو جس قدر معلم اوّل حقیقی نے اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ (بے شک آپ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ضرور القا کیے گئے ہو قرآن شریف بڑے دانا جاننے والے کی طرف سے) اسے بذریعہ القا متعلم اوّل حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا واسطہ سکھایا جو کسی اور کو وہ علم حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ متعلم ثانی اگر متعلم اوّل کے برابر علم میں مساوی ہو جائے تو ثانی ثانی ہی نہیں رہتا۔ اور اوّلیت سوائے آپ کے اور کسی کو نہیں۔ چنانچہ معلم حقیقی کا ارشاد ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (رحمٰن جس نے سکھایا قرآن پیدا کیا اس نے انسان کو سکھایا اس نے اس کو بیان)

(۱) یہ امر ثابت ہو گیا چونکہ یہ کتاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ہی اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی اللہ تعالیٰ نے مالک بنایا ہے۔ دوسرا نہیں اور جتنا مالک اپنی مملوکہ اور مقبوضہ کو سمجھ سکتا ہے اور کوئی نہیں (۲) قرآن کریم میں کل شے کا بیان اور کل شے کی تفصیل موجود ہے (۳) اس بیان کل اور تفصیل کل شے سے خاص ایمانداروں کے واسطے ہدایت اور رحمت ہے تو ہر کل شے کا علم اور تفصیل کل کا کلی علم مغیبات میں شامل ہیں جس کو ارشاد الٰہی نے واضح فرمایا ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ (یہ غیبی خبروں سے بعض ہے) ثابت ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو کل شے کا علم یعنی علم کلی آپ کے بعض مغیبات سے ہے۔ جس کے علم میں کلی علم غیب اس کے علم کا بعض حصہ ہے تو اس کے کل علم غیب کی انسان کو کیا طاقت ہے کہ سمجھ سکے یا وہاں تک اس کی رسائی ہو۔ چہ جائیکہ اس کے غلط کی پکڑ کر سکے بلکہ ملائکہ اس علم غیب کے سمجھنے سے یا اندازہ لگانے سے قاصر ہیں۔ ہاں البتہ ان کے معلم و علیم حقیقی وحدہٗ لایزال جس کا

علم غیر محدود ہے۔ کُلّی جزئی سے مبرا اور بالاتر ہے۔ بلکہ جَعَلَ الْکُلِّیَّاتِ وَالْجُزْئِیَّاتِ ہے۔ جس نے تمام کُلّیوں اور جزئیوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کے علم کو کُلّی سے متصف کر کے اپنی ذات پر قیاس کرنا۔ اللہ کے علم کو محدود کرنا اور صراحۃً شرک ہے۔ تو یہ علم کُلّی مخلوق اور حادث کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالے نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔

۴۔ انبیاء ع وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (اور نہیں بھیجا ہم نے ..... آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم" مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت) کا خطاب دے کر تمام عالمین کا مختار بنا دیا۔ اس آیت مذکورہ سے شانِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عجیب نکات ظاہر ہوتے ہیں۔ (۱) جناب کی رسالت تمام جہانوں کے واسطے (۲) جناب کی رحمت کا تمام جہانوں کو محیط ثابت کرنا۔ اور عالمین کی تفصیل کُل شے کا اظہار ہے (۳) رحمت کو نکرہ کہا گیا تا ثابت ہو جائے کہ رحمت کا ایک ہی وجود یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم جو تمام جہانوں کو محیط ہے وہ ذات واحدہ ہونے کی حیثیت سے تمام جہانوں کی خبردار بھی ہے (۴) آپ کا حاضر و ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا جس کو پیچھے مفصل بیان کیا جا چکا ہے (۵) ل فائدے کے واسطے ہوتا ہے۔ للعالمین نے مسئلہ استمداد اور وسیلہ کو ثابت کر دیا۔ کیونکہ جب تک آپ تمام جہانوں کا وسیلہ بن کر ہر شے کی امداد نہ فرمائیں رحمۃ للعالمین کا مصداق نہیں بن سکتے چنانچہ آپ کی رحمت سے ہی تمام جہان قیام پذیر ہیں (۶) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کا اختیار دیا جانا کیونکہ اللہ تعالے نے رحمۃ للعالمین کا مطلق خطاب عنایت فرما کر آپ کو اختیار عام عنایت فرما دیا جس کو جتنا جس وقت چاہیں جس زمانہ میں چاہیں رحم فرما دیں یا نہ کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ یہ آیت پاک ان امور ستہ ضروریہ پر تب ہی منطبق ہو سکتی ہے کہ جناب کو تمام عالمین کا علم تفصیلی و اجمالی حاصل ہو۔ اور علی الدوام ہے ورنہ

نہیں۔ اور نہ ہی بغیر علم عالمین کے آپ کسی صورت سے بھی رحمۃ للعالمین کہلا سکتے ہیں۔ تو جس کا ایمان آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے پر صحیح ہے اُس کو بعد اِن امورِ مسلّمہ مذکورہ آپ کے واسطے تمام عالمین کے علم کا قائل ہونا جزوِ ایمانی ہے۔ اور عالمین میں لوح وقلم بھی شامل ہیں۔ لہٰذا اگر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت قلم کو اللہ تعالےٰ نے شاملِ حال نہ فرماتا۔ تو وہ قلم کبھی لوح پر متحرک نہ ہو سکتی۔ اور تفصیلِ کُل شے محفوظ نہ کر سکتی۔ اور عالمین کے ذرہ ذرہ کا علم ظہور پذیر نہ ہوتا۔ اور جس کی رحمت سے قلم متحرک ہو اُس کو تو تم ناواقف بے علم کہو اور قلم کے واسطے علم کُلی کہا جائے یہ کونسا انصاف ہے ع

مدعی عقل و دانش بباید گریست۔ میں کہتا ہوں کہ لوحِ محفوظ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے ہی محفوظ ہے جس کی حفاظت اللہ تعالےٰ کے بھی ذمہ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم عنایت آپ کو ہوا ہے۔ مالک اس کے آپ ہیں لیکن اس کے محافظ معطی واحد ربِ ذوالجلال خود ہیں۔ چنانچہ لوحِ محفوظ جس میں ذرہ ذرہ محفوظ ہے اُس کا قیام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے ہے۔ لیکن محافظ اُس کا اللہ تعالےٰ ہے۔ تو اُس کی حفاظت کرنے سے لوحِ محفوظ کے رحیم کا انکار کر دینا اور اُس سے بے علمی کا اظہار کرنا یہ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا انکار کرنا ہے۔

وہابی اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ (فرما دیجئے یا رسول اللہ کہ میں تمہیں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور میں غیب نہیں جانتا۔ اور میں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں میں کسی کی تابعداری نہیں کرتا۔ مگر جو میری طرف وحی کی جاتی ہے)۔

اس آیت میں تین امور ثابت ہیں (۱) آپ خزائن اللہ کے مالک نہیں یعنی مختارِ کل نہیں (۲) اور میں غیب نہیں جانتا مطلقاً غیب کی نفی ہو گئی (۳) میں فرشتہ

نہیں بلکہ بشر ہوں جو وحی کا متبع ہوں ان تینوں مسائل نے آپ کے مذہب کی بنیاد اکھاڑ دی کیونکہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مختارِ کل مانتے ہو اور غیب داں مانتے ہو اور نور مانتے ہو۔ اس آیت سے تینوں کی نفی ہو گئی۔ لہٰذا ان تینوں مسائل میں تمہارا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔

محمد عمر لَا اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ سے بشریت کیسے ثابت ہو گئی کیا خدا پر بھی بہتان لگانے شروع کر دیے۔ کیا قرآن کریم میں اس مقام پہ بشریت کا ذکر ہے جو تم مراد لے رہے ہو۔ کچھ خدا سے ڈرو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا ثبوت ماقبل گزر چکا ہے۔ ملاحظہ کرلو۔ باقی رہا یہ قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ اللہ تعالے نے خزائن اللہ سے آپ کا اس واسطے انکار کرنے کا ارشاد فرمایا کہ کفار نے اعتراض کیا جس کا یہ جواب دیا گیا: ھود ع۲ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ کَنْزٌ (کیوں نہیں اتارا گیا آپ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم) پر خزانہ) اللہ تعالے نے کفار کو جواب دیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے کہ ایسے رحمۃ اللعالمین ہوں اور لوگوں میں خزانہ تقسیم کرکے اپنی رسالت کا اقرار کرا دیں اور رحمت کی نعمت عظمیٰ کو تقسیم فرما کر دوزخ سے چھڑا دیں۔ چنانچہ ان کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اللہ نے فرمایا قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ (یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے تمہارے لئے میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں تاکہ تم ان خزانوں کی حرص سے مجھ پہ ایمان لے آؤ۔ جب اللہ تعالے مومنین کے ایمان لانے کا احسان اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے برداشت نہیں کرتے فرمایا یَمُنُّوْنَ عَلَیْکَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ ھَدٰکُمْ لِلْاِیْمَانِ (تم پہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ لوگ اپنے اسلام کا احسان کرتے ہیں۔ فرما دیجئے آپ مجھ پہ اپنے اسلام لانے کا احسان نہ کرو۔ بلکہ تم پر اللہ

کا احسان ہے کہ اُس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی، یہ جائیکہ کفار کو خزائن اللہ کی لالچ دے کر رسالت پیش کی جائے بلکہ اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بے نیازی کا اظہار فرمایا فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (جس کا دل چاہے ایمان لائے جس کا دل چاہے کفر کرے) مجھے اور میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ایمان سے کوئی نفع یا نقصان نہیں۔ اسی بنا پہ لَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ فرمایا۔ ورنہ اللہ تعالے نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوق سے زیادہ اور بہتر خزانے عطا فرمائے ہیں تاکہ معترضین استغنار حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ناطقہ بند ہو جائے۔ فرمایا وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى (اللہ نے آپ کو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (جبکہ مال سے، نادار پایا تو غنی کر دیا) اور فرمایا (۲) النجم ۲۷/۳ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى (بے شک اللہ وہ ذات ہے جس نے دولت مند کیا اور خزانے والا کیا) پھر فرمایا (۳) اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ (بے شک ہم نے آپ کو تمام کثرت عطا کی)

۱۔ تفسیر کبیر ۸/۲ | (قَوْلُهٗ اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ) اے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَثِيْرَ فَاَعْطِ اَنْتَ الْكَثِيْرَ وَلَا تَبْخَلْ (بیشک ہم نے آپ کو بہت کچھ دے دیا۔ آپ بہت عطا فرمایئے۔ اور بخل نہ کیجئے۔

۲۔ تفسیر نسفی ۴/۲۸۲ | اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ هُوَ فَوْعَلٌ مِنَ الْكَثْرَةِ وَهُوَ الْمُفْرِطُ الْكَثْرَةِ (کوثر فوعل کے وزن پہ ہے کثرت سے اور اس کے معنی زیادہ کثرت کے ہیں)

۳۔ تفسیر خازن ۲۵۰ | وَاَصْلُ الْكَوْثَرِ فَوْعَلٌ مِنَ الْكَثْرَةِ (اصل کوثر کا فوعل کے وزن پہ کثرت سے ہے)

۴۔ مفرداتِ راغب صفحہ ۴۲۹۔ يُقَالُ لِلرَّجُلِ السَّخِيِّ كَوْثَرٌ وَيُقَالُ

تَكَوْثَرَ الشَّيْءُ كَثُرَ كَثْرَةً مُتَنَاهِيَةً (آدمی سخی کو کوثر کہا جاتا ہے اور جب کسی شے کی زیادہ کثرت ہو جائے تو اس کو تَكَوْثَرَ الشَّيْءُ کہا جاتا ہے)

۵۔ تفسیر صاوی ۱/۱۷۸ | ما تحت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ جَعَلَ اللّٰهُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِهِ بِيَدِهٖ فَمَنْ زَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَآحَادِ النَّاسِ لَا يَمْلِكُ شَيْئًا أَصْلًا وَلَا نَفْعَ بِهٖ لَا ظَاهِرًا وَلَا بَاطِنًا فَهُوَ كَافِرٌ خَاسِرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاسْتِدْلَالُهٗ بِهٰذِهِ الْآيَةِ ضَلَالٌ مُّبِيْنٌ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے خزانوں کی چابیاں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کیں تو جس شخص نے گمان کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دوسرے لوگوں کی طرح کسی چیز کے بالکل مالک نہیں ہیں اور نہ آپ کے ساتھ ظاہری اور باطنی نفع ہے تو وہ کافر ہے۔ دنیا اور آخرت میں خسارے والا ہے۔ اور اس آیتہ سے یہ دلیل اخذ کرنا کہ آپ نفع نقصان کے مالک نہیں یہ گمراہی ظاہر ہے۔ پھر اللہ نے فرمایا (۶) وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (آپ کو یا رسول اللہ اللہ جلدی عطا کرے گا۔ کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ جیسا کہ اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ سے آپ کو تمام کثرت عطا فرما دی پھر فرمایا۔

(۷) پ۲۲ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (جب فرماتے تھے آپ اس شخص کو جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے اس پر انعام کیا) اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس خزائن اللہ نہیں ہیں تو اللہ تعالےٰ نے اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ کا اطلاق آپ پر کیوں کیا۔ اور فرمایا۔ (۸) وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ۔ (اور اللہ نے جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے اس کا مجموعہ تمہارے تابع کر دیا ہے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمانوں کی ہر چیز کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تحویل کر دیا۔ جس میں خزائن اللہ بھی شامل ہیں)

۹۔ بخاری شریف پ۱ وَاِنِّيْ قَدْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ

(اور بے شک میں یقیناً تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیا گیا ہوں.

۱۰۔ **مسلم شریف** ۲/۲۹۰ } زُوِیَ لِیَ الْاَرْضُ حَتّٰی رَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ (سمیٹی گئی میرے لئے زمین حتّٰی کہ میں نے اس کے تمام مشرقوں کو دیکھا اور تمام مغربوں کو اور میں دو خزانے عطا کیا گیا ہوں)۔

قَالَ النَّوَوِیُّ قَالَ الْعُلَمَاءُ الْمُرَادُ بِالْکَنْزَیْنِ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ

(علماء نے کہا ہے کہ کنزین سے مراد دونوں خزانے سونے اور چاندی کے ہیں۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے عطا کئے گئے) حدیث مذکورہ بالا سے دو امور ثابت ہوئے (۱) تمام زمین کا غیب اللہ نے مرۃ واحدہ میں ہی عطا فرما دیا (۲) تمام سونے چاندی کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطا کی گئیں۔

۱۱۔ **بخاری شریف** ۱/۴۱۸ } اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ (مجھے تمام زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پھر میرے ہی ہاتھ میں رکھی گئی ہیں۔ چنانچہ اسی کی تصریح فرماتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا:۔

۱۲۔ **بخاری شریف** ۱/۱۶۹
مسلم شریف ۱/۳۳۲ } اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَیُعْطِی اللّٰهُ (آپ نے فرمایا اللہ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں)۔

چنانچہ آپ کے قاسم ہونے کی دلیل اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی۔

۱۳۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (کوئی کسی قسم کا سوال کرنے والا آجائے تو اس کو یا رسول اللہ نہ جھڑکئے)، اگر بقول تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس خزائن

نہیں تو فَلَا تَنْہَرْ فرمانے کا کیا مطلب۔ بلکہ فَانْہَرْ چاہیے تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ کے پاس خزائن اللہ ہیں۔ جن کو اللہ تعالٰے تقسیم کا ارشاد فرما رہا ہے۔ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے سے کسی کو واپس مڑنا مناسب نہیں سمجھتے۔

۱۴۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا (اور آپ اپنے دستِ پاک کو تنگ نہ کیجیے اور نہ تمام فراخ کر دیجیے تو آپ افسوس سے تھکے ہوئے بیٹھے رہیں گے) اس آیہ کریمہ میں جناب کی قاسمیت کے میانہ روی کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر آپ قاسم نہیں تو تقسیم اوسط کو بیان کرنے کا کیا مطلب۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تو میانہ روی کی تقسیم کا ارشاد فرمایا اور مقسم علیہ کو فرمایا۔

۱۵۔ حشر ۲۸/۱ { مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (جو تمہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دے دیں تو اس کو لے لو۔ اور جس سے انکار فرمادیں رک جاؤ۔

ثابت ہوا کہ آپ کے پاس خزائن اللہ کی کنجیاں تو ہیں۔ جس بنا پر آپ کی ملکیت ثابت کی گئی۔ آپ کو تقسیم کا طریقہ فرمایا گیا۔ اور ہمیں لینے کا طریقہ فرمایا۔ لیکن وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ اس لیے فرمایا کہ صداقتِ رسالت پر دھبہ نہ لگے۔ کہ خزائن اللہ کو اپنی رسالت کی تصدیق پر خرچ کرکے رسالت کا اقرار کروایا جا رہا ہے۔ اگر تحقیقاً سچے رسول اللہ ہوتے تو خزائن اللہ تقسیم کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ یہ ہے حقیقت جو اس مقام پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے خزائن اللہ کا انکار کروایا گیا اور دوسرے کئی مقامات پر ثابت کیا گیا۔ جو لوگ آپ کی رسالت کے مصدق ہیں وہ بلا طمع آپ پر ایمان لاتے ہیں اور آپ کے واسطے خزائن اللہ ہونے پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ باقی رہا ارشادِ الٰہی وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ (فرما دیجیے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ میں غیب نہیں جانتا۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات اس واسطے کہلوائے کہ کوئی کج طبع

آپ کے علم غیب ذاتی کا معتقد نہ ہو جائے۔ کیونکہ شے کا مدعی وہی ہو سکتا ہے جس کی ملکیت ذاتی ہو۔ چنانچہ غیب کا حقیقی مالک و عالم وہی ذات ہے اور وہی مدعی ہو سکتا ہے کیونکہ اس کا علم ذاتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے غیب عطائی ہونے کی وجہ سے آپ اعلم الغیب خود نہیں فرما سکتے۔ اللہ تعالے اس عطیئے کو اپنی طرف سے عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ سے خطاب کر سکتا ہے۔ چنانچہ اسی عطائی بنا پر اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا۔

۵۔ آل عمران۔ پارہ ۳

ذَالِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (یہ غیب کی خبروں سے ہے جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی) اللہ تعالے کا یہ دعوے کہ قرآن شریف اخبارِ غیبیہ ہیں تو اگر آپ کی ذات سے اللہ تعالے بالذات ولا اعلم الغیب نہ کہلواتے بلکہ اعلم الغیب صراحۃً فرما دیتے تو مخالفین ذَالِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ اور اَعْلَمُ الْغَيْبَ کو مطابق کر کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مصنفِ قرآن کہہ دیتے۔ کیونکہ آپ کا دعوے کرنا کہ میں غیب جانتا ہوں اور قرآن کا دعوے کہ یہ غیبی خبریں ہیں یہ صاف ظاہر ہو جاتا کہ آپ مصنفِ قرآن ہیں۔ بلکہ ہر منکر کو موقعہ مل جاتا اور جھوٹے نبی کو مصنفِ کتاب بننا آسان ہو جاتا۔ حالانکہ نبی اپنی ذات کی طرف سے کسی چیز کا جامع نہیں ہوتا۔ سوائے اللہ تعالے کے۔ اسی واسطے اللہ تعالے نے آپ کی ذات پاک سے وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ کہلوایا اور اپنی طرف سے علوم غیبیہ کے عطا کا اظہار کے واسطے بیان فرمایا۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کے متعلق تصریح فرمائی۔

۶۔ تکویر ۳۰/۱

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم غیب پر بخیل نہیں۔) اگر آپ کے پاس عطائی غیب کو بھی تسلیم نہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یہ کلام معاذ اللہ جھوٹی ثابت ہوتی ہے کہ جو چیز آپ کے پاس ہی نہیں اس پر بخل کیسا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ کے پاس غیب تو ضرور ہے لیکن اللہ کی طرف سے عطائی ہے۔ اور وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے۔ ورنہ اگر لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ

سے مطلقاً غیب کی نفی مراد لی جائے ذاتی ہو یا عطائی تو قرآن کریم سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں کوئی غیب جانتا ہی نہیں اور قرآن کریم مدعی ہے کہ یہ غیبی خبریں ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ آپ قرآن نہیں جانتے۔ اور جب قرآن کریم کا انکار رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ثابت ہو جائے تو قرآن کا دعوے نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ معاذ اللہ جھوٹ ثابت ہوگا۔ اور خداوند تعالےٰ کی کلام کا جھوٹ ہونا محال اور اللہ کی کلام میں کذب کی نسبت کرنے والا کافر۔ لہٰذا ماننا پڑیگا کہ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ میں اللہ تعالےٰ علمِ غیب ذاتی کی نفی کروا رہا ہے نہ کہ عطائی کا۔

اور وَلَا اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ ” اور فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں تمہیں نہیں کہتا کہ میں فرشتہ ہوں“

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے فرشتہ ہونے کی نفی فرمائی۔ کیونکہ یہ آپ کی ہتک تھی ملائکہ تو آپ کے غلام ہیں بلکہ غلامانِ غلام ہیں۔ اور اُن کی نورانیت کا قیام آپ کی رحمت سے مستفیض ہے۔ اور جو تم نے ملکیت کے انکار سے بشریت کا نتیجہ نکالا ہے وہ اس عبارتِ قرآنیہ سے تجاوز کرنا ہے۔ کہ آپ کو یاد نہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جو سید الملائکہ ہیں۔ اپنی ذات کو سدرۃ المنتہیٰ پر ختم کر چکے لیکن ذات پر نور حضور صلے اللہ علیہ وسلم ملا اعانتِ غیر مرتبہ دنا تک پہنچے۔ فرشتہ چونکہ اپنی ذات میں اور صفات میں نبی سے کم ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اور ہر صفات میں اولیٰ تر اور بالاتر ہیں۔ اس واسطے آپ نے وَلَا اَقُوْلُ لَکُمْ اِنِّیْ مَلَکٌ فرمایا اور اللہ تعالےٰ نے اسی حقیقت کی بنا پر آپ کی زبان پاک سے کہلوایا۔ دوسری وجہ یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم مذکور اور ملائکہ ذاکر اور خداوند بھی آپ کا ذاکر اگر آپ دعوے ملکیت فرماتے یا مساوات یا مماثلت کے مدعی بنتے تو شانِ الوہیت کی بھی ہتک تھی۔ اور ملائکہ ذاکر اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم مذکور میں کوئی فرق نہ رہ جاتا۔ اگر آپ کی شان ملائکہ سے بالاتر

سمجھی جائے تو ہی يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ کے مرتبہ پر آپ فائز ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ تمام آیت کا نتیجہ اللہ تعالے نے منکروں کے واسطے اخیر جملہ میں نکال دیا فرمایا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ" فرما دیجئے یا رسول اللہ اگر مجھے غیب نہیں تو تمہیں اتنی تمیز بھی نہیں کہ اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے۔ منکرین غیب تو آپ کو بجائے بصیر ماننے کے ایمان سے خارج ہو کر اس کے برعکس مانتے ہیں۔

وہابی اللہ تعالے نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اور آپ کی زبان پاک سے کہلوایا ہے کہ قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت نیکی جمع کر لیتا اور مجھے برائی نہ مس کرتی۔ سنیئے:۔

اعراف ۹/۲۲ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ اگر میں غیب جانتا تو کثرت خیر طلب کرتا۔ اور مجھے برائی نہ مس کرتی میں ایمانداروں کے واسطے بشیر ونذیر کے سوا کچھ نہیں۔

محمد عمر اس آیت کا ما قبل آپ نے چھوڑ دیا يَسْئَلُوْنَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ قُلْ لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ آپ سے سوال کرتے ہیں یا رسول اللہ قیامت کے متعلق، گویا کہ آپ بحث کرنے والے ہیں اس سے فرما دیجئے اور کوئی بات نہیں اس کا علم اللہ کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ فرما دیجئے میں اپنے نفس کے واسطے نفع کے لحاظ سے اور نہ نقصان کے لحاظ سے مالک نہیں۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب جانتا تو کثرت خیر طلب کرتا اور مجھے برائی نہ مس کرتی۔ نہیں ہوں میں (معمولی آدمی) مگر ڈرانے والا

اور مبارک دینے والا میں ہی ہوں ایماندار قوم کے لئے)

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بحث وتمحیص کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ سے یہ لوگ قیامت کا حال ایسے دریافت کرتے ہیں کہ آپ اس سے جھگڑے میں پڑ جائیں۔ تو اللہ نے فرمایا کہ آپ اس جھگڑا میں مشغول نہ ہوجیئے۔ بلکہ فرما دیجیے قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے پاس ہے اور کسی کو اس نے سمجھایا یا جتایا نہیں۔ علم کی نفی ہے نہ تعلم کی۔ کیونکہ آگے ارشاد الٰہی مذکور ہے وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (لیکن اکثر لوگ (قیامت سے) بے خبر ہیں) اس آیت پاک میں اللہ تعالےٰ نے اکثریت کی بے علمی قیامت سے ثابت کی ہے۔ جس سے اقلیت کو علم عطائی ثابت ہوتا ہے۔ جس کا اللہ نے اس آیت میں انکار نہیں فرمایا بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات کے نفع اور نقصان کے متعلق مشیت ایزدی کے ماتحت رکھا۔ اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے ارادے کے سوا اپنے نفس کے واسطے میں نفع ونقصان کا مالک نہیں کیونکہ اگر نفع اور نقصان کی تملیک اپنے نفس کی طرف منسوب فرماتے تو ہو سکتا تھا کہ آپ غیر کے نفع کے واسطے اپنی ذات کو نقصان پہنچاتے لیکن جب اپنے نفس کے نفع، نقصان کو مشیت ایزدی کے ماتحت رکھا تو یہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ محب اپنے محبوب سے ہر زوال نفع کا خواہاں ہے اور نقصان سے وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ فرما کر محفوظ فرمایا ہے۔ یہی وجہ تھی قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ فرمانے کی۔ تو جب میرا محبوب اپنے نفع ونقصان کو میری مشیت کے ماتحت اپنی زبان پاک سے کر دے گا تو آپ کی ذات کو کسی قسم کے نقصان کا امکان ہی نہ رہے گا۔ وہ منافقین کی نظر میں آپ کی ذات کے واسطے ظاہراً نقصان دکھائی دے گا۔ لیکن میری مشیت میں وہ ہر صورت نفع ہی نفع ہوگا۔ چنانچہ اسی بنا پر اللہ تعالےٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا دیا۔ اگر بقول کسے آپ کو نقصان ہو سکتا ہے اور آپ نقصان دور کرنے کے اہل نہیں تو اس کا مطلب

یہ ہے کہ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا قائل نہیں۔ کیونکہ رحمت اور زحمت کا اجتماع ایک ذات میں محال ہے اسی واسطے اجتماع نقیضین محال ہوتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نقصان کے قائل کی مثال یوں سمجھئے جیسا کہ ایک شخص ایک ہی وقت میں دن کا بھی قائل ہو اور اُسی دن کو رات بھی سمجھے۔ لہٰذا مذکورہ بالا آیت سے آپ کی ذات کے واسطے بحیثیت الٰہی نفع ہی نفع ثابت ہوتا ہے۔ جس سے یہ امر بھی عیاں ہے کہ جب آپ کو اللہ کے ارادے سے محض نفع ہی ہے تو آپ اپنے متبعین کے واسطے نقصان کے خواہاں کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ ہے اس آیت کا مطلب جس کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے مخالفین مطلب کو اُلٹا بنا کر آپ کی توہین کرتے ہیں۔ اِتَّقُوا اللّٰہ۔

آگے اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ۔ اس عبارت مذکورہ میں شرط ہے۔ اس واسطے یہ جملہ شرطیہ ہے۔

لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ شرط ہے لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ جزائے اوّل
وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ جزاء ثانی ہے۔

وجود شرط جزاء کے وجود کو مستلزم ہے اور انتفا شرط جزا کے انتفا کو مستلزم ہے اور جزا کا خارج میں مثبت ہونا مستلزم ہے کہ شرط بھی ثابت و موجود ہو۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی معبود ہوتا تو زمین و آسمان اُجڑ جاتے۔ اس میں لَفَسَدَتَا جزا ہے اور لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ شرط ہے۔ جب زمین و آسمان اُجڑے نہیں بلکہ قائم ہیں تو صرف اللہ ہی کا معبود ہونا ثابت ہو گیا۔ ثابت ہوا کہ انتفاء فساد انتفاء شریک باری کو مستلزم ہے۔ ایسے ہی آپ اس آیت کو دیکھ لیجئے کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کثرتِ خیر جمع نہیں فرمائی اور برائی نے بھی مس کیا ہے تو آپ غیب نہیں جانتے۔ اور اگر آپ کے واسطے خیر کثیر خارج میں موجود ہے اور آپ کو سوء کا مس کرنا بھی محال ہے۔ کیونکہ رحمت

رؤف اور رحیم کی نقیض ہے۔ لہذا آپ کو علم غیب کا ہونا ضروری ہے کیونکہ خیر شرط ہے۔ اب یہ فیصلہ دو جزاؤں کے اثبات کا اللہ پر موقوف ہے۔

۱۔ نساء ۹/۵ | وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اور اگر تم صبر کرو تمہارے لیے بہتر ہے، آپ کے صبر پاک کی حد کس سے مخفی ہے۔ سب مخلوق سے زیادہ آپ کا صبر مشہور ہے۔ جیسا طائف میں پتھر کھا کر آپ نے دعا سے مالا مال فرمایا یہ بھی آپ کے لیے خیر ہے جو مثبت ہے۔

۲۔ توبہ ۱۰/۶ | وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

اور اپنے مالوں اور نفسوں کے ساتھ اللہ کے رستے میں جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو، اللہ تعالےٰ نے جہاد مالی اور نفسانی فی سبیل اللہ کو خیر فرمایا ہے۔ آپ کے جہاد کا اور خیر کا ثبوت اللہ نے دیا ہے **۳۔ توبہ ۱۰/۱۱** لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ

۴۔ طٰہٰ ۱۶/۱ | وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اور آپ کے رب کا رزق خیر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ہے۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق وَيُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِيْ رَبِّيْ کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس سے زیادہ بہتر رزق نہ میسر ہوا نہ ہے اور نہ ہو ہی سکتا ہے۔ لہذا مرزوق من اللہ آپ کی مثل دوسرا نہیں ہو سکتا تو خیر بھی آپ کے لیے ہی مخصوص ہوگی۔

۵۔ بخاری شریف ۱/۴ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔

(ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زیادہ سخی تھے خیر کے ساتھ

ہوا چلنے والی ہے ۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تیز ہوا سے بھی زیادہ تمام خیر تھے۔ اور ہوا زمین کے ہر ذرہ ذرہ پر چلتی ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُس ہوا سے بھی زیادہ اجود وبالخیر ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ رزق رب کی تمام خیر آپ کو ہی حاصل ہے۔

۶- جمعہ ۲۸/۲ | فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آؤ۔ یہ تمہارے لئے خیر ہے اگر تم جانتے ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ ذکر اللہ کی طرف دوڑ کر آنے والا خیر کا مستحق ہے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آنے والا کون زیادہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ اللہ کی طرف آپ کی دوڑ کو جبرئیل علیہ السلام بھی نہ پہنچ سکے چنانچہ آپ کے ذکر اللہ کی شان کو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے خوب سمجھا اور فرمایا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ترمذی شریف میں مذکور ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ فِیْ کُلِّ اَحْیَانِہٖ ۔ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہر حین میں ذکر فرماتے رہتے تھے۔ بلکہ اللہ تعالٰے نے آپ کے ذکر بہتات کو کم فرمایا یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَہٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۔

۷- ص ۲۳/۴ | وَکُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ ۔ (تمام انبیاء اخیار سے ہیں) معلوم ہوا کہ آپ خیر اور آپ کا ہر قول وفعل اخیار سے ہے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

۸- بقرہ ۳/۴ | وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ۔ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔ اور جو شخص حکمت اور دانائی دیا گیا تو وہ خیر کثیر دیا گیا۔ اور سوا عقل والوں کے کوئی نصیحت نہیں کرتا اور

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ جل جلالہٗ نے مُعَلّمِ حکمت ہونے کا خطاب فرمایا ہے

ال عمران پ۴ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

(البتہ تحقیق اللہ تعالے نے مومنین پر احسان فرمایا ہے۔ جب اُس نے اُن کے نفسوں سے ایسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ جو ان پر اُس کی آیتیں تلاوت فرماتے ہیں۔ اور اُن کو پاک کرتے ہیں۔ اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اگرچہ وہ پہلے بیّن گمراہی میں ہی ہوں) اس آیت کریمہ میں رب العزت نے مومنین پر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کا بمع اوصاف خمسہ کے مبعوث فرمانے کا احسان جتایا ہے (۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مومنوں کی فلاح کے واسطے رسول بنا کر بھیجا (۲) مومنین پر قرآن کریم کی تلاوت فرما کر آپ کو ہی بلا اُجرت قاری مقرر فرمایا (۳) نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا میں کفر و نفاق معاصی اور عیوبات سے پاک کرنے کے لئے مقرر فرمایا (۴) قرآن کریم کی تعلیم حقیقی کے لئے مقرر کیا (۵) اور حکمت سکھانے والے یعنی تمام دنیا کے صحیح اُستاد دانش و فلسفہ و اقتصادیات آپ ہی ہیں معلوم ہوا کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں واحد مُعلّمِ حکمت ہیں۔ اور جس کو حکمت دی گئی تو اس کے متعلق اللہ تعالے نے فرمایا۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (جو شخص حکمت دیا گیا تو وہ خیر کثیر دیا گیا۔ چنانچہ اللہ کی طرف سے جب آپ معلمِ حکمت ثابت ہو گئے تو بطریق اولیٰ خیر کثیر بھی آپ کو ہی عنایت ہوئی جس خیر کثیر کو آپ نے تیز ہوا سے بھی زیادہ تقسیم فرمایا آپ کی ذاتِ پاک سے محض علم غیب کی نفی کرنے پر خیر کثیر سے بھی انکار کر دینا یہ ایمان بالقرآن سے بعید امر ہے تو بدلائل ثابت ہو گیا کہ جب آپ کو جزا کثرتِ خیر حاصل ہے۔ تو شرط بھی یعنی علم غیب کا حاصل ہونا آپ کی ذات کے واسطے ضروری ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا

کہ آپ کو چونکہ کثرتِ خیر حاصل ہے لہٰذا آپ غیب کے جاننے والے بھی ہیں۔ دنیا میں بھی آپ خیرِ کثیر کے مالک و قاسم اور وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولٰى کے قانون سے آخرت میں خیرِ کثیر کے مالک و مختار بھی آپ ہی ہونگے۔ لہٰذا آپ کی ذاتِ مطہرہ سے غیب کا انکار کرنا یہ خداوند کریم کے مشروط و مثبتہ کا انکار کرکے قرآن کریم کا انکار کرنا ہے۔ کیونکہ جزا مثبتہ موجود فی الخیر مقرون اللہ تو شرط کا اثبات حتمی ہے اور اس کو تسلیم کرنا جزوِ ایمان ہے۔ چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں میں کثرتِ خیر حاصل ہے بلکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو کثرتِ خیر کا مالک و مختار کر دیا ہے تو آپ کو علمِ غیب بھی حاصل ہوا۔

جب آپ کو خیرِ کثیر کی شرط سے علمِ غیب حاصل ہوا تو علم قیامت بھی اس میں شامل ہو گیا۔ لیکن اس کی بحث و تمحیث سے اللہ تعالےٰ نے بطریق احسن منع فرمایا ایسے نہیں فرمایا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ قیامت کے جھگڑے کو نہ چھیڑیئے بلکہ ادب محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا۔ يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا۔ (سوال کرتے ہیں یہ لوگ آپ سے گویا کہ آپ قیامت کے متعلق بحث کرنے والے ہیں) معلوم ہوا کہ قیامت کا علم تو آپ کو ہے۔ لیکن اس کے ظاہر کرنے سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔ جس کی بحث نہ کرنے کا اشارہ فرمایا۔ ورنہ اگر محض قیامت کے ذکر کو ہی چھیڑنا منع ہوتا تو اللہ تعالےٰ ہی اس کے علامات اور اس کے آثارات کا بھی ذکر نہ فرماتا چنانچہ دوسرے مقام پر بھی ایسے ہی اشارہ فرمایا۔ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ اللہ کی طرف قیامت کا علم لوٹایا جاتا ہے، یعنی اگر کوئی سائل سوال کرے تو اس کو یہ نہیں کہا جاتا۔ کہ میرے پاس علم قیامت نہیں ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ قیامت کا علم اللہ جانتا ہے۔ یہی مطلب ہے۔ يُرَدُّ کا اگر اپنے پاس اس کا علم ہی نہیں تو پھیرنے یا لوٹانے کا کیا مطلب۔ کیونکہ پھیری یا لوٹائی وہی چیز جاتی ہے جو طالب کی طرف سے آئے۔ اور متکلم کی

طرف لوٹائی جائے۔ ایسے ہی خبر جب دونوں جانتے ہوں اور چیلے کا دوسرے کو مشورہ یہ ہو کہ یہ خبر تم نہ ظاہر کرنا بلکہ مجھ پر ہی ڈال دینا۔ تو اس کو کہا جاتا ہے کہ دوسرے نے چیلے پر بات کو لوٹا دیا۔ اور جس چیز کا علم دوسرے کو نہ ہو تو وہ صاف انکار کر دیتا ہے کہ چیلے نے مجھے بتایا ہی نہیں۔ ایسے ہی اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے علم قیامت نہ دیا ہوتا تو اللہ تعالے یہ نہ فرماتے کہ اللہ کی طرف قیامت کا علم لوٹایا جاتا ہے۔ بلکہ فرما دیتے کہ میں اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو علم قیامت تمہارے سوال کرنے پر بھی ظاہر نہیں کروں گا۔ جب لوٹانے کا ارشاد فرما دیا تو معلوم ہوا کہ آپ نے اللہ پر علم قیامت کی بات ڈالی ہے نہ کہ آپ بے خبر ہیں۔ جیسا کہ مخالف نے سمجھا ہے۔ اور آخری نکتہ علم قیامت کے اظہار نہ کرنے کا یہی ہے کہ ڈرانا سی چیز کا ہوتا ہے جس سے بے خبری ہو۔ تو آپ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا تب ہی کہلا سکتے ہیں کہ اس کے وقت کا اظہار نہ کیا جائے۔ ورنہ نذیر نذیر نہیں رہ سکتا اور نہ منذور منذور رہ سکتا ہے۔ باقی رہا وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ جزء ثانی شرط اول کی۔ یعنی اگر میں غیب جانتا تو مجھے برائی مس نہ کرتی۔ اب اس کا فیصلہ قرآن کریم پر موقوف ہے کہ آیا آپ کو برائی نے مس کیا ہے یا نہیں۔ اگر برائی نے مس نہیں کیا تو آپ کو غیب سمجھے ہوئے کہہ سکتے ہیں ورنہ نہیں عقل تو یہی چاہتی ہے کہ نبی اللہ کو سوء کی طرف نسبت کرنا ہی ایمان سے خالی ہونا ہے۔ اور سوء کو آپ کی طرف بھی۔ اور آپ کا اسم ذاتی جو اللہ تعالے نے آپ کی طرف منسوب فرمایا ہے مُحَمَّدٌ (صلے اللہ علیہ وسلم) برگزیدہ۔ تعریف کیا ہوا۔ بے عیب یہ اسم پاک ہی سوء کی نسبت کرنے سے مانع ہے۔ کیونکہ اگر سوء کو آپ کی طرف منسوب کیا جائے تو آپ مُحَمَّدٌ ہی نہیں بن سکتے۔ تو اللہ کا اس نام سے پکارنا ہی غلط ثابت ہو جائے گا۔ ثابت ہوا کہ منکرین علم غیب جو آپ کی طرف سوء کو منسوب کر کے آپ کی ذات سے علم غیب کی نفی کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت آپ کے مُحَمَّد ہونے

کے ہی قائل نہیں۔ چہ جائیکہ آپ کی رسالت کے نام لیوا بنیں

فیصلہ قرآنی متعلقہ سوء

۱۔ **البقرہ** ۲/ع } اِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ (جو اللہ کی کلی بات نہیں) تمہیں شیطان برائی اور فحشاء کے ساتھ حکم کرتا ہے۔ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سوء کو نسبت کیا جائے اور غیب کا انکار کیا جائے (نعوذ باللہ اس سے یہ ثابت ہوگا۔ کہ آپ پر شیطانی تسلط ظاہر کرنا ہے۔ کیونکہ سوء شیطان کی طرف ہی منسوب ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کی ہتک ہے اس کا قائل ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی خیر سے شیطان کا بھی کمر ٹوٹا ہوا ہے۔ اس نے بھی ڈرتے ہوئے اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ کہا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالے نے بھی اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ (میرے بندوں پر تیرا کوئی تسلط نہیں) فرمایا ہوا ہے۔ اس واسطے اللہ تعالے کے مخلص بندوں پر سوءِ شیطانی کا خیال کرنا یا نسبت کرنا یہ قانونِ قرآنی کے خلاف ہے۔ چہ جائیکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مطہرہ سے سوء کی امید لگانا یہ ایمان کے خلاف ہے۔

۲۔ **یوسف** ۱۲/ع } قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ۔ مصری عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق کہ دیں مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ ہم یوسف علیہ السلام پر کسی قسم کی برائی نہیں جانتیں تم مصری عورتوں سے بھی گئے گزرے بن گئے۔

۳۔ **انعام** ع/۶ } مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءً ۢا بِجَهَالَةٍ (جس شخص نے برا عمل کیا بے علمی سے) لہٰذا اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ سُوْٓءٍ جہالت پر موقوف

ہے۔ اور جہالت نقص ہے۔ اور نقص آپ کی ذات سے محال ہے۔ چنانچہ سُوء کا آپ کو مس کرنا محال۔ ناقۃ اللہ کو اگر برائی مس کرے تو اس کے مس کنندہ کو اللہ کی طرف سے عذاب نازل ہو۔ چہ جائیکہ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے برائی کا مس کرنا چنانچہ ھٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ لَکُمۡ اٰیَۃً فَذَرُوۡہَا تَاۡکُلۡ فِیۡۤ اَرۡضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوۡہَا بِسُوۡٓءٍ فَیَاۡخُذَکُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ (یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی ہے۔ تم اس کو کھلی رکھنا۔ برائی سے مس نہ کرنا کیونکہ تمہیں درد دینے والا عذاب پکڑے گا) ناقۃ اللہ کو اگر سُوء سے کوئی چھوئے تو اس کو عذاب الیم ہو تو نبی اللہ کو سُوء کیسے مس کر سکتی ہے۔ سُوء کا مس کرنا تو کجا میں کہتا ہوں کہ سُوء اگر آپ کی ذات پاک کی طرف توجہ کرے تو سُوء سُوء نہ رہ جائے بلکہ خیر بن جائے۔ کیونکہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے سُوء کو پاک کرنے والے وَیُزَکِّیۡہِمۡ کا رتبہ عنایت فرمایا ہے۔ اور آپ کی ذاتی شان میں اللہ تعالےٰ نے یوں سراہا ہے:۔

انعام ۸/۲۰ قُلۡ اِنَّنِیۡ ہَدٰىنِیۡ رَبِّیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ

(فرما دیجیے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے شک مجھے میرے رب نے صراطِ مستقیم کی ہدایت دی ہے) جب آپ نے صراطِ مستقیم کو پا لیا ہے تو برائی مس کرنے کے کیا معنی بلکہ فرمایا اِنَّکَ لَتَہۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ (بے شک آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتے ہیں) کیا اگر خدانخواستہ آپ کو برائی مس کرے تو آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اگر مس سُوء کا آپ کی ذاتِ مقدسہ میں شائبہ بھی ہو تو تبلیغ رسالت ہی مکمل نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ثابت ہوا جو آپ کی نسبت مس سُوء کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَہٗ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ جو ایمانِ مومن کے منافی ہے۔

انعام ۸/۲۰:۔ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ

الْعٰلَمِیْنَ (فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ میری نماز اور قربانی اور میری زندگی
اور میرا وصال اللہ رب العالمین کے واسطے ہے) جل کی حیات
و وصال اللہ رب العالمین کے واسطے ہونے کا فیصلہ اللہ نے فرما دیا ہو تو دوسرا کون ہے
کہ آپ کی تمام عمر جو رب العالمین کے واسطے گزری ہو اُن سے روگردانی کرا کر سُوء کی طرف
پھیر دے۔ اور ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف سُوء کو منسوب
کرنے والے آپ کو رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ بھی تسلیم نہیں کرتے کیونکہ سُوء اور رحمت
دونوں نقیضین ہیں۔ اور اجتماع نقیضین محال۔ پھر سُوء کو آپ کی طرف نسبت کرنے
سے آپ کی ذات کا ہی انکار کرنا پڑتا ہے۔ خواہ کسی قسم کی سُوء کیوں نہ ہو۔ کیونکہ
سُوء افعالِ ذم سے ہے۔ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مجتبےٰ اور مصطفےٰ مانتا ہے تو وہ
افعالِ ذم کو آپ کی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی افعالِ ذم کا آپ کو فاعل قرار دے
سکتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسلام سے خارج ہے۔

كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ

۵- یوسف ۱۲/۳ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ (اسی طرح تاکہ پھیر دیں ہم اس
یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے بُرائی کو اور بے حیائی کو۔ کیونکہ
وہ ہمارے مخلص بندوں سے تھا) معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ اپنے مخلص بندوں کی طرف
بُرائی کو جانے ہی نہیں دیتا۔ اور نہ بُرائی کی جرأت ہے کہ اُس کے مخلص بندوں کی طرف
بڑھ سکے۔ چہ جائیکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بُرائی کو نسبت کیا جائے۔ ایں خیال
است و محال است و جنوں۔

حقیقت یہ ہے کہ کفار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سُوء کے منتظر رہتے
تھے جن کا رد اللہ نے فرمایا۔

۶- توبہ ۱۱/۱۲ وَیَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ

اور انتظار کرتے ہیں تمہارے ساتھ گردش کا۔ اُن پر بُری گردش ہو۔ جب کفار نے کافی الارحام قیامت وغیرہ کے اخبار غیبیہ کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عام شروع کر دیا تو اللہ تعالٰے نے انکے متضاد خیال کو نشر فرمایا کہ ایک وقت آوے ادرکے منتظر ہیں اور دوسرے وقت میں بنا بر علیم وغیرہ سائل ہیں تو اے سائلین مقدم غیب وغیرہ ہم اگر تمہارا سوال مجھے یقینی ہے تو مجھ کو متعلقہ سوال پہلے یہ ہے کہ میری ذات محمدی کی حقیقت میں کثرت خیر و عدم سوء کو داخل سمجھو ورنہ نہیں کیونکہ عالم الغیب کا تعلق مس سوء کو مستلزم ہے اور سوء کا لازم کثرت خیر کے انعدام سے ہوتا ہے اور جب تم مجھے کثرت خیر کا طلبگار اور سوء سے بری نہیں سمجھتے تو قیامت وغیرہ کے متعلق تمہارا مجھے سوال کرنا حق بجانب نہیں جس کا جواب رب العزت نے جلد نقش پیش فرمایا وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ کیونکہ اگر میں غیب جانتا ہوں تو کثرت خیر کے لئے اقدام کرتا اور میری ذات کیلئے ایسے بھی حائل نہیں اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو مجھے برائی بھی مس نہ کرتی۔ حالانکہ تم مجھے سوء سے بھی بری نہیں سمجھتے۔

اب اے فرقہ وہابیہ اگر تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان پیشواؤں جیسا ہی خیال رکھتے ہو تو بلا شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم غیب سے بے خبر سمجھو ورنہ اس آیۂ کریمہ سے اگر ان حیات سے بری سمجھو تو باتِ قیامت وغیرہ سے باخبر ماننا پڑیگا۔

۷ جن ۲۹/۲ قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا ۝ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ۝ لِّيَعْلَمَ أَن قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝ فرما دیجیے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا میں جو تم وعدہ دیے گئے ہو۔ کیا قریب ہے یا رب میرا اُس کے واسطے مدت بنا دے گا۔ غیب کے جاننے والا ہے۔ وہ نہیں مطلع کرتا اپنے تمام غیب پر کسی کو مگر رسول سے جس کو پسند کرے۔ اُس کے آگے اور اُس کے پیچھے نگہبان چلاتا ہے تاکہ وہ رسول جان لے کہ انہوں نے (ملائکہ نے) اپنے رب کی رسالت کو پہنچا دیا ہے اور منضبط کیا اُس نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے) جو (ملائکہ جبرئیل علیہ السلام وغیرہ) کے پاس ہے۔ اور گھیر لیا اُس نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے) ہر چیز کو گنتی سے۔ اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالٰے نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرف سے قیامت کی درایت کا انکار کرواتے ہوئے ظاہر فرمایا۔ کہ اللہ تعالٰے

WWW.NAFSEISLAM.COM نفس اسلام

جسے چاہے اُس مدّتِ مقررہ کے علمِ غیب کو اپنے رسولوں پر جس کو مرتضےٰ بنائے ظاہر کر سکتا ہے۔ اور اُس کی حفاظت کے لئے چاروں طرف فرشتے بھی متعین فرما دیتا ہے تاکہ اُس کے علمِ غیب میں کوئی شیطان شریک نہ ہو جائے۔ اور وہ رسول علیہ الصلٰوۃ والسلام اُن ملائکہ کی مراسلات کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور کل چیز کے اعداد کو وہ محیط ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ نے عَلٰی غَیْبِہٖ میں اپنے کسی علمِ غیب کی تخصیص نہیں فرمائی۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا بلکہ غَیْبِہٖ کی ضمیر کا مرجع اَلْغَیْب رکھا۔ اور الغیب میں ال جنس کا ہے۔ اگر اللہ رب العزت الغیب کی نسبت اپنی طرف کر کے اپنے تمام غیب کے عالم ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور ثابت ہے تو اُس کی طرف ضمیر راجع کا منسوب نبی صلے اللہ علیہ وسلم فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ضمیر کا مرجع کُل غیب ہے۔ جب عطا کنندہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا کُل غیب عطا کرے پھر اس تو اس کے انکار کرنے والے کو کیسے صحیح مومن سمجھا جا سکتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے عموم کا اظہار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے کُل شے کا ہے۔ جس کُل کی تم تخصیص نہیں کر سکتے

تفسیر نیشاپوری ۲۹/۲۲

قال قتادة ومقاتل اى ليعلم محمدا (صلى الله عليه وسلم) اَنْ قَدْ ابلغ جبرئيل ومن معه من الملائكة الوحى بلا تحريف وتغيير فقوله من بين يديه مع قوله ان قد ابلغوا كقوله فان له نار جهنم خالدين من الحمل على اللفظ تارة وعلى المعنى اخرى ثم اكد ما ذكرنا وهو ان المراد بالعلم هو الظهور بقوله واحاطه بما لديهم من الحكم والشرائع اى وقد احاط قبل به ثم عمم العلم فقال واحصى كل شيء من ورق الاشجار وزبد البحار وقطار الامطار وعددا مصدر فى معنى الاحصاء او حال اى ضبط كل شيء معدودا محصورا او تمييزا

واللہ اعلم۔

تفسیر ابن جریر ۲۹/۷۲ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ لِيَعْلَمَ مُحَمَّدٌ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ لیعلم کا فاعل محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تاکہ جان لیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ ملائکہ نے اپنے رب کی رسالت کو صحیح پہنچایا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ان کے پاس تھا محفوظ فرمایا یعنی جبرئیل علیہ السلام کے پاس سے احکام شرعیہ اور عزرائیل علیہ السلام سے ہر چیز کے موت کا وقت اور مقام اور اسرافیل علیہ السلام سے وقت قیامت علی ہذا القیاس مدبرات امر سے آپ نے تمام تدبیریں محفوظ فرمائیں۔ حتی کہ زبد البحر وقطار الامطار تک محفوظ فرمائے۔ جس کا نتیجہ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا سے اللہ نے ظاہر فرمایا۔ یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر شئے کے شمار کو گھیر لیا ہے۔

تفسیر ابن جریر ۲۹/۷۲ قال ابو جعفر واولی هذه الاقوال عندنا بالصواب قول من قال ليعلم الرسول ان الرسل قبله قد ابلغوا رسالات ربهم وذالك ان قوله ليعلم من سبب قوله فانه يسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا وذالك خبر عن الرسول فمعلوم بذالك ان قوله ليعلم من سببه اذ كان ذالك خبرا عنه وقوله واحاط بما لديهم يقول وعلم بكل ما عندهم واحصى كل شيء عددا يقول علم عدد الاشياء كلها فلم يخف عليه منها شيء۔

ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے ہر ذرے ذرے کا علم عطا

عطا کیا ہے۔ اور آپ نے ہر شے کے علم کو محفوظ فرمایا ہوا ہے۔ زمانہ ماضی میں ہو یا حال میں یا استقبال میں۔

وہابی پانچ چیزوں کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہو سکتا اور نہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ"۔

محمد عمر کیا قرآن کریم کا انحصار صرف اسی آیۃ کریمہ پر ہے۔ یا ان اشیاء کا ظہور اور علم جس آیت سے ثابت ہوتا ہو اور شان علم رسالت ظاہر ہوتی ہو اس کی تطبیق اس آیت سے ضروری ہے۔ چنانچہ آیت ماقبل سے انہی اشیاء کا ذکر علیٰ غیبہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے غیر کی نفی فرمائی اور ثابت کیا کہ نبی اللہ کو بحیثیت نبی اللہ ہونے کے اللہ ہی کی طرف سے ان پانچ اشیاء کا علم ہو سکتا ہے۔ نہ اس کو ذاتی ہوتا ہے اور نہ کسی اللہ کے غیر کی طرف سے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے ان خمسہ اشیاء کے علوم کو اپنی طرف نسبت فرمایا۔ تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ جو شخص ان خمسہ اشیاء سے کسی چیز کی صحیح خبر دے تو یہ رسول اللہ کا ہی کام ہے اور نبی اللہ ہی ان کو جان سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا علم عطائے الٰہی سے ہوتا ہے۔ اسی واسطے اللہ کے نبی کے سوا ان خمسہ اشیاء کا مدعی جھوٹا سمجھا جائیگا۔ کیونکہ نبی اللہ کے بتلانے والا وہ ذات ہے جس کو ان خمسہ اشیاء کا علم ہے۔ اس کے سوا کسی کو علم نہیں۔ اس واسطے اس کے تعلق والا ہی ان کے علوم کو ظاہر کر سکتا ہے۔ دوسرا نہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

۸۔ آل عمران ۳/۵ | وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ۔ اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اس چیز

کی جو تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو۔ اور جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کئی انعامات عطا فرمائے جن میں سے یہ دو انعام بھی آپ کو ملے تھے۔ (۱) پیٹ میں کھائی ہوئی مختلف چیزوں کا علم اور عیسیٰ علیہ السلام کا دعوے کرنا کہ میں بتا سکتا ہوں۔ تمہارے پیٹ کی خوردہ اشیاء کی مقدار جنہیں اور حمل لڑکی کا ہے یا لڑکا مردہ ہے یا زندہ وغیرہ وغیرہ۔

(۲) جو گھروں میں ذخیرہ ہو مدفون ہو یا محفوظ ہو وغیرہ کو آپ غائبانہ بلا اسباب بیان کرنے کا دعوے کرتے تھے۔ جس کی تصدیق اللہ تعالےٰ نے بھی فرمائی کہ ان کو یہ علم تھا اور ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو علوم غیبیہ پیدائشی حاصل تھے۔ جیسا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک دو گھنٹہ کی عمر میں اپنی تمام عمر کے خصوصی علوم غیبیہ الٰہیہ کو ماں کی گود میں قوم کے سوال کرنے پر ظاہر فرمائے۔

۹۔ مریم ۱۶/۳ فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا (حضرت مریم علیہا السلام نے قوم کے سوال پر حضرت علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم اس سے کیسے کلام کر سکتے ہیں جو گود میں بچہ ہے عیسیٰ السلام (گود سے) بولے میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے برکت والا بنایا ہے۔ جس جگہ بھی رہونگا اور اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم بھی دیا ہے۔ جب تک کہ میں زندہ رہوں۔ اور اس نے مجھے میری والدہ کے نیک و متقی بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے سرکش بدبخت نہیں بنایا۔

قوم کو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی والدہ کی بابت مطلوب تھی لیکن حضرت

عیسٰی علیہ السلام وَجَعَلَنِیْ بَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا بھی فرما دینے تو کافی تھا۔ بجائے اس کے آپ نے اپنی کلام میں اتنی طوالت فرمائی تو یہ بھی آپ کو علم غیب ہونے کی ایک خاص علامت تھی۔ جو آپ نے استقبالیہ غیب کے علم کا اظہار فرما کر اپنی قوم کو یقین دلا دیا۔ کہ جب میں آئندہ کے اپنے تمام واقعات غیبیہ صحیح پیش کر رہا ہوں۔ تو اپنی والدہ کی بھی صحیح خبر ظاہر کرنے میں شکی نہ ہوں گا۔ اسی واسطے فرمایا۔ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ یہ کلام بھی استقبالیہ غیب پر دال ہے یعنی تم میرے بڑے ہونے کے بعد مجھے خدا کا بیٹا کہہ کر میرے اللہ کو شرک سے متہم کرو گے۔ چنانچہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنی والدہ کی بریت سے پہلے اپنے رب کی بریت فرمائی۔ فرمایا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ۔ آپ کو اُن کے ابن اللہ کہنے کا علم اسی وقت تھا جس بنا پر آپ نے اُن کا رد کرتے ہوئے اپنے اللہ کی بریت فرمائی جس سے اُن کے علم غیب کا ثبوت ملا۔ اور علم مافی غد کی دلیل بیان فرما دی۔ پھر اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ فرما کر علم مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا اظہار فرمایا۔ اور وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا سے ثابت کر دیا کہ نبی اللہ کی نظر پیدائشی علم غیب پر ہوتی ہے۔ کیونکہ جو چیز ابھی لوح محفوظ درج تھی جس کا نزول بعد از بعثت ہونا تھا۔ پھر انہوں نے دعوے کرنا تھا اس کو حضرت عیسٰی علیہ السلام نے پیدائش کے پہلے دن ہی بیان فرما دیا۔ کیا یہ مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا علم نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر یہ خاصہ اللہ کا ہی ہوتا اور کسی انبیاء کو ظاہر نہ فرمایا ہوتا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللہ تعالٰی جھوٹا کر دیتے۔ اور وَجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ سے اپنے مقام کے متبرک ہونے کو ثابت کر کے بیان فرمایا کہ آپ کو بچپن میں ہی مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا اپنی ذات کے متعلق بابرکت ہونے کا بھی علم ہے۔ جو علوم خمسہ کی ایک جزو ہے۔ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا سے بھی اپنی تمام عمر کے مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا ثبوت دیا۔ جس کی نصیحت

کا علم ابھی عائد نہیں ہوا۔ لوح محفوظ میں ہی درج ہے۔ لیکن آپ اس کو بیان فرما رہے ہیں۔ یہ بھی علوم خمسہ کی دلیل ہے۔ ایسے احوال مستقبلہ کو صحیح ثابت کر کے اپنے علوم غیبیہ کا قوم کو پورا یقین دلایا۔ بعد ازاں علوم ماضیہ کو بیان کرتے ہوئے اپنی اور اپنی والدہ کی تہمت کو قوم کی نظروں میں صاف کیا۔ اور قوم منکرین غیب کو آپ نے اپنی ذات کے واسطے علوم خمسہ کا واضح ثبوت دیا ہے۔ فرمایا وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا میں بھی اپنی والدہ کے متقی ہوں۔ یعنی مجھے بھی اللہ نے پرہیزگار اور متقی بنایا ہے۔ اور میری والدہ بھی بڑی متقیہ رہی۔ اور میری والدہ کی عصمت کا ثبوت واضح ہے۔ کیونکہ اس نے مجھے متکبر اور بدبخت نہیں بنایا۔ اگر اللہ تعالے مجھے متکبر اور بدبخت بنا دیتا تو یہ علامت ولد الزنا کی ہوتی ہے جب میں متکبر اور غیر متقی نہیں تو ولد الزنا نہیں معاذ اللہ۔ اور جب میں ولد الزنا نہیں تو میری والدہ مشکوک نہیں۔ جیسا کہ تم سمجھ بیٹھے ہو۔ اس آیت کریمہ سے ما فی الارحام کا علم اور ما فی القلوب کا علم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے یقیناً ثابت ہو گیا۔

اس آیۃ کریمہ سے یَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا کی تشریح عیسیٰ علیہ السلام نے بیان فرما کر شان نبوت اور نبی اللہ ہونے کا پکا ثبوت دیا۔ نبی اللہ اگر علوم خمسہ کو بیان نہ کر سکے تو اس کی صداقت واضح نہیں ہو سکتی خداوند تعالے جب اپنے نبی علیہ السلام کو بدنی طاقت ایسی عطا کرتے ہیں جو مخلوق طاقت کو عاجز کر دے تو ایسے ہی رب العزۃ علمی طاقت بھی اپنے نبی علیہ السلام کو ایسی ہی عطا فرماتے ہیں جو انسانی علوم کو عاجز کر دے اور وہ صرف علم لدنی الٰہی سے ہی طاقت علمی ہو سکتی ہے۔ جس سے علوم خمسہ کی خصوصیت بھی ہے اور یہ علوم خمسہ علوم الٰہیہ سے اتنی مقدار بھی نہیں جیسا سمندر سے ایک قطرہ کو نسبت ہو اور دیوبندی وہابی نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالے اگر علوم خمسہ مخلوق کو عطا کر دے تو معاذ اللہ خدا کے ساتھ شرک لازم آئیگا۔ بیچارہ ایسا کم علم ثابت ہوا کہ علم الٰہی کو علوم خمسہ میں ہی محیط سمجھ بیٹھا حالانکہ خداوند کریم کا اپنے بے پایاں علم سے علوم خمسہ

کہ اپنے مخصوص علم کا ثبوت دینا اور ان کا مظہر علوم انبیاء علیہم السلام کو بتانا انبیاء اللہ ہونے کی زبردست دلیل دی ہے جس میں کسی کو مداخلت غیر نہیں محض احسان الٰہی ہی فیضان ہے۔ جن فیضانات الٰہیہ کا دیوبندی وہابی بیچارہ منکر ہو بیٹھا ہے اور وہی نبوت کا انکار نبوت کے انکار کو مستلزم ہے۔

۱۰- ابراہیم ۱۳/۲ رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ (اے رب میرے میں نے بسایا ہے اپنی اولاد سے غیر زراعتی وادی میں تیرے بیت الحرام کے پاس) اس آیت کریمہ میں ذُرِّیَّتِیْ میں رب العزۃ نے من تبعیض کو بیان فرما کر ابراہیم علیہ السلام کے واسطے علم مَا فِی الْاَرْحَامِ اور مَا ذَا تَکْسِبُ غَدًا کا ثبوت پیش کر دیا کیونکہ اسحٰق علیہ السلام ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ہی مِنْ ذُرِّیَّتِیْ فرما دیا اور منکرین کا دم توڑ دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت الحرام کا بیان فرمایا جس کا اول نام و نشان نہ تھا۔ اس مقام پر بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی مَا ذَا تَکْسِبُ غَدًا کا علم بیان کیا۔ چنانچہ رب العزۃ نے ابراہیم علیہ السلام کے متعلق علم غیب ہونے کی شہادت دی ہے۔ کوئی شخص ایمان لائے یا نہ۔ فرمایا۔

۱۱- انعام ۷/۹ وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھا دیں) ابراہیم علیہ السلام کے متعلق تو اللہ تعالے نے زمین و آسمان کے علوم غیبیہ عطا کرنے کا ارشاد فرما دیں اور تم یہ عقیدہ رکھو کہ غیب کا علم خدا کے سوا دوسرے کے واسطے تسلیم کرنا شرک ہے۔ اور فوراً آیت پڑھ دیتے ہو کہ اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کون کونسی آیت پڑھو گے رب العزۃ نے قرآن آیات میں اپنی طاقت علمی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے — اِنَّ اللّٰہَ

عَالِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ پھر فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور فرمایا وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور سیلئے فرمایا اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ اور اپنی اس طاقت علمی کو خصوصیت سے فوقیت دی فرمایا قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ جب اپنی طاقت علمی خصوصی کا دعویٰ فرما دیا تو مدعی علیہ کے انکار پر دعوٰی کی دلیل پیش کرنا فرض تھا تو رب العزۃ نے اپنے ان مذکورہ بالا دعویٰ کی تائید میں انبیاء علیہم السلام کو مظہر علوم خمسہ بنا کر دلیل دی جیسا کہ ان مذکورہ بالا آیات کی دلیل ابراہیم علیہ السلام سے بیان فرمائی وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور تمام زمین و آسمانی غیوبات نبی اللہ کے دیکھنے سے خداوند کے علمی دعوے غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی یہ دلیل کفار کو ثابت ہو جائے تو علم سماوی و ارضی انبیاء علیہم السلام کو عطا ہونے سے دلیل علمی توحید و رسالت مکمل ہوئی۔ اور اگر دیوبندی وہابی کی طرح مذکورہ بالا آیات کو تلاوت کر کے علوم غیبیہ علوی سفلی کو محض خداوند پر ہی اکتفا کیا جاوے۔ اور نُرِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو پس پشت ڈال دیا جاوے۔ تو معاذ اللہ مذکورہ بالا آیتیں محض دعویٰ بلا دلیل عمل ہونگی۔ لہٰذا ہر مومن کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ علوم غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو عطا کر کے صداقت نبوت کے لئے دلیل پیش فرمائی ہے۔ ورنہ علوم الٰہیہ کا غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے عالم ہونے کا منکر تو کوئی کافر بھی نہیں۔

یہ ہے آیت کا مطلب جو ایک آیت نے ہی تمہارے اختلافات کو حل کر دیا۔ اب تو انصاف کرو کہ تمہاری عقل و اجتہاد درست ہیں یا اللہ کا فرمان کافی ہے جس ذات نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو علوم خمسہ کا علم بھی عطا فرمایا۔ کیونکہ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ

وَ الْکُتُبُ جن میں علوم خمسہ اشیاء بھی شامل ہیں۔

۱۲۔ مریم ۱۶/۳ } یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ ... مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا (اے میرے باپ میری یہ شان ہے کہ میرے پاس ایسا علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں ہے۔ تو میری اتباع کرے۔ میں تجھے سیدھے رستے کی ہدایت دوں گا)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ مذکورہ بالا کی تصدیق کرتے ہوئے دعوے فرمایا۔ کہ مجھے علم غیب حاصل ہے جو تیرے پاس نہیں۔ اگر تو نے میری اتباع کی تو میں تمہیں سیدھے رستے کی طرف لے چلوں گا۔ اس مقام پہ ابراہیم علیہ السلام کے علم کے ساتھ جو غیب کی صفت لگائی گئی ہے۔ اس کے تین وجوہات ہیں (۱) کَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ آپ کے علم غیب کو واضح کر رہا ہے۔ کیونکہ اگر غیب کا علم نہ ہوتا تو آپ کی کمال رویت اور احسان الٰہی کیسے ہو سکتا ہے (۲) قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ آپ نے ذکر علم کے ساتھ فعل جآء کو بیان کیا تاکہ ثابت ہو جائے کہ یہ علم میرا غیب الٰہی سے ہے۔ اسی واسطے جآء کی قید نے علم کو غیب سے متصف کر دیا (۳) اور مَا لَمْ یَاْتِکَ کے فرمان نے صاف غیب کی تاکید فرما دی۔ فرمایا کہ میرے پاس وہ علم آیا ہے جو تیرے پاس نہیں تو اسی مَا غَابَ عَنْکَ کی حقیقت ہی تو غیب ہے جو اس سے صاف عیاں ہے تینوں وجوہات کی بنا پر ابراہیم علیہ السلام کے دعوے سے علم غیب کی اصلیت واضح ہو گئی

۱۳۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کوئیں میں گرنے سے پہلے ہی مَا فِی الْغَدِ کا ارشاد فرمایا فَیَکِیْدُوْا لَکَ کَیْدًا کہ تجھ سے تیرے بھائی حیلہ کرینگے۔ فَیَکِیْدُوْا صیغہ استقبال فرما کر قبل از وقت علم غیب

کی اطلاع دے دی۔ پھر فرمایا:۔

۱۴۔ یوسف ۱۲/۱ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ

وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓى اَبَوَيْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (اور اسی طرح چنے گا تجھے تیرا رب اور سکھائے گا تمہیں تعبیر رویا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے گا۔ اور آل یعقوب پر پوری کرے گا۔ جیسا کہ تیرے باپ دادا ابراہیم اور اسحٰق علیہم السلام پر اُس نے اپنی نعمتیں پوری کیں بے شک تیرا رب بڑا جاننے والا اور بڑا دانا ہے) اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کے متعلق تین بڑے امور مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا کے علوم غیبیہ کی اطلاع دی (۱) یوسف علیہ السلام کا دوسرے بھائیوں سے برگزیدہ ہونا۔ یعنی بادشاہی ملنا اور بھائیوں کا ماتحت ہونا (۲) تعبیر رؤیا کا علم جو ابھی یوسف علیہ السلام کو حاصل نہیں تھا۔ اللہ کے پاس ہے یا درج منظوم ہیں وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ سے اُس علوم الٰہیہ کی غیبی خبر دینا (۳) وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ سے یوسف علیہ السلام کی نبوت کی خوش خبری دینا یہ بھی مَا فِي الْغَدِ کا علم ہے اور آل یعقوب فرما کر مَا فِي الْاَرْحَامِ کے علم سے خبردار فرمایا۔ یہ بھی خداوند کریم کے مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا اور مَا فِي الْاَرْحَامِ کے پاس شدہ نبی جن کو تم محض خدا کا ہی خاصہ ثابت کرتے تھے انبیاء علیہم السلام کی ذات سے ان علوم خمسہ کا ہونا بالکل محال سمجھتے تھے۔

۱۵۔ نوح ۲۹/۲ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا

يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا (اور نوح علیہ السلام نے فرمایا۔ اے میرے رب زمین پر کسی کافر کی آبادی کو نہ چھوڑ۔ اگر تو نے چھوڑا تو تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور سوائے

فاجر اور کافر کے وہ جنیں گے۔ اس آیۃ کریمہ میں نوح علیہ السلام نے دو امور غیبیہ کی علوم خمسہ سے اطلاع دی (۱) یُضِلُّوْا عِبَادَکَ لئے کفار کے زمانہ استقبال میں گمراہ کرنے کو ظاہر کرنا۔ یعنی مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کے علم کا قبل از وقت ارشاد فرمانا (۲) وَلَا یَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا سے تمام کفار کے مَا فِی الْاَرْحَام کی قبل از وقت صحیح خبر دینا اور مَا فِی الْاَصْلَاب کا پتہ دینا۔

خضر علیہ السلام بھی مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا اس سے ملاحظہ ہو:۔

۱۶۔ کہف ۱۶/۱۰ (۱) خضر علیہ السلام نے ظالم بادشاہ کے پہنچنے سے پہلے کشتی کی ایک تختی اکھاڑ دی جس کی تعبیر بعد میں ظاہر فرمائی (۲) لڑکے کو قتل کر دیا اس بنا پر کہ وہ اپنے ماں باپ کو بالغ ہو کر گمراہ کر دے گا (۳) دیوار بنا دی کیونکہ اس کے نیچے خزانہ تھا۔

(نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کی خبر دینا۔)

۱۷۔ کافرون ۳۰ وَلَا اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَا اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَا اَعْبُدُ (اور نہیں ہوں میں اس چیز کی عبادت کرنے والا جس کی تم عبادت کرتے ہو۔ اور نہ تم عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں) اس آیۃ کریمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کل کی خبر دی کہ جس کی تم عبادت کرتے ہو اس کی میں نہیں عبادت کروں گا۔ اور نہ تم ہی عبادت کروگے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تو یہ آپ کی پیشگوئی ہے مَا فِی غَدٍ کی۔

۱۸۔ ابو داؤد ۲/۸ نسائی شریف ۱/۲۹۳ مسلم شریف ۲/۳۹۸ و ۲/۱۰۲

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

مسند ابوداود طیالسی صـ و خصائص کبریٰ ۱/۱۹۹

قَالَ اَنَسٌ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ وَھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ۔ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا جَاوَزَ اَحَدٌ مِّنْھُمْ عَنْ مَّوْضِعِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَمَرَ بِھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَاُخِذَ بِاَرْجُلِھِمْ فَسُحِبُوْا فَاُلْقُوْا فِیْ قَلِیْبِ بَدْرٍ انسؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہے کل فلاں کے گرنے کی جگہ اور آپ نے اپنے دستِ پاک کو زمین پہ رکھا۔ اور یہ ہے کل فلاں کے گرنے کی جگہ اور آپ نے اپنے دستِ پاک کو زمین پر رکھا تو فرمایا حضرت انسؓ نے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ پاک کی جگہ سے ان مردہ آدمیوں سے کوئی بھی پس وپیش نہیں ہوا تو بمطابق حکم حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ کر قلیب بدر میں ڈالا گیا۔ اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امور خمسہ سے امرین کی اطلاع قبل از وقت فرمائی (۱) مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا کا علم یعنی کل کیا ہوگا۔ (۲) اور بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کا علم یعنی کونسی زمین میں مرے گا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظِ غد یعنی کل کا علم ظاہر فرمایا۔ اور زمین پہ دستِ پاک رکھ کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے مرنے کی جگہ پہلے ہی ظاہر فرما دی۔ کیا ان دو کا امورِ خمسہ سے ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحیح نہیں۔ اگر صحیح ہے تو اس پہ ایمان لانے سے آپ کو کوئی مذہبیت مانع نہ ہونی چاہیئے۔ کیونکہ شانِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ پھر تمہیں یاد ہونا چاہیئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان " " منو ہیں بھاگ گئے تھے۔ کہ مسلمانوں کے نبی نے جو کچھ فرما دیا ہے

وہ سچ ہو کر ہی رہیگا۔ لیکن دوسرے دن اُن کو میدانِ جنگ میں آنا پڑا اور اُنہیں فرمودہ مقامات پر وہ قتل کیے گئے۔ ذرا انصاف کی نظر سے غور کریں۔ کہ کفار کا عقیدہ تو انبیاء کے متعلق اُن کے علوم خمسہ پر صحیح ہوا اور تم اُمتی بن کر اُن کے علومِ صحیحہ کا انکار کرو تو کیا منکرین علوم خمسہ کو اُن مقتولین کفار سے بدتر نہ کہا جائے۔ میرے خیال میں یہ کہنا بجا ہوگا زیادتی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کے فرمان کے مطابق ہی واقع ہوا۔

۱۹۔ مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۰

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّأَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيْ فِيْ قَبْرِيْ (عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ بن مریم زمین پر اُتریں گے تو نکاح کرینگے اور اُن کی اولاد ہوگی۔ اور ۴۵ سال قیام فرمائیں گے۔ پھر اُن کا وصال ہوگا تو میری قبر کے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کیے جائیں گے) اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ غیبی امور کو ظاہر فرمایا۔ جو قربِ قیامت میں ہونے والے ہیں (۱) عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی اطلاع (۲) عیسیٰ علیہ السلام کے نکاح کرنے کی اطلاع (۳) عیسیٰ علیہ السلام سے اولاد کا ہونا یعنی ما فی الارحام کے علم کی آپ نے کئی صدیوں پہلے اطلاع فرمادی (۴) عیسیٰ علیہ السلام کے قیام کی پوری میعاد ۴۵ سال کا ارشاد فرما دینا (۵) عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے مقام کی اطلاع دینا۔ لہٰذا اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمورِ خمسہ سے اُمورِ ثلاثہ غیبیہ مخصوصہ کی خبر صحیح بیان فرمائی جس پر ہر کلمہ گو مسلمان کا ایمان ہے۔ کہ قربِ قیامت میں ایسے ہی ہو کر رہیگا۔ اِلّا فرقہ زائغہ جو ان اطلاع ثلاثہ کے منکر ہیں۔ اب تم سوچو کہ تمہارا ایمان نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اُمورات مغیبہ فرمودہ پر صحیح ہے تو تم نبی

صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علوم خمسہ کے قائل ہو گئے۔ تو فبہا ورنہ فرقہ مرزائیہ میں شامل ہو گے۔

۲۰۔ کنز العمال ۶/۲۶۸

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَرٰى اِنِّيْ اَعِيْشُ مِنْ بَعْدِكَ فَتَأْذَنَ لِيْ اَنْ اُدْفَنَ اِلٰى جَنْبِكَ فَقَالَ وَاَنّٰى لِيْ بِذٰلِكَ الْمَوْضِعَ مَا فِيْهِ اِلَّا مَوْضِعُ قَبْرِيْ وَقَبْرِ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ

(حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں دیکھتی ہوں کہ میں آپ کے بعد زندہ رہونگی۔ آپ مجھے اجازت فرمایئے کہ میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ بے شک میرے واسطے یہی جگہ ہے یعنی میرا مدفن یہی ہے۔ اور کسی کی جگہ نہیں سوائے میری قبر کے اور سوائے ابوبکرؓ کی قبر کے اور عمرؓ کی قبر کے اور عیسٰی بن مریم کی قبر کے) اس حدیث شریف میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چاروں کے مدفن کا علم بیان فرمادیا۔ جس سے ما فی غد کا علم بھی ثابت ہوگیا۔ چنانچہ مطابق فرمان مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے اُسی مقررہ مقام پہ آپ کا بھی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بھی اور حضرت عمرؓ کا بھی مدفن بن چکا ہے۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کا بھی جن کا قیام ابھی آسمان پہ ہے انشاءاللہ العزیز بقرب قیامت آپ کے فرمان کے مطابق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں ہی دفن ہونگے۔ مَا اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسًا بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ وَمَاذَا تَكْسِبُ غَدًا اِلَّا كَمَا نَعَتَ۔

۲۱۔ مسلم شریف ۲/۲۰۱

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دجال کے قتل کا مکان بیان فرمایا۔

فَيَطْلُبُهٗ حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهٗ (تو دجال کو حضرت عیسٰی علیہ السلام

تلاش کرینگے۔ حتیٰ کہ باب لُد کے پاس دجال کو پالیں گے۔ تو اس کو قتل کردیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر دونوں علوم غیبیہ کی اطلاع فرمادی۔ بِأَیِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ اور مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا یعنی کل کا علم اور مرنے کا صحیح مقام۔

۲۲- کنز العمال ۷/۲۶۲ | لَیَقْتُلَنَّ ابْنُ مَرْیَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ
(ابن مریم دجال کو باب لُد میں ضرور قتل کرے گا)

باقی رہا پیٹ کا حمل بدلیل قرآن کریم جس کے متعلق نوح علیہ السلام کے بیان میں وَلَا یَلِدُوْا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا واضح ہوچکا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مَا فِی الْاَرْحَامِ کا ذکر:۔ (مَا فِی الْاَرْحَامِ کا ذکر حدیث صحیح سے)

۲۳- بخاری شریف ۱/۱۹
مسلم شریف ۲/۲۶۳

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَشْیَاءَ کَرِھَھَا فَلَمَّا اُکْثِرَ عَلَیْہِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْکَ حُذَافَۃُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَبُوْکَ سَالِمٌ مَوْلٰی شَیْبَۃَ فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ مَا فِیْ وَجْھِہٖ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ ابو موسیٰ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے ابو بردہ رضی اللہ تعالٰے عنہ روایت کرتے ہیں۔ فرمایا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چند ایسی اشیاء سے متعلق سوال کئے گئے جن کے اظہار کو آپ برا محسوس فرماتے تھے تو جب آپ پر زیادہ دفعہ سوال کیا گیا۔ تو آپ نے جوشِ رحمت میں آکر لوگوں سے فرمایا جو تمہارا دل چاہے تم مجھ سے دریافت کرلو۔ تو ایک آدمی (عبداللہ) نے کہا۔ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تیرا باپ حذافہ ہے تو دوسرا شخص (سعد) کھڑا ہوا۔ کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے۔ تو آپ

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

نے فرمایا تیرا باپ سالم مولیٰ شیبہ ہے۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ آپ کے رُخِ انور پہ رحمت کے بل چلتے نظر آرہے ہیں۔ کہ فرمایا کہ ہم اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں) اس کے آگے دوسری حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے بار بار فرمایا سَلُوْنِی سَلُوْنِی (دریافت کرو مجھ سے۔ دریافت کرو مجھ سے) فَبَرَكَ عُمَرُ عَلٰی رُكْبَتَيْهِ ۔ (حضرت عمرؓ گھٹنے ٹیک کر آپ کے سامنے بیٹھ گئے اور پڑھنا شروع کر دیا۔ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِيًّا ثَلٰثًا فَسَكَتَ ۔ تین دفعہ پڑھنے سے آپ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ نے یہ اقرار کیا کہ ہم نے اللہ تعالےٰ کو رب پسند کیا جس نے ہمیں اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی توفیق دی۔ اور اسلام کو دین پسند کر لیا جو اللہ کی طرف پہنچانے والا ہے۔ اور اُس کے مخبرِ مطلق محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو غیبی خبر دینے والا پسند کیا۔ دیوبندی وہابی اگر اس وقت موجود ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر ان کے دربار رسالت میں دوزانو بیٹھنے سے فتویٰ جڑ دیتے لیکن کیا ہی عجیب کلام پاک ہے جس سے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار مطہرہ میں مؤدبانہ گھٹنے ٹیک کر عرض کر کے آپ کی رضا کو حاصل کر لیا۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا اسباب مَا فِی الْاَرْحَامِ کا علم عطا فرمایا۔ بلکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی سال پوشیدہ رہے ہوئے نطفے کی حقیقت کو مافوق الاسباب ظاہر فرما دیا۔ حضرت عبداللہ کو تو لوگ حضرت حذافہ اُن کے باپ کے علاوہ کسی غیر کی طرف نسبت کیا کرتے تھے لیکن حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو جھٹلا کر کے حضرت عبداللہ کے اصلی باپ حذافہ کی نسبت سے ثابت فرما دیا۔ ایسے ہی سعد کو اُس کے باپ سالم مولیٰ شیبہ کی حقیقت ظاہر فرما دی۔ اس حدیث پاک سے تین مسائل ثابت ہو گئے (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کُلی کا علم حاصل تھا ورنہ سَلُوْنِی کا اعلان عام نہ فرماتے بلکہ آپ علوم خمسہ کو اپنے اعلان میں مستثنےٰ

فرما دیئے۔ جب آپ نے پانچوں کو مستثنیٰ نہیں فرمایا تو دوسرا کون ہے جو آپ کے اعلان سے علومِ خمسہ کو ممتاز کرے اور شارع کے علوم کی تخصیص کرے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علومِ خمسہ کے ایک ہی سوال سے آپ کے جواب کو معاذ اللہ جھوٹا سمجھے۔ اور آپ کے علم مَافِی الْاَرْحَامِ کا انکار کرے تو یہ انکارِ رسالت ہے۔ کیونکہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے وہی سوال کرنا جس کی وحی نازل ہو چکی ہو۔ اور لوگوں نے بھی امتحانِ رسالت کے واسطے علوم خمسہ کا ہی سوال پیش کیا اور آپ نے بھی بلا فصل علوم خمسہ کے حل کرنے کو معرضِ التوا میں نہیں ڈالا تاکہ تکذیب دعوے لازم آئے۔ بلکہ جس نے بھی کھڑے ہو کر مَا فِی الْاَرْحَامِ کا سوال کیا تو آپ نے فوراً اس کا صحیح جواب سنا دیا۔ تو یہ سلونی آپ کا فرمان غیبِ کُلی کے علم کی زبردست دلیل ہے۔ لیکن عطائی نہ ذاتی اسی واسطے حضرت عمرؓ نے رضیت باللہ ربا کا پہلے اقرار کیا تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ آپ کا مغیباتِ خمسہ کے علوم کو بیان کرنا اللہ کی طرف سے ہے۔ اور آپ کے علمِ غیبیہ کُلیہ پر ایمان لانا چونکہ اسلام میں داخل تھا۔ اس واسطے وبالاسلام دینا کا اقرار کیا اور چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم اُمورِ خمسہ کا آپ کو یقین تھا اس بنا پر وبمحمدٍ نبیا ارشاد فرمایا کیونکہ نبی کے معنی ہی غیبی خبر کہنے والے کے ہیں۔ اور چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر مَا فِی الْاَرْحَام کی غیبی خبر بیان فرمائی تھی جس کا تعلق آپ کی صفتِ نبوت سے تھا اس بنا پر حضرت عمرؓ اس صفتِ عظیمہ نبی کا اقرار کرتے ہوئے آپ کو باقی مغیباتِ اربعہ سے متعلق اعلان کی بندش کروا دی (۲) اس حدیث سے آپ کا حاضر و ناظر ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ ورنہ آپ اُسی وقت فرما دیتے کہ میں اُس وقت حاضر و ناظر نہ تھا جب انکار نہیں فرمایا بلکہ خود اُن کی ولایت کو ظاہر فرما دیا تو علاوہ مَا فِی الْاَرْحَامِ کے علم حاصل ہونے کے آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو گیا (۳) اپنے بزرگ کے سامنے عاجزانہ گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا طریقہ مسنون ثابت ہوا۔ یہ فعل اُس کی عبادت نہ سمجھی جائے

گی۔ جیسا کہ بعض معتقدین جہلاان احادیثِ صحیحہ اور افعال وسُنن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انکار کرتے ہوئے بزرگوں کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنا عبادت کی بنا پر شرک کہتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ اس بزرگ کی عبادت سمجھی جاتی تو حضرت عمرؓ اس فعل کو نہ کرتے بلکہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کو اس فعل سے منع فرما دیتے۔ آپ کی رضا طریقۂ مسنونہ کے واسطے زبردست دلیل ہے۔ اسی واسطے امام بخاریؒ نے گھٹنے ٹیک کر بیٹھنے کا باب باندھا ہے۔ چنانچہ اسی مذکورہ حدیث کا باب بخاری شریف ۱/۲ درج ہے باب مَنْ بَرَكَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ عِنْدَ الْاِمَامِ اَوِ الْمُحَدِّثِ اور حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا فعل سے استدلال لیا ہے۔ اس واقعہ اس حدیث پاک کا یہ ہے۔

۲۴۔ تفسیر خازن ۱/۳۸۲ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری اُمت اپنی خاکی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں۔ تو جو مجھ پر ایماندار تھا یا میرا منکر تھا مجھے معلوم کروایا گیا۔ تو یہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے (اس خبر کو سُن کر) استہزا کیا (جیسا کہ آپ کے علوم کی شان سُن کر آجکل بھی منافقین استہزا کرتے ہیں) کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا ہے کہ وہ اپنے پر ایمان رکھنے والے کو بھی جانتا ہے۔ اور اپنے منکر کو بھی جانتا ہے اور جو کافر ابھی پیدا نہیں ہوا اُس کو بھی جانتا ہے۔ حالانکہ ہم اُس کے ساتھ ہیں ہمیں نہیں جانتا تو یہ خبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف وثنا کہی۔ پھر فرمایا۔ مَا بَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِيْ عِلْمِيْ لَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ فِيْمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ اِلَّا اَنْبَأْتُكُمْ بِهٖ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ سَهْمِيْ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (تو کیا حال ہے ان قوموں کا جنہوں نے میرے علم میں طعن کیا ہے۔ جو تمہارا دل چاہے میرے اور قیامت کے درمیان سوال کرو تو میں تمہیں خبر دونگا۔ تو عبد اللہ بن حذافہ نے اپنے باپ کی تحقیقت

کا سوال کیا۔ تو آپ نے صحیح خبر دے دی۔ آخر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے رَضِیْنَا بِاللّٰہِ الخ پڑھ کر معافی مانگی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ یعنی کیا تم اپنے نبی کے علم پر اعتراض کرنے سے رُکتے نہیں۔ کیا تم باز نہیں آتے۔ پھر منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منکرین علوم غیب انبیاء کا رد فرماتے ہوئے خود منافقین کے اعتراضات کو توڑا۔ اگر آپ کو بعض کا علم نہ ہوتا یا امورِ خمسہ کا علم نہ ہوتا تو آپ اُن کو اپنے اعلان میں واضح فرما دیتے کہ ان علوم خمسہ کے ماسوا جو چاہے دریافت کرو۔ جب آپ نے اپنے علم کے متعلق کوئی کسی قسم کی تخصیص نہیں فرمائی تو تمہاری تخصیص فائدہ مند نہ ہوگی۔ باقی رہا قیامت کے علم کو ظاہر نہ فرمانا تو یہ آپ کے نذیر ہونے کے برخلاف تھا۔ کیونکہ آپ عالمین کے نذیر ہیں۔ نہ کہ خود مُنْذَرِیْن میں ہیں۔ تو بعد ازاں صحابہ کرام پر اس واقعہ کے بعد ڈر سے ایک سکتہ طاری تھا تو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۲۵- آل عمران ۴/۱۸

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ اللہ تعالےٰ مومنین کو اس حالت پر نہیں چھوڑنا چاہتا جس پر تم ہو (مجموعہ مومنین و منافقین) جب تک کہ پلید (منافق) سے پاک (مومن) کو علیحدہ نہ کرے اور اللہ تعالےٰ ایسا نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کرے۔ اور لیکن اللہ ہی جس کو چاہتا ہے اپنے رسولوں سے (غیب کے سکھانے پر دوسروں سے) برگزیدہ کر لیتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ تم ایمان لاؤ کہ وہ جس کو چاہے غیب سکھا دیتا ہے، اور اس کے رسولوں پر کہ

نفس اسلام

اُن کو اللہ کا دیا ہوا غیب ہے، اور اگر تم (اِن دو امور پر) ایمان لے آئے اور ڈرتے تو تمہارے لئے اجرِ عظیم ہے)

اِس آیۃ کریمہ کے نزول کے بعد منافقین کو مومنین سے علیحدہ کیا گیا۔ اور اس علیحدگی کا سبب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے علومِ غیبیہ پر اعتراض کرنا تھا۔ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ پر اعتراض نہ کرتے تو شاید یہ مارِ آستین مومنوں کی صفوں میں ہی پردہ پوش رہتے۔ لیکن اِن کے اعتراض کرنے سے اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کُل غیب پر ایمان رکھنے والوں سے اِن کو علیحدہ کر دیا۔

وَمَا علینا الا البلاغ مبین

۲۶۔ نسائی شریف ۲/۱۷۲ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ یَخْرُجُ قَوْمٌ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ یَقُوْلُوْنَ مِنْ قَوْلِ خَیْرِ الْبَرِیَّةِ لَا یُجَاوِزُ اِیْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ (حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی جو اکثر عمر رسیدہ ہونگے۔ کم فہم ہوں گے اور حدیثِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیان کرینگے۔ اُن کا ایمان حنجروں سے نیچے نہ اُترے گا۔ اور دینِ الٰہی سے ایسے دُور گزر نکلیں گے جیسا کہ تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے (یعنی دین میں داخل ہو کر پھر دین کو چھوڑ کر پار نکل جائیں گے)، تو اے مومنوں تم جب اُن سے ملاقات کرو تو اُن کو قتل کر دو کیونکہ اُن کے قتل کرنے کا ثواب قاتل کو اتنا ہے جیسا کہ اُس نے قیامت تک اُن کو قتل کیا ہے

تم سوچو کہ یہ جماعت کونسی ہے۔ اور اپنے مَا فِی غَدٍ کا علم کئی سو سال پہلے فرما دیا۔ اس وقت وہ ابھی ماؤں کے پیٹ میں بھی نہ تھے۔ اور ما فی الارحام مستقبلہ کا علم آپ نے اُس وقت ظاہر فرما دیا۔

۲۷۔ بخاری شریف ۱/۴۶۹ حدثنا عمر بن حفص حدثنا ابی حدثنا الاعمش حدثنا زید بن وهب حدثنا عبد الله حدثنا رسول الله صلی الله علیه وسلم وَهُوَ الصَّادِقُ وَالْمَصْدُوْقُ اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ۔

(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا۔ جو سچے ہیں اور سچے کئے گئے ہیں کہ ایک تمہارا کوئی بھی ہو اُس کی ماں کے پیٹ میں ۴۰ دن اُس کا نطفہ جمع رہتا ہے پھر وہ خون کا لوتھڑا بنتا ہے ۴۰ دن۔ پھر وہ ۴۰ دن گوشت کا مضغہ بنتا رہتا ہے پھر اللہ تعالےٰ اُس کی طرف چار کلمے دے کر ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ (۱) تو وہ اُس کے عمل لکھتا ہے۔ (۲) اس کی موت کا وقت لکھتا ہے (۳) اُس کا رزق لکھتا ہے (۴) بدبخت یا نیک بخت لکھتا ہے۔ پھر اُس میں روح پھونکا جاتا ہے)۔ آپکے نے بھی پیٹ کا علم کلی کا ہونا

اب حدیث کے دعوے واروں سے امر مطلوب یہ ہے کہ پیٹ کا علم کہا جاتا ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو نہیں۔ حالانکہ اِس فرشتے کو ہے جس کا ذکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا کا علم بھی اور اُس کے مرنے کے مقام کا بھی اور اس کے رزق کا بھی اور اس کے شقی وسعید ہونے کا بھی پھر اس میں روح پھونکا جاتا ہے۔ روح پھونکنے والا بھی فرشتہ ہوتا ہے۔ امور خمسہ کے علوم کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوگیا۔ کہ

ملائکہ کو روح کا علم بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا روح۔ کیونکہ اگر فرشتے کو روح کا علم نہ ہو تو اس کا حامل کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اس کا فاعل کیسے ہو سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روح کا علم اور امور خمسہ کا علم باذن اللہ ملائکہ کو حاصل ہے اس حدیث صحیح بخاری سے يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ بھی حل ہو گیا لیکن عوام الناس کو حکم ہوا کہ وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارواح کے علم کا ہونا بَيِّنٌ مُبَيَّنٌ ہے چنانچہ مسجد اقصیٰ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کرام کو جماعت کرائی آپ کو ارواح کا علم تھا تو ہی تمام انبیاء کی پہچان فرمائی ملاحظہ ہو

مسلم شریف ۱/۹۶ اور قبر میں آپ کا پیش کیا جانا عالم ارواح سے آپ کے باخبر ہونے پر دال ہے اور خصوصاً آسمانوں سے پہلے آسمان پر روح آدم علیہ السلام کی پہچان کرنا دوسرے آسمان میں یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو پہچاننا اور ارواح سے اجسام کی تمیز کرنا تیسرے آسمان پر روح یوسف علیہ السلام سے ملاقی ہونا چوتھے آسمان پر روح ادریس علیہ السلام کی تمیز کرنا پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام کے روح سے ملاقات کرنا چھٹے آسمان پر روح موسیٰ سے ہمکلام ہونا ساتویں آسمان پر روح ابراہیم علیہ السلام سے گفتگو کرنا احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہے۔

اور عالم ارواح میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے علماء سے جو طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج/۱۱۲ میں مذکور ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے روح کو پسند فرمایا عالم ارواح میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے دشمن کو کوڑے لگوائے تم کہتے ہو کہ آپ کو روح کا علم نہیں اب ثابت ہو گیا کہ آپ کو تمام ارواح کا علم حاصل ہے۔ کیا ملک الموت کو بھی روح کا علم نہیں مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ اَلْمَلَكُ الْمَوْتِ کو روح کا علم نہیں تو وہ روح کو جسم سے علیحدہ کیسے کر لیتا ہے اور اسی لئے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ جواب

دیا گیا کہ روح کا قبضہ ملک الموت کو دیا گیا ہے۔ اگر میں علم ظاہر کرکے کفار کو عاجز نہیں بننے دیا جاویگا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم تو روح الاجسم کے حاجز تو کیا لِمَا یُحْیِیْکُمْ فرمان الٰہی کے مطابق روح کا تعلق ہی جسم کے ساتھ تب ہوتا ہے اور مخلوق کو حیات ہی تب میسر ہوتی ہے جب مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت شامل حال ہو تم کہتے ہو آپ کو روح کا علم نہیں یہ خیال است و محال میں کہتا ہوں کہ روح کو اتنا اپنی ذات کا علم نہیں جتنا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ روح روح ہی تب کہلا سکتا ہے۔ جب مطابق فرمان الٰہی مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا غلام ہو یعنی مطیع الٰہی جب تک پہلے مطیع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہو مطیع الٰہی نہیں ہو سکتا۔ اور اُن ملائکہ کا علم اور اُن کا فعل ماں کے پیٹ میں جیسے جیسے ہوتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اُن کا علم کلی ہے جس کی تفصیل یہ حدیث پاک میں آپ نے فرما دی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم مافی غد مافی الارحام قیامت تک کے حاصل ہیں

۲۸- دلائل النبوۃ ج۲
تاریخ الخلفاء ۱۵

لابی نعیم حدثنا الحسن ابن اسحاق ابن ابراہیم بن زید حدثنا المنتصر بن نصر بن المنتصر حدثنا احمد بن رشید بن خثیم حدثنا عمی سعید بن خثیم عن حنظلہ عن طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قالت حدثتنی

اُمُّ الْفَضْلِ قَالَتْ مَرَرْتُ بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنَّکِ حَامِلٌ بِغُلَامٍ فَاِذَا وَلَدْتِ فَأْتِیْنِیْ بِہٖ قَالَتْ فَلَمَّا وَلَدْتُہٗ اَتَیْتُ بِہِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاَذَّنَ فِیْ اُذُنِہِ الْیُمْنٰی وَاَقَامَ فِیْ اُذُنِہِ الْیُسْرٰی وَاَلْبَأَہٗ مِنْ رِیْقِہٖ وَسَمَّاہُ عَبْدَ اللّٰہِ وَقَالَ اِذْھَبِیْ بِاَبِی الْخُلَفَاءِ فَاَخْبَرْتُ الْعَبَّاسَ وَکَانَ رَجُلًا لَبَّاسًا فَلَبِسَ ثِیَابَہٗ ثُمَّ اَتٰی اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمَّا اَبْصَرَہٗ بِہٖ قَامَ فَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا شَیْءٌ اَخْبَرَتْنِیْ بِہٖ اُمُّ الْفَضْلِ قَالَ ھُوَ مَا اَخْبَرَتْکَ ھٰذَا اَبُو الْخُلَفَاءِ حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْھُمُ السَّفَّاحُ حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْھُمُ الْمَھْدِیُّ حَتّٰی یَکُوْنَ مِنْھُمْ مَنْ یُّصَلِّیْ بِعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْھِمَا السلام

ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ام الفضل نے (اسمہا لبابہ بنت الحارث الہلالیۃ امرأۃ العباس ابن عبد المطلب) کہا ام الفضل نے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری تو آپ نے فرمایا کہ تیرا حمل لڑکے کا ہے جب تو جنے تو لڑکے کو میرے پاس لانا تو ام الفضل رضی اللہ تعالٰے عنہا نے کہا تو جب میں نے اس کو جنا تو اس مولود کو میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں لائی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بچے کے داہیں کان میں اذان فرمائی اور بائیں کان میں اقامت اور اپنی تھوک مبارک اس کو چٹایا اور اس کا نام عبد اللہ رکھا اور فرمایا کہ ابو الخلفاء کو لے جا تو میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ کو اطلاع دی اور آپ ستھرا لباس رکھنے والے تھے آپ نے فوراً لباس بدلا پھر دربار رسالت میں تشریف لائے جب حضرت عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کھڑے ہو گئے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا حضرت عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کس غیبی شیٔ کی ام الفضل کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ وہ وہی ہے جو تجھے بھی میں نے خبر دی یہ لڑکا مولود خلفا کا باپ ہے حتیٰ کہ ان سے سفاح پیدا ہوگا حتیٰ کہ امام مہدی علیہ السلام بھی ان کی ہی نسل سے ہونگے حتیٰ کہ جو شخص عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیگا۔ انہیں سے ہوگا۔

اس حدیث پاک سے سات امور ثابت ہوئے۔

۱۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پردے میں عورت کے حاملہ ہونے کی غیبی اطلاع دینی۔

۲۔ آپ کا علم مافی الارحام کی حقیقت کا مطلع ہونا اور قبل از ولادت لڑکے کی مبارک دینا۔

۳۔ بچے کو بعد از ولادت اہل اللہ کی خدمت میں حاضر کرنا سنت ثابت ہوا۔

۴۔ اہل اللہ کا بچے کو بطور تبرک جنم گھٹی دینا سنت ثابت ہوا۔

۵۔ اہل اللہ اگر بچے کا نام مقرر فرمادیں تو سنت ہے۔

۶۔ اہل اللہ کی مجلس میں اچھا لباس پہن کر جانا سنت ثابت ہوا۔

۷۔ نبی صلے اللہ وسلم کو مافی غد اور قیامت تک کے مافی الارحام کا علم غیبی حاصل ہے۔ جیسا کہ آپ نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہما کی قیامت تک نسل اور ان کے مراتب کا ظہور فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں تک کی اطلاع فرمادی یہ ہے علم مَا تَحۡمِلُ كُلُّ اُنۡثٰى وَمَا تَغِيۡضُ الۡاَرۡحَامُ وَمَا تَزۡدَادُ سے ایک نمونہ جس کے انعام الہٰی کے تم منکر ہو۔ کیوں جناب تم تو کہتے ہو کہ سوائے خدا کے مافی الارحام کا علم اور مافی عند کا علم کسی کو ہے ہی نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قیامت تک کی نسلوں کا ثبوت دے دیا کیا اس پر بھی ایمان لاؤ گے یا نہ ؟ ورنہ امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے منکر بن جاؤ گے اور اپنے

رضاعی بھائیوں میں جا ملو گے ورنہ نبی صلے اللہ علیہ کے علم ما فی الارحام اور علم ما فی غد کے قائل ہو جاؤ۔ اور اپنا ایمان درست کرو کہ انعام الٰہی ہے جسے چاہے کر دے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ اور خصوصاً نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو ارشاد الٰہی اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ عَظِيْمًا اللہ کا فضل آپ پر بڑا ہے موجود ہے اور فضل کی بڑی خصوصیت قرآن کریم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے ساتھ مخصوص ہے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا صرف علوم خمسہ کے انکار سے تین آیات کا تو صاف انکار لازم آیا اور ایسا شخص تمام قرآن کریم کا درحقیقت مکذب ہے۔

۲۹- مسلم شریف ۲/۳۹۲ | قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَيَبْعَثُوْنَ عَشَرَةَ فَوَارِسَ طَلِيْعَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّيْ لَاَعْرِفُ اَسْمَاءَهُمْ وَاَسْمَاءَ اٰبَائِهِمْ وَاَلْوَانَ خُيُوْلِهِمْ هُمْ خَيْرُ فَوَارِسَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ يَوْمَئِذٍ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے قریب دس اسپ سوار نکلیں گے تو آپ نے فرمایا کہ میں ان کے ناموں کو بھی جانتا ہوں۔ اور ان کے آباء کے ناموں کو بھی۔ اور ان کے گھوڑوں کے رنگوں کو بھی وہ اس دن تمام زمین کے اسپ سواروں سے بہتر ہوں گے۔

اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ما فی غد اور ما فی الارحام کے علوم قیامت تک بیان فرمائیے۔

آپ کے غلام بچے علم ما فی الارحام سے واقف ہیں

۳۰- مستدرک ۳/۴۱۸ | عَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ

وَهُوَ يَتَوَجَّهُ اِلٰى بَدْرٍ لَقِيَهٗ بِالرَّوْحَاءِ فَسَاَلَهُ الْقَوْمُ عَنْ خَبَرِ النَّاسِ فَلَمْ يَجِدُوْا عِنْدَهٗ خَبَرًا فَقَالُوْا لَهٗ سَلِّمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَوَ فِيْكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ الْاَعْرَابِيُّ فَاِنْ كُنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَخْبِرْنِيْ بِمَا فِيْ بَطْنِ نَاقَتِيْ هٰذِهٖ فَقَالَ لَهٗ سَلَمَةُ بْنُ سَلَامَةَ بْنِ وَقْشٍ وَكَانَ غُلَامًا حَدَثًا لَا تَسْاَلْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا اُخْبِرُكَ نَزَوْتَ عَلَيْهَا فَفِيْ بَطْنِهَا سَخْلَةٌ مِنْكَ۔

(عروہؓ سے روایت ہے۔ ملاقات کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بدوی سے اور وہ جا رہا تھا بدر کی طرف۔ روحا میں وہ آپ سے ملا تو قوم نے لوگوں کی خیروعافیت دریافت کی تو انہوں نے اُس سے کوئی خبر نہ پائی تو قوم نے اُسے کہا کہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں سلام علیکم عرض کر۔ تو اس نے کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ بھی ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اعرابی نے کہا۔ کہ اگر تو رسول اللہ ہے تو بتا کہ میری اِس اونٹنی کے پیٹ میں کیا چیز ہے۔ تو سلمہ بن سلامہ نے کہا حالانکہ وہ بچے ہی تھے کہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ دریافت کر مجھ سے میں بتا دیتا ہوں۔ کہ تو اِس پر جفت ہوا ہے تو اس اونٹنی کے پیٹ میں تیرا مضغہ ہے)۔

انصاف سے غور کرنا چاہیئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے چھوٹے غلاموں کو پیٹ کا علم یعنی مَا فِی الْاَرْحَامِ کا علم ہو اور تم کہو کہ انبیاء کو ما فی الارحام کا علم نہیں ہو سکتا۔ کیا منکر کا ایمان بالانبیاء صحیح ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ کو علم ما فی الارحام تھا

۱۳۔ موطا امام مالک ۳۱۴:۔ مالک عن ابن شہاب عن عروۃ ابن الزبیر

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ اِنَّ اَبَا بَکْرِنِ الصِّدِّیْقَ کَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِیْنَ وَسْقًا مِّنْ مَّالِهٖ بِالْغَابَةِ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ اَلْوَفَاةُ قَالَ وَاللّٰهِ یَا بُنَیَّةُ مَا مِنْ اَحَدٍ اَحَبَّ اِلَیَّ غِنًی بَعْدِیْ مِنْكِ وَلَا اَعَزَّ عَلَیَّ فَقْرًا بَعْدِیْ مِنْكِ وَاِنِّیْ کُنْتُ نَحَلْتُكِ جَادَّ عِشْرِیْنَ وَسْقًا فَلَوْ کُنْتِ جَدَدْتِیْهِ وَاَحْتَزْتِیْهِ کَانَ ذَالِكِ وَاِنَّمَا هُوَ الْیَوْمَ مَالُ وَارِثٍ وَاِنَّمَا هُمَا اَخَوَاكِ وَاُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوْهُ عَلٰی کِتَابِ اللّٰهِ قَالَتْ عَائِشَةُ یَا اَبَتِ وَاللّٰهِ لَوْ کَانَ کَذَا وَکَذَا لَتَرَکْتُهٗ اِنَّمَا هِیَ اَسْمَاءُ فَمَنِ الْاُخْرٰی قَالَ ذُوْ بَطْنِ ابْنَةِ خَارِجَةَ اُرَاهَا جَارِیَةً۔

بیہقی شریف ۶/۱۷۰

طحاوی شریف ۲/۲۴۵

تاریخ الخلفاء

اصابہ

حضرت عائشہ صدیقہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے آپ کو تحفہ دیا بیس وسق ٹوٹی ہوئی خشک کھجوروں کا غابہ کے مال سے تو جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو وفات قریب ہوئی آپ نے فرمایا کہ اے میری بیٹی میرے بعد تیرے غنی سے کوئی پیارا نہیں اور میرے بعد میرے نزدیک تیرے فقر سے اور کوئی عزیز نہیں اور میں نے تجھے نیاز بھیجی بیس وسق کٹی ہوئی خشک کھجوریں پھر اگر تو فراخدلی کرے اور تو پسند کرے تو آج ورثاء کا مال یہی ہے اور کوئی نہیں دو تیرے بھائی ہیں اور دو تیری بہنیں ہیں تو اللہ کی کتاب کے مطابق تم اس کو تقسیم کرو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے فرمایا قسم اللہ کی اگر ایسے ایسے ہوتا تو میں اس کو چھوڑ دیتی (میری ہمشیرہ) وہ اسماء ہی تو ہے اور کوئی نہیں دوسری کون ہے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا تیری والدہ کے پیٹ میں حمل لڑکی کا ہے جو پیدا ہونے والی ہے میں اس حمل کو لڑکی دیکھتا ہا

ہوں۔

کیوں جناب تم تو کہتے ہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پیٹ کا علم نہیں۔ یہاں تو آپ کے نام لیا پیٹ کا علم ظاہر فرما رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے فرما دیا کہ میں تیری والدہ کے پیٹ میں لڑکی دیکھ رہا ہوں۔ بتایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ خداوند تمہیں بھی اس حدیث کے مطابق عقیدہ رکھنے کی توفیق عنایت فرمادے۔

علم نزولِ غیث

۳۲۔ بخاری شریف ۱/۱۲۸ } عن انس بن مالك قال بينما رسول الله صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَحَطَ الْمَطَرُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّسْقِيَنَا فَدَعَا فَمُطِرْنَا فَمَا كِدْنَا اَنْ نَّصِلَ اِلٰى مَنَازِلِنَا فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ اِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ قَالَ فَقَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ اَوْ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّصْرِفَهٗ عَنَّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا قَالَ فَلَقَدْ رَاَيْتُ السَّحَابَ يَتَقَطَّعُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا يُمْطَرُوْنَ وَلَا يُمْطَرُ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے فرمایا کہ ہمارے درمیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بارش کا کال پڑ گیا ہے۔ اللہ سے دعا فرمایئے۔ آپ نے دعا فرمائی تو بارش شروع ہو گئی ہمیں اپنے مکانوں تک

Nafse Islam WWW.NAFSEISLAM.COM

پہنچنا مشکل ہو گیا۔ اور آئندہ جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ وہ آدمی یا کوئی اور کھڑا ہوا عرض کی یا رسول اللہ اللہ سے دعا فرمائیے ہم سے بارش تھامے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ ہمارے گرد و نواح پر ہم پر نہ۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ میں نے دیکھا کہ بادل دائیں بائیں پھٹ گیا اور دائیں بائیں بارش ہو رہی ہے اور اہل مدینہ پر بارش بند ہے

۳۳۔ مسلم شریف ۱/۲۹۲ | فَمَا یُشِیْرُ بِیَدِہٖ اِلٰی نَاحِیَۃٍ اِلَّا انْفَرَجَتْ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے انگلی پاک کے اشارے سے ہی فوراً بادل پھٹ گیا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بارش کا برسنا آپ کے فرمان اور اشارے سے ہی ہوتا تھا جس کے اشارے سے بارش برسے اور جس کے اشارہ پاک سے بادل پھٹ جائے بادل کیا چاند ٹکڑے ہو جائے۔ سورج واپس لوٹ جائے اُس ذات کی نسبت یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کو بارش کا علم نہ تھا تو اس سے زیادہ کم فہمی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آسمان پر بادل کا نام و نشان نہ ہو۔ آپ کی زبان پاک سے بادل کا نام نکلے تو بادل آسمان پر جھک جائے اور فوراً مینہ برسنا شروع ہو جائے۔ تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو بارش کا پتہ نہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ کسی چیز کا علم ہونا اور اس پر طرہ یہ ہے کہ چیز منگا لینا۔ اگر شے معلوم نہیں تو آ کیسے سکتی ہے۔ جیسا کہ آصف بن برخیا نے بلقیس کا تخت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے پیش کر دیا۔ آصف کو کوئی ذی شعور یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ آصف کو تخت کا علم نہ تھا۔ بغیر علم کے ہی تخت کو اُٹھا لائے۔ معلوم ہوا کہ بغیر علم کے اور یقین کے کوئی شخص ایسے نہیں کر سکتا۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کو بادل اور بارش کا علم اور یقین تھا اور ہے جس بناء پر آپ کے فرمان سے بادل پیش کیا گیا اور آپ کے اشارے

سے پھاڑ دیا گیا۔

۳۴- **مسلم شریف** ۲/۴۰۱ } فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دجال آسمان کو حکم کرے گا تو بارش شروع ہو جائے گی)

ذرا انصاف فرمایئے کہ دجال کافر کے حکم سے بارش برسے تو دجال کی اس طاقت پر تم ایمان بلا دلیل فرمائے آؤ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم جن کا فرمان آسمان، چاند، سورج بارش تسلیم کریں۔ بلکہ بارش والا آپ کا معجزہ ہے تو تم آپ کی قوت علمی کا آپ کے متبعین سے بے خبر جنے کا انکار کرو۔ اخیر مرکر آپ کے حضور میں پیش ہونا ہے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کس عقیدے پر منہ دکھاؤ گے۔

nafse islam
نفس اسلام

بحث علم قیامت

وہابی "علوم خمسہ سے باقی اربعہ مسائل تو حل ہو گئے لیکن قیامت کا تم نے ذکر ہی نہیں کیا قیامت کے متعلق قرآن پاک میں مذکور ہے کہ سوائے خدا کے کسی کو علم قیامت نہیں۔

۱- يَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً يَسْئَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ۔

تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کس وقت ہے تو کہ اس کی خبر تو ہے میرے رب کے پاس وہی کھول دکھا دیگا۔ اس کو اپنے وقت میں بھاری بات ہے آسمان و زمین میں تم پر آ دیگی تو

بے خبر آدمی تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں۔ گویا کہ تو اس کا متلاشی ہے تو کہ اس کی خبر ہے خاص اللہ پاس لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔

اور قیامت کا سوال کئی بار ہوا لیکن آپ کی زبانی اللہ تعالے نے انکار کروا دیا ہے۔

۲۔ يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ

۳۔ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ

۴۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا
اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا

۵۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ

ان مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ سوائے خدا کے مخلوقات سے کسی کو علم قیامت نہیں ورنہ قرآن کریم کا انکار کرنا پڑیگا جو لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم قیامت ہونے کے قائل ہیں وہ حقیقۃً قرآن وحدیث کے منکر ہیں۔

محمد عمر

"بڑا افسوس ہے کہ علوم خمسہ سے چار کے تو تم قائل ہو جاؤ اور ایک سے انکار کرو حالانکہ قرآن کریم میں خصوصیت علوم الغیبیہ میں یہ چاروں بعد میں ہیں اور علم قیامت مقدم ہے اگر ان چاروں کا علم بقرآن وحدیث تعلیم الٰہی سے خیر الخلائق کے واسطے ثابت ہو چکا ہے تو علم قیامت بطریق اولیٰ ثابت ہوا چنانچہ آیت کریمہ کی ترتیب ملاحظہ ہو

لقمان ۲۱/۴ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

نزول غیث بھی امر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت ثابت ہو گیا اور مافی الارحام کا حصول علم بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں تک ثابت ہو چکا اور ان کے متعلق پہلے انبیاء علیہم السلام سے

بھی ان چار امور کے علوم غیبیہ کا حصول ثابت ہوا ایک عجیب بات عرض کردوں پہلے انبیاء علیہم السلام پر جب کسی نے سوال کیا تو وہ خود جواب دیتے لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اگر کوئی سوال کرتا تو آپ خود مجیب نہ بنتے بلکہ بفرمان الٰہی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کے اللہ تعالٰے آپ کی طرف سے جواب دیتے جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ (پہلے انبیاء علیہم السلام کا اپنی قوم کو خود جواب دینا)

نوح علیہ السلام کی قوم نے کہا۔ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ تو نوح علیہ السلام نے جواب دیا یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ ہود علیہ السلام کو قوم نے کہا اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ سَفَاهَةٍ تو ہود علیہ السلام نے جواب دیا یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا اِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اِنِّیْ لَاَظُنُّکَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا علیٰ ہذا القیاس پہلے انبیاء علیہم السلام اپنے سوالات کے جوابات خود قوم کو دیتے رہے ہیں لیکن مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ رحمۃ للعالمین ہیں اس واسطے آپ کفار کے سوالات سے درگزر فرماتے تو آپ کی طرف سے رب العزت جواب دیتے جیسا کہ آپ کو قوم نے کہا اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ تو اللہ تعالٰے نے آپ کی طرف سے بدلہ لیا اور آپ کی صفائی پیش فرمائی مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ کفار نے کہا اِنَّمَا اَنْتَ شَاعِرٌ تو رب العزت نے جواب دیا۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ۔ چنانچہ آپ کی طرف سے ارشاد الٰہی ہے وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْکُمْ مِّنْهُ ذِکْرًا ۝ اِنَّا مَکَّنَّا فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰهُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا۔ پھر قوم نے سوال کیا یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ پھر آپ کی طرف سے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد الٰہی ہے وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ آپ کی طرف سے ارشاد الٰہی ہے یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ

خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ اور آپ کی طرف سے ارشادِ الٰہی ہے يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ اور سنیئے۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ اور سنیئے وَيَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ اور ملاحظہ ہو وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ اور ارشادِ الٰہی سنو وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ اور جوابِ الٰہی سنیئے وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ایک اور جوابِ الٰہی ملاحظہ ہو وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا اور ارشادِ الٰہی سنو قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ اس کے علاوہ اور بھی بے شمار ہیں جو بوجہ طوالت ذکر نہیں کیے گئے کیا یہ ان کے تمام اعتراضات غیبی ہی نہ تھے؟ جن کا جواب رب العزۃ نے دیا ہے۔ یہ ہے شانِ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کہ سوال آپ کرو اور مجیب رب العزۃ ہو۔ اور جو تم سمجھ بیٹھے ہو کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق علم نہیں تھا یہ تمہارا سمجھنا غلط ہے جب آپ کا مجیب رب العزۃ ہے تو تمہارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر معترض بے علمی بننا یہ تمہاری کم فہمی ہے بلکہ خداوندکریم کو بے علم کہو جو تمہارا عقیدہ ہے۔ کیونکہ آپ تو بقانون خداوندی وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کے بغیر حکم خداوندی کسی راز کو فاش نہیں کر سکتے آپ کا علم قیامت کو ظاہر نہ فرمانا یہ آپ کی بے علمی پر دال نہیں بلکہ آپ کے علم لدنی کی دلیل ہے کہ باوجود علم ہونے کے بغیر حکم ظاہر نہیں فرمایا جب آپ کا مجیب رب العزۃ فرما رہا ہے۔ کہ اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ اللہ کی طرف علم قیامت کو منسوب کیا جاتا ہے حتے تمام سوالات

بر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوں مولائے کریم خود جواب دیں جیسا کہ ماقبل گزر چکا ہے۔ مثلاً يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ لیکن جب سوال ہوتا ہے۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا مولا کریم جو آپ کی طرف سے جواب دیں اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا تو اس جواب سے کافر تو آپ کو بھی معاذ اللہ بے خبر سمجھے گا لیکن مومن خدا پر اس کو چھوڑیگا کہ جب خداوند ہم تک اس راز کو نہیں ظاہر فرماتا تو ہمیں اس پر بحث نہیں کرنی چاہیے۔ اور نہ ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی معاذ اللہ بے خبر کہنا چاہیے کیونکہ اس راز کو عوام پر نا ظاہر فرمانے کی علۃ آگے بیان فرمادی اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰهَا اور کوئی بات نہیں آپ ظاہر تو فرما سکتے ہیں۔ اور میں قیامت کے علم ظاہر کرنے کا حکم بھی جاری کر سکتا ہوں لیکن آپ ڈرانے والے ہیں جو قیامت سے ڈرتا ہے جب کوئی شئی پاس آجائے یا اس کا علم ہو جائے تو اس کا ڈر چلا جاتا ہے اور جو چیز اچانک اور بے خبر آنے والی ہو اس کا ڈر زیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ماں بچے کو ہوّے سے ڈراتی ہے۔ حالانکہ وہ کوئی شے نہیں لیکن ماں بچے کو اچانک کہتی ہے ہوّا قریب ہوا آیا کھا جاویگا تو بچہ بدک کر فوراً ماں کے گلے لپٹ جاتا ہے یہ تو ہے مجاز اور یہاں ہے حقیقۃ ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے اخیر قیامت کا قیام فرمایا اور ادھر کافر و منافق کو ڈرایا لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً اور اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا اور جب قیامت کے سوال يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ سے اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰهَا جواب ملا اور اظہار کے متعلق اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ اور اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ اور يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ کا جواب قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ خداوند کی طرف سے جواب ملا نہ کہ آپ نے اپنی طرف سے فرمایا۔ اللہ کی طرف سے راز نہ فاش کرنے کا آپ کو حکم ہوا ہے تو کفار نے استہزاء اور تمسخر کرنا شروع کر دیا وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ تو بھی یہی جواب ملا قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ اور جب اپنے قُلْ اِنْ اَدْرِيْ

أَقَرِيبٌ أَمْ بَعِيدٌ سے قیامت کے علم کی بحث کو ختم کرنا چاہا تاکہ نذارت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں فرق نہ آئے تو کفار تمہاری طرح پھر سوال کرکے استہزا کرتے ہیں وَيَقُولُونَ مَتٰى هُوَ اور وہ کہتے ہیں کب ہے وہ۔ یہ سوال استہزاء تھا، جواب ملا کہ پہلے تو کہا گیا تھا اِنْ اَدْرِيْ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ لیکن اب جواب ملا قُلْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا شاید قیامت قریب ہی ہو اور وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ سے علم کی تفصیل شروع ہو گئی۔ جب اس پر بھی پھر کفار کو صبر نہ آیا تو کہنا شروع کر دیا۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اگر سچے ہو تو بتاؤ کہ قیامت ہے کب چاہتے تھے کہ جب وضاحت کاملہ ہو جائیگی تو ہم اس پر زیادہ مسخرا پن ظاہر کرینگے اور جو مومنین بھی اس سے اتنے ڈر رہے ہیں ان کا ڈر بھی دور ہو جائیگا کہ ابھی بڑی دور ہے جو مومنین دن رات قیامت کے ڈر سے کانپ کر عبادت میں ترقی کر رہے ہیں وہ کم ہو جائینگے تو آپ کی نذارت میں بھی فرق آجائیگا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے جواب اور واضح فرما دیا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے چاند ٹکڑے کرکے دکھا دیا کہ قیامت کو چاند سورج زمین و آسمان کا یہ حال ہو جائیگا۔ قیامت کا نمونہ دیکھکر بھی کافر طاقت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو بیٹھا پس قیامت قریب آگئی تاکہ مومن کا ڈر زیادہ ہو اور نذارت میں ترقی ہو اور رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی کملی پاک میں مومنین جلدی پناہ گزین ہوں اور ان کے جرائم معاف ہوں اور بچ جاویں خداوند کریم نے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ فرما دیا لیکن دیوبندی ملاں پھر بھی اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْ اَمَدًا پر ہی اڑا رہا اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ فرمانِ الٰہی کو پس پشت ڈال دیا ان منکرین کو اور وضاحت فرمائی اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ لوگوں کے واسطے حساب قریب آگیا ہے اور وہ ابھی غفلت میں روگردان

ہیں۔

اور اس کو وہ سمجھ رہے ہیں اور اس کے مخبروں کو بے خبر بنا رہے ہیں۔

وہابی "تمہارا کہنا غلط ہے کہ کفار نبی علیہ السلام کو قیامت کا سوال استہزاءً کرتے تھے یہ تمہاری من گھڑت بات ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم ہی نہیں تھا اگر ہوتا تو بتا نہ دیتے۔

محمد عمر "فقیر نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ کفار کو جواب دینا آپ کا کام نہ تھا۔ بلکہ رب العزۃ آپ کی طرف سے ہی جواب دیتے رہے یہ شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے باقی رہا تمہارا کہنا کہ قیامت کے متعلق کفار کا سوال حقیقۃً تھا۔ استہزاء پر مبنی نہ تھا اس کا فیصلہ قرآن کریم سے کرا لیتے ہیں سُنیئے۔

جاثیہ ۲۵/۴ وَاِذَا قِیْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّالسَّاعَۃُ لَا رَیْبَ فِیْہَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِیْ مَا السَّاعَۃُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَیْقِنِیْنَ وَبَدَا لَہُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِہِمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَہْزِءُوْنَ اور جب کہا جاتا ہے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں شک نہیں تم نے کہا ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے ہم قیامت کو محض خیالی گمان کرتے ہیں اور ہم اس پر یقین نہیں رکھنے والے اور ظاہر ہو جائینگے ان کو ان کے برے اعمال اور گھیر لیگی ان کو وہ چیز جس کے ساتھ وہ مخول کرتے ہیں (یعنی قیامت)۔

اس آیۂ کریمہ سے خداوند کریم نے ثابت کر دیا کہ کفار قیامت کو محض خیالی گمان کرتے تھے ان کو قیامت پر یقین نہ تھا اور اس آیۂ میں وَحَاقَ بِہِمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَہْزِءُوْنَ نے واضح کر دیا کہ کفار کا قیامت کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سوال کرنا محض استہزاءً تھا نہ کہ حقیقۃً اور نہ اس واسطے کہ انہوں نے دریافت کر کے ایمان

ہی لانا تھا اور اگر تمہارے خیال کو ہی فرد اویہ کے واسطے درست سمجھا جاوے تو یہ اس امر کی دلیل ہو گی کہ تمہارا سوال بھی قیامت کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو استہزا ہے جیسا کہ تم کرتے ہو ویسا ہی اُس وقت بھی یہی جھگڑا کفار کا اور یہی سوال نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھے کہ اگر بطور غیبی خبر رکھنے کے مدعی ہو تو قیامت کی تاریخ بتاؤ اور تم بھی مسلمانوں پر یہی اعتراض کرتے ہو کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم علم قیامت کی خبر رکھتے ہیں تو قرآن کے متعلق کوئی آیت یا حدیث ان کو قیامت کے علم ہونے کی پیش کرو تو کہنا پڑیگا۔ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ تمہارے متعلق ہی ہے۔ جو قیامت کے مخبر صادق کو بے خبر سمجھے وہ خود بے خبر ہے آپ کے نافرمانوں کے لئے ہی قیام قیامت اور آپ کو ہی اس کا علم نہ ہو تو یہ تمہارے علم وہابیہ کی ہی گوہر افشانی ہے ورنہ قرآن و حدیث میں آپ کو ہر شئی کے علوم غیبیہ کلیہ ہونے کے دلائل واضح موجود ہیں۔

اور سنیئے۔

جاثیہ ۲۵/۳ | وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ اور انہوں نے کہا قیامت کوئی شئی نہیں سوا ہماری دنیاوی زندگی کے ہم مر رہے ہیں اور پیدا ہو رہے ہیں زمانے کے سوا ہمیں کوئی مارتا اور نہیں ان کو اس کی کوئی خبر یہ محض ان کا گمان ہے۔

اس آیۂ کریمہ سے دو امور قابل غور ہیں (۱) کفار کا قیامت سے انکار کرنا (۲) اور مومنین کو قیامت سے بے علم سمجھنا۔

جب کفار نے بھی مومنین انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو قیامت سے بے خبر و بے علم سمجھا اور تم نے بعینہٖ ایسے ہی ان کے متعلق یہی عقیدہ رکھا تو تمہارے اور ان کے مابین اتحاد ذاتی ثابت ہو گیا یہ علیحدہ بات ہے کہ اولیاء کرام و انبیاء علیہم السلام بحکم الٰہی ان کے

اظہار کو صیغہ راز میں رکھیں۔ کیونکہ مامور من اللہ ہوتے ہیں۔ بغیر اس کی رضا کے کسی راز کو افشا نہیں کر سکتے باقی رہا علم قیامت کو خداوند کے سپرد کرنا تو چونکہ ان کو بھی اسی کی طرف سے اس کا حصول ہوتا ہے۔ اور اسی کی طرف سے ممانعت اظہار ہے تو وہ اس کے علم کو بھی اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ کے زبان سے خداوند کے سپرد کر چھوڑتے ہیں۔

وہابی ”جبکہ علم قیامت محض خاصہ خدا ہے اس واسطے سوائے خدا کے کسی مخلوق کو قیامت کا علم نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے تمہاری اس ہیرا پھیری سے میں سوائے خدا کے کسی کے واسطے علم قیامت ہونا تسلیم نہیں کر سکتا۔ واللہ اَعْلَمُ بالصواب۔

محمد عمر ”فقیر نے تمہارے سامنے ایسی آیت پیش کر دی جس سے یہ ثابت ہوا کہ مومنین انبیاء کرام و اولیاء عظام کو کنار قیامت سے بے علم تصور کرتے تھے باقی رہا تمہارا کہنا کہ سوائے خدا کے اور کسی کو قیامت کا علم ہے ہی نہیں۔ یہ خاصہ خدا ہے یہ قطعاً غلط اور تمہارا محض خیال اعتقاد وہابیت کی بنا پر ہے ورنہ فقیر ثابت کرتا ہے کہ علم قیامت سوائے خداوند کے مخلوق خدا کو بھی حاصل ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم و احادیث صحیحہ سے مروی ہے۔ علم قیامت کے تین پہلو ہیں ایک قیامت کی ہیئت کذائیہ جو وفات کو مستلزم ہوتی ہے اور دوسرا اس کا وقوع اور تیسرا وقت وقوع خداوند کریم نے پہلی بات یعنی قیامت کی ہیئت کذائیہ قرآن کریم میں مذکور فرما دی حالانکہ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ میں مطلق علم ہے ہیئت کذائیہ ہو یا وقوع یا وقت وقوع لیکن بالترتیب رب العزۃ جل وعلا نے ہر ایک کا ذکر قرآن کریم میں بیان فرمایا کیونکہ قرآن کریم تفصیل کل شئی ہے جس میں قیامت بھی شامل ہے تم قرآن کریم کے اس دعویٰ پر ایمان لاؤ یا نہیں بہر حال قرآن کریم ہر شئی کے علم کو محیط ہے کیونکہ کلام خداوندی ہے اور وحی بھی خداوندی ہے

۳۵/۱-یوسف ۱۲/۱۲ { وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ۔ قرآن ہر شئ کی تفصیل ہے اور ہر شئ کی رہبر ہے اور یہ ایمان داروں کے واسطے رحمت ہے۔

قرآن کریم مدعی اس امر کا ہے کہ اس میں ہر شئ کی تفصیل موجود ہے علم قیامت ہو یا وقوع لیکن ایمانداروں کو اس سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔

قیامت کا وقوع اور ہیئت کذائیہ از روئے قرآن

۳۶/۲-مرسلات ۲۰ { اِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ فَاِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ فُرِجَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ بے شک جو تم وعدہ کئے گئے ہو (قیامت کا) ضرور واقع ہونے والا ہے تو اس وقت تمام ستارے بے نور ہو جائینگے اور اس وقت آسمان پھٹ جائیگا- اور اس وقت پہاڑ اڑائے جائیں گے اور اس وقت تمام پیغمبر جمع کئے جاویں گے۔

ثابت ہوا (۱) کہ قیامت کا وقوع حتمی ہے (۲) تمام سیارگان سورج وچاند بے نور ہو جائینگے۔ لیکن رسل کا زور رسالت جو متعدد موج زن ہوگا آسمانوں اور پہاڑوں کی اصلیت مفقود ہوگی اور میدان صاف ہوگا۔ لیکن رسل بحیثیت رسل ہی موجود ہونگے۔ یہ ہے وہ ہیئت کذائیہ قیامت کی۔

۳۷/۳-تکویر ۳ { اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَاِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَاِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ وَاِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ وَاِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ وَاِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ جب سورج گندھلا ہوگا اور اس وقت ستارے گر کر بے نور ہو جائینگے اور اس وقت پہاڑ بکھیرے جائیں گے اور اس وقت دس ماہی اونٹنیاں آوارہ پھریں گی اور اس وقت وحشی جانور سہمے ہوئے اکٹھے ہوں گے اور اس وقت دریا بھڑکائے جاوینگے اور اس وقت تمام جانیں ملائی جاوینگی۔ اور اس وقت زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سوال کی جائیگی کہ کونسے جرم میں قتل کی گئی اور جب تمام اعمال نامے کھولے جاوینگے اور جب آسمان ادھیڑ دیا جاویگا۔ اور جب دوزخ بھڑکائی جاویگی اور جب جنت نزدیک کی جاویگی مومنین کے لئے، معلوم کریگا ہر نفس اپنے ماحضر کو

کیوں جناب یہ ہے قیامت کی ہیئت کہ آیۃ جس نے فیصلہ کردیا کہ جب سورج چاند ستارے بے نور ہوگئے ان کی گردش بند ہوگئی تو وقت کا تعین کیسے ہوگا جس کا سوال کرتے ہو اندازہ ضرور ہوگا لیکن وقت یہ وقت ہی نہ رہیگا تو تعین وقت کا سوال فضول اور سنیئے (۳) اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ دہلانے والی کیا ہے دہلانے والی اور آپ جانتے ہیں۔ کیا ہے دہلانے والی جس دن لوگ پتنگوں کی طرح بچھے ہونگے اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہونگے۔

۳۸/۴ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا اور جب زمین ہلائی جاویگی مثل اس کے بھونچال کی اور زمین اپنے تمام بوجھوں کو نکالدیگی۔

۳۹/۵ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

جب آسمان پھٹ جاویگا اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگا اور لائق بھی ہے اور جب زمین پھیلائی جاویگی اور پھینک دیگی زمین جو اس میں ہوگا اور خالی ہو جاویگی اور اپنے رب کے واسطے کان دھریگی اور لائق بھی اسے یہی ہے = (۶) وَاَنَّ السَّاعَةَ آتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا اور بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں شک نہیں۔ وقوع قیامت کو ثابت کر رہی ہے۔ ایسی ہزاروں آیتیں قرآن کریم کی قیامت کے ہیئت کذائیہ کی مبین ہیں۔ جیسا کہ ان چند آیات سے وقوع قیامت اور ہیئت کذائیہ قیامت واضح ہے اور یہ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ کے قانون سے عِنْدَهٗ کی تصدیق کر رہی ہیں کہ اس کے پاس ہی علم قیامت ہے تب ہی اسکی طرف سے یہ تمام غیوبات قیامت ظاہر ہو رہے ہیں تو رب العزۃ کا علم قیامت کی تفصیل کو واضح کرنا عِنْدَهٗ کی دلیل ہے ورنہ کفار مشرکین تعیین کر رکھتے کہ قیامت ویسے ہی خیالی امر ہے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو اللہ تعالے نے ان حقائق قیامت کو ظاہر فرمایا کہ دعوے با دلیل ثابت ہو جاوے کوئی ایمان لائے یا نہ۔

(از روئے قرآن کریم مخلوق کو علم قیام قیامت ہے)

وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۔ اور ہر چھوٹی بڑی
۵۴/۶ قمر ۲۷/۳ } چیز لکھی ہوئی ہے۔

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ
۳۱/۲ یٰسٓ ۲۲/۱ } اور ہر شے کو ہم نے امام مبین میں محفوظ رکھا ہے۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ لوح محفوظ میں ہر شے درج ہے اور قیامت بھی کل شیء میں داخل ہے لہٰذا اس کا وقوع اور قیام اس کی ہر شے لوح محفوظ میں مذکور ثابت ہوئی۔

اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ خدا وہ ذات ہے جس نے قلم کو سکھایا اس آیۃ سے
۳۲/۸ تو لوح محفوظ میں لکھنے والی قلم کو بھی قیامت کے ہر فرد سے ذرے کا علم

ثابت ہوا۔

۴۳/۹ تَفْصِیْلَ کُلِّ شَیْءٍ قرآن مجید میں ہے لہٰذا قرآن کریم میں بھی علم قیامت موجود اور بفرمان اِنَّکَ لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ کے قرآن کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوا لہٰذا علم قیامت بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہوا

۴۴/۱۰ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا ہُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّہِمْ یَنْسِلُوْنَ اور صور پھونکا جاویگا تو اس وقت لوگ اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف نکل جائیں گے۔

فرشتے اسرافیل علیہ السلام کے واسطے علم قیامت ثابت ہوا۔

۴۵/۱۱ آدم علیہ السلام کو قیامت کا علم دیکر زمین پہ اتارا گیا وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ اور تمہارے لیے زمین میں آرام کی جگہ ہے اور نفع ہے ایک وقت تک حین قیامت ہے یعنی قیامت کا جب تک قیام نہ ہوگا تمہارا قیام پذیر ہوگا۔

۴۶/۱۲ - اعراف ۹/۲۴ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُہَا عِنْدَ اللّٰہِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور کوئی بات نہیں قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے اور بہت لوگ زیادت سے بے علم ہیں۔

اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ بہت لوگ قیامت کے علم سے بے خبر ہیں اللہ تعالےٰ نے تمام کی نفی نہیں فرمائی اکثریت کی نفی فرمائی تو اکثریت بے کفار کی اور اقلیت سے مومنین کی معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ قیامت کا علم رکھتے ہیں کیونکہ کل کی نفی آیت کریمہ سے نہیں ہوئی۔

۴۷/۱۳ جن ۲۹/۲ قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ

Nafse Islam
نفس اسلام

يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نہیں جانتا کیا قریب ہے جو تم وعدہ دیے گئے ہو یا۔ میرے رب نے اس کو لمبا کیا ہے۔ وہ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب (قیامت) پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر جس کو رسولوں سے پسند فرماوے۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی اللہ تعالے نے قیامت کے جھگڑے میں ذلیل نہ ہونے کی ترغیب دلا کر قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا سے کفار کو ٹالا لیکن پھر اس خصوصی غیب علم قیامت کو اپنے رسل کے خاص پر مطلع ہونے کا اظہار بھی فرمادیا تاکہ کفار یہ نہ سمجھیں یہ کہ نبی خود بھی بے خبر ہے ہمیں ویسے ہی اسکی خبریں سنا سنا کر ڈراتا ہے۔ اس لئے خصوصی خبر قیامت عَلٰى غَيْبِهٖ کے واسطے رسل کے خاص مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم پر مطلع ہونے کی خبر اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ سے ظاہر فرمادی اب وہابی اگر نہ ایمان لائے تو اس کے علم و عقل کا قصور ہے خداوند نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے علم میں کسر نہیں رکھی علم قیامت کا ہی ماقبل ذکر اور اسی خصوصی علم قیامت کی اطلاع انبیاء علیہم سے خاص کو مخصوص فرمادی تو اسکی بے نیازی کی دلیل منعمہ ہے جس کے تم منکر ہو رہے ہو۔

۲۸/۱۴ معارج ۲۹/۱ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا
بے شک کفار قیامت کو دور دیکھتے ہیں اور ہم (یعنی انبیاء اولیاء) قیامت کو قریب دیکھتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر ۴/۴۲۴ (وَنَرٰىهُ قَرِيْبًا) ای المؤمنون
یعنی مومنین اس کو قریب دیکھتے ہیں۔

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ مومنین یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام قیامت

کو قریب دیکھ رہے ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق آگے حدیثیں انشاء اللہ بیان کی جاوینگی جو ایمانداروں کے واسطے مقام مسرت ہے

۲۹/۱۵ - روم ۲/۹ | وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسم کھائینگے (کہ دنیا میں) ایک ساعت کے سوا وہ نہیں ٹھہرے اسی طرح (دنیا میں بھی) یہ لوگ بہتان باندھا کرتے تھے اور کہینگے وہ لوگ جو (قیامت کا) علم اور ایمان دیے گئے تحقیق رہائش کی تم نے اللہ کی کتاب میں قیامت تک پس یہ ہے دن قیامت کا اور لیکن تم نہیں جانتے تھے۔

(۱) مجرموں کا آخرت میں دنیا کو صرف ایک ساعت سمجھنا اور آگے رب العزت نے فرمایا کہ مجرموں کو کون جواب دیگے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ اور کہینگے جن کو علم اور ایمان دیا گیا اب غور طلب امر یہ ہے۔ ایمان اور علم کس چیز کا مراد ہے تو اس مقام قیامت میں وہی کلام کرنے کا حقدار ہوگا جس کو اس کا علم ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو دوسرا شخص کلام کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا مثلاً ہائیکورٹ کا پلیڈر ہی ہائیکورٹ میں وکالت کرنے کا حقدار ہے دوسرا پلیڈر نہیں کر سکتا ولایت میں وکالت وہی کر سکتا ہے۔ جو ولایت پاس ہو اور وہاں کا سند یافتہ ہو ایسے ہی رب العزت نے فرمایا کہ وہاں ویسے ہی مجرموں کو کوئی شخص جواب نہ دے سکے گا بلکہ میری طرف سے مجرموں کو وہی جواب دے گا جو قیامت کا علم رکھتا ہو اور اس پر ایمان بھی رکھتا ہو کیونکہ خداوند کریم تو مجرموں سے قیامت کے دن کلام نہ فرمائینگے جیسا کہ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ اللہ تعالے مجرموں یعنی کفار کی طرف نہ نگاہ کرم فرماوینگے

اور نہ اُن سے ہمکلام ہونگے تو خداوند کی طرف سے کفار کو مومنین جواب دینگے جو دو طاقتوں کے مالک ہونگے ایک تو وہ جو قیامت کا علم اور ایمان رکھتے ہونگے اور دوسری طاقت علمی جو ان کے جواب کو مستلزم ہے وہ جواب دینگے لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ البتہ تحقیق رہائش کی تم نے مطابق لوح محفوظ کی تحریر کے دنیا میں قیامت تک مومنین کا یہ جواب تب درست ہو سکتا ہے جب مومنین کو لوح محفوظ کا علم ہو کیونکہ تعزیرات ہند کا استعمال قانون وہی کر سکتا ہے۔ جو تعزیرات ہند کا عالم ہو قرآن وحدیث کے رو سے فتویٰ وہی صادر کر سکتا ہے اور لکھ سکتا ہے کہ میں از روئے قرآن وحدیث کے فلاں اصول کے ماتحت اس کا فیصلہ لکھتا ہوں۔ جو قرآن وحدیث کا عالم ہوگا۔ تو مومنین کا کفار کو یہ جواب دینا لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ کہ تم مطابق تحریر لوح محفوظ قیامت تک دنیا میں ٹھہرے رہے ہو جو لوح محفوظ کا عالم ہوگا تو مومنین انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی دوسری طاقت علمی لوح محفوظ کی بھی ان کے لئے ثابت ہوگئی پھر اللہ تعالےٰ نے مومنین کے علم و ایمان کی تفصیل کو بھی واضح فرمادیا کہ وہ ایماندار اور اہل علم قیامت کو کہینگے فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ تو یہ ہے قیامت کا دن ولیکن اے قوم کفار تم نہیں جانتے تھے (تم جانتے تھے) تو یہ دعویٰ پہچان اسی کو ہو سکتا ہے جس کو علم ہو بغیر علم کے مدعی جھوٹا سمجھا جاتا ہے تو اس آیت کریمہ سے بھی واضح ہوگیا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کو علم قیامت اور لوح محفوظ جس میں تمام مخلوق کا ذرہ ذرہ مسطور ہے کا علم رکھتے ہیں جو مومنین کو مطابق اس آیۃ مذکورہ بالا کے اب بھی یقین ہے اور منکرین کو ان کی ان علمی طاقت کا علم قیامت کو جھگڑے سے ظاہر ہوگا پھر پچھتائینگے اور دست افسوس ملیں گے لیکن پھر افسوس کام نہ آئے گا۔

اور پھر تمہیں خیال نہیں آتا کہ کفار کیا کہینگے کہ وہابی ایسے شخص کو اپنا مذہبی قیامت

مانتے ہیں جو خود قیامت سے بے خبر ہے لیکن اس کا نذیر بننے کا مدعی ہے۔ افسوس ہے تمہاری دانست پر جو تم غیروں کو اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر معترض ہونے کا موقعہ دے رہے ہو۔ یہ ہیں قرآنی دلائل جن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علم قیامت ہونے کا ثبوت مل رہا ہے۔

ہمارا کام کہ دینا ہے یارو   تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

وہابی "قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ پس کوئی نفس نہیں جانتا جو چھپا رکھا ہے ان کے واسطے ٹھنڈک ہے آنکھوں کی بدلہ اس کا جو کرتے تھے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ نے اپنے نیک بندوں کے لئے ان کے اعمال صالحہ کے بدلے میں جو نعمتیں ہم نے چھپائے رکھی ہیں جن کے دیکھنے سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی ان مخفی نعمتوں کا کسی نفس کو علم نہیں چونکہ یہ نعمتیں جمیع ماکان وما یکون میں سے ہیں اور ثابت ہو رہا ہے کہ بعض اشیا جیسا کہ یہ مذکورہ بالا ہیں بجز اللہ کے ان کا علم کسی کو نہیں اور حدیث شریف میں بھی مذکور ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی اشیاء تیار کی ہیں جو مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ اس سے ثابت ہوتا ہے ان کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل پر اس کی بات کھلی۔

محمد عمر "یہ قانون خداوندی عام صحیح ہے لیکن خواص کے لئے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ قانون بھی خاص ممتاز ہے۔ اللہ تعالے ہر قانون میں اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے صلحاء کو ممتاز فرماوے لیکن تمہارا علم خواص کو آیات خاصہ سمجھنے سے قاصر رکھتا ہے یہ وطیرہ کفار کا تھا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کو پس پشت ڈال کر اور اس

آیۂ کریمہ سے آنکھیں بند کرکے صرف فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ کے قانون کو ہی عام سمجھو گے؟ حالانکہ مومنین کے واسطے امتیازی قانون موجود ہے تمام مومنین کی حالت یکساں نہیں اور ایک حکم نہیں جو وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ سے واضح ہے اور اولوالابصار سے مخفی نہیں کیا مُقْتَدِی اور مُقْتَدا کا حکم یکساں ہوتا ہے؟ کچھ تو سوچو کیا مطیع اور مطاع کے علم کو مساوی سمجھتے ہو؟ یاد ہے کہ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ مقولہ کس کا ہے اور تم کس جماعت میں شامل ہو رہے ہو اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ شیوہ مومن کو موزوں نہیں۔

۵۰/۱۶ جواب (۲) بخاری شریف ۱/۱۶۱ مسلم شریف ۱/۲۹۰ }

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم لَقَدْ رَاَیْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا كُلَّ شَیْءٍ وُعِدْتُهٗ حَتّٰی لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اُرِیْدُ اَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِّنَ الْجَنَّةِ حِیْنَ رَاَیْتُمُوْنِیْ جَعَلْتُ اَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَاَیْتُ جَهَنَّمَ یَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِیْنَ رَاَیْتُمُوْنِیْ تَاَخَّرْتُ وَرَاَیْتُ فِیْهَا عَمْرَو بْنَ لُحَیٍّ

ضرور میں نے ہر شی کو دیکھا جس کا میں وعدہ کیا گیا ہوں اس مقام پر (یعنی یہاں بیٹھے ہی بغیر کہیں جانے کے) حتی کہ میں نے بہشت کو اچھی طرح ملاحظہ فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ جنت سے ایک خوشہ لے لوں جب تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اور میں نے جہنم کو دیکھا کہ بعض بعض کو توڑ رہا ہے جب تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا اور میں نے دوزخ میں عمرو بن لحی کو بھی دیکھا

کیوں جناب وہابی صاحب مَا اُخْفِیَ لَهُمْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا یا نہ؟

اور مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ

دوزخ کے معاملات وعذابات کا بھی ملاحظہ فرمایا یہ تو ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مقام اس سے نیچے کی بات عرض کردوں ملاحظہ ہو۔

nafseislam
نفس اسلام

۵۱ / ۱۷ مسلم شریف ۲/۲۹۲ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اُرِيْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَرَاَيْتُ امْرَءَةَ اَبِیْ طَلْحَةَ ثُمَّ سَمِعْتُ خَشْخَشَةً اَمَامِیْ فَاِذَا بِلَالٌ۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت دکھایا گیا تو میں نے جنت کو دیکھا پھر میں نے اس میں ابو طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عورت کو دیکھا پھر میں نے اپنے آگے جوتوں کی آہٹ سنی تو اچانک حضرت بلال تھے۔

کیوں جناب؟ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ کو تمہارے دماغ نے زیادہ سمجھا یا صحابہ کرام نے جو اس اخفا میں مع جوتوں کے پہنچ رہے ہیں

اب ذرا اس کے مقابلہ میں آقا کی شان ملاحظہ ہو جس کی تشریح مولائے ذوالجلال خود ممتاز فرماتے ہیں کہ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔

پھر آگے ارشاد الٰہی موجود ہے۔ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اب تو قرآن کریم سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا علو شان وعلم اور مَا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ تک پہنچا یا نہ بالا ذکر تمہارا اگر ایمان ہے تو خود سوچ لو اور ایمان لے آؤ عاقل را اشارہ کافی است۔

وہابی " نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو معراج والی رات جنت و دوزخ و تمام انعامات موعودہ ملاحظہ فرمائے یہ اخروی انعامات کے علاوہ ہیں۔ جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حدیث مِنْ بَلْهَ مَا اَطْلَعْتُمْ عَلَيْهِ سے صاف واضح ہے کہ یہ نعمتیں ان کے ماسوا ہیں۔

محمد عمر "سبحان اللہ تمہاری قرآن دانی پر بھی گدھے رو رہے ہیں اور تمہاری حدیث دانی کو کوا سراہ رہا ہے۔

جناب جوجے میاں فرمان مِنْ بَلْهُ مَا اَطْلَعْتُمْ عَلَيْهِ یہ شرح فرمان الٰہی وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا کی ہے کہ جن انعامات پر تم اطلاع پا چکے ہو اور اس سے مراد دنیاوی انعامات ہیں اور جو فروٹ جنت میں ملیں گے وہ ہونگے انہی کے متشابہ لیکن ہونگے ان کے علاوہ مثلاً رمان کا نام تو جو دنیا میں ہے اسی نام سے پکارا جائیگا شکل بھی یہی ہوگی لیکن ہونگے لطف میں کچھ اور وَمَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر پاک ان سے دور نہیں جیسا کہ رَاَيْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُمْ تُرْیَادُ عِدْتُمْ نے تمہارے سوال کی بنیاد اکھاڑ کر رکھ دی جو اہل بصیرت سے مخفی نہیں کہ جو تم وعدہ کئے گئے ہو کل شئی میں نے یہاں ہی دیکھ لی وُعِدْتُمْ اور وُعِدَتُہٗ سے ذرا اخروی انعام نکال کر تو دکھاؤ کہ دیوبندی علم فرمان نبوی مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے کیسے نکالتا ہے یہاں تو بھائی تمام علوم آکر جھک جاتے ہیں اور جھکنا پڑتا ہے تمہارا ہی علم دیوبندی ہے جو مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کو نقائص کی صفت سے متصف کر سکے ہمارے مسلمانوں کلمہ پڑھنے والوں کی تو جرأت وجسارت اس پایہ تک نہیں پہنچ سکتی

اور دوسرا جواب بَلْهَ اصل میں دَعْ کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے کم از کم شرح مائۃ عامل ہی پڑھے ہوتے تو معلوم ہوتا بَلْهَ فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ لِدَعْ مِثْلُ بَلْهَ زَيْدًا اَيْ دَعْ زَيْدًا بَلْهَ دَعْ کے معنی کے لئے بنایا گیا ہے مثل بَلْهَ زَيْدًا کی یعنی چھوڑ تو زید کو تو متنازعہ فیہا جملہ کے معنی ہونگے کہ جس پر تم کو اطلاع ہے اسی پر چھوڑ دو۔ جب ان انعامات کو دیکھو گے تو تمہیں ان کی شان نظر آئیگی یا جنہوں نے دیکھا ہے جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تو وہ بھی بیان کرنے کی زبان نہیں

رکھتے سوائے اس کے کہ جتنا قرآن کریم میں مذکور ہے ان کو بھی اسی پر چھوڑنے کا ارشاد ہوا۔

وہابی "اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِھِمْ لَا یَعْلَمُھُمْ اِلَّا اللّٰہُ"

کیا نہیں آئی تمہارے پاس خبر ان کی جو پہلے تھے تم سے قوم نوح کی اور عاد اور ثمود اور جو ان سے پیچھے ہوئے ان کی خبر نہیں مگر اللہ کو۔

اس آیۃ میں قوم نوح اور عاد و ثمود کے بعد کی بعض ایسی قوموں کا پتہ دیا گیا ہے جن کے حالات حق تعالے کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

محمد عمر "نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے تو تم قائل نہیں لیکن تمہیں اپنے علم غیب جاننے کا دعوے بڑا ہے کیا تمہیں یہ علم غیب ہے کہ اللہ تعالے نے پہلے انبیاء کرام کا علم کسی کو نہیں دیا حالانکہ قرآن کریم کے معانی سمجھنے سے تمہارے دماغ قاصر ہیں۔ بھائی اللہ کے سوا ان کی خبر تو کسی کو نہیں کیونکہ ان کے زمانے کا کوئی شخص موجود نہیں خداوند کریم کی ذات لایزال ہے اس واسطے خداوند اس وقت بھی موجود تھے اب بھی ہیں اور رہیں گے بھی اسی واسطے فرمایا کہ اللہ کے سوا قوم نوح و عاد و ثمود اور ان کے بعد کی اطلاع کسی کو نہیں اور وہی مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر رساں ہے چنانچہ اس آیۃ کریمہ میں بھی اپنے علوم غیبیہ کو بیان فرماتے ہوئے علوم غیبیہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا کہ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کیا آپ کے پاس پہلے لوگوں کی خبر نہیں آئی قوم نوح وغیرہ کی یعنی آئی ہے اللہ تعالے جل شانہٗ نے اَلَمْ یَاْتِکُمْ سے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم پر جو پہلے انبیاء علیہم السلام غیر موجود ہیں ان کا انعام علم عطا فرما کر فخریہ اپنی عطا کو بیان فرما دیا لیکن وہابی صاحب ایسے سادہ لوح ہیں کہ آیت کریمہ کے ابتدائیہ جملہ کا ذکر ہی نہیں چھیڑا کہ کہیں ایسا نہ ہو مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کا

علم ثابت ہو جائے تو ہمارے عقیدہ میں فرق لازم آجائیگا۔

دوست نے اخیر آیت کریمہ لَا یَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰہ کو تو جا لیا اور ابتدا جملہ جو شان وعلم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کر رہا ہے اَلَمْ یَاْتِکُمْ اس کو چھوڑ گئے تاکہ تمام ماسبق کا علم اگر مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہو گیا تو علم مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ثابت ہو جاویگا اور عقیدہ وہابیہ کی جڑ کٹ جائیگی یہ کیا خبر کہ اگر وہابی نے ماقبل کو ترک کیا تو کوئی حنفی ماقبل کی طرف بھی توجہ دلادیگا تو ہمارے پلے کیا رہیگا۔ اور پھر اللہ تعالے نے دوسرے مقام پر اسی کی وضاحت فرمائی:

۵۲/۱۸ طٰہٰ ۱۶/۵ { كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ۔

اسی طرح بیان کرتے رہتے ہیں ہم آپ پر ان کی خبریں غیبیہ جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ کیوں جناب وہاں تو استفہام سے اقرار کروایا لیکن اس آیۃ کریمہ میں آپ کو پہلے انبیاء علیہم السلام کے متعلق عطا کردہ علوم غیبیہ کی خبریں شائع فرمادی تاکہ کسی کو شک نہ رہ جائے اب بھی اگر تم اپنے ایمان کو قرآن کریم کے مطابق نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر باقی کے علوم غیبیہ کے عطا ہونے سے درست نہ کرو تو لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ میں خود گرفتار رہو گے اور تفاسیر کا شوق رکھتے ہو تو آئندہ انشاء اللہ العزیز تمام تفاسیر کے بیانات آرہے ہیں۔ ملاحظہ فرمالیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنَ

۵۳- نحل ۱۴/۱۱ { وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ (اور قیامت کا امر کوئی اتنا بڑا نہیں مگر آنکھ جھپکنے کی مثل یا اس سے بھی زیادہ قریب)

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا۔ کہ قیامت صرف آنکھ جھپکنے کی مقدار میں ہے یا اس سے بھی قریب یہ مومن کے لیے وقت قلیل ہوگا۔ اور منافق وکافر کے لیے اتنی طوالت

ہوگی۔ جس کی مقدار اللہ تعالیٰ نے پچاس ہزار سال فرمائی ہے۔ ورنہ اُس کے قیام کا وقت ایک لمحہ سے بھی زیادہ قریب ہوگا۔ معلوم ہوا کہ جیسے لمحۂ بصر کو ملاحظہ کرنے والا دیکھ بھی رہا ہے اور اس کو اُس لمحہ کا علم یقینی بھی ہے۔ لیکن اگر اُس کو کہا جائے کہ اُس کی تفصیل اور تعیین وقت کر کہاں سے کہاں تک لمحہ کی مقدار ہے تو یہ بیان سے باہر ہے تو رائی کو مرئی کی حیثیت کذائیہ کے بیان نہ کرنے سے بے علم نہیں کہا جا سکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ میدان قیامت طلوع و غروب آفتاب و ماہتاب سے خالی ہوگا۔ اور وقت و زمانہ انہیں کے قیام سے متعین ہو سکتا ہے۔ اگر یہی نہ ہونگے تو تعیین وقت کا سوال کرنا سائل کی کم عقلی کی دلیل ہے۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس لمحۂ بصر کی جس دن میں ہوگی آپ نے اس دن کو واضح فرما دیا۔ آگے چونکہ دن دن ہی نہ رہے گا تو اس کی تعیین کیسی۔ ہاں البتہ اُس کے علامات اور حالات کو آپ نے بیان فرما دیا۔ اور منکرین کو اتنی سمجھ نہیں کہ صفات ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ذات صفات سے مقدم ہوتی ہے۔ جو شخص جس امر کے صفات بیان کر سکتا ہے وہ حتمی طور پر اُس کی ذات کا بھی عالم ہے۔ ہاں یہ بات ضروری ہے۔ کہ مامور اپنے آمر کے حکم کے بغیر بیان نہیں کر سکتا۔ اور آمر نے اپنے مامور کو اگر اپنے امر کا علم ہی عطا نہیں فرمایا تو آمر آمر نہ رہا اور مامور مامور نہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ اللہ تعالیٰ آمر کے مامور ہیں اس واسطے مامور من اللہ ہونے کی بنا پر اللہ کے حکم کے سوا امر کو بیان نہیں کر سکتے۔ ہاں البتہ اپنی رویت کا ذکر کر سکتے ہیں۔ فرمایا۔

اَدِلَّۃُ الْعُلُوْمِ الْخَمْسَۃِ لِاَھْلِ السُّنَّۃِ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَۃِ

۵۴ نسائی شریف ۱/۲۱۵ مسلم شریف ۱/۲۹۶،۹۷ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

رَاَيْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُعِدْتُمْ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس مقام میں ہر چیز کو جس کا تم وعدہ کیے گئے ہو میں نے دیکھ لیا)

جس شخص کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اور آپ کے فرمان پر ایمان صحیح ہے وہ تو آپ کے اس فرمان سے آپ کے لیے غیب کُلی کے علم کا ضرور قائل ہو جائے گا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس مقام پر تمہارے ہر موعودہ اشیاء و امور کو دیکھ لیا ہے اس میں قیامت کی ہر چیز اور آپ کے اُمتیوں کا تغیر و تبدل بلکہ تمام مخلوق کی حقیقت آپ پر واضح ہو گئی اور علم روح کی وضاحت بھی ہو گئی۔ جس کی ذات مقدسہ و مطہرہ لامکان تک پہنچ سکتی ہے۔ اور جس کی نظر بے انتہا نور محیط کو دیکھ سکتی ہے تو وہ نظر لازمان یعنی قیامت تک بھی پہنچ سکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کی ذات مطہرہ بحیثیت رحمۃ للعالمین ہونے کے جیسا کہ ایک لمحہ میں مکان و لامکان کو طے کر سکتی ہے ایسے ہی زمان و لازمان کو بھی طے کر سکتی ہے جیسا کہ مکان، دنیا اور لامکان عالم برزخ۔ مکان دُنیا اور لامکان عالم امر مکان دُنیا اور لامکان حقیقی ایسے ہی زمان دُنیا اور لازمان عالم برزخ۔ زمان دُنیا اور لازمان قیامت۔ تو آپ کے واسطے یہ تمام امور یکساں ہیں۔ جیسا کہ حدیث مذکورہ بالا سے عیاں ہے۔ فرمایا کہ میں نے یہاں بیٹھے ہی تمہارے موعودہ امور کو جس میں قیامت بھی شامل ہے دیکھ لیا۔ جس ذات کی رویت واحدہ علم کُلی کو محیط ہے تو تمام عمر کی رویت کے مناظر کا کیا ہی ٹھکانا ہو گا۔ جس تمام عمر کی قسم اللہ تعالے کھاتے ہیں۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ (آپ کی تمام عمر کی قسم یا رسول اللہ یہ لوگ اندھے ہیں) جو آپ کی کسی وصف کے علم ہو یا کچھ اور قائل نہ ہوں تو اُن کو اللہ تعالے نے اندھوں سے خطاب کیا ہے۔ اندھا اگر بصیر کی رویت کا انکار کرے تو بصیر کی بصارت میں فرق نہیں آتا۔

---

۵۵ مسند امام احمد حنبل ۲/۲۲۹ بخاری شریف ۲/۹۹۲ عن زیاد بن ابی زیادہ

مولی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بعثت انا والساعۃ کھاتین ومد اصبعیہ السبابۃ والوسطی (ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما کے غلام زیاد بن ابی زیاد سے روایت ہے۔ فرمایا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں بھیجا گیا ہوں میرے اور قیامت کے درمیان کا واسطہ ان دو انگلیوں کی طرح ہے۔ اور آپ نے انگوٹھے والی اُنگلی اور درمیان کی بڑی اُنگلی دونوں کو باہر نکالا اور لمبا کیا)

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سبابہ اور وسطی کو لمبا کرنا یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ جیسے وسطی کو سبابہ سے کوئی چیز حاجز نہیں ایسے ہی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی تیسری چیز حائل نہیں۔ کیا آپ کے اس فرمان سے کسی مومن کو انکار ہو سکتا ہے۔ کہ آپ نے سبابہ اور وسطی کو اکٹھا لمبا کر کے فرمایا اگر یہ بھی ثابت ہو جائے جیسے کہ ان دونوں انگلیوں کا تعلق مرکزی ایک ہاتھ ہی ہے ایسے ہی میرا قیامت کے ساتھ تعلق ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات اور قیامت کے تعلق کو واضح ہی فرمایا۔ اب آپ کے اور قیامت کے درمیان انفصال کرنے والا اور آپ کو قیامت سے بے خبر کہنے والا صادق ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالے کا فرمان عندہ علم الساعۃ ہے تو اول تو اس میں اس نے کسی کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ اگر عندہ علم الساعۃ فرمان الٰہی ہے تو ابعثت عندنا فی فرمان مصطفائی بھی تو ہے۔ اسی بنا پر آپ نے اپنے سبابہ اور وسطی کو لمبا کر کے اپنا اور قیامت کا تعلق ظاہر فرمایا۔ اگر تم کہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے تعین کا امر ہمیں کیوں نہیں ارشاد فرمایا تو آپ کا ظاہر نہ فرمانا آپ کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔

۵۶۔ مسلم شریف ۱/۲۹۶ | عن جابر بن عبد اللہ انہ غبر حتی عن کل شیء تولحونہ (جابر بن عبد اللہ

سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے ہر چیز پیش کی گئی جس کو تم داخل ہو گے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم کلی عطا کیا گیا قیامت کا بھی کیونکہ اس میں بھی ہمارا دخل ہے۔ اور مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا بھی۔ کیونکہ تُدْخَلُوْنَہٗ صیغہ استقبال ہے اور مَا فِي الْاَرْحَامِ کا بھی۔ اور نزولِ غیث کا بھی۔

۵۷۔ ابن ماجہ ص۳۲۔ ابوداؤد طیالسی ص۲۶۶ عن ابی ھریرۃ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ۔ (ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں اور آپ نے اپنی انگلیوں کو جمع فرمایا)

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرَاهُ قَرِيْبًا کے ساتھ اس کی مطابقت ہو گئی

۵۸۔ مشکوٰۃ شریف ص۷۲
کنز العمال ۸/۱۵۸
عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّيْ وَتَعَالٰى فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ اَحْسَبُهٗ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ لَا اَدْرِيْ قَالَهَا ثَلٰثًا فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرا رب ایک رات احسن صورت میں میرے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اس کو یقین سے جانتا ہوں کہ میں اس وقت احسن صورت میں اپنے رب کے ساتھ

ہوں۔ تو اللہ نے فرمایا۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم! میں نے عرض کیا لبیک رب تو اللہ نے فرمایا کہ یہ بڑے بڑے فرشتوں کا گروہ کس بات میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ مجھے کیا پتہ۔ تو اس بات کو اللہ نے تین بار فرمایا تو میں نے اللہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرے دو کندھوں کے درمیان اللہ نے اپنا بے کیف دستِ پاک رکھ دیا۔ حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک بلا کیف و بلا تشبیہ میرے سینے تک پہنچی تو میرے واسطے کل شے روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا۔

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے سوال فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی کرنے پر جواب دیا لَا اَدْرِیْ حالانکہ اللہ نے تین دفعہ یہی سوال فرمایا۔ اس کا مطلب آپ کی بے علمی پر دال نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ کے حضور میں موجود ہونا اور پھر کسی چیز کا پوشیدہ رہنا یہ امر بعید ہے۔

(۲) اللہ تعالےٰ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہونا فرشتوں کی بات چیت دریافت کرنے کا مطلب تو نہ تھا بلکہ مقصد اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا پردہ و بلا واسطہ دیدار کروانا مقصود تھا۔ اور انعامات غیر مترقبہ عنایت کرنے مقصود تھے تو فرشتوں کی بات چیت چھیڑنا محض اس بنا پر تھا تاکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا امتحاناً مقصد ظاہر ہو جائے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے مطلب زیارت کے موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ فوراً پہاڑ پر جا پڑی تو اللہ تعالےٰ نے بجائے اس کے کہ موسیٰ علیہ السلام کو زیارت کرواتے۔ اپنی ذرا سی تجلی ان کے دیکھنے کے باعث پہاڑ پر ڈالی تو موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر گئے۔ ورنہ جب موسیٰ علیہ السلام نے ربّ اَرِنِیْ اے رب میرے مجھے اپنی زیارت کروا فرمایا تھا تو اللہ تعالےٰ کے فرمان وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ سے آپ پہاڑ کی طرف توجہ نہ فرماتے بلکہ عرض کرتے کہ یا مولیٰ میں تیرے دیدار کا طالب ہوں پہاڑ کا طالب نہیں تو ہو سکتا تھا کہ اللہ تعالےٰ بجائے پہاڑ پر تجلی ڈالنے کے موسیٰ علیہ السلام کو

طاقت دے کر دی تجلی آپ کے سامنے پیش کرتے۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کے کلام اور عمل میں چونکہ فرق آ گیا۔ کلام سبب کے رویت کی اور عمل یعنی نظر پہاڑ کی طرف تو اس بنا پر اپنے مقصد سے ناکام رہ گئے۔ بجائے اس کے بیہوشی کی تکلیف میں بھی مبتلا رہے تو ایسے ہی امتحان اللہ تعالیٰ نے بموقعہ زیارت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ آپ کی نگاہ یا مطلع نظر کہاں تک ہے۔ اگر آپ فرما دیتے کہ فرشتے ان امور میں جھگڑا کر رہے ہیں کیونکہ آپ کو علم تھا اُن کے پاس سے ہی گذر کر تشریف لائے تھے بلکہ اس موقعہ ملاقات پر بھی آپ اُن کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ تب ہی تو اللہ نے سوال فرمایا۔ اور اگر آپ کو قریبی فرشتے نظر ہی نہ آتے تو آپ مولیٰ تعالیٰ کے دربار میں صاف صاف عرض کر دیتے۔ کہ یا مولیٰ مجھے فرشتے ہی نظر نہیں آتے چہ جائیکہ اُن کے جھگڑے کا علم ہو اور معاذ اللہ اللہ کا سوال بھی عبث ہو جاتا۔ کہ جن کے وجودوں کو آپ دیکھ نہیں رہے تو اللہ اُن کے افعال سے سوال کر رہا ہے تو معلوم ہوا کہ آپ ملائکہ مقربین کو ملاحظہ بھی فرما رہے تھے اور جھگڑا بھی سن رہے تھے۔ کیونکہ جس کی نظر وہاں تک پہنچ سکتی ہے۔ اس کی سمع کا بھی یہی حال ہونا چاہیئے تو اللہ تعالیٰ کا سوال کرنا آپ کے علم اور بے علمی پر مبنی نہ تھا۔ بلکہ آپ کے مقصد خصوصی کو ظاہر کروانا مقصود تھا۔ کہ آپ کسی غیر کے جھگڑے میں پڑتے ہیں یا محض میری ذات کو ہی اپنا مطلع نظر رکھتے ہیں تو آپ بھی اللہ تعالیٰ کے اس راز و اشارے کو سمجھ گئے کہ وہی موسیٰ علیہ السلام والی بات ہونے لگی۔ تو آپ بجائے اس کے کہ فرشتوں کے جھگڑے میں الجھتے صاف لَا اَدْرِی ہی کہدیا۔ تاکہ آپ اللہ کے دربار میں ثابت کر دیں کہ یا اللہ میرا مقصد غیر سے الجھنا نہیں ہے بلکہ تیری ذات ہے کیونکہ جب تیرا منشا میرا ملاقی ہوتا ہے تو میں بھی تیری ذات کے سوا اور کسی کو نہیں جانتا اور نہ میرا کوئی اور مقصد ہے۔ اسی واسطے جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے باقی جھگڑوں کا انقطاع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات کو بلا پردہ رویت سے مشرف فرمایا۔ (۳) اللہ تعالیٰ کا سوال کرنا اس واسطے

بھی ہو سکتا ہے کہ میرا محبوب میرے سوال کرنے پر اپنے علم کا اظہار کرتا ہے یا نہیں۔ اگر آپ اسی سوال کو اللہ تعالے کے دربار میں حل فرما دیتے تو ہو سکتا تھا کہ باقی اُن علوم سے جو اللہ تعالے نے آپ کی اس عجز و انکساری پر اور لَا اَدْرِیْ کہنے پر عنایت فرمائے محروم رکھا جاتا۔ لیکن جب آپ نے اپنے علم کو اللہ کے دربار میں لَا اَدْرِیْ سے ظاہر فرمایا تو اللہ پاک نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دستِ قدرت سے عُلوم کُلّی عطا کر کے سینہ بھرپور کر دیا۔ جس کی تشریح اس حدیث پاک میں بیان فرمائی۔ کہ جب اللہ تعالے نے میرے لَا اَدْرِیْ کہنے پر اپنا دستِ قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو میرا سینہ علومِ الٰہیہ سے بھرپور ہو گیا۔ فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ تو کُل شئے میرے واسطے روشن ہو گئی۔ وَعَرَفْتُ اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔ اللہ تعالے نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دستِ قدرت سے علمِ کُلّی عطا فرما دے لیکن منکر پھر بھی آپ کے علمِ کُلّی کے عقیدہ رکھنے والے کو فتویٰ شرک لگا کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علمِ کُلّی کی تنقیص کرے تو اس کو میں یہی کہوں گا۔ کہ اللہ تعالے اسے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرما دے۔

۵۹۔ ترمذی شریف ۲/۵۵ ترمذی شریف میں اس مذکورہ بالا روایت کے الفاظ آخری یہ ہیں فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (تو) میں نے جان لیا جو چیز آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اگر کوئی کہے کہ شاید اس روایت کے رواۃ ثقات نہ ہوں تو اس کا ثبوت ثقہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

سند (۱) حدثنا محمد بن بشار حدثنا معاذ بن ہشام حدثنی ابی عن قتادہ عن ابی قلابہ عن خالد بن لجلاج عن ابن عباس۔

تقریب التہذیب ص۲۱۲ | محمد بن عثمان العبدی البصری ابو بکر بندار ثقة من العاشرة۔

تہذیب التہذیب ۹/۷۰ | محمد بن بشار بن عثمان بن داود بن کیسان عبدی ابو بکر حافظ البصری بندار۔ وقال الآجری عن ابی داؤد کتبت عن بندار نحو من خمسین الف حدیث وقال العجلی بصری ثقة کثیر الحدیث وقال النسائی صالح لا باس به وقال مسلم بن قاسم وقال ابن حبان کان یحفظ حدیثه ویقرأه من حفظه قلت کذا فی الثقات وقال ابن خزیمة فی التوحید حدثنا امام اهل زمانه محمد بن بشار وقال البخاری فی صحیحه کتب الی بندار فذکر حدیثا مسندا ولولا شدة وثوقه ما حدث عنه بالمکاتبة مع انه فی الطبقة الرابعة من شیوخه وقال الدارقطنی من الحفاظ الاثبات وفی الزهرة روی عنه البخاری مائتی حدیث وخمسة احادیث ومسلم اربع مائة وستین۔

تقریب التہذیب ص۳۵۶ | معاذ بن هشام بن ابی عبد الله الدستوائی البصری وقد سکن الیمن صدوق۔

۲۔ تہذیب التہذیب ۱۰/۱۹۶ | معاذ بن هشام بن ابی عبد الله واسمه سنبر دستوائی البصری وقد سکن الیمن ثم البصرة وقال الدوری عن ابن معین صدوق وقال عباس بن عبد العظیم عن علی ابن المدینی سمعت معاذ

بن هشام يقول سمع ابي من قتادة عشرة الاف حديث وذكره ابن حبان في الثقات وقال عثمان الدارمي قلت ليحيى ابن معين معاذ بن هشام الثبت في شعبة او غندر؟ فقال ثقة وثقة وقال ابن قانع ثقة مامون۔

۳۔ تقریب التہذیب ص۳۸۰ ہشام بن ابی عبد اللہ ثقۃ

تہذیب التہذیب ۱۱/۴۳

ہشام بن ابی عبد اللہ الدستوائی كان يبيع الثياب التي تجلب من دستواء فنسب اليها وربما قيل له دستوائي وقال امية بن خالد عن شعبة ما من الناس احد اقول انه طلب الحديث يريد به وجه الله تعالى الا هشام وقال علي ابن الجعد سمعت شعبة يقول كان هشام احفظ مني عن قتادة وقال ايضا كان اعلم بحديث قتادة مني۔ وكان شيخا۔ وقال ابو داؤد الطيالسي هشام الدستوائي امير المؤمنين في الحديث وقال العجلي بصري ثقة ثبت في الحديث حجة۔ وذكره ابن حبان في الثقات۔ وقال البزار الدستوائي احفظ من ابي هلال۔

۴۔ تقریب التہذیب ص۳۰۵

قتادہ بن دعامہ بن قتادہ ثقۃ ثبت

تہذیب التہذیب ۸/۳۵۱

قتادہ بن دعامہ بن قتادہ بن عزیز بن عمرو بن ربیعہ۔

〃 ص۳۵۲ وقال ابن [illegible] بن قتادة هو احفظ الناس۔ و قال ابو حاتم سمعت احمد بن حنبل وذكر قتادة فاطنب

فی ذکرہ فجعل یبشر من علمہ وتفقہہ ومعرفتہ بالاختلاف والتقیید وصفہ بالحفظ والفقہ وقال ابن حبان فی الثقات کان من علماء الناس بالقرآت والفقہ ومن حفاظ اہل زمانہ وقال الحاکم فی علوم الحدیث

۵۔ تقریب التہذیب ص ۱۹۹ | عبداللہ بن زید بن عمرو جرمی ابو قلابہ البصری ثقۃ فاضل۔

تہذیب التہذیب ۵/۲۲۵ | عبداللہ بن زید بن عمرو ابو قلابہ الجرمی ذکرہ ابن سعد فی الطبقۃ الثانیۃ من اہل البصرۃ وقال کان ثقۃ کثیر الحدیث وکان دیوانہ بالشام وقال ابن عون ذکر ایوب لمحمد حدیثا عن ابی قلابہ فقال ابو قلابہ ان شاء اللہ ثقۃ رجل صالح۔ وقال ایوب کان واللہ من الفقہاء ذوی الالباب ما ادرکت بہذا المصر رجلاً کان اعلم بالقضاء من ابی قلابہ۔ وقال العجلی بصری تابعی ثقۃ وقال ابن خراش ثقۃ

۶۔ تہذیب التہذیب ۳/۱۱ص | روی عن ابن عباس خالد بن الجلاج عامر وعنہ ابو قلابہ جرمی۔ وقال ابن حبان کان من افاضل اہل زمانہ وذکرہ ابن حبان فی ثقات التابعین۔

سند (۲) — بندار حدثنا یحیٰی ابن سعید عن سفیان عن الاعمش

بندار کا نام محمد بن بشار ہے اس کا بیان ماقبل کیا جا چکا ہے۔

تقریب التہذیب ص ۳۷۱ | یحیٰی ابن سعید بن فروخ التمیمی ابو سعید قطان البصری ثقۃ متقن حافظ امام قدوۃ من کبار التاسعۃ۔

تہذیب التہذیب ۱۱/۲۱۹ { یحی ابن سعید بن فروخ التمیمی۔ وقال ابوداؤد عن یحی بن معین اقام یحی القطان عشرین سنۃ یختم القرآن فی کل لیلۃ۔ و قال ابن سعد کان ثقۃ مامونا رفیعا حجۃ۔ وقال العجلی بصری ثقۃ فی الحدیث۔ کان لایحدث الا عن ثقۃ۔ وقال ابو زرعۃ کان من الثقات الحفاظ۔ وقال ابو حاتم حجۃ حافظ۔ وقال النسائی ثقۃ ثبت مرضی۔ وقال ابن منجویہ کان من سادات اہل زمانہ حفظا و ورعا وفہما وفضلا و دینا وعلما وہو الذی مہد لاہل العراق رسم الحدیث وقال الخلیلی ہو امام بلا مدافعۃ وہو اجل اصحاب مالک بالبصرۃ وکان الثوری یتعجب من حفظہ واحتج بہ الائمۃ کلہم وقالوا من ترکہ یحی ترکناہ۔ اس حدیث کی دو سندوں کو رواۃ ثقات سے ثابت کیا گیا۔ اب حدیث مذکورہ بالا کو محض زبانی ضعیف کہدینا یا بلا وجہ حدیث صحیحہ پر جرح کرنا اصولِ حدیث کے برخلاف ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اپنے مذہبی عقیدہ کے برخلاف سمجھتے ہوئے پس پشت ڈال دینا ایمان کے منافی ہے جب آپ کے علم غیب کلی کی صحیح حدیثیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں تو ان سے انکار کرنا اور تاویلات فاسدہ کرکے لوگوں کو گمراہ کرنا یہ ایمان سے خارج ہونا ہے۔

۶۰۔ ابن ماجہ صـ { قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ سَیِّدُ الْاَیَّامِ وَاَعْظَمُہَا عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ یَوْمِ الْاَضْحٰی وَیَوْمِ الْفِطْرِ فِیْہِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰہُ فِیْہِ اٰدَمَ وَاَہْبَطَ اللّٰہُ فِیْہِ اٰدَمَ اِلَی الْاَرْضِ وَفِیْہِ تَوَفَّی اللّٰہُ اٰدَمَ وَفِیْہِ سَاعَۃٌ لَا یَسْأَلُ اللّٰہَ فِیْہَا الْعَبْدُ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ مَا لَمْ یَسْأَلْ حَرَامًا وَفِیْہِ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ مَا مِنْ

مَلَكٍ مُقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا رِيَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا هُنَّ يُشْفِقْنَ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک بہت بزرگی والا ہے۔ اور وہ اللہ کے نزدیک عید الضحیٰ اور عید الفطر کے دنوں سے بھی زیادہ بزرگ ہے۔ اس میں پانچ بڑی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالے نے اس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی دن زمین پر آتارا اور اسی میں اللہ تعالے نے ان کا وصال کیا۔ اور اسی میں ایک ایسا وقت ہے جس میں بندہ اللہ سے کوئی بھی سوال کرے اللہ اس کو عطا کرتے ہیں جب تک کہ حرام کا سوال نہ کرے۔ اور اسی میں قیامت قائم ہوگی۔ کوئی مقرب فرشتہ اور آسمان اور زمین اور ہوائیں اور پہاڑ اور سمندر نہیں مگر وہ جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے فضائل بیان فرماتے ہوئے جمعہ کے متعلق ابتدا سے آخیر قیامت کا تمام واقعہ بیان فرما دیا (۱) آدم علیہ السلام کی پیدائش کی اطلاع دی کیا یہ زمانہ ماضی کے غیب کی اطلاع نہیں؟ اور آدم علیہ السلام کا مقررہ پیدائشی دن ظاہر فرمایا (۲) آدم علیہ السلام کے نزول الی الارض کے مقررہ دن کی اطلاع دی۔ پھر آدم علیہ السلام کے وقت وصال کی اطلاع دی (۳) ایک ایسی گھڑی کی اطلاع دی جس میں اللہ تعالے بندے کے سوال کو رد کرتا نہیں۔ کیا وہ ساعت کسی کو معلوم ہو سکتی ہے؟ حالانکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہے۔ جیسا کہ بین الخطبتین ساعت کا تقرر ظاہر فرمایا۔ حالانکہ خطبتین کا وقت بھی ہر جگہ کا مختلف ہے۔ لیکن جس ساعت کا آپ نے ذکر فرمایا۔ وہ آپ کے خطبتین کے مابین ساعت ہو سکتی ہے۔ جس ساعت کا اندازہ کرنا دوسرے کے واسطے مشکل ہے۔ لیکن آپ نے جب اس ساعت کو وقت اجابت فرمایا تو اس کی صفت اجابت بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ اس ساعت کی حقیقت کا بھی آپ کو علم ہے۔ ایسے ہی اس ساعت بالمحیط کے بیان کرنے سے آپ نے صاف

ثبوت دے دیا۔ کہ جیسے میں اس ساعت کو جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اِلّا ماشاء اللہ ایسے ہی ابھی جمعے کے دن میں اس ساعۃ کا قیام بھی ہوگا۔ تو اس کو بھی آپ ہی جان سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کے اوصاف آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ جو عدم وقوف پر دلالت نہیں کرتے جیسے مثلاً جمعہ کے دن کا تقرر ظاہر فرمائیں یا نہ۔ آپ کو ہر صورت قیامت کا علم ضرور ہے جو آپ کے اس فرمان سے ظاہر ہو رہا ہے۔

۶۱۔ ابوداؤد ۱/۱۵۰ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ فِیْہِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِیْہِ اُھْبِطَ وَفِیْہِ تِیْبَ عَلَیْہِ وَفِیْہِ مَاتَ وَفِیْہِ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ وَمَا مِنْ دَابَّۃٍ اِلَّا وَھِیَ مُسِیْخَۃٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِنْ حِیْنَ تُصْبِحُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِّنَ السَّاعَۃِ اِلَّا الْجِنَّ وَالْاِنْسَ وَفِیْھَا سَاعَۃٌ لَا یُصَادِفُھَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَھُوَ یُصَلِّیْ یَسْاَلُ اللہَ عَزَّوَجَلَّ حَاجَۃً اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاھَا (ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر دن جمعہ کا ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں اتارے گئے اور اسی میں آپ کی توبہ منظور کی گئی اور اسی میں آپ کا وصال ہوا اور اسی میں قیامت قائم ہوگی اور اسی دن صبح سے ہر زمین پہ چلنے والا کوئی ایسا نہیں مگر وہ سننے والا ہے قیامت کی آواز کو سوائے جن اور انسان کے۔ اور اسی میں ایک گھڑی ہے جس بندے مسلمان کو نماز پڑھنے کی حالت میں اسے ملے تو وہ اللہ سے جو بھی حاجت طلب کرے اس کو اللہ تعالےٰ عنایت کرتے ہیں)۔

اس حدیث پاک میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کے ہر غیبی عظیم الشان مرحلے کو معین وقت میں بیان فرماتے ہوئے قیامت کے دن کا تعین بھی بیان فرمادیا۔ کیا عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد نہ تھا یا آپ نے اس کا مطلب

نہ سمجھا۔ جو تم نے سمجھا ہے یا نعوذ باللہ آپ نے جھوٹ بولا ہے سوائے اس کے کہ تم اس آیت کو اس فرمان مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی تطبیق دو کہ اس حدیث پاک کے مطابق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یوم قیامت کے تقرر کا علم ہے۔ جیسا کہ آپ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا اور قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے علم ذاتی کی غیر سے نفی فرمائی ہے۔ دوسرے کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ جیسا کہ کوئی کارخانے کا مالک یہ دعوےٰ کرے کہ یہ چیز میرے پاس ہی ہے کیونکہ میری خود ساختہ ہے اور کسی کے پاس نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی بکاؤ اس چیز کو اس سے لے بھی نہیں سکتا۔ حالانکہ جس کو وہ پسند کرے اُسے بھی دے سکتا ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالےٰ نے علمِ قیامت کی تخصیص اپنی طرف فرمائی لیکن اپنی مرضی کے مطابق اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی کے قانون سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا بھی فرمایا۔ جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے پھر آپ نے اس حدیث میں رُوئے زمین کے تمام جانداروں کے حرکات اور خشیت کا پورا علم ارشاد فرمادیا۔ اور جمعہ کے دن کی خصوصیت میں اُن کے قلوب کی خشیت کا علم بھی ظاہر فرماتے ہوئے اپنے حاضر و ناظر ہونے کا بھی ثبوت دے دیا۔ اگر حاضر و ناظر نہیں تو علم کیسے ہو سکتا ہے اور اگر علم نہ ہو تو تمام روئے زمین کے جانداروں کی خشیت اور جن و انسان کا اس خشیت سے بھی غفلت کا اظہار فرمانا نعوذ باللہ آپ پر کذب لازم آتا ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ سوائے جنوں اور انسانوں کے تمام روئے زمین کی جاندار چیزیں قیامت کی خشیت سے خاموش ہوتی ہیں اور ان پر ایک سناٹا طاری ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے جن و انسان کے ہر ذی رُوح چیز کو قیامت کا علم ہے جس سے وہ خائف ہیں۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل قبور کا حال بھی سوائے جن و انسان کے ہر ذی رُوح جانتے ہیں۔

ابو داؤد ۲/۳۰۶ فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَنْ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ۔ تو فرشتہ اس میت کو خوب مارتا ہے۔ اور اس کی چیخ

نہ سمجھا۔ جو تم نے سمجھا ہے یا نعوذ باللہ آپ نے جھوٹ بولا ہے سوائے اس کے کہ تم اس آیت کو اس فرمان مصطفوی صلے اللہ علیہ وسلم سے یہی تطبیق دو کہ اس حدیث پاک کے مطابق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یوم قیامت کے تقرر کا علم ہے۔ جیسا کہ آپ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا اور قرآن مجید میں اللہ تعالے نے علم ذاتی کی غیر سے نفی فرمائی ہے۔ دوسرے کو عطا کرنے کی نفی نہیں فرمائی۔ جیسا کہ کوئی کارخانے کا مالک یہ دعوے کرے کہ یہ چیز میرے پاس ہی ہے کیونکہ میری خود ساختہ ہے اور کسی کے پاس نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی کلائنٹ اس چیز کو اس سے لے بھی نہیں سکتا۔ حالانکہ جس کو وہ پسند کرے ایجنسی بھی دے سکتا ہے ایسے ہی اللہ تعالے نے علم قیامت کی تخصیص اپنی طرف فرمائی لیکن اپنی مرضی کے مطابق اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی کے قانون سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا بھی فرمایا۔ جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے پھر آپ نے اس حدیث میں روئے زمین کے تمام جانداروں کے حرکات اور خشیت کا پورا علم ارشاد فرمادیا۔ اور جمعہ کے دن کی خصوصیت میں اُن کے قلوب کی خشیت کا علم کلی ظاہر فرماتے ہوئے اپنے حاضر و ناظر ہونے کا بھی ثبوت دے دیا۔ اگر حاضر و ناظر نہیں تو علم کیسے ہو سکتا ہے اور اگر علم نہ ہو تو تمام روئے زمین کے جانداروں کی خشیت اور جن و انسان کا اس خشیت سے بھی غفلت کا اظہار فرمانا نعوذ باللہ آپ پر کذب لازم آتا ہے اور آپ کا یہ فرمانا کہ سوائے جنوں اور انسانوں کے تمام روئے زمین کی جاندار چیزیں قیامت کی خشیت سے خاموش ہوتی ہیں اور اُن پر ایک سناٹا طاری ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے جن و انسان کے ہر ذی روح چیز کو قیامت کا علم ہے جس سے وہ خائفین ہیں۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل قبور کا حال بھی سوائے جن و انسان کے ہر ذی روح جانتے ہیں۔

ابوداؤد ۲/۲۹۶ فَیَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً یَسْمَعُهَا مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَیْنِ (تو فرشتہ اس میت کو خوب مارتا ہے۔ اور اس کی چیخ

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ آپ کو علم قیامت ہے۔

(اقوال بزرگان دین)

۶۴۔ تفسیر صاوی ۲/۱۱۱ | وَالَّذِیْ یَجِبُ الْاِیْمَانُ بِہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَنْتَقِلْ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَعْلَمَہُ اللّٰہُ بِجَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ۔ (اور جس کے ساتھ ایمان واجب ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے نہیں منتقل ہوئے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو جمیع مغیبات کا علم سکھایا)۔ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْہَا کے ماتحت ملاحظہ ہو۔

۶۵۔ تفسیر صاوی ۳/۲۶۰ | وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا، اَیْ مِنْ حَیْثُ ذَاتِہَا وَاَمَّا بِاِعْلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی لِلْعَبْدِ فَلَا مَانِعَ مِنْہُ کَالْاَنْبِیَاءِ وَبَعْضِ الْاَوْلِیَاءِ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَقَالَ تَعَالٰی عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (یعنی باعتبار ذات کے کسی نفس کو کل کی خبر نہیں۔ لیکن اللہ کے جتانے سے بندے کو کوئی رکاوٹ بھی نہیں۔ جیسا کہ تمام انبیاء اور بعض اولیاء کو اللہ تعالے نے فرمایا کہ اللہ کے علم سے کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور فرمایا کہ اللہ غیب کو جاننے والا ہے۔ سوائے اللہ کے کسی کو اس کے غیب کی اطلاع نہیں۔ سوائے اس رسول کے کہ جس کو اللہ برگزیدہ کرے۔

۶۶۔ ،، ،، اَلْحَقُّ اَنَّہٗ لَمْ یَخْرُجْ نَبِیُّنَا مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَطْلَعَہُ اللّٰہُ عَلٰی تِلْکَ الْخَمْسِ وَلٰکِنَّہٗ اُمِرَ بِکِتْمَانِہَا (سچی بات یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دنیا سے نہیں منتقل ہوئے حتیٰ کہ اللہ تعالے نے ان خمسہ امور کے علم پر آپ کو مطلع فرمایا۔ اور لیکن ان کے چھپانے کا بھی حکم فرمایا)۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا کیا گیا۔

۶۷- خصائص کبریٰ شریف ۲/۱۹۵ ذَهَبَ بَعْضُهُمْ اِلٰى اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُوْتِىَ عِلْمَ الْخَمْسِ اَيْضًا وَعِلْمَ وَقْتِ السَّاعَةِ وَالرُّوْحِ وَاَنَّهٗ اُمِرَ بِكَتْمِ ذَالِكَ (وبعض اس طرف گئے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پانچ چیزوں کا بھی علم دیا گیا ہے۔ قیامت کے وقت کا بھی اور روح کا بھی اور آپ کو ان کے چھپانے کا حکم دیا گیا)۔

۶۸- الابریز مصنفہ حافظ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۴ فَقَالَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَهُوَ مِنْ سَادَاتِنَا الْعُلَمَاءِ وَكَيْفَ يَخْفٰى اَمْرُ الْخَمْسِ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْوَاحِدُ مِنْ اَهْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِهِ الشَّرِيْفَةِ لَا يُمْكِنُهُ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ هٰذِهِ الْخَمْسِ (فرمایا رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اور بڑے بڑے علماء سے کہ پانچوں امور کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کیسے مخفی ہو سکتا ہے۔ حالانکہ آپ کی اُمت شریفہ کے اہل تصرف سے کسی ایک کو تصرف کی قدرت نہیں ہوتی۔ جب تک کہ ان پانچ اشیاء کا اس کو علم نہ ہو)

۶۹- کشف الغمہ عن جمیع الامۃ ۲/۴۲ وَاُوْتِىَ عِلْمَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى الرُّوْحِ وَالْخَمْسِ الَّتِيْ فِيْ اٰيَةِ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کل شئے کا علم دیا گیا۔ حتیٰ کہ روح کا اور ان پانچ کا بھی جو اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ آیت میں ہیں)

۷۰- قسطلانی ۱۰/۳۶۵ اِنَّ صِحَّةَ النُّبُوَّةِ تَسْتَلْزِمُ اِطِّلَاعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى جَمِيْعِ الْمُغَيَّبَاتِ (بے شک نبوت کی صحت مستلزم ہے کہ تمام مغیبات پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہو)

نقش اسلام
WWW.NAQSEISLAM.COM

ا ۔ تفہیمات الٰہیہ مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحب ۱/۱۹ | علم حق در علم صوفی گم شود (اور اللہ کا علم صوفی

کے علم میں گم ہو جاتا ہے)۔

وہابی ” تم نے قرآن وحدیث واقوالِ بزرگاں سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا علم کلی وکل ثابت کرنے کی بڑی کوشش کی ہے۔ لیکن نبی علیہ السلام کو منافقین کا علم نہیں تھا۔ دیکھو قرآن شریف، **توبہ** ۱۱/۱۳ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ۔ (اور بعض اعراب سے جو آپ کے گردا گرد ہیں، منافق ہیں اور بعض مدینہ والوں سے نفاق پر اڑے ہوئے ہیں تو ان کو جلدی دُگنا عذاب کرینگے۔ پھر وہ بڑے عذاب کی طرف ڈالے جائیں گے)، اس آیت میں اللہ تعالے نے لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ایسا جملہ فرمایا جس نے تمہاری کُلی کو توڑ کر رکھ دیا۔

محمد عمر ” ذرا گستاخی سے کام نہ لو۔ یہ کُلی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کی طرف منسوب ہے ایسے الفاظ آپ کی نسبت نکالنا کفر ہے۔ باقی رہا اللہ تعالے کا فرمانا لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ تو اس کا جواب اللہ تعالے نے اپنے محاورے کو سمجھانے کے واسطے سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ فرمایا ہے۔ یہ محاورہ اُس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کسی دوست کے مقابلہ میں اُس کے دشمن کو خودی سزا دینی مقصود ہو تو دوست کی طرف مخاطب ہو کر اور دشمن کی طرف تہدیدی نظر اٹھا کے کہا جاتا ہے کہ تو نہیں جانتا یہ کیسا بڑا بے ایمان ہے۔ میں اس کو جانتا ہوں۔ تاکہ دوست علم پر ہی موقوف رکھے۔ اور اُس کی سفارش نہ کرے۔ ایسے ہی اللہ تعالے کا اس مقام پر لَا تَعْلَمُهُمْ فرمانا۔ آپ کی بے علمی مراد نہیں ہے۔ بلکہ اُن کی بے ایمانی کو سختی سے اظہار کرنا مقصود ہے۔

تاکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن کی منافقانہ چال کو دیکھ کر اپنی رحمت سے چھڑا دیں۔ اور آپ کے علم منافقین کے متعلق اللہ تعالےٰ نے دوسری جگہ وضاحت فرمائی ہے۔

مائدہ ۶/۸ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اُن لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے

اگر آپ کو منافقین کے نفاق کا علم نہیں تو اللہ تعالےٰ نے اُن کے دلوں کے نفاق کی رویئت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے کیوں فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ منافقین کے دلوں کی مرض کو جانتے ہیں۔ اور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار نے مشورہ کر کے چند سوالات کئے۔ روح کے متعلق۔ ذوالقرنین کے متعلق اور اصحاب کہف کے متعلق۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کل جواب دونگا۔ دوسرے دن پھر انہوں نے سوال کیا تو آپ نے پھر فرمایا کل جواب دونگا۔ ایسے ہی آپ کل پر ٹالتے رہے لیکن وحی بند رہی۔ اللہ کی طرف سے کوئی اشارہ نہ ہوا۔ آخر کئی دن کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ

محمد عمر "پہلے تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جو جواب اللہ کے اشارے سے فرمانا ہوتا تھا۔ اس پر انشاء اللہ استعمال فرماتے تھے؟ یا امورِ امتحانیہ یا امورِ شرعیہ پر کبھی آپ نے انشاء اللہ فرمایا ہو؟ نہیں۔ آپ کو جب کبھی اپنے امور کے متعلق کوئی کام کرنا مطلوب ہوتا تو انشاء اللہ فرماتے۔ باقی امور میں تو آپ کا ہاں کرنا سوائے اشارے الٰہیہ کے ہو سکتا ہی نہ تھا۔ خصوصاً جب نبی علیہ السلام نے امتحان سے کفار کے ساتھ مقابلہ ہو تو اس وقت اللہ تعالےٰ کی حمایت بھی خاص طور پر ہوتی ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بغیر اشارہ الٰہیہ کے کلام نہیں فرماتے

جس کے متعلق اللہ تعالے نے بھی ارشاد فرمایا۔ نجم پ ۲۷ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (اور نہیں بولتے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی نفسانی خواہش سے۔ نہیں ہے وہ (آپ کا فرمان) مگر اشارہ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اشارہ کیا گیا ہو) جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا اِنَّنِیْ مَعَکُمَاۤ اَسْمَعُ وَاَرٰی کہ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا اور غور سے دیکھوں گا یہ ارشادِ الٰہی اس واسطے تھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مقابلہ میں اللہ کے سامنے اپنا عجز ظاہر فرمایا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تم دونوں جاؤ فرعون کی طرف جاؤ۔ مقابلہ کے وقت میں تمہاری بات کو غور سے سنوں گا۔ اور غور سے دیکھوں گا۔ اور میری معیت تمہارے ساتھ ہوگی۔ کیا اس سے کوئی کند ذہن یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر وقت سمیع و بصیر نہیں۔ اس موقعہ پہ فرمایا کہ اِنَّنِیْ اَسْمَعُ وَاَرٰی ہرگز نہیں۔ بلکہ اس مقام پہ اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے ہوا تاکہ اس تاکیدِ خصوصی سے موسیٰ علیہ السلام کو تسلی ہو جائے اور وہ ان میں کمزوری کا خیال جو فرعون کے مقابلے کیواسطے جم گیا ہے وہ دور ہو جائے۔ اور یہ بھی ثابت کرنا تھا۔ کہ جب تم فرعون سے مقابلہ کروگے تو اس وقت میں تمہاری ہی بات کو سُن کر قبول کرونگا۔ اور فرعون کی بات کو تمہارے مقابلے میں ٹھکرا دونگا۔ اور اسی لئے فرمایا کہ اگر مقابلہ میں تم پہ فرعون بلا دلائل حملہ آور ہوا تو میری ربوبیت خصوصی تمہاری جانب ہوگی۔ فرعون کی طرف میری توجہ بھی نہ ہوگی۔ اور جس طرف میری توجہ ہوگی کامیابی اسی کی ہے۔ لہٰذا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میری ہر قسم کی معیت تمہارے ساتھ ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے اس فرمان نے موسیٰ علیہ السلام کا حوصلہ اتنا بلند کر دیا۔ کہ سیدھے فرعون کی طرف پہنچے اور بلا خوف اس کو اپنے خدا کی دعوت دی حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ کی وعدہ ایفائی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہاں تک رہی کہ بوقتِ غرق فرعون نے اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ذکر

میں موسیٰ علیہ السلام وہارون علیہ السلام کے رب کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں ابھی کہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے اُس معہود وعدہ کو ایفا کرتے ہوئے اَلْاٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ مِنْ قَبْلُ فرما کر چلاتے ہوئے فرعون کو غرق کر دیا۔ اور اُس کی ایک دشمنی یہ ہے اللہ تعالیٰ کی معیتِ خاصہ اپنے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ۔ ایسے ہی تمام انبیاء علیہم السلام سے بالاتر معیت اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ کیا باقی انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ اپنے مخالفین پر بوقت مقابلہ اپنی معیت کا اظہار کرتے ہوئے غالب کریں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بوقت مقابلہ کفار معاذ اللہ عاجز کریں۔ جن کی نبوت اور غلبہ قیامت تک رہنا تھا۔ یہ قانونِ خداوندی کے خلاف ہے۔ جو تم نے سمجھا ہے کہ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے ہی انشاء اللہ فرما دیتے۔ کیونکہ آپ کا فرمانا اُخْبِرُكُمْ غَدًا (میں تمہیں کل خبر دونگا) یہ حقیقۃً اللہ کا ہی فرمانا ہے۔ کیونکہ اللہ نے ہی فرمایا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى تو وحی کا بند ہونا صرف امتحان کے لیے ہی تھا۔ کہ آیا میرا محبوب میرے قانون پر کتنا عمل کرتے ہیں۔ اور یہ امتحان اللہ کو اپنی ذات کے لیے مطلوب نہ تھا بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت و اصلیتِ نبوت کے اظہار کے لیے تھا۔ تاکہ مخالفینِ نبوت کو یہ ثابت ہو جائے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اپنی ذاتی اختراع نہیں ہے اور یہ غیبی خبر بھی آپ کی اختراعی نہیں ہے۔ بلکہ نبوت بھی عطائے الٰہی ہے اور غیبی خبر بھی عطائے الٰہی سے متعلق ہے۔ انبیاء کو علم ضرور ہوتا ہے جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ان اشیاء مسئولہ کا علم ضرور تھا۔ لیکن وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کے آپ عامل تھے بغیر اشارہ الٰہیہ اپنے علم کو نطق سے ظاہر نہ فرما سکتے تھے۔ کفار کے سامنے آپ کے اسی عمل کا یقین دلانا مقصود تھا۔ نہ کہ کفار کے سامنے عاجز کرنا مقصود تھا۔ جو تم نے سمجھا ہے۔ کیونکہ باقی ہر بات جب کوئی سوال کرے تو آپ کو اشارہ الٰہیہ فوراً اظہار کی اجازت بخشتے لیکن اس موقعہ پر اظہار کی اجازت ملتی ہی نہیں تو اسکا مطلب یہی ہوگا۔ کہ بات کو ذرا مہلت سے کر

اور مہلت دے کر جواب کی اجازت دی جائے تاکہ آپ کی نبوت کا ظہور اللہ کی طرف سے کفار کے سامنے مضبوط ہو جائے۔

یہ ہے جواب اس امر کا کہ آپ کو وحی یعنی اشارہ الہیہ کئی دن تک نہ ہوا۔

باقی رہا وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ "اور نہ کہے کسی چیز کو کہ میں اس کو کل کرنے والا ہوں۔ مگر مشیت الٰہی سے" یعنی انشاء اللہ فرما دیا کرو تو یہ اللہ تعالےٰ نے آئندہ کے لئے قانون مقرر فرما رہا ہے۔ نہ کہ ماقبل کی سرزنش ہو رہی ہے کہ تم نے انشاء اللہ کیوں نہیں کہا۔ یہ تمہارا اجتہاد غلط ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن اُبَیّ کے جنازے کے وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کپڑا کھینچا جس اشارے کا مطلب یہ تھا۔ کہ یہ منافق ہے اس کے نفاق کی تشریح قرآن پاک میں آچکی ہے۔ آپ اسکا جنازہ نہ پڑھایئے۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ کو پیچھے ہٹاتے ہوئے اور مشورے کو نہ قبول فرماتے ہوئے عبداللہ بن اُبَیّ پر نماز جنازہ پڑھا دی تو بعد میں آیت نازل ہوئی۔ اگر اللہ تعالےٰ چاہتے کہ آپ کی مشیت کے خلاف حکم جاری فرمائیں تو اُسی وقت نماز سے بند کرنے کے واسطے اشارہ الہیہ فوراً ہو جاتا یا آناً فاناً جبرئیل ہی تشریف لے آتے کہ اس منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھایئے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے آپ کی مشیت کیخلاف نہ کرتے ہوئے اُسی وقت فوراً حکم نازل نہیں فرمایا۔ بلکہ بعد ادائے نماز جنازہ کے وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا آیت نازل فرمائی۔ کہ آپ آئندہ کے لئے اگر کوئی بھی منافقوں سے مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیے۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ آیت نازل ہو چکی تھی اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ (اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بخشش مانگئے ان کے لئے یا نہ بخشش مانگئے ان کے لئے۔ اگر ان کے لئے آپ ستر دفعہ بخشش مانگیں گے تو

اللہ اُن کو نہ بخشے گا یہ اس سبب سے کہ انہوں نے اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

پہلے تو اس امر کو دیکھنا ہے کہ اس آیت سے اللہ تعالےٰ کا مقصد منافقین کے اعمال پر سرزنش ہے یا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو۔ تو اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے منافقین کے جرموں کا ایسا سختی سے اظہار فرمایا ہے۔ کہ اگر آپ ستر دفعہ بھی اُن کے لئے بخشش طلب کرو تو اللہ اُن کو نہیں بخشے گا۔ اس کا سبب اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں بھی بیان فرمایا ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ نہ بخشنے کا سبب یہ ہے کہ وہ آپ کے بھی منکر ہیں اور اللہ کے بھی۔ اِس لئے وہ قابلِ بخشش نہیں ہیں اور اس کی طرح دوسرے مقام پر بیان فرمائی المنٰفقون ۲۸ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۔ اُن پر آپ کا اُن کے واسطے بخشش مانگنا اور نہ مانگنا یکساں ہے۔ اللہ اُن کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ بے شک اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا، تو اللہ تعالےٰ نے اُن کی عدمِ بخشش کی یہ خاص وجہ فرمائی کہ وہ آپ کی بخشش طلب کرنے کے قدردان نہیں ہیں۔ آپ کا بخشش طلب کرنا اور نہ کرنا چونکہ اُن پر یکساں ہے۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ اُن کو ہرگز نہیں بخشے گا چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی مقام پر ارشاد فرمایا۔

بخاری شریف ۱/۱۶۹ { فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَهٗ عُمَرُ فَقَالَ اَلَيْسَ اللّٰهُ نَهَاكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ اَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ قَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ

مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (جب آپ نے عبد اللہ بن اُبی کے نماز جنازہ کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت عمرؓ نے آپ کو کھینچا۔ پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو اللہ نے منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے سے روکا نہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اللہ تعالےٰ نے فرما کر مجھے دونوں کا اختیار دیا ہے۔ میں اُن کے لئے بخشش مانگوں یا نہ مانگوں (کیونکہ لفظ اَوْ سے اللہ نے ارشاد فرمایا ہے) تو آپؐ نے اُس پر نماز پڑھی تو بعد ازاں اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منافقین سے کوئی بھی مرے آپ اُس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھیئے۔ اور نہ اُس کی قبر پر آپ کھڑے ہوئیے، تو کیا قرآن مجید کا سمجھنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر موقوف ہے اور تمہیں آپ کی تقلید واجب ہے یا تمہیں بھی کوئی اختیار ہے کہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سمجھی ہوئی تفسیر کے عمل کرنے پر اپنے اجتہاد کو دخل دے کر آپ کی ذات پر اعتراض کرو۔ بلکہ دوسرے مقام پر مذکور ہے۔

۷۳۔ بخاری شریف ۱۸۲/۱

قَالَ اِنِّیْ خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ اَعْلَمُ اِنِّیْ اِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِيْنَ يُغْفَرْ لَهٗ

لَزِدْتُ عَلَيْهَا (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اختیار دیا گیا ہوں تو میں مختار ہوں اگر میں جانوں کہ میں ستر پر زیادہ کروں تو اس کو بخشا جائیگا تو میں اس پر زیادہ بھی کر دوں) تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اس فرمان کے مطابق اختیار کلی ثابت ہو گا۔ ایک مسئلہ اس حدیث پاک سے آپ کا مختار کُل ہونا ثابت ہو گیا جس بنا پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے اور میں مختار ہوں۔ چنانچہ آپ نے اپنے اسی اختیار کُلی پر عمل بھی فرمایا تو اللہ تعالےٰ نے آپ کی اس بخشش کی قدر منافقین کو نہ کرتے ہوئے دیکھا تو آئندہ کے لئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ان پر نماز جنازہ پڑھانے سے روک دیا عبد اللہ بن اُبی پر پڑھے ہوئے جنازے کو ان کے متعلق کسی قسم کا اعتراض نہیں فرمایا۔ یہ ضمناً آپ کے ایک جاری

اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ پہلے سوال کے ہم شکل تھا۔ کہ جیسا کہ یہ حکم آئندہ کے لئے ہے آپ کے عدم علم پر دال نہیں۔ جیسا کہ تم نے سمجھا ہوا ہے۔ ایسے ہی آیت گزشتہ وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ آئندہ کے لیے اللہ تعالےٰ نے یہ قانون مقرر فرمایا ہے۔ اس سے قبل نہ یہ قانونِ الٰہی مقرر تھا۔ اور نہ اللہ تعالےٰ گرفت کرسکتے ہیں اور نہ تم کہہ سکتے ہو کہ آپ کے نسیان پر معاذ اللہ یہ آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عتاب ہوا ہے۔ بلکہ یہ اللہ تعالےٰ نے آئندہ کے لیے آپ کی ذاتِ پاک سے اُخبرِ کُل کا بوجھ بھی اُٹھا دیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی دلیلِ نبوت کو کفار کے واسطے مضبوط کرتے ہوئے اپنے محبوب پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی اس انتظار کو بھی گوارا نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ وحی کی اتنی انتظار کیوں فرما رہے ہیں۔ آئندہ یہ تکلیف گوارا نہ فرمایئے۔ بلکہ اپنے ارشاد کے ساتھ انشاء اللہ کی قید لگا دیا کیجیے۔ تاکہ آپ پر کسی قسم کا اعتراض ہی نہ رہے۔ تو ان کے اعتراض کو دور کرنے کے واسطے آپ ہر بات کو انشاء اللہ فرما کر میرے سپرد کر دیا کیجیے۔ تاکہ آپ پر اعتراض ہی نہ رہے۔ اس بوجھ انتظار کو اللہ تعالےٰ نے ناگوار فرماتے ہوئے اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ ارشاد فرمایا۔ اور اگر کوئی کہے کہ پھر بھی آپ کے علم کی نفی ہوئی کہ اگر آپ کو علمِ غیب کُلّی ہوتا تو آپ کو اس امر کے نزول کی خبر ہونی چاہیے تھی۔

پہلا جواب تو یہ ہے کہ آپ اگر قبل از وحی ہی انشاء اللہ فرما دیتے تو یہ قانونِ الٰہی باقی امت کے واسطے کیسے مقرر ہو سکتا تھا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ علمِ غیب کُلّی میں اللہ کا بے انتہا علم ہم نے کب شامل کیا ہے۔ ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے عالمین کا غیب کُلّی حاصل ہے۔ نہ کہ اللہ تعالےٰ کا علم۔ اللہ تعالےٰ کے علم کو تو تم نے کُل اور بعض سے متصف کیا ہوا ہے۔ ہمارے نزدیک تو اللہ کا علم بے انتہا ہے۔ اس کے علم پر مخلوق سے کسی کا علم محیط نہیں ہو سکتا۔ تم ایسا اعتراض کر رہے ہو جو اللہ کے علم سے متعلق ہے نہ کہ مخلوق کے علم سے۔ اور ہمارا دعوےٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مخلوق کے

غیب کلی ہے و خالق ہے علم کا۔ رہا اعتراض اس آیت کے اجتہاد سے جو تم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق استنباط کیا ہے غلط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالٰے تو آپ کو عطا کرنے والا ہے۔

وہابی " اللہ تعالٰے نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ اور اللہ کے لشکر کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ تمہارا یہ دعوٰے ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو عالمین کا علم ہے اور اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے لشکر کو جس سے ملائکہ مراد ہیں سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ یعنی جنود ملائکہ اتنے بڑے ہیں کہ ان کے لشکروں کو کوئی نہیں جانتا۔

۴۷۔ محمد عمر " اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے:۔ الاحزاب پ۲۲ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ بے شک اللہ اور اس کے تمام فرشتے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ تمہارا یہ ایمان ہے کہ تمام ملائکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اگر ہے تو سوال یہ ہے کہ وہ تمام صلواتیں پہنچتی کہاں ہیں تو یہی ماننا پڑے گا۔ کہ تمام صلواتیں ملائکہ کی ہوں یا کسی اور کی یا خداوند تعالٰے کی وہ تمام آپ کے دربار میں ہی پیش ہوتی ہیں کیا تمام جنود رب کی صلواتیں تو آپ جانتے ہیں اور صلواتیں بھیجنے والے کا علم نہیں۔ جب ہر ایک کی صلواتیں آپ کے دربار میں پہنچتی ہیں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہی علم ہوتا ہے کہ فلاں فرشتہ فلاں مقام سے عالم علوی میں ہو یا سفلی میں مجھ پر درود بھیج رہا ہے۔ تم یہ کہتے ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ کا علم نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ملائکہ کا علم تو معمولی بات ہے ملائکہ کے وظائف کا علم اور ان تمام کے مقامات پر بھی آپ مطلع ہیں۔

وہابی " اللہ تعالٰے نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو فرما دو وَمَآ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ۔ نہیں جانتا میں جو کچھ میرے ساتھ کیا جائیگا اور جو کچھ تمہارے ساتھ کیا جائیگا، تو اس آیت پاک سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو اپنی ذات کے متعلق کوئی خبر نہیں کہ کل میرے ساتھ کیا ہونا

ہے۔ چہ جائیکہ تم تمام جہانوں کے خبردار آپ کو مانتے ہو۔

محمد عمر تمہارا اس آیت کو حجت کے واسطے پیش کرنا درست نہیں کیونکہ یہ آیت منسوخ ہے۔

تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۱۵۵ قَالَ علی بن ابی طلحة عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهما فی هٰذه الاٰیة نَزَلَ بَعْدَهَا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَ هٰكَذَا قَالَ عِكْرِمَةُ وَالْحَسَنُ وَقَتَادَةُ اَنَّهَا مَنْسُوْخَةٌ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔

وہابی اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (اور بعض پہلے رسولوں کا قصہ ہم نے آپ پر بیان کیا ہے اور بعض رسولوں کا واقعہ آپ پر بیان نہیں کیا) اس آیت سے ثابت ہوا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا علم نہ تھا۔ حالانکہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے غیب کلی کے قائل ہو۔

محمد عمر تمہارا یہ شیوہ ہے کہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات کے واسطے اعتراضات تراشتے رہتے ہو۔ کیا یہ بھی جزو ایمان ہے؟ اگر آپ ایسے ہی ناواقف تھے تو تم کو علم کیسے آگیا۔ ایسے ناواقف نبی کا اُمتی بننا میرے خیال میں تو تمہاری توہین ہے خدارا کچھ سوچو اور جستجوئے تنقیص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چھوڑ دو۔ اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو کیا اس کے بعد وحی بند ہوگئی تھی؟ جو تم نے یقین کر لیا۔ کہ آپ کو بعض کا علم ہے اور بعض کا نہیں۔ حالانکہ یہ آیت قرآن مجید ہی کے متعلق ہے۔ کہ ہم نے ابھی آپ پر قرآن میں بعض انبیاء کا واقعہ بیان کیا اور بعض کا نہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالےٰ نے اس کا

جواب دیا ہے

ہود ۱۲/۱۰ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَآءِ الرُّسُلِ (اور یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ پر تمام رسولوں کی تھوڑی تھوڑی خبریں بیان کی ہیں، تاکہ کلام طول نہ ہو جائے۔

اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے اور منکرین کا منہ اللہ تعالے نے بند کر دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے کو یہ علم تھا۔ کہ میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر انبیاء کے علم کے متعلق معترض ہونگے۔ اسی واسطے اللہ تعالے نے الرُّسُلِ کو جمع بیان فرمایا۔ اور اس جمع پر ال کو داخل کیا۔ جو فائدہ عموم کا دیتا ہے۔ پھر تمام شکوں کو رفع کرنے کے واسطے لفظ کُل کو داخل فرمایا۔ تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ تعالے نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کُل رسولوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ بعض جہال سے یہ اعتراض کرتے ہیں جو اپنی کم علمی کا ثبوت دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ من انباء الرسل میں من تبعیضیہ ہے۔ لیکن وہ بیچارے ایسے علم سے کورے ہیں کہ من تبعیضیہ انباء پر داخل ہے نہ رُسل پر۔ رُسل کا تعلق تو کُل کے ساتھ ہے۔ یعنی کُل رسولوں کے تھوڑے تھوڑے واقعات آپ پر بیان کئے گئے ہیں۔ اور یہ بھی صرف قرآن مجید کے متعلق ہے نہ کہ باقی وحی کے متعلق۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ مسلم شریف ۱/۹۶ میں درج ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء کو مسجد اقصیٰ میں معراج کی رات جماعت کرائی۔ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کو آپ نے نماز نہیں پڑھائی؟ کوئی ایسا نبی نہیں جس نے آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھی ہو۔ جن کے متعلق آپ نے بھی ارشاد فرمایا:۔

مستدرک ۲/۵۹۷ ابوذرؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ كَمِ النَّبِيُّوْنَ قَالَ مِائَةُ أَلْفٍ وَّأَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ أَلْفَ نَبِيٍّ قُلْتُ كَمِ الْمُرْسَلُوْنَ مِنْهُمْ قَالَ ثَلَاثُمِائَةٍ وَّ

ثَلَاثَةَ عَشَرَ وذکر باقی الحدیث یارسول اللہ تمام انبیاء کتنے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک لاکھ اور چوبیس ہزار نبی ہیں۔ میں نے عرض کی کہ ان سے رسول کتنے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تین ۳۱۳ سو تیرہ۔ اس حدیث میں اس امر کی صاف دلیل ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا بالتفصیل علم ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ آپ کو انبیاء اللہ کا علم نہیں ہے لہٰذا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے انبیاء اللہ کی تفصیل تو بجائے خود جھوٹے نبیوں کی تعداد بھی فرمادی۔ کیا تم اس حدیث کو بھول گئے ہو۔ جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس ۳۰ دجال ہونگے جو نبی ہونے کا دعوےٰ کرینگے۔ کیا یہ حدیث تم نے مرزائیوں کے مقابلہ میں پڑھنے کے واسطے یاد کی ہوئی ہے۔ اپنے عقیدے کو درست کرنے کے واسطے نہیں کیا یہ حدیث کافی نہیں۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کے تمام مستقبلہ جھوٹے انبیاءً کی بھی غیبی اطلاع فرمادی۔ کیا یہ بغیر علم غیب کے فرمان صحیح ہوسکتا ہے۔ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس علم غیب پر ایمان نہ لاؤ تو مرزا قادیانی کو تمہیں سچا ماننا پڑے گا۔ بدلائل ثابت ہوا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے سچے انبیاء کا بھی پورا علم ہے۔ جو آپ کی اقتداء میں داخل ہو چکے اور جھوٹے انبیاء کا بھی جن کو آپ نے دجالوں کا خطاب دیدیا

وہابی ترمذی شریف میں روایت ہے اور بخاری شریف میں بھی کہ قیامت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بعض آدمیوں کو پکڑا جائیگا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس دن کہوں گا۔ رَبِّ اُصَیْحَابِیْ رَبِّ اُصَیْحَابِیْ تو ملائکہ کہیں گے اِنَّکَ لَاتَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ بے شک تو نہیں جانتا۔ کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا ہے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ ملائکہ کہیں کہ آپ کو بعد کا علم نہیں اور تم کہو کہ کلی علم ہے۔ کچھ خدا کا خوف کرو۔

محمد عمر تم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نکتہ چینی کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ حدیث کے ماقبل ومابعد اور اس کی تتبع تم نہیں کرسکتے۔ اسی واسطے تم بلا سوچے

مذہبی تقلید کے گڑھے میں گر رہے ہو۔ پہلے تو تمہیں یہی سوچنا چاہیئے تھا۔ کہ یہ واقعہ جو آپ اپنا اور مجرموں کا فرما رہے ہیں یہ ہے کب کا۔ یہ قیامت کا واقعہ بھی تو غیب ہے۔ واقعہ ابھی قیامت کو ہوگا۔ اور اِنَّكَ لَا تَدْرِي ابھی ملائکہ کے ذہن میں بھی نہیں آیا قیامت کو آئیگا۔ آپ نے ابھی وقت فرما دیا کہ میں یہ کہوں گا اور ملائکہ یہ کہیں گے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہاں استفہام ہے۔ دیکھئے دوسری حدیث۔

مسلم شریف ۲/۲۲۹ فَيُقَالُ أَمَا شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ
کہا جائے گا کہ کیا آپ نہیں جانتے آپ کے بعد جو انہوں نے عمل کیا؟ یعنی آپ جانتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ اِنَّكَ لَا تَدْرِي میں بھی استفہام ضرور ہے۔ تیسرا جواب۔

مسلم شریف ۱/۱۲۶ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ أَتَعْرِفُنَا قَالَ نَعَمْ
لوگ کہیں گے کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں پہچانتے ہیں۔ تو آپ فرمائیں گے ہاں،

نفس اسلام

وہابی اِنَّ حرفِ تحقیق ہے اور تم کہتے ہو استفہام ہے۔

محمد عمر کیا حرفِ تحقیق جہاں موجود ہو۔ تو وہاں استفہام نہیں آسکتا؟ یہ آپ کو کس جاہل نے پڑھایا ہے۔ میں تمہیں قرآن شریف سے حوالہ بتاتا ہوں دیکھئے سورۂ یوسف میں موجود ہے۔ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَارِقُونَ (پھر معلن نے اعلان کیا کہ اے اونٹوں والو کیا تم چور ہو)۔ اس مقام پر اِنَّ حرفِ تحقیق بھی موجود ہے اور استفہام بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ استفہام سے اقرار کو پکا کرنے کے لئے اِنَّ حرفِ تحقیق لایا جاتا ہے۔ تفسیر سے بھی اس کی تحقیق سن لیجئے:۔

تفسیر خازن ۳/۲۴۵ اسی مذکورہ آیت کے ماتحت درج ہے۔ ذَالِكَ النِّدَاءُ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِسْتِفْهَامِ دوسرے مقام پر لفظ اِنَّ پر ہمزہ استفہام موجود ہے۔ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ (یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا۔ کہ تو یوسف ہے؟) یہ استفہام بجائے ثبوت اقرار بحرفِ تحقیق اور ہمزہ استفہام بھی صاف طور پر داخل ہے۔ ثابت ہوا کہ اِنَّكَ لَاتَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ کا مطلب بھی یہی ہے۔ جس میں استفہام انکاری ہے۔ کہ کیا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ یعنی آپ جانتے ہیں۔ کیونکہ ملائکہ جو آپ کے غلام ہیں ان کی کیا جرأت ہے کہ رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہ جن پر وہ درود پڑھتے ہوں۔ اُن کو بے خبر کہدیں۔ وہ غلام بھی پاک اور اُن کی غلامی بھی پاک۔ وہ ایسی گستاخانہ حرکت نہیں کر سکتے۔ یہ شیوہ آپ کا ہی ہے کہ جس کا کلمہ پڑھو اور درود بھی گاہے بگاہے مجبوراً پڑھ ہی لو۔ پھر معاذ اللہ اُن کو بے علم بھی کہو۔

وہابی حدیث شریف میں آتا ہے "کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز پڑھائی تو آپ نے دو رکعت پر ہی سلام پھیر دیا۔ تو بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بھی موجود تھے۔ لیکن کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ایک ذوالیدین بول اُٹھا اور عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز قصر کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں بشر ہوں بھولتا ہوں جیسا کہ تم بھول جاتے ہو جب تم سے کوئی شخص نماز میں بھول جائے اور وہ ابھی بیٹھا ہی ہو تو سجدہ سہو کرے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر اُسی وقت دو سجدے سہو کر لئے" اس حدیث سے دو مسئلے ثابت ہوئے۔ ایک تو آپ کی بشریت ثابت ہو گئی جس سے تمہارا عقیدہ باطل ہو گیا۔ کہ تم نبی علیہ السلام کو نور سمجھتے ہو۔ اور دوسرا یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ آپ کو غیب کلی نہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا میں بھول جاتا ہوں جیسا کہ تم بھولتے ہو۔ ورنہ آپ

nafseislam
نفس اسلام

کو سجدہ سہو نکالنے کی کیا ضرورت تھی۔

محمد عمر کسی بچے کی ماں چھوٹے بچے کو گود میں لے کر اُس کو باتوں کا طریقہ سکھانے کے لیے ابتداء یہاں سے کرتی ہے۔ اماں۔ بچے کو بار بار مخاطب کر کے اپنی زبان سے محض اماں کا لفظ ہی نکالتی ہے۔ اگلی پچھلی تمام کلام کو حذف کر دیتی ہے۔ اگر کوئی وہابی پاس سے گزرے تو وہ یہی کہے گا۔ کہ یہ بڑھیا بڑی بے وقوف ہے اپنے بیٹے کو اماں کہہ رہی ہے۔ لیکن وہ بڑھیا اُس کو غضبانہ لہجہ میں ضرور جواب دے گی۔ کہ تمہاری اتنی عمر گزر چکی تمہیں یہ علم نہ ہوا کہ مائیں اپنے بچے کو ایسے ہی آسان کلمے تعلیم دیتی ہیں۔ میں بطور تعلیم اُس کو کہہ رہی ہوں۔ تاکہ وہ بھی اپنی زبان سے یہی کلمہ نکالے۔ نہ کہ میں بیٹے کو اماں کا لفظ پکار رہی ہوں۔ یہ تمہاری کم فہمی ہے۔ میری غلطی نہیں ہے۔ ایسے ہی چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام کے رُوحانی باپ ہیں اور ہماری تعلیم کے لیے ہی آپ نے صرف دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ اگر آپ ایسا کر کے یعنی بھول کر سجدہ سہو نہ نکالتے تو آپ کا بھولنا محال اور ہمارا بھولنا ضروری ہے۔ ہم اپنی بھول کو کیسے درست کرتے۔ چنانچہ جو تم نے حدیث بیان کی ہے وہ ابن ماجہ کی ص ۸۵ پر ہے اور اُس حدیث میں اختصار ہے۔ مکمل حدیث ص ۸۶ پر موجود ہے۔ جس کو امام بخاریؒ نے بھی دو مقام پر پوری حدیث بیان فرمائی ہے۔

بخاری شریف ۱/۹۹ و ۱/۱۶۲ اس حدیث میں مذکور ہے کہ ذوالیدینؓ نے جب عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم أَنَسِيتَ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ کیا آپ بھولے ہیں یا نماز قصر کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز قصر کی گئی ہے، کیا تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر بھی یقین نہیں۔ آپ فرمائیں میں بھولا نہیں۔ اور تم کہو کہ آپ بھولے ہیں۔ اور پھر طرّہ یہ کہ آپ نے تو انکساری کے

واسطے فرمایا۔ اور تم نے آپ کی انکساری ظاہر فرمانے پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توقیر چھوڑ دی اور کہتے ہو کہ جیسے ہم بھولتے ہیں ویسے نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی بھولتے تھے میرے کہنے سے تو تم سیخ پا ہو جاؤ گے اور کہوگے کہ حنفی ہم پہ بہتان لگاتا ہے لیکن ذرا اپنے ایمان کو سامنے رکھ کر صحیح صحیح کہنا کہ تم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے مولویوں سے بھی کم نہیں جانتے ہو دیکھو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اپنی شان میں اپنے علم کو ظاہر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :۔

نور توحید ص۳۰ „مسرت آمیز واقعہ۔ ایک واقعہ ایسا مسرت آمیز ہے کہ میں اپنی عمر کی کسی حالت میں نہیں بھولا۔ اور نہ بھول سکتا ہوں۔"

اب اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ تمہارا عقیدہ اپنے مولویوں کے متعلق اتنا بڑا ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے سے کم سمجھتے ہو۔ صرف تمہاری غرض اس بنا پر ہے کہ تم اپنے علم پر فخر کرتے ہو۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم باوجود عالمین کے خبردار ہونے کے اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فرماتے ہیں۔ اور واقعی اگر آپ کے ارشاد کو ظاہری عبارت پر ہی محمول کیا جائے اور حقیقۃً انکساری نہ بھی جائے۔ اور سمجھا جائے کہ آپ ہماری طرح ہی بھولتے ہیں تو اس سے صاف ظاہر ہو جائے گا۔ کہ آپ قرآن مجید میں بھی بھولے ہونگے۔ اور بعض اُن لوگوں کا کہنا تمہارے نزدیک سچا ہو جائیگا جو کہتے ہیں کہ قرآن مجید چالیس ۴۰ پارے تھے۔ تیس ۳۰ پارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد ہے اور دس پارے آپ بھول گئے وہ ہمارے پاس ہیں۔ حالانکہ یہ عقیدہ رکھنے والے ہمارے نزدیک غلطی پر ہیں۔ اور وہی عقیدہ تمہارا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہماری طرح بھولتے ہیں۔ کچھ خدا کا خوف کرو اور آپ کے انکسارانہ کلمات کو حقیقت پر مبنی نہ سمجھو۔ ایسے ہی آپ کا فرمانا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یہ آپ کی انکساری ہے۔ جس کی حقیقت آپنے دوسرے

مقام پر فرمائی ہے۔ جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ حدیث مذکورہ بالا کے متعلق اور تحقیق سن لیجئے

مؤطا امام مالکؒ ص ۳۵ | اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ اِنِّیْ لَاُنْسٰی اَوْ اُنَسّٰی لِاَسُنَّ۔ امام مالکؒ کو یہ حدیث پہنچی ہے (کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھلایا گیا ہوں۔ تاکہ سنت مقرر کر دوں)

شفا شریف ۲/۲۳۹ | لَسْتُ اَنْسٰی وَلٰکِنْ اُنَسّٰی (میں نہیں بھولتا اور لیکن میں بھلایا گیا ہوں)، آگے دلیل فرمائی۔

(سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰٓی اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ) اَیْ مَا اَرَادَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْسَاکَ اِیَّاہُ۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جلدی ہم آپ کو پڑھا دیں گے۔ کہ تو نہ بھولے گا۔ مگر جو اللہ چاہے، یعنی اللہ تعالٰے کا جہاں آپ کو بھلانے کا ارادہ ہو وہاں مشیت ازلی کے ماتحت بھول کر طریقہ مسنونہ کو جاری فرمائینگے۔ اللہ تعالٰے فرمائے کہ آپ کو میں ایسا پڑھا دونگا کہ آپ نہیں بھولیں گے۔ مگر جہاں اللہ کی مشیت ہوگی کہ یہاں ذرا بھول جایئے تو آپ وہاں اس چیز کو ترک کر دیں گے۔ تو اس سے آپ کی بے علمی کا اندازہ نہ لگایا جائیگا۔ بلکہ یہ سمجھا جائیگا۔ کہ پڑھانے والا اتنا زبردست ہے اور پڑھنے والے بھی اتنے بلند پایہ ہیں۔ کہ آپ اس پڑھے ہوئے کو بھول نہیں سکتے۔ بلکہ پڑھانے والے کے ارشاد کے مطابق آپ نے اس کو ترک کر دیا ہے۔ اور نسیان کا لفظ جب اللہ تعالٰے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے گا۔ یعنی اس فعل نسیان کا فاعل جب اللہ تعالٰے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہوں تو وہاں معنی ترک کے ہی لئے جائیں گے۔

جیسا کہ مفسرین نے بھی یہی معنی کئے ہیں۔ اور نسیان کے اصل معنی بھی ترک کے ہیں۔

ابن جریر ۱۵/۱۴۱ | (وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ) مَعْنَاہُ وَاذْکُرْ رَبَّکَ اِذَا تَرَکْتَ ذِکْرَہٗ (معنی اس آیت کے یہیں کہ اپنے

رب کی یاد کرو جب تو اُس کے ذکر کو چھوڑ دے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جب فعل نسیان کو اللہ اور اُس کے رسول علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جائے تو معنی ترک کے ہونگے۔

وہابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ستر آدمی قرار امداد کے لیے بھیجے تو وہ شہید کیے گئے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو اُن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نہ بھیجتے۔ کیا آپ نے جانتے ہوئے اُن کو شہید کروا دیا؟

محمد عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا رعل و ذکوان وعصیہ و بنی لحیان کے ساتھ معاہدہ تھا۔ اُس معاہدے کی بنا پر انہوں نے اپنے دشمن پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے امداد چاہی۔ تو آپ نے ستر قرار انصار سے اُن کے ساتھ بھیج دیئے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔

بنی اسرائیل ۱۵/۴ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (اور پورا کرو تم وعدے کو کیونکہ وعدہ کا سوال کیا جائیگا)

اگر آپ اُن کی امداد کے لیے آدمی نہ بھیجتے تو معاہدے کے خلاف تھا۔ ستر آدمی کو آپ کا بھیجنا آپ کے علم غیب پر دال ہے۔ کیونکہ آپ نے ایسے ستر آدمی چن کر بھیجے تو وہی بھیجے جنہوں نے وہاں درجہ شہادت حاصل کرنا تھا۔ اور اُن پر تمہارا اعتراض کرنا کہ اگر وہ یہاں مدینہ طیبہ میں رہتے تو وہ زندہ رہتے۔ یہ عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔

نساء ۵/۱۰ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا (جہاں کہیں بھی تم ہو تمہیں موت پالے گی۔ اگرچہ تم گچ شدہ برجوں میں بند ہو جاؤ۔ اور اگر انہیں نیکی پہنچے (یعنی فتح) تو منافقین کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے

ہے۔ اور اگر انہیں برائی (شکست) پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کی طرف سے ہے فرما دیجئے کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر چیز (فتح و شکست شہادت و واپسی بخیریت) اللہ کی طرف سے ہی پیدا کیا ہے اس قوم کو کیا ہے کہ یہ بات کو سمجھتے نہیں۔ یہ عقیدہ جو تم نے ظاہر کیا ہے کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم ان کو نہ بھیجتے تو وہ بچ جاتے یہ عقیدہ منافقین کا ہے۔ جیسا کہ منافقین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں جاتے تو اگر ان کو فتح حاصل ہوتی اور مال غنیمت بھی ہاتھ آتا تو وہ کہتے کہ یہ اللہ کی طرف سے انعام ہے۔ اور اگر ان کو شکست ہوتی یا ان سے کوئی آدمی شہید ہو جاتے۔ اس کو وہ برائی سمجھتے تھے تو وہ کہتے کہ یا رسول اللہ اس برائی کا سبب تم ہو۔ اگر تم نہ بھیجتے تو یہ حال کیوں ہوتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ تم نے منافقین سے لیا ہوا ہے۔ اور یہی نفاق تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کا موقعہ دیتا ہے۔ اور سنئے۔

ال عمران پ۴

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا لِیَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِیْ قُلُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔ وَلَىٕنْ قُتِلْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ وَلَىٕنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ۔ (اے ایمان والو تم ان کافروں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے بھائیوں کو کہا۔ جب وہ کہیں سفر کو گئے یا وہ لڑائی کو گئے۔ کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو وہ نہ مرتے اور نہ قتل کیے جاتے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو ان کے دلوں میں افسوس رکھے۔ اور اللہ ہی جلاتا ہے اور اللہ ہی مارتا ہے۔ اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے۔ اور اگر تم اللہ کے رستے میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی طرف سے

بخشش ہے اور رحمت ہے۔ بہتر ہے اُس چیز سے جو یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ اور اگر تم مر جاؤ یا قتل کیے جاؤ تو اللہ کی طرف تم اکٹھے کیے جاؤ گے،

اس آیۃ کریمہ سے یہ صاف ثابت ہو گیا۔ کہ یہی اعتراض جو تم نے کیا ہے کفار بھی آپ کے زمانے میں کیا کرتے تھے۔ اور دوستوں کے جانے پر افسوس کرتے تھے کہ اگر یہ نہ جاتے غزوہ ہو یا سفر تو یہ مارے نہ جاتے۔ تو اللہ نے جواب دیا کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تم اے مسلمانو اپنا عقیدہ اُن کفار کی طرح نہ رکھنا۔ کیونکہ اگر تم اللہ کی راہ میں شہید کیے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی طرف سے بخشش اور رحمت ان کی تمام عمر کے اعمال سے بہتر ہے۔ تو یاد رکھو یہ اعتراض نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب نہ ہونے پر کرو گے اور یہ کہو گے کہ اگر آپ کو علم ہوتا تو آپ اُن کو نہ بھیجتے اور اُن کی جانیں بچ جاتیں تو ازروئے فرمان الٰہی کفار کی جماعت میں شامل ہو جاؤ گے۔

یہ ہے حدیث پاک پر تمہارے اعتراض کا جواب قرآن شریف سے۔ باقی حدیث پاک کے لحاظ سے جواب یہ ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی امداد کے لیے پہنچا تو اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو نجدیوں کی تبلیغ کے لیے بھیجیے تاکہ وہ آپ کی غلامی کی طرف اُن کو بلائیں۔

قسطلانی ۹/۲۴۲ قَالَ یَا مُحَمَّدُ لَوْ بَعَثْتَ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِكَ إِلٰی أَهْلِ نَجْدٍ فَدَعَوْهُمْ إِلٰی أَمْرِكَ رَجَوْتُ أَنْ یَّسْتَجِیْبُوْا لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنِّیْ أَخْشٰی أَهْلَ نَجْدٍ عَلَیْهِمْ قَالَ أَبُوْ بَرَاءٍ أَنَا لَهُمْ جَارٌ فَابْعَثْهُمْ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ عَلَیْہِ وسلم۔ چونکہ اُن کے ساتھ آپ کا معاہدہ تھا تو انہوں نے تبلیغ کے لیے مبلغین طلب کیے۔ لیکن پھر بھی آپ نے فرمایا میں نجدیوں سے اُن پر ڈرتا ہوں ابو براء کی ذمہ داری پر آپ نے ستر آدمی بھیجے تو آپ کا فرمانا اِنِّیْ أَخَافُ أَهْلَ

nafseislam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

نجد پر آپ کے علم غیب کی قبل از وقت خبر کا اظہار کرنا ہے کہ میں نجدیوں سے ڈرتا ہوں اور دوسری یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی نجدیوں سے ڈر تھا۔ اب تم خود انصاف کرو کہ نجدی آپ کی رحمت سے کیوں محروم ہیں۔ اور وہابی کیوں معترض ہیں۔

وہابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیوی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان لگا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو ابوبکر صدیقؓ کے مکان میں بھیج دیا اور بڑے مغموم ہے۔ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو آپ اتنے مغموم کیوں ہوتے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ان کے باپ کے گھر کیوں بھیجتے۔

محمد عمر ہوائی جہاز کے چلانے والا جب جہاز رانی کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ جہاز پر مختار ہوتا ہے۔ کیونکہ تمام جہاز کی مشینری اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے باوجود اس کے پھر بھی وہ وائرلیس اپریٹر کے اشارے پر جہاز ران کی ہر حرکت اس کے ماتحت ہوتی ہے۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے تمام عالمین کے نقل وحرکت کی مشینری آپ کے قبضہ میں عطا کی ہوئی ہے۔ باوجود اس کے کہ آپ کو اس مشینری کا اختیار کلی مل چکا ہے۔ لیکن آپ کی ہر نقل وحرکت اللہ کے اشارے سے باہر نہیں۔ اسی واسطے آپ حضر میں ہوں یا سفر میں غزوہ میں ہوں یا امن میں ہوں تو مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تو آپ کا اس غزوہ کے رستے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کو چھوڑنا خدا کے اشارے پر تھا۔ اور آپ کا حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ان کے باپ کے گھر بھیجنا یہ بھی رضائے الٰہی کے بغیر نہ تھا چنانچہ آپ نے اللہ کے حکم کو مقدم سمجھتے ہوئے حضرت ام المومنینؓ کی پرواہ نہ کی۔ بلکہ خداوند تعالے کے توکل پر اور حفاظت پر چھوڑ دیا۔ کیونکہ آپ سید الانبیاء تھے۔ اس لئے خلیل اللہ علیہ السلام سے اپنی اطاعت کو بالا ثابت کرنے کے لئے توجہ نہ فرمائی۔ کیونکہ دنیا کی محبوب اشیاء سے زیادہ محبوب اللہ تعالے

نے عورت کو فرمایا ہے زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ (لوگوں کے لئے عورتوں کی محبت شہوات کو مزین کیا گیا ہے) تو آپ نے باوجود محبت خاصہ کے اللہ کی محبت کو مقدم سمجھا۔ کیونکہ فرمان الٰہی ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ (اور ایمانداروں کو اللہ کی بہت سخت محبت ہوتی ہے) اگر آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہار ڈھونڈنے میں وقت صرف کرتے اور کوچ کو دیر کرتے تو اللہ کی محبت میں فرق لازم آتا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جب حضرت سارہؓ کو چھینا گیا تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا كَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ (اور ایسے ہی ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہیاں دکھلادیا)۔ کیا ابراہیم علیہ السلام کو اُن کی زوجہ مطہرہ کی جدائی کے وقت تو اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان کے پردے اٹھا دے تو آپ ایمان لے آئیں کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالےٰ کو معاذاللہ مخالفت تھی کہ آپ کی زوجہ مطہرہ کی جدائی کا پتہ نہ دیا۔ تاکہ تمہیں بھی اعتراض کا موقعہ مل جائے۔

چوتھا جواب۔ آپ اس لئے حضرت ام المومنینؓ کو اپنے گھر نہ لائے کہ اگر میں نے اپنی بیوی کو اپنے مکان میں جگہ دی تو منافقین معترض ہونگے۔ کہ گھر کی بات تھی اس لئے پردہ ڈال لیا۔ اور یہ آپ کے علم غیب کی بڑی دلیل ہے کہ اگر میں اپنے مکان میں نہ لاؤنگا تو اللہ تعالےٰ بہتان لگانے والوں کو ضرور سزا مقرر فرمائے گا۔ تو میں بحکم الٰہی منافقین کو اور اتہام لگانے والوں کو سزا دے کر اپنی بیوی کو اپنے گھر لاؤنگا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالےٰ نے متہمین کے واسطے سزا مقرر فرمائی۔

نور ۱۸ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ إِلَّا الَّذِينَ

نفس اسلام
nafseislam

تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (اور جو لوگ نیک عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر وہ گواہ نہیں لائے تو اُن کو اسّی کوڑے مارو اور ہمیشہ اُن کی گواہی قبول نہ کرو اور یہی وہ فاسق ہیں۔ مگر جو لوگ توبہ کریں بعد ازیں اور وہ نیک ہو جائیں تو اللہ تعالےٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے)، تو تمام اتہام لگانے والوں کو اسّی اسّی کوڑے لگائے گئے تو بعد ازیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ام المومنینؓ کو واپس گھر لائے۔ یہ تھی عصمتِ انبیاء جس کی وجہ سے آپ رُکے رہے اور گھر نہ لائے۔

پانچواں جواب یہ ہے کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہوتا۔ تو آپ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو فوراً طلاق دے دیتے۔ آپ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے متعلق علم غیب یقینی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ابھی تک وحی پہنچا نہیں اور آپ نے طلاق نہیں دی۔ کیونکہ وحی آتی تب تو بہتان لگانے والوں کو کوڑوں کا حکم بھی آتا ہے۔

چھٹا جواب یہ ہے۔ کہ آپ کو علم غیب تھا۔ کہ میری زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ ام المومنینؓ پر کوئی زمانہ ایسا آئیگا۔ کہ لوگ اُن کے متعلق اُن کے ایمان پر حملہ آور ہونگے۔ لہٰذا میں خاموش رہوں۔ تاکہ اُن کی شان اللہ تعالےٰ قرآن پاک میں بیان فرمائے تو قرآن کریم پر صحیح ایمان لانے والے اُن کی شان سے باخبر ہو جائیں۔ اور مخالفین کو حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی شان قرآن مجید سے سنا سکیں۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی شان میں ایک سورۃ مکمل نازل فرمائی۔ جس کا نام بھی سورۃ نور ہے۔

ساتواں جواب یہ ہے کہ جب یہ واقعہ افک شروع ہوا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو اُن کے باپ کے گھر بھیجدیا اور تمام صحابہ کرام کو جمع کر کے خود منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ دریافت فرمایا۔ جب ہر ایک کا مشورہ ختم ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

بخاری شریف ۲/۶۹۷ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ

عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَعْذِرُنِيْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ اَذَاهُ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ مِنْ اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا۔ (اس حال میں کہ وہ منبر پر ہی تھے۔ فرمایا اے تمام مسلمانوں کی جماعت کون شخص میرے پاس عذر کرتا ہے۔ ایسے آدمی کے متعلق کہ جس کی تکلیف میرے اہلبیت کے بارے میں مجھے پہنچی ہے تو قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اہل میں سوائے بہتری کے کچھ نہیں جانتا) اس حدیث پاک سے دو امر ثابت ہوئے ایک تو یہ کہ جو آپ کے اہلبیت کے متعلق کسی قسم کی ناجائز بات کہے تو اس کی تکلیف آپ کو پہنچتی ہے اب تم سوچو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہؓ کے متعلق جب تم آپ کو بے خبر ثابت کرو تو کیا مسلمان کہلانے کے حقدار ہو۔ اور کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے اس اعتراض کرنے سے یا کتابوں میں شائع کرانے سے تکلیف نہیں پہنچتی! جس کو آپ معافی دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ جیسا کہ آپ نے منبر پر زور فرمایا۔ دوسرا امر یہ ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت ام المومنینؓ کی پاک دامنی کا علم تھا۔ جس کو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر اللہ کی قسم کھا کر یقین دلا دیا۔ اور آپکے علمی تسلی کے علاوہ، قسم کھا کر فرمانا یہ بھی آپ کے علم غیب کی دلیل ہے۔ کیونکہ آپ کو یہ علم تھا۔ کہ میرے بعد میرے اس علم پر بھی کئی لوگ بے خبری کی تہمت لگائیں گے۔ اس بنا پر آپ نے قسم کھا کر اپنے علم غیبی یقینی کا اظہار فرمایا۔ تاکہ ہر مومن کو میری اس قسم پر یقین ہو جائے۔ اور جو میری قسم پر بھی یقین نہ کرے گا۔ تو وہ مومن کہلانے کا حقدار نہ ہوگا۔ تمہارے اس اعتراض کی بھی آپ کو خبر تھی۔ اس واسطے آپ نے تیرہ سو سال پہلے ہی منبر پر کھڑے ہو کر قسم کھا کر اپنے علم کا یقین دلا دیا۔ اور علم کے معنی بھی ملاحظہ ہوں:۔

قسطلانی ۱/۱۰۲ اَلْعِلْمُ اِدْرَاكُ الْكُلِّيِّ (علم کسی چیز کو پوری طرح سمجھ لینا) معلوم ہوا کہ آپ نے جو اپنے علم کے متعلق فرمایا تو آپ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی نیکی کے متعلق کلی ادراک تھا۔

وہابی بخاری شریف اور مسلم شریف میں ایک حدیث ہے کہ آپ کے دروازے پر ایک آدمی آیا تو اس نے دروازے کے ایک سوراخ سے جھانکا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کنگھی تھی۔ جو اپنے سر مبارک میں کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو میری طرف دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں اس کے ساتھ چونکا مارتا اور کوئی بات نہیں نظر کی وجہ سے ہی اذن طلب کیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

محمد عمر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان صرف اتنا ہی ہے جس پر تمہارا اعتراض ہے لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْتَظِرُنِیْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِیْ عَیْنَیْكَ جس کا ترجمہ تم نے کیا ہے کہ اگر میں جانتا تو یہاں اگر معنی یہی لیے جائیں کہ اَعْلَمُ کے معنی جاننے کے ہی ہیں علم تو اس کے اقرار سے بھی ہو گیا تھا۔ بقول تمہارے۔ تو اس وقت ہی آپ اس کی آنکھ میں چوبکا مار دیتے۔ کیونکہ اگر آپ اپنے علم غیب کے مطابق اس کو چوبکا مار دیتے تو وہ جھوٹ کہہ سکتا تھا۔ کہ میں تو حضور ویسے ہی کھڑا تھا۔ میری دیکھنے کی نیت نہ تھی۔ تو آپ اپنے علم غیب کی دلیل میں پھر خدا کو پیش کرتے؟ کہ میرا ہی علم غیب دیا ہوا ہے۔ اور تو ہی اس کے سامنے شہادت دے۔ تو یہ محال تھا اور اہل دنیا کے نزدیک یعنی منافقین اور کفار کے نزدیک معاذ اللہ آپ جابر قرار دیے جاتے یا آپ پر جرم عائد ہوتا۔ اس بنا پر آپ نے ارشاد فرمایا لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْتَظِرُنِیْ کہ اگر میں ظاہر کرتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں چوبکا مارتا۔ کیونکہ بغیر میرے ظاہر کرنے کے تجھے چوبکا مارنا یہ سنت مقرر ہو جاتی کہ سوراخ سے جھانکنے والے کی آنکھ میں بغیر اظہار ہی لوگ چونکا مارنا شروع کر دیتے۔ تو اس سے یہ ثابت ہوا۔ کہ اگر کوئی جھانکنے والا دیوار سے یا دروازے کے سوراخ سے جھانکے تو پہلے اس کو اَنْتَ تَنْتَظِرُنِیْ سے سوال کرے کہ کیا تو میری طرف دیکھتا ہے؟ جب وہ اس کا جواب صحیح دے تو اس کی آنکھ میں چوبکا مار دے۔ یہی مطلب ہے اس حدیث میں کہ اگر میں ظاہر کرتا کہ اَنْتَ

تَنْظُرُنِیْ اس بات کو کہ کیا تو میری طرف دیکھتا ہے اور تو جواب دے دیتا تو میں تیری دونوں آنکھوں میں چوکا مارتا۔ تو یہ آپ نے ناظر پر اپنا احسان جتایا کہ میں نے تیرے دیکھنے کو اَنْتَ تَنْظُرُنِیْ کے سوال سے مجھے ظاہر نہیں کیا اور تیری دونوں آنکھیں صحیح سلامت بچ گئیں۔ وَقَالَ لِلْمُسْتَفِیْدِ فقط

وہابی کیا علم کے معنی اظہار کے بھی آتے ہیں۔ جیسا کہ تم نے نَعْلَمَ کو نُظْهِرَ کے معنی میں لیا ہے۔

محمد عمر علم کے معنی اظہار کے قرآن کریم میں بہت جگہ آئے ہیں۔

محمد ۲۶/۴ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ (اور ضرور آزمائیں گے ہم تم کو تاکہ مجاہدین کو اور صابرین کو تم سے ظاہر کریں) تو یہاں علم کے معنی اظہار کے ہیں۔

حدید ۲۷/۳ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ (اور تاکہ ظاہر کرے اللہ تعالےٰ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی غیب میں مدد کرتا ہے)

مائدہ ۷/۱۲ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ (تاکہ ظاہر کرے اللہ تعالےٰ کہ بن دیکھے اس سے کون ڈرتا ہے)

اگر یہاں علم کے معنی اظہار کے نہ لئے جائیں تو لازم آئیگا کہ خداوند تعالےٰ ابھی معاذ اللہ عالم الغیب نہیں۔ اسی واسطے تمام مفسرین نے بھی یہاں علم کے معنی اظہار کے لئے ہیں

وہابی مسلم شریف میں ایک روایت ہے کہ قیامت کے میدان میں میں اللہ کی وہ تعریف کروں گا۔ جو مجھے اللہ تعالےٰ اس وقت الہام کرے گا۔ وہ تعریف مجھے اس وقت یاد نہیں۔ کیا وہ تعریف جو ابھی آپ کو یاد نہیں

ہے جناب کی زبان پاک سے ہی ثابت ہے تو اب جو تم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے علم غیب کلی کو ثابت کرو تو تم پر بڑا افسوس ہے۔

محمد عمر حدیث پاک میں اپنے ارشاد فرمایا لَا تَحْضُرُنِی الْآنَ یعنی اس وقت میرے خیال میں نہیں آن کی نفی ہے نہ کہ باقی اوقات کی بھی اور اس آن کی نفی اس بنا پر فرمائی چونکہ جب آپ کو استغراق فی الذات ہو اسوقت کسی اور کیطرف توجہ نہیں کیجاتی اور یہ محاورہ بھی ہے کہ جب انسان کی طبیعت ایکطرف مائل ہے تو اگر کسی بات کا علم ہو تب بھی انسان کہ دیتا ہے کہ بھائی اسوقت میری طبیعت حاضر نہیں لہذا میں بتاؤں گا نہیں ورنہ تجلی کی حیثیت کذائیہ کا ذکر فرمانا اور فَاَحْمَدُ بِمَحَامِدَ کی بھی پوری واقفیت رکھیں تو یہ اچھے میلان خاطر کا باعث ہے نہ کہ عدم علم کا سبب جو آپنے صاف ارشاد فرما دیا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ آپنے یہ نہیں فرمایا کہ خدا کی طرف سے ابھی مجھے اس الہام کا پتہ ہی نہیں ہوا اگر بے خبر ہوتے تو صاف فرما دیتے کہ مجھے ابھی اللہ نے ان کی اطلاع ہی نہیں دی بلکہ فرمایا کہ صرف اسوقت ہی میرے خیال میں نہیں کہ بیان کروں کیونکہ میرا خیال اسطرف نہیں دوسری طرف متوجہ ہے اگر یہ نہ سمجھا جائے تو باقی تمام الہام قیامت کی حیثیت کذائیہ کو بیان فرمانا اور صرف لَا تَحْضُرُنِی الْآنَ سے ان الفاظ محامد کو واضح نہ فرمانا کسی وجہ کے باعث ہے جو عبارت حدیث سے صاف واضح ہے تیسرا جواب بقول قرآن سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ خداوند کریم کی طرف سے پڑھایا ضرور گیا لیکن اسکو ایسے ترک کا حکم ہوگا۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ یہ آخری عمر کا واقعہ نہیں اسلئے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باقی تمام واقعہ آپکو دکھا دیا ہو لیکن اس الہام کے الفاظ کو شب معراج کیلئے یا کسی خاص خلوت کے بیان فرمانے کے لطف کیلئے محفوظ کیا ہو اور اسکے بتانے کا وعدہ ہو چکا ہو اسلئے الآن کی قید دوسرے وقت پر موقوف کیا۔ پانچواں جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہو کہ خداوند کریم کیطرف سے الفاظ سمجھتے وقت کسی دوسرے ضروری کام کا آپہنچا ہو اور اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہو کہ باقی اس الہام کو کسی دوسرے وقت میں بیان کرونگا تو اسلئے آپنے الآن کی قید لگائی اگر ان تمام وجوہات کی کوئی وجہ نہ ہوتی تو آپ صاف فرما دیتے اس الہام کی نفی فرما دیتے کہ وہ مجھے بتایا ہی نہیں گیا لَا تَحْضُرُنِی الْآنَ نہ فرماتے اور یا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا سے وہ کلمات بھی سمجھ جاتے

وہابی ابو داؤد کی ایک روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تو اس نے آکر خبر دی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ

وسلم آپ کے جوڑہ پاک میں کچھ میل لگی ہوئی ہے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جوڑا پاک کو اتار دیا۔ پھر نماز پڑھائی معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے جوتوں کے تلوؤں کا بھی علم نہ تھا۔ چہ جائیکہ تم غیب کُلی کے قائل ہو۔

محمد عمر ابوداود کا اصل واقعہ یہ ہے کہ پہلے مسلمان بمعہ جوتوں کے نماز پڑھ لیا کرتے تھے تو ایک دن آپ نے اپنے جوڑہ پاک کو اتار لیا اور اپنے دائیں جانب رکھ لیا تو قوم نے آپ کو دیکھتے ہوئے اپنی جوتیاں بھی اتار لیں۔ جب آپ نے نماز کو ادا فرما لیا تو ارشاد فرمایا کہ آج تمہارے جوتے اتارنے کا کیا سبب ہے؟ تو انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو جوڑا پاک اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی جوتے اتار لیے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آیا تو اس نے مجھے کہا کہ آپ کے جوڑے پاک میں میل ہے۔

تو آپ کے اس فرمان سے یہ کب ثابت ہوا کہ آپ کو اپنے جوتے پاک کے میل کا علم نہ تھا۔ بلکہ اس سے تو آپ کی شان پاک ظاہر ہوتی ہے کہ اللہ تعالے آپ کے جوڑہ پاک میں ذرا سی میل کو بھی پسند نہیں فرماتے۔ بلکہ اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو ذرا میل بھی چھوئی ہو تو جبرئیل علیہ السلام کو اس خدمت کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ کیونکہ اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو میل آلود وہ اللہ تعالے پسند نہیں فرماتے اب تم یہ اندازہ لگاؤ کہ آپ کو قذر کا علم نہ تھا تو یہ تمہاری کم فہمی ہے بلکہ تمہیں اس حدیث پاک سے یہ عبرت حاصل کرنی چاہیئے کہ جب اللہ پاک اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے جوڑہ پاک کو ذرا سا میل آلود بھی پسند نہیں فرماتے تو کیا تمہارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بے علمی سے یا کسی اور نقائص سے میل آلود کرنا پسند فرمائیگا۔ ع بازآ بازآ ہر آنچہ کردی بازآ۔

وہابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مسجد میں تشریف لائے تو آپ نے مصلّی پر کھڑے ہو کر جماعت پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو آپ کو یاد

آیا کہ میں جنبی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو میں جنبی ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو آپ جنبی مسجد میں کیوں داخل ہو جاتے۔

محمد عمر بڑے افسوس کی بات ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر بھی جھوٹ بولتے ہو حالانکہ حدیث اس طرح ہے۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تکبیر پڑھی گئی اور صفیں کھڑے ہو کر برابر کی گئیں تو آپ ہماری طرف نکلے۔ آگے حدیث کی عبارت ہے۔ فَلَمَّا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ ذَكَرَ اَنَّهٗ جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانَكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَيْنَا (تو جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے جائے نماز پر کھڑے ہوئے آپ نے ذکر فرمایا کہ آپ جنبی ہیں۔ تو آپ نے ہمیں فرمایا اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ پھر آپ واپس تشریف لے گئے تو آپ نے غسل فرمایا۔ پھر آپ ہماری طرف نکلے اصلی بات تو یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے باب باندھا ہے۔ جس میں یہ ذکر کیا۔ کہ آپ نے مسجد میں جنابت کا ذکر کیا اور تیمم نہیں کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی جنابت پاک ہے کیونکہ آپ وَيُزَكِّيهِمْ کے حامل ہیں۔ اور پھر آپ ویسے ہی مسجد میں تشریف لے آئے بغیر تیمم پھر آپ تمام اصحاب کو فرمانے کے لئے اپنے جائے نماز پر تشریف لائے تاکہ ان کو ثابت ہو جائے کہ آپ کی جنابت پاک ہے۔ ورنہ آپ مسجد کے باہر سے بھی فرما سکتے تھے تو جائے نماز پر کھڑے ہو کر آپ نے اعلان فرمایا کہ آپ جنبی ہیں لہٰذا غسل کر کے پھر جماعت کراؤنگا۔ اب جھگڑا صرف ایک جملے ذَكَرَ اَنَّهٗ جُنُبٌ میں ہے۔ تم نے ذَكَرَ کے معنی لئے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد آیا۔ اگر یہی معنی لے جائیں۔ جو تم نے کئے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ ذکر کا قائل کون ہے۔ تو ہر صورت ذَكَرَ کا قائل ابوہریرہؓ ہی ہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ بھولی ہوئی بات یاد آنا یہ فعل قلبی ہے۔ تو یہ آپ کے قلب کے فعل کا علم ابوہریرہؓ کو کیسے ہو گیا۔ یا اُن کے قائل ہو جاؤ کہ ان کو بھی علم غیب تھا تو یہ ہو سکتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تو علم غیب نہ ہو بلکہ اپنی ذات کی

اور آپ

کے دل کا علم ابوہریرہؓ کو ہو۔ تو ہر صورت ذَکَرَ کے معنی جب تک صحیح نہ کرو گے۔ تو تمہارے لیے مشکل ہو جائیگی۔ تو ذَکَرَ کے معنی یہی ہونگے۔ کہ آپ نے ذکر کیا یعنی اعلان کیا۔ تو یہ تمہارا کہنا غلط ثابت ہوا کہ آپ بھول کر مسجد میں تشریف لے آئے اور آپ کی جنابت پاک ہونے کے متعلق حدیث دیگر ملاحظہ ہو۔

کنز العمال ۶/۱۵۲ یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّجْنِبَ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرُکَ اے علی میرے اور تیرے سوا کسی جنبی کے لیے یہ مسجد حلال نہیں۔ چنانچہ اس حدیث پاک سے بھی آپ کی جنابت طاہرہ ہونے کا ثبوت ملا۔

وہابی مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک مسجد کی خادمہ کو آپ نے گم پایا۔ تو اس کے متعلق سوال کیا۔ تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کیا کہ حضور وہ فوت ہو گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی۔ کیا یہ معمولی بات ہے جو تم نے سمجھا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کی قبر مجھے بتاؤ۔ تو وہ لوگ اس کی قبر پہ آپ کو لے گئے۔ تو آپ نے اس پہ نماز پڑھی۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اس کو گم پایا۔ یہ بھی نبی علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل ہے۔ پھر آپ کا اس کے متعلق سوال کرنا یہ عدم علم کی دوسری دلیل ہے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ تم نے مجھ سے اذن کیوں نہیں لیا۔ اگر آپ کو علم ہوتا تو اذن کی کیا ضرورت۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ اگر بقول تمہارے آپ قبر کے اندر سے ہو آئے تھے تو باہر کی جانب آپ کو کیسے یاد نہ رہی۔ یہ ہیں آپ کے عدم علم کے دلائل۔

محمد عمر تمہارا پہلا اعتراض کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو گم پایا تو ارشاد فرمایا کہ وہ کہاں ہے تو فَقَدَهَا کا لفظ جس سے تم نے بے علمی کو معاذ اللہ ثابت کیا ہے۔ یہ تمہارا استنباط غلط ہے کیونکہ مسجد سے واقعی وہ گم تھی اور مسجد میں ہی اس

کی ڈیوٹی تھی۔ تو جو ڈیوٹی پر حاضر نہ ہو اس کو گم ہونے سے ہی تو تعبیر کیا جائے گا۔ جیسا کہ اس کی مثال قرآن پاک میں بھی موجود ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اپنی مجلس میں ہُد ہُد غائب نظر آئی تو ارشاد فرمایا وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ (اور سلیمان علیہ السلام نے پرندے کو گم پایا تو آپ نے فرمایا۔ کیا بات ہے کہ میں ہُد ہُد کو نہیں دیکھتا۔ یا وہ آج غیر حاضروں سے ہے) اس سے بھی تم نے سلیمان علیہ السلام کے عدم علم کی دلیل اخذ کی ہے۔ حالانکہ تمہارا یہ دلیل اخذ کرنا کجروی ہے۔ کیونکہ آپ کا ناواقف ہونا تب ثابت ہوتا تھا۔ کہ آپ حاضر کو غائب فرماتے۔ تو جب آپ نے اس پرندے کو جو مجلس سے غیر حاضر تھا اسی کو فرمایا۔ کہ میں آج مجلس میں دیکھتا نہیں ہوں کیا بات ہے۔ کیونکہ اگر غیر حاضر کو بلا اظہار سبب اپنے علم پر ہی موقوف رکھتے تو یہ شاہی عدالت کے خلاف تھا۔ کیونکہ دوسرے وقتوں میں کمی اور بلا وجہ غیر حاضر ہو جاتے۔ اسی واسطے آپ نے ہُد ہُد کے متعلق سختی کے الفاظ استعمال فرمائے۔ کہ اگر وہ میرے پاس کوئی یقینی دلیل نہ پیش کر سکا تو میں اس کو سخت عذاب کروں گا۔ یا اس کو ذبح کر دوں گا۔ تو یہ آپ کا فرمانا حضرت سلیمان علیہ السلام کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ دوسروں کو عبرت دلانا تھا۔ تاکہ کوئی دوسرا بلا وجہ اور بلا اجازت غیر حاضری نہ کرے اور دیکھنے سے یعنی آپ کا یہ فرمانا لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ یہ تم نے کہاں سے نکالا ہے کہ آپ کو باقی جگہ کا بھی علم نہ تھا کیونکہ آپ کو تو صرف مجلس کی حاضری کی ضرورت تھی۔ اور اسی کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ہُد ہُد کو نہیں دیکھتا۔ یہ تو آپ کے علم کی دلیل ہے کہ لکھوکھا پرندے ہر قسم کے جو جنوں اور انسانوں، چوپایوں اور درندوں سے پچھلی صفوں میں ہوتے تھے۔ اتنی دور کی صفوں میں اتنے کثیر تعداد پرندوں سے مخصوصاً ہُد ہُد کو نامزد کرکے اور اس کی غیر حاضری کی اطلاع دینا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے چنانچہ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ کے معنی تمہارے اکابرین نے بھی اسی بنا پر گم ہونے کے نہیں کئے بلکہ

شاہ رفیع الدین صاحب نے ترجمہ کیا ہے تَفَقَّدَ کے معنی خبر لی، اور مولوی اشرف علی صاحب نے معنی کئے ہیں کہ حاضری لی، تو اب تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ اُن کو علم نہ تھا۔ اس بنا پر اُن کو ہُدہُد نظر آیا جملہ معترضہ کے طور پر ہیں تمہارا اگلا اعتراض بھی حل کر دوں وہ یہ کہ ہُدہُد نے کہا اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ (کہ میں نے ایسی بات کو معلوم کیا ہے جو تمہیں معلوم نہیں) اس سے تم استدلال کرتے ہو کہ ہدہد نے کہا میں ایسی بات معلوم کرکے آیا ہوں جس کا تمہیں علم نہیں۔ اگر سلیمان علیہ السلام کو علم غیب ہوتا تو ہدہد یہ کیوں کہتا۔ اب قابل غور امر یہ ہے کہ یہ کہنا ہدہد کا اپنا ہے یا حقیقت پر مبنی ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا اور نہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ ہو سکتا ہے کہ اُس ہُدہُد کا یہ کہنا حقیقۃً صحیح ہو۔ یہ محالات سے ہے کیونکہ سلیمان علیہ السلام جن سے ہوا کا ذرہ ذرہ بھی شرق وغرب میں جنوب وشمال میں بغیر اجازت کے اور خبر کے حرکت نہ کرے اور دُنیا کے ہر قریے قریے کی خبر رکھتے ہوں۔ لیکن اُن سے ایک پرندے ہُدہُد کے علم کو زیادہ کہا جائے تو یہ تمہارا ہی ایمان اجازت دیتا ہے۔ آیاتِ فرقانیہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالےٰ نے فرما دیا۔ کہ وَسَخَّرْنَا لَہُ الرِّیْحَ عَاصِفَۃً (اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے تمام ہوا کو تابع کر دیا۔ جو بھی چلنے والی ہو) کیا بلقیس کے شہر میں ہوا چلتی تھی یا نہیں ضرور چلتی ہوگی۔ بغیر ہوا کے گزارہ ہی نہیں۔ وہاں کے تمام مقامات کے ذرہ ذرہ کی ہوا سے سلیمان علیہ السلام باخبر ہوں۔ لیکن بلقیس اور اُس کے تخت سے بے خبر ہوں۔ یہ تمہارا خیال اور اعتراض ہُدہُد کی کلام کو لے کر قرآن کریم کے خلاف ہے۔ باقی رہا یہ کہ آپ نے اُس کا رد کیوں نہ فرمایا تو ہر ایک کا بیان سُننا اور اُس کی عقل کے مطابق اُس کا انتظام کرنا یہ اصولِ سلطنت سے ہے۔ اور اگر بادشاہ اپنی عقل کے مطابق ہی اپنی سلطنت کے کاروبار کو چلائے تو یہ بھی اصولِ سلطنت کے خلاف ہے۔

اسی واسطے ہُدہُد کے کہنے پر ہُدہُد کو چٹھی دی اور بلقیس کی طرف بھیجا۔ اور فرمایا اِذْھَبْ

دیکھیں گے کہ یہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ تو اس ترتیب سے اور مہلت سے بلقیس کو بلایا اور وہ آپ کی چٹھی سے ہی مع اپنی جماعت کے مسلمان ہو گئی۔ اور سلیمان علیہ السلام کی عزت اپنے مقام پہ ہی بالا تر رہی۔ ورنہ اگر آپ کو علم نہ ہوتا اور آپ کی نظر بلقیس کے شہر اور تخت تک نہ پہنچ سکتی۔ تو آپ نے عفریت کو فیل کر کے آصف بن برخیا کے عرض کرنے کو کیوں مقدم سمجھا۔ حالانکہ عفریت اتنا زبردست جن جو دعوے کرتا ہے کہ میں ہزاروں میلوں سے بلقیس کا اتنا بھاری اور کثیف تخت آپ کے کھڑے ہونے سے قبل پیش کر سکتا ہوں لیکن سلیمان علیہ السلام نے اُس کی اِس طاقت کو کمزور قرار دیا۔ کہ میں ایسا کمزور پسند نہیں کرتا۔ تو آصف بن برخیا جو آپ کی غلامی میں حاضر رہتا تھا۔ اُس نے عرض کیا۔ کہ حضور میں بلقیس کے تخت کو لے آؤں گا۔ تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ کتنے وقت میں لاؤ گے۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور میں آپ کی پلک جھپکنے سے قبل پیش کر دوں گا۔ سلیمان علیہ السلام نے جب دیکھا تو تخت سامنے پڑا ہے۔ پھر اگر ہُدہُد کے کلام پہ ہی تم کو اعتماد ہے تو ہُدہُد جس کو عرشِ عظیم کہتا تھا۔ تو سلیمان علیہ السلام کا غلام اُس عرشِ عظیم کو ایک آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اُٹھا لایا۔ کیا وہ ہزاروں میلوں سے اتنے بڑے تخت کو بغیر علم کے ہی اُٹھا لایا؟ ایسے جس کے غلاموں کو اتنا علم ہو اور اتنی نظر اور اتنی طاقت ہو تو بھلا اُس کے آقا کی طاقت کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے جو غلام کے کنٹرول تھے جن پہ تم نے اعتراض شروع کیے تم تو اُن کے غلاموں کے اُس فعل کی حیثیت کنایۃ کو بیان نہیں کر سکتے۔ اور نہ سمجھ سکتے ہو۔ بھلا اُن کے آقا کے علم کی تہیں کیا خبر۔ اور آقا کے آقا کی کیا شان جس کو تم سمجھ سکو۔ میں تم سے یہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ اگر تمہارا ایمان ہُدہُد کے کہنے پہ ہی ہے جو اُس نے کہا تھا کہ میں اُس خبر کو پہنچا ہوں جس کو تم نہیں پہنچے۔ تو اُس نے تو یہ بھی کہا تھا وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ کہ اُس بلقیس کے پاس ایک عرشِ عظیم ہے۔ کیا اس پہ بھی تمہارا ایمان ہے کہ اُس کا عرش اللہ کے عرش سے بڑا ہے یا مساوی؟ نہیں بلکہ تم یہی کہو گے کہ اُس کی اپنی عقل

کا اندازہ ہے۔ یہاں اُس کی عقل کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ اور اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا میں اُس کی عقل کا اندازہ نہیں کیا جاتا۔ یہ تمہاری کونسی دیانتداری ہے۔ معلوم ہوا کہ جس کے غلام اتنی اتنی دور کی خبریں رکھتے ہیں۔ تو اُن کے آقا کے متعلق اُن کے غیب کا ہم کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ سوائے اِس کے کہ باطاعتِ فرمانِ الٰہی یہی عقیدہ رکھیں۔ کہ سلیمان علیہ السلام کا علم ہوا کے ذرے ذرے و ما فیہا کو محیط تھا۔ یہ تھا جملہ معترضہ جس میں آپ کو اعتراض کا موقعہ ملتا تھا۔ جس کو حل کیا گیا۔ اب اصل حدیث کے الفاظ کی طرف جو اسی قرآن مجید کی آیت کے مطابق ہی تھے واضح کرتا ہوں۔ یعنی راوی کا یہ کہنا فَفَقَدَهَا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی غیر حاضر پایا اُس عورت کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے واقعی وہ عورت مسجد میں موجود نہ تھی۔ اس سے تمہیں آپ کے علم غیب کی نفی کیسے ثابت ہو گئی۔ آپ کے علم غیب کی نفی تب ہوتی کہ آپ فرماتے کہ سوادہ کو تلاش کرو کہ وہ کہاں ہے؟ تو تمہارا اعتراض درست ہو سکتا تھا۔ اور اگر آپ نے غائبہ کو غائبہ فرمایا تو اس میں سوائے تمہارے اور کسی کو آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ نور کو ظلمت کہنا یہ تمہارا ہی عقیدہ ہے۔ باقی رہا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا عرض کرنا کہ وہ فوت ہو گئی ہے تو یہ انہوں نے کونسی بات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے خلاف کہدی بلکہ فَفَقَدَهَا کی شرح ہی تو انہوں نے کر دی۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اُس عورت کے متعلق سوال کرنا تو یہ بے علمی کی دلیل نہیں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اجازت کے بغیر اُن کے فعل کو ثابت کرنا تھا۔ تو یہ سوال کرنا بطورِ حساب تھا۔ جیسا کہ مالک اپنے مملوک سے حساب طلب کرنے کے واسطے سوال کرتا ہے۔ تو اُس کا سوال کرنا بے علمی پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ مالک کا کام اپنے مملوک سے حساب لینا ہوتا ہے اور غلام کو اُس کی تفصیل بیان کرنا اُس کے فرضِ مملوکیت میں داخل ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ کے سوال کرنے میں یہ حکمت تھی کہ آپ نے اپنے علمِ غیب کے موجب اُس کو بخشوانا تھا۔ اور اُس کے جنازے کی شمولیت مطلوب

تھی۔ جیسا کہ محبت کے وقت کسی کو فائدہ پہنچانا مطلوب ہوتا ہے تو اُس سے یا کسی اور سے اُس کی ذات کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے سوال کیا مَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ (تیرے ہاتھ میں اے موسیٰ علیہ السلام کیا ہے، حالانکہ موسیٰ علیہ السلام ہاتھ میں عصا لئے کھڑے تھے۔ کیا اللہ تعالےٰ کا سوال کرنا اُس کے عدم علم پر دلالت کرتا ہے؟ نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کو موسیٰ علیہ السلام سے محبت کا اظہار کرنا مقصود تھا اور کچھ عطا کرنا مقصود تھا۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اُس عورت کے متعلق سوال کرنا بے علمی پر دال نہ تھا۔ بلکہ اُس کو فائدہ پہنچانا مقصود تھا۔ جیسا کہ آپ نے فائدہ پہنچایا۔ باقی آپ کا فرمان کہ تم نے مجھ سے اجازت کیوں نہیں لی اور تمہارا اس سے یہ استنباط کرنا کہ معاذ اللہ یہ آپ کی بے علمی کی نشانی ہے؟ نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ کیونکہ انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر اُس کا جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا تھا۔ آپ کے علم سے اذن صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ علم اور ہے اذن اور ہے۔ اذن علم کو مستلزم نہیں۔ اِن کی آپس میں نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس امر کو معمولی سمجھا تھا۔ اس واسطے آپ نے اپنے علم غیب ہونے کی بناء پر اُن کو ڈانٹا کہ تم نے مجھ سے کیوں اجازت نہیں لی۔ جیسا کہ مذکور ہے۔ فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوا أَمْرَهَا یہ تو آپ کے علم غیب پر دال ہے پھر تمہارا یہ کہنا کہ اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو دُلُّونِي عَلَىٰ قَبْرِهَا کیوں فرماتے کہ تم مجھے اُس کی قبر بتاؤ۔ تو یہ بھی آپ کے عدم علم کی دلیل نہیں کیونکہ انہوں نے آپ کی اجازت کے بغیر جنازہ پڑھا تھا۔ اور جنازہ بغیر ولی کی اجازت کے درست نہیں ہوتا۔ اور اُس عورت کی ولایت آپ کے ہی سپرد تھی۔ اور صحابہ کرام اس امر میں غلطی پر تھے۔ تو آپ نے اُن کی غلطی کا ازالہ اُن ہی سے کروایا کہ ان کو آپ کے فرمان کے مطابق ساتھ جانا پڑا۔ ورنہ آپ کو بغرض جنازہ وہاں کو خاص طور پر لے جایا جاتا۔ کیونکہ جنازہ جماعت سے ہوتا ہے اور یہ لوگ اس بہانے سے ہی اُس عورت کی قبر پر پہنچیں گے تو اُس غلطی کو جو پہلے کر چکے ہیں میری اقتدا میں اُس کا ازالہ

کر لیں گے۔ یہ ہے حکمت مُکَذِّبی کی۔ پھر تمہارا اس حدیث سے انکار کرنا اور مضحکہ اُڑانا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ مجھے قبر میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور منکر نکیر آپ کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ یہ ایمان اسلام کیخلاف ہے کیونکہ اس کا ثبوت بخاری شریف میں مذکور ہے۔

بخاری شریف ۱/۱۸۴ { اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ

(اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اس کو بٹھا دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس مرد محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کیا کہتا ہے) تو بعض مبغضینِ رسالت نے یہ سوال کر دیا کہ کیا اس عورت کو قبر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ نہ فرمایا تھا؟ جو پھر بھول گئے۔ تو اس دشمن رسالت کو بات کہتے ہوئے یہ شرم نہ آئی کہ میں بخاری شریف کی حدیث کا مضحکہ اُڑا رہا ہوں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان صحیح کو جھٹلا رہا ہوں۔ یاد رکھو جو کام دنیا میں انسان کرتا ہے وارث ہوتا ہے۔ قبر سے بھی اُٹھے گا تو وہی خیال اس کو ہو گا تم بھی منکر نکیر کے اُٹھانے سے اُن کے اس سوال پر یہی جواب دو گے کہ معاذ اللہ ہم ان کو بے علم سمجھتے ہیں تو اُس وقت جو تمہارا حشر ہو گا۔ اُس کی خبر تمہیں ہی ہو گی۔ یا اللہ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو ہو گی۔ یا وحوش و طیور تمہارا وہ تماشا دیکھیں گے یا حشرات الارض تمہاری قبر میں تشریف آوری پر نازاں ہوں گے۔ لیکن معترض نے حدیث کو بیان کرتے ہوئے کچھ حدیث کا باقی حصہ ہضم کر لیا۔ میرے خیال میں پرانی عادت کا دورہ ہو گیا ہو گا۔ آگے ارشاد ہے ملاحظہ ہو۔

مسلم شریف ۱/۳۰۹ { فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى اَهْلِهَا وَاِنَّ اللّٰهَ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِيْ عَلَيْهِمْ (تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی فرمایا کہ یہ

جتنی قبریں ہیں تمام اہل قبور پر اندھیرے سے بھرپور تھیں۔ اور اللہ تعالے نے اہل قبور کے واسطے ان پر میری نماز پڑھنے کے سبب سے اِن کی قبور کو روشن کر دیا ہے) یہ تھا فائدہ جس غرض سے آپ نے سوال فرمایا تھا۔ اور یہ ہے آپ کو اہل قبور کے علم غیب کی خبر جس کا تم انکار کرتے ہو۔ تم تو یہ کہتے ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اُس عورت کی قبر کی خبر نہ تھی۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تو تمام قبور کے حالات کو واضح فرما دیا۔ بلکہ دوسرے موقع پر آپ نے اہل قبور کے اعمالِ ماضیہ کی غیبی خبریں بھی بیان فرمائیں۔ سُنیئے۔

نسائی شریف ۱/۱۲ و ۱/۲۹۱ عن ابنِ عباسٍ قالَ مَرَّ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علٰی قَبْرَینِ فقالَ اِنَّھُمَا یُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِی کَبِیْرٍ اَمَّا ھٰذَا فَکَانَ لَا یَسْتَنْزِہُ مِنْ بَوْلِہٖ وَاَمَّا ھٰذَا فَاِنَّہٗ کَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَۃِ (ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دو قبروں سے گزرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان دو قبروں والوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی کبیرہ گناہ میں ان کو عذاب نہیں ہو رہا لیکن یہ اپنے بول سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اور یہ دوسرا صاحب قبر چغلخور تھا) معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اہل قبور تو بجائے خود اہل قبور کے اعمال ماضیہ کا بھی علم تھا۔ اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والو کیا ان احادیث سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کی خبر ہونے کا ثبوت اور قبور کی واقفیت اور اہل قبور کی واقفیت ثابت ہوئی یا نہیں؟ بلکہ منکر کی استدلالیہ حدیث سے اس کی بد دیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے اسی کی حدیث کے آخری جملہ کو بیان کر کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی دلیل پیش کی گئی۔

وہابی بخاری شریف کی حدیث میں جو ۱/۲۹۰ میں درج ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری دوستی کے دعوے کرنے والے دائیں بائیں ہوں گے۔ دائیں جانب یعنی جنت میں اور بائیں جانب یعنی دوزخ میں تو قیامت کے دن میں کہوں

گا اصیحابی یا اللہ میرے دوست ہیں۔ تو کہا جائیگا کہ یہ لوگ وہ ہیں جو آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ جب سے آپ نے اِن کو چھوڑا۔ تو میں کہوں گا۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ یا اللہ جب تک میں اِن کے پاس رہا تو میں ان کے پاس موجود تھا۔ اور جب تُو نے مجھے مار لیا تو تُو اِن کا نگہبان ہے، اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو اصیحابی اصیحابی کیوں فرماتے۔ اور آپ کو غیب نہیں تھا تو فرشتے کہیں گے کہ آپ کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ اب تم سوچو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے غیب کی نفی ہے یا نہیں۔

محمد عمر اس حدیث میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی نہیں۔ کیونکہ آپ کا اصیحابی اصیحابی فرمانا بے علمی کے سبب سے نہیں بلکہ رحم کے سبب سے ہے۔ کیونکہ آپ رحمۃ العالمین ہیں۔ اس واسطے آپ اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے اور دنیا میں اُن کے دوستی کے جھوٹے دعوے کو نقل فرماتے ہوئے اصیحابی کا لفظ استعمال فرمائیں گے۔ ورنہ اگر اُن کا دعوے دنیا میں سچا ہوتا تو خواہ اُن کے کتنے ہی کبیرہ گناہ ہوتے فرشتوں کے جواب دینے پر آپ خاموش نہ ہو جاتے۔ بلکہ فرماتے کہ خواہ یہ لوگ کتنے ہی گنہگار ہیں۔ میرا یہ حق ہے کہ ان کی بخشش کراؤں۔ لیکن اُن کا نفاق اور زبانی دعوے اور بعد میں مرتد ہو جانا یہ تمام امور سفارش کے قابل نہ تھے۔ اس لئے آپ محض اپنے رحم کو ظاہر فرماتے ہوئے اُن مرتدین کی طرف سے اپنی معذرت سفارش پیش کرینگے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں صاف واضح ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث بخاری شریف میں تین جگہ مذکور ہے۔ اور تینوں جگہوں میں ہی اس کا ضعف ثابت ہے۔

بخاری شریف ۱/۴۹۰ | حدثنا محمد بن یوسف حدثنا سفیان عن المغیرۃ بن النعمان عن سعید بن جبیر عن ابن عباس

بخاری شریف ۱/۴۷۲۔ حدثنا محمد بن کثیر حدثنا سفین

حدثنا مغیرۃ بن النعمان حدثنی سعید بن جبیر اسراہ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بخاری شریف ۲/۲۹۵ | حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبہ قال اخبرنا المغیرہ بن النعمان قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نفسِ حدیث میں اضطراب ہے کیونکہ تینوں حدیثوں کی عبارتیں مختلف ہیں۔ حالانکہ تینوں کے راوی حضرت عباسؓ ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس لئے حجت نہیں ہو سکتی۔

میزان الاعتدال ۲/۱۵۱ | محمد بن یوسف۔ قال العجلی اخطاء الفریابی فی مائۃ وخمسین حدیثا۔

تہذیب التہذیب ۹/۵۳۴ | وقال بعض البغدادیین اخطاء محمد بن یوسف فی مائۃ وخمسین حدیثا من حدیث سفیان

اور حدیث مذکورہ بالا کی دو سندوں میں سفیان راوی مذکور ہے۔ اس واسطے یہ حجت نہیں ہو سکتی۔

میزان الاعتدال ۳/۱۲۵ | محمد بن کثیر قرشی کوفی۔ قال احمد خرقنا احدیثہ وقال البخاری کوفی منکر الحدیث قال ابن عدی الضعف علی حدیثہ بیّنٌ

تہذیب التہذیب ۹/۴۱۸ | قال ابو داود عن الامام احمد خرقنا حدیثہ وقال البخاری

کوفی منکر الحدیث قال ابن عدی الضعف علی حدیثہ بیّن۔

تہذیب التہذیب ۹/۴۱۸ | قال ابوداود عن الامام احمد خرقنا حدیثہ وقال البخاری کوفی منکر الحدیث قال ابو حاتم ضعیف الحدیث۔

محمد بن کثیر تمام ضعیف ہیں۔

میزان الاعتدال ۳/۲۵۵ | ابو الولید ہشام بن عبد الملک۔ وروی ابو عبید عن ابی داؤد ضعیف۔

تہذیب التہذیب ۱۱/۴۲۵ | وَقَالَ الاجری عن ابی داود شیخٌ ضعیفٌ۔

تہذیب التہذیب ۴/۳۴۵ | شعبہ بن حجاج۔ انہ کان یخطی فی الاسماء فقد قال الدارقطنی فی العلل کان شعبہ یخطئ فی اسماء الرجال کثیراً۔

کنز العمال ۶/۴۲ | سَیَجِیْءُ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ فَیَقُوْلُ الْقَائِلُ مِنْہُمْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَاَقُوْلُ اَمَّا النَّسَبُ فَقَدْ عَرَفْتُ وَلٰکِنَّکُمْ اِرْتَدَدْتُمْ بَعْدِیْ وَرَجَعْتُمُ الْقَہْقَرٰی

قیامت کا دن جلدی آئیگا تو ان سے بعض کہنے والا کہے گا یا رسول اللہ میں فلاں بن فلاں ہوں تو میں کہوں گا تمہاری نسب تو میں پہچانتا ہوں۔ اور لیکن تم میرے بعد مرتد ہو گئے اور اپنی ایڑیوں پر تم بدل گئے، اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے دن منافقین کا علم بھی ہو گا۔ اور تمہارا استدلال غلط ثابت ہوا

وہابی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے اس سے بیعت لی اور آپ کو یہ خبر نہ تھی کہ وہ غلام ہے۔ بعد میں اس کا مالک آیا تو اس نے

WWW.NAFSEISLAM.COM نفس اسلام

لے جانے کا ارادہ کیا تو آپ نے دو غلام حبشیوں کے عوض میں اُس کو خرید لیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم نہ تھا۔ اگر علم ہوتا تو آپ غلام کو بیعت میں داخل نہ فرماتے۔

محمد عمر تم نے حدیث پاک کے معنی غلط کیے ہیں۔ کیونکہ حدیث پاک کے الفاظ ہیں راوی نے کہا ہے وَلَمْ يَشْعُرْ أَنَّهُ عَبْدٌ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ غلام نے پتہ نہ دیا کہ وہ غلام ہے۔ یہ نہیں کہ راوی نے آپ کے متعلق فرمایا ہو کہ آپ کو خبر نہ تھی کہ وہ غلام ہے باقی رہا یہ کہ آپ نے غلام سے بیعت لی تو اس کے دو جواب ہیں۔ پہلی بات یہ ہے۔ کہ آپ کے احسانِ عام سے اور مکارمِ اخلاق سے آپ نے اُس سے بیعت لی تاکہ اُس کو آپ بچالیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مختارِ کل ہیں۔ اسی واسطے آپ نے اُس غلام کی بیعت کو توڑنے نہیں دیا بلکہ اُس کے مقابلے میں اُس کے مالک کو دو غلام دے دیئے۔ ورنہ آپ کو اُس غلام کے نہ لے جانے میں کونسی کمی تھی جسکو آپ نے پورا فرمایا۔ یہ آپ کے مختارِ کل ہونے کی دلیل ہے۔ دیکھیے:۔

دار قطنی ۱/۲۵۱ علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو اس نے عرض کی کہ حضور میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی ہے اور روزہ بھی تھا۔ تو آپ نے غلام آزاد کرنے کا جرمانہ فرمایا۔ تو اس نے عرض کی کہ میری طاقت نہیں ہے۔ تو آپ نے دو مہینے متواتر روزہ رکھنے کی سزا فرمائی تو اس نے اپنی کمزوری کا اظہار کیا تو آپ نے ساٹھ مسکین کے کھانا کھلانے کا ارشاد فرمایا تو اس نے اپنا عجز ظاہر کیا تو آپ نے اپنی طرف سے پندرہ صاع عنایت فرما دیئے اور فرمایا کہ یہ مدینے کے مسکینوں کو تقسیم کر دے تو اس نے عرض کی کہ حضور مجھ سے محتاج اور کوئی نہیں تو آپ نے فرمایا وَكُلْهُ أَنْتَ وَعِيَالُكَ فَقَدْ كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْكَ (تو ہی اسے کھا لے اور تیرا عیال تو تیری طرف سے اللہ تعالے کفارہ منظور فرمائیگا) شرعی کفارہ ساٹھ مسکینوں پر کھانا تقسیم کرنا ضروری تھا۔ اور اسی مقام پر جبر

شرعی ختم تھی۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے بجائے اس کے کہ مجرم کفارہ ادا کرے آپ نے اپنی طرف سے مجرم کو ہی ساٹھ مسکین کا کھانا عطا کر دیا۔ اور کفارہ کے ادا ہونے کی سند بھی دیدی۔ کیا یہ مختارِ کل ہونے کا ثبوت نہیں؟

بخاری شریف ۲/۱۰۰۷ | پر بھی یہی روایت اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ سے موجود ہے

البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۶/۱۴۸ | (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شکاری کی اجازت کے بغیر ہرنی کو چھوڑ دیا۔ تاکہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلا آوے) ہرنی آپ کی ملکیت نہ تھی اعرابی کی ملکیت تھی۔ حالانکہ وہ اس کے پاس سویا بھی ہوا تھا۔ لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے ہرنی کو دودھ پلانے کے واسطے چھوڑ دیا۔ اب اس میں دو ہی صورتیں ہیں یا یہ کہو گے کہ آپ نے جرم کیا یہ بھی محال کیونکہ نبی جرم سے پاک ہوتا ہے۔ دوسری صورت مختارِ کل ہونے کی تو یہی تسلیم کرنی پڑے گی۔ جیسا کہ یہاں اپنے اختیار سے غیر کی ملکیت پر آپ نے رحم فرمایا۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام غلاموں پر بھی اختیارِ کلی ہے۔ جس اختیارِ کلی کی بنا پر آپ نے غلام سے بیعت لی۔ اور جس کو آپ نے اپنی غلامی میں لے لیا۔ اس غلامی کو توڑنے والی کوئی طاقت نہیں۔

البدایہ والنہایہ ۶/۱۶۷ | (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک کاتب کو اس کی بددیانتی کرنے کی وجہ سے ارشاد فرمایا۔ کہ اس کو زمین نہ قبول کرے گی۔ تو حضرت انسؓ نے فرمایا کہ مجھے ابو طلحہؓ نے بیان کیا۔ کہ جس زمین میں وہ مرا میں نے وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم نے اسے کئی دفعہ دفن کیا ہے۔ زمین اس کو قبول نہیں کرتی بلکہ اس کو باہر پھینک دیتی ہے چنانچہ میں نے بھی اسے باہر پھینکا ہوا دیکھا۔ کیا یہ آپ کے مختارِ کل ہونے کی دلیل نہیں ہے؟

البدایہ والنہایہ ۶/۱۹۴ } نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک کے متعلق فرمایا کہ اس کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے چنانچہ عمر بن خطابؓ کر اپنی خلافت میں غزوہ کسریٰ میں جب کسریٰ کا تاج اور سنہری کنگن اور اُس کا سامانِ جنگ وغیرہ پیش ہوا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو وہ کنگن پہنا دیے۔ کیا یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مختارِ کل ہونے کی دلیل نہیں، کہ ابھی وہ کنگن غیر کی ملکیت تھی یعنی کسریٰ کے ہاتھوں میں تھے لیکن آپ نے پہلے ہی عطا فرما دیے۔

مسند امام احمد بن حنبل ۴/۲۹۴ } نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے براء بن عازبؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنا دی تو لوگوں نے براء بن عازبؓ [illegible] بی صلے اللہ علیہ وسلم نے مرد پر سونے کو حرام فرمایا ہے۔ تم نے یہ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنی ہوئی ہے۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس بٹھا کر یہ انگوٹھی پہنائی اور فرمایا۔ اَلْبَسْ مَا كَسَاكَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ دپہن لے جو تجھے اللہ اور اُس کے رسول نے پہنایا ہے، معلوم ہوا کہ سونا پہننا حرام ہے۔ آپ نے براء بن عازبؓ کو سونے کی انگوٹھی پہنائی تو یہ آپ کے مختارِ کل ہونے کی دلیل ہے۔

المہند ص۶۹ } نَهُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهِ الشَّرِيْفِ يَتَصَرَّفُ فِي الْكَوْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ كَيْفَ شَاءَ د تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور تمام مخلوق میں جس طرح چاہتے ہیں اللہ کے اذن سے تصرف کرتے ہیں اب تو تمہارے اپنے اکابرین کے مسلمہ فتوے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اختیارِ کلی اور متصرف فی الکون ہونا اپنی مرضی کے مطابق ثابت ہو گیا۔ تو تمہارا وہ مسئلہ تمہارے گھر کی دلیل سے ہی حل ہو گیا۔ کہ آپ نے اپنی مرضی کے مطابق جبھی غلام کی سنت کر لی۔ کیونکہ یہ اختیار آپ کو حاصل ہے۔

وہابی مولوی صاحب بخاری کی حدیث ہے۔ قَالَ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَ سَاُخْبِرُکَ عَنْ اَشْرَاطِھَا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسئول عنہا سائل سے زیادہ عالم نہیں اور جلدی کی خبر دیتا ہوں میں تجھے اس کے علامات کی لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرئیل میں تجھ سے زیادہ نہیں جانتا یعنی قیامت کو تو جانتا ہے نہ میں ہم دونو علم قیامت سے بے خبر ہونے میں مساوی ہیں یا تم کہتے ہو کہ نبی علیہ السلام کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا کل علم ہے یہ غلط ثابت ہوا۔

محمد عمر "پہلے قابل غور یہ امر ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کا سوال کرنا یعنی بحیثیت سائلانہ عرض کرنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلم ہونے کی دلیل ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی اسی اعلمیت کو ظاہر کرنے کے واسطے اپنے آپ کو مسئول قرار دیا اور جبرئیل علیہ السلام کو سائل ہونے کا خطاب دیا چونکہ آپ کا ارشاد ہے اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ لہٰذا ایسی کلام فرمائی جس نے (۱) آپ کو اپنا فخر بھی نہ ثابت ہونے دیا (۲) اپنی نسبت مسئولیت اور جبرئیل علیہ السلام کو سائلانہ حیثیت دے کر اپنی امت کو اپنی فوقیت علمی کا ثبوت بھی دے دیا (۳) ایسا جملہ استعمال فرمایا کہ جس سے آپ کا قیامت سے بے علم ہونا بھی ثابت نہ ہو اور اظہار دریافت کی گنجائش بھی نہ رہ گئی اور وجہ صاف الفاظ صریحہ سے واضح ہے۔ وہ یہی ہے کہ مسئول سائل سے اعلم نہیں یعنی اے جبرئیل قیامت سے تو بھی بے خبر نہیں اور میں بھی بے خبر نہیں تو بھی جانتا ہے میں بھی جانتا ہوں لیکن میرے اور تیرے علم میں مساوات نہیں میرے اور تیرے علم میں اتنا فرق ہے جتنا کہ سائل اور مسئول کا فرق ہے یعنی گھر والے اور سوال کا فرق ہے اور پھر وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْھَرْ کو مدنظر رکھتے ہوئے فرما دیا کہ وَ سَاُخْبِرُکَ عَنْ اَشْرَاطِھَا

اور قیامت کی علامات سے میں تجھے جلدی خبر دیتا ہوں جس کو کسی چیز کا علم نہ ہو وہ اس کے علامات کو کیسے بتا سکتا ہے جیسا کہ قیامت کے وقت کو در پردہ رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فَقَدْ جَاءَ اَشْرَاطُهَا سے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم سے بے خبری کو بھی دور فرمادیا لیکن مخالف پھر بھی تنقیص علمی سے باز نہیں آتا جس کے علم کو خداوند جل مجدہٗ نے عالمین کے علم سے نوازا جس میں قیامت بھی ہے عدو کے کہے سے وہ عطائی علم کو کیسے چھین سکتا ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام پہلوؤں کو صحیح رکھا جبرئیل سائل کو مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کا ایک جملہ دعویٰ بادلیل فرما کر ساکت فرمادیا اور عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ فرما کر خداوند کے حجاب محبوبانہ کو بھی فاش نہ فرماتے ہوئے قانون خداوندی کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور تاکہ دشمن قیامت سے بھی بے خبر نہ سمجھیں سَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا سے قیامت کے علامات کو ظاہر فرما کر جمعہ کے دن کا تقرر بھی ثابت کرتے ہوئے دشمن رسالت کا منہ بند کردیا اور شاید اتنے اشارے کو کوئی غبی نہ سمجھے اور عقدہ لَا يَعْلَمُهُنَّ سے مجھے بے خبر نہ سمجھے غیوبات خمسہ سے وہ خبر غیبی کی اطلاع فرمائی جو بانی الارحام اور قیامت دونوں سے متعلق تھی قدم آگے بڑھا کر اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا فرمایا گو ان امورات کو پردہ راز میں ہی رکھنا تھا لیکن ایک چیز بیان کرکے پردہ ڈال دیا جاوے تو یہ حکیم کی حکمت پر موقوف ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے کہ کوئی شخص سرکاری خزانچی کے پاس پہنچے کہ کچھ خیرات دو تو وہ کہے کہ یہ سرکاری خزانہ ہے اس کو تقسیم کرنا یا تقسیم کا جاری کرنا بادشاہ کا کام ہے میں تو خزانچی ہوں مالک نہیں اور جب سائل واپس جانے لگے تو خزانچی سائل کی جیب میں چپکے سے دو چار روپے ڈال دے اور پھر بھی کہے کہ یہ بادشاہ کا کام ہے میرا نہیں تو سائل صاحب فراست ضرور سمجھ لیگا کہ یہ واقعی سرکاری خزانچی ہے اور شاہی مقرر شدہ اور واقعی اسکو کچھ تقسیم کرنے کی اجازت ہوگی عام خرچ کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور یہ خرچ بھی شاہی سمجھا جاویگا اسی لئے یہ بادشاہ کی طرف نسبت کررہا ہے اپنے

ذمہ نہیں لیتا اور نہ اسکو اپنی طرف سے خرچ کرنے کا حکم ہی ہے اسی لئے یہ خزانچی ہر بات بادشاہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور مجھے چپکے سے دیا بھی تب بھی اس خرچ کی نسبت بادشاہ کی طرف کی اس کا اس سے خرچ کرنا خزانچی کے اختیار کو ثابت کرتا ہے ورنہ اسکو بادشاہ کی طرف سے گرفت بھی لازمی امر ہے اور اس کا بادشاہ کی طرف منسوب کرنا اپنے ذمہ کسی بات کو نہ لینا یہ اس کے شاہی خزانچی ہونے پر دال ہے اور اسکا جواب بھی دینا خزانے کو خیرات کے واسطے حکم عام نہ کرنے کو ثابت کر رہا ہے۔ ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ سے اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ کی ترجمانی کرنا ہے اور وَسَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اور وَاِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا سے علوم خمسہ سے علوم اربعہ یعنی قیامت اور ما فی الارحام اور ما فی غد اور اشراط ساعۃ میں عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے روضہ اطہر میں دفن ہونے کو بیان فرما کر علم بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ثابت کرنا مقصود تھا اور فرما دیا کہ ان علوم کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میں جو تمہیں مخبر صادق ہونے کی حیثیت سے ان کی اطلاع دے رہا ہوں تو یہ مجھے اللہ کے رسول صادق ہونے کی بین دلیل ہے جس کا وہابی انکار کرتا ہے اور فطالی صاحب اگر مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی معاذ اللہ بے علم ہونے کے ہی کرو گے تو تم سَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اور اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا اور وَاِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْاِبِلِ الْبُهْمُ فِي الْبُنْيَانِ کے مکذب ثابت ہو گے یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک جملے کے معنی الٹے سے آپ کے تین جملوں کا انکار لازمی ہو گا۔ کیونکہ مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے تمہارے مطلب سمجھنے سے اگلے تین جملوں سے اس کا تناقض لازم آئیگا چنانچہ تمہارے تمام اکابرین صرف مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی معاذ اللہ بے علمی کے کرتے ہیں اور حدیث پاک کے اگلے جملوں کی کبھی وضاحت نہیں فرمائی یہی وجہ ہے کہ اگلے جملوں کی تشریح کرتے

ہیں تو ان کے بیان کردہ معانی سے اگلی عبارت میں تناقض لازم آتا ہے لہذا حدیث کے ان اگلے جملوں کو جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے علوم خمسہ ثابت کر رہے ہیں۔ پہلے جملے مَا الْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ کے معنی صاف واضح کر رہے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ مسئول یعنی میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کے اظہار کے متعلق، سائل سے یعنی جبرئیل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہوں یعنی تو بھی قیامت کو جتنا جانتا ہے جانتا ہے اور میں بھی جتنا جانتا ہوں جانتا ہوں نہ تو اپنے علم کے مطابق اپنی خبر کو ظاہر کر سکتا ہے اور نہ اپنے علم کے مطابق میں ظاہر کر سکتا ہوں اس کے پوشیدہ رکھنے کا حکم ہے اسی لئے بیان بھی فرمایا تو اشارۃً اور پوشیدہ ہی ظاہراً بیان نہیں فرمایا جیسا کہ فرمایا۔

مسلم شریف ۲/۲۹۳ | طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا قیامت کی علامت یہ ہوگی کہ سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔

کیوں جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مَتَی السَّاعَۃ کے عقدہ کو ذی شعور کے واسطے حل فرما دیا یا نہ؟ جناب حل لکھ کے رکھو یا کہ سورج ہی مغرب کی طرف سے طلوع کریگا تو وقت کیا جب سورج الٹا تو وقت بھی الٹا اور تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مسئلہ کی سمجھ اس وقت آئیگی جب تم الٹے کئے جاؤ گے ورنہ اشراط ساعۃ کا بیان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے سمجھ لو کہ آپ کو علم قیامت ہے اور آپ کا فرمان وَاِذَا وَلَدَتِ الْاَمَۃُ رَبَّتَهَا کہ قرب قیامت لونڈی اپنے مالک کو جنیگی لونڈیاں ابھی پیدا نہیں ہوئیں قرب قیامت میں ابھی ظاہر ہونے والی ہیں پھر وہ حاملہ ہونگی جب وہ بچہ جنیگی تو وہ لڑکا اس لونڈی والدہ کو خریدے گا اور اس سے مالکانہ برتاؤ کریگا اور اسکو شرم نہ آئے گی۔

ابھی لونڈی پیدا نہیں لیکن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہزارہا سال پیشتر اس کے حمل کی حقیقی اطلاع بخشی ہے بلکہ اس کے بچے کی پیدائش کے بعد والے افعال کو بھی جو جو صحیح ہونے والے تھے فرما دیے یعنی مافی غد اور مافی غد کے مافی الارحام

جو قرب قیامت ہونے والے تھے غیوبات ظاہر فرما دیے لیکن وہابی ایمان نہ لایا۔

اور وہ اونٹنیاں والے ابھی پیدا نہیں ہوئے قرب قیامت ہونگے جن کی اطلاع نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور وہ شہروں میں بس کر بڑی بڑی بلڈنگیں بنائیں گے ابھی نہیں اس وقت نہیں عمارتیں ابھی بننے والی ہیں لیکن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل ما فی غد کو ہزارہا سال پہلے ہی بیان فرما دیا ہم مسلمان تو نبی آپ کے اس فرمان پر یقین کر چلے لیکن وہابی ان علوم خمسہ غیبیہ کو پڑھ کر بھی اپنے ایمان کو درست کرنے سے محروم رہا کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اندرونی بیرونی قیامت کے معاملات کو بیان کرنا معاذ اللہ آپ کی بے علمی کو ثابت کرتا ہے کسی ان پڑھ کو کہو کہ حروف ہجا ہی پڑھے وہ کبھی نہیں پڑھ سکے گا۔ اگر معاذ اللہ آپ بھی ان علوم خمسہ سے بے خبر تھے جیسا کہ تم نے سمجھ رکھا ہے تو ان کی صحیح صحیح خبریں کیسے فرمائیں کچھ خدا کا خوف کرو اور مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرنے سے باز آجاؤ تو تمہاری پیش کردہ حدیث سے تمہارے اعتراض کا بھی حل کیا گیا کہ آپ کو علم قیامت ہے لیکن اظہار کی اجازت نہیں

وہابی ”طبرانی اور ابن مردویہ ودر منثور کی روایت ہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سوال کیے گئے قیامت کے متعلق اور میں موجود تھا تو آپ نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہی اس کے وقت پر اسکو ظاہر کریگا۔ اور لیکن میں تم کو اس کی علامتیں اور اس سے پہلے جو فتنے اور خونریزیاں ہونے والی ہیں بتلا دیتا ہوں۔

لہذا اس حدیث سے بھی نبی علیہ السلام کا قیامت سے بے خبر ہونا ثابت ہوا۔

محمد عمر ” افسوس صد افسوس تمہارے اس عقیدے پر جو تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ بے علمی کی رغبت دلاتا ہے اور شان سمجھنے سے محروم

جو اور جو ہے کر سکتا ہے وہ بجلی بھی بنا سکتا ہے

رکھتا ہے بھلا یہ تو بتاؤ کہ کسی مولوی سے کوئی دریافت کرے کہ فوجداری عدالت کہاں ہے تو وہ جواب دے کہ کسی مجسٹریٹ یا وکیل سے دریافت کرو میں نہیں جانتا لیکن میں تمہیں اسکا مقام بتا دیتا ہوں وہاں چلے جاؤ گے تو تمہیں خود بخود معلوم ہو جائیگا۔ کچہری روڈ پر چلے جاؤ وہاں جانب مشرق ایک گورنمنٹ کالج ہے۔ اس کے آگے سیکرٹریٹ کا بڑا دفتر ہے اس سے آگے گزر کر بائیں ہاتھ کمرے بنے ہوئے ہیں اور ان کمروں کے اندر کی میزوں کرسیوں الماریوں کی تعداد بھی صحیح بتا دی جاوے تو پھر بھی وہ بے خبر سائل کہے کہ تجھے علم نہیں تو لوگ سائل کو کم عقل سمجھیں گے ذرا اس سے اور آگے چلیے جو شخص مجسٹریٹ کی قیام گاہ بھی اور عدالت کی الماریوں میں جو فائلیں پڑی ہیں ان کی بھی اطلاع دے دے اور عدالت کے قیام کی ہیئت کذائیہ کا بھی پورا نقشہ کھینچ دے تو پھر بھی سائل کی تسلی نہ ہو تو سائل سائل نہیں بلکہ مخالف ہے محض تمسخر کی نیت رکھتا ہے۔ اب علم قیامت کے دلائل سنئے

قیام حشر

ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ
۱۔ ۲۴/۷ پھر دوبارہ صور پھونکا جاویگا تو فوراً وہ کھڑے ہوکر جھانکنے لگ جائیں گے۔

دوسرے مقام پر اسکی تشریح فرمائی۔

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی
۲۔ یٰسٓ ۲۳/۲۴ رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ۔ اور صور پھونکا جاویگا تو وہ فوراً قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑینگے۔

میدان حشر میں عدالت الٰہیہ

۳- **حاقہ** ۲۹/۱ | وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ
اور آپ کے رب کے عرش کو قیامت کے دن آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔

۴- **مستدرک** ۴/۵۶۹ | يُلْقٰى لَهٗ كُرْسِيٌّ عَنْ يَمِيْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے خداوند کی داہنی جانب کرسی بچھائی جاوے گی۔

حشر میں کفار کی حالت مختلف ہوگی۔

۵- **طٰہٰ** ۱۶/۷ | مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى۔ جس شخص نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اسکی معیشت تنگ ہے اور قیامت کے دن اسے اندھا اٹھائینگے۔

۶- **ابراہیم** ۱۳/۱۷ | وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ۔
اور آپ مجرموں کو ملاحظہ فرماویں گے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن زنجیروں میں جکڑے ہونگے۔ پھر ان کے اعمال نامے بائیں ہاتھ دینگے

۷- **حاقہ** ۲۹/۱ | وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ۔ اور لیکن جو شخص اپنی کتاب بائیں ہاتھ دیا گیا تو کہیگا اے کاش مجھے اپنی کتاب نہ دیا جاتا۔

میدان حشر کی ایک مبنی حصے کا ذکر سنیے۔

۸۔ زمر ۲۴/۷ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ فَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔ اور (قیامت کے دن) زمین روشن ہوگی اپنے رب کے نور سے اور کتاب رکھی جائیگی اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہدا اکٹھے ہونگے تو ان کے درمیان فیصلہ حق کیا جائیگا اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔

(اس حصہ میں شان مومنین کیا ہوگی) يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ اس دن ملاحظہ فرمائیے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ مومنین اور مومنات کو ان کے سامنے نور اور ان کے دائیں نور ہوگا کیا شان ہوگی جب ان کو ملاحظہ فرمانے والے آپ ہونگے اور ان کے نیک اعمال کی پونجی ان کے سامنے ہوگی۔ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ تو بعدازاں اخیر کا واقعہ عرض کردوں۔

۹۔ زمر ۲۴/۸ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ۔ کیا شان ہوگی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی جب آپ جنتیوں کے دولہا بن کر آگے تشریف لے جارہے ہونگے۔

(اب اختصاراً میدان حشر کے میانہ درجہ کا ذکر سنیے)

طٰہٰ ۱۶/۶ يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا۔ اس دن کسی کی سفارش نفع نہ دیگی۔ مگر جس کو رحمن نے پہلے اذن دیا ہو اور جس کی بات کو مولا کریم پسند فرماوینگے۔ یہ طبقہ ہے مومنین گنہگار۔ دن کا کہ آپ ان کی سفارش فرما کر جنت کے راستہ میں تشریف لے جاتے ہونگے

ساتھ ملائیں گے۔ کہیں جناب وہابی صاحب اب تو کہا کہ خدا نے علم قیامت کسی کو نہیں بتایا

وہابی ” ابن ماجہ اور ابن جریر وغیرہما کی روایت ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تو انہوں نے قیامت کے متعلق آپس میں بات چیت کی تو تمام نے ابراہیم علیہ السلام کے پیش کیا تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اس کو پیش کیا تو انہوں نے بھی فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں پھر عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے وقوع کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب آپ کے سامنے معاملہ پیش ہوا تو آپ کی طرف سے بھی یہی جواب سمجھ لیا گیا کیونکہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو علم قیامت نہیں دیا گیا جو قرب قیامت آنے والے ہیں تو آپ کو بطریق اولیٰ نہیں دیا گیا۔

محمد عمر ” بڑا افسوس کہ جس امر کے سوال کرنے کی جرأت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ابراہیم علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام جیسے انبیاء کرام کو نہیں ہوئی تم کون ہو جو آپ کو اپنے فتوے سے بے خبر سمجھ لیں مذاکرین انبیاء کرام نے کیوں ذکر دیا کہ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی خبر نہیں ہمیں نہ ہوئی تو کونسی بڑی بات ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا آپ کے روبرو آپس میں مذاکرہ قیامت کرنا یہ آپ سے امتحان لینا مقصود نہ تھا کہ آپ کو بھی قیامت کا علم ہے یا نہیں اگر یہی مقصود ہوتا تو علوم خمسہ سے باقی کسی بات کا بھی تذکرہ ہوتا اگر نہیں ہوا تو ہمیں اس وجہ سے تسلیم کرنا پڑیگا کہ علوم اربعہ آپ کو حاصل تھے اسی لئے تذکرہ نہیں کیا ورنہ ان کا ذکر بھی ہوتا اگر نہیں تو ثابت ہوا کہ ان کا علم تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی ہے اور ان کا صرف قیامت کے معاملہ کو پیش کرنا اور وہاں متی الساعۃ کا سوال نہیں بلکہ تذاکروا امرھم

اُبنا ابنوا اھیعُرُ جملہ ہے۔

اپنے قیامت کے معاملہ کو انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کے سپرد کیا کہ یہ واضح فرمائیں چنانچہ انہوں نے بھی ظاہر نہیں فرمایا پھر موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے بھی ظاہر نہیں فرمایا پھر عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا گیا انہوں نے فیصلہ ہی خدا کے سپرد کر دیا تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ خدا جس کو چاہے بتاتے ہیں اور جاننے والے سامنے تشریف فرما ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی معراج کی رات کے اس واقعہ کو اسی لئے بیان فرمایا تاکہ میری امت کو بھی معلوم ہو جائے کہ جب اتنے بڑے اولوالعزم انبیاء کرام نے آپ سے سوال نہیں کیا تو ہمیں بھی قیامت کے متعلق سوال نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ قیامت کا قیام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مجرموں کے واسطے ہوگا اور جیل کے آرام و تکلیف کے مذاکرے قیدی ہی کرتے ہیں یا نذیر کا کام ہے۔ دوسرا بیان کرنے سے ہی گریز کرتا ہے باقی رہا انبیاء علیہم السلام کا مذاکرہ تو یہ اس لئے تھا اور آپ کے روبرو اسی لئے ایک دوسرے پر بات ڈالتے تھے کہ آپ ملاحظہ فرمالیں کہ ہم نے آج تک قیامت کے راز کو فاش نہیں کیا آپ بھی اس کو فاش نہ فرمادیں صرف یہ بات جتانی مقصود تھی ویسے عرض کرنا کہیں قیامت کا ذکر کرنا اعلیٰ کو انہوں نے گستاخی سمجھی آپس میں مذاکرہ کر کے آپ کو جتا دیا کہ آپ ملاحظہ فرمالیجئے آپ نے بھی ایسے ہی عمل کرنا ہے کسی کو بتانا نہیں جیسا کہ انہوں نے ایک دوسرے پر ڈالا ظاہر نہیں فرمایا ورنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے ضرور سوال کرتے انبیاء علیہم السلام کا آسمانوں میں مذاکرہ قیامت آپ کے سامنے اپنی بے علمی ظاہر کرنے کے واسطے نہ تھا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور نہ ہی انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کے بے علم ہونے کی وجہ سے سوال نہیں کیا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور نہ اپنے ہی اس واقعہ سماوی کو بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے اس لئے ظاہر فرمایا کہ میں آسمان پر انبیاء علیہم السلام کے سامنے علم قیامت میں فیل ہو کر آیا ہوں کلا و حاشا آپ کا یہ مطلب نہ تھا

جو تم نے اپنے اختراع سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے۔ بلکہ سماوی مذاکرہ بھی علم قیامت کے عدم انتشار کے لیے ہوا اور اپنے نبی انبیاء علیہم السلام کے اس مذاکرے کو بیان فرما کر امت کو ان انبیاء علیہم السلام کی ہی راز نہ انتشار کرنے والی تعلیم کی طرف توجہ دلائی لیکن آپ کے اس بیان سے اگر کوئی کج طبع آپ کی بے علمی کی دلیل نہ نکالے تو یہ اس کے نقص ایمانی کی دلیل ہے جو حدیث پاک کو سمجھ کر پھر حدیث میں الٹ پلٹ کرے میں تو یہی کہوں گا کہ اللہ تعالے ہر اہل علم کو مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے تجلیات سے بہرہ ور فرماوے۔

وہابی "کنز العمال و در منثور وغیرہ میں روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی پانچ کنجیاں ایسی ہیں۔ جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا۔ (۲) ما فی الارحام کا علم (۳) بارش کب آئیگی (۴) آدمی نے مرنا کس جگہ ہے (۵) قیامت کب ہے۔

محمد عمر "ان کا مفصل بیان پہلے گزر چکا ہے۔ اس لیے ایسی حدیثیں پیش کرنے کی تکلیف نہ فرمادیں۔ ایسی حدیثوں کا جواب مذکورۃ الصدر آیات و احادیث ہی ملاحظہ فرما لیا کریں گو دلائل بہت ہیں ہر ایک کے لیے اور حدیثیں مرفوعہ پیش کر سکتا ہوں لیکن بوجہ طوالت گزشتہ کو ہی کافی سمجھیں۔

وہابی "حدیث کنز العمال میں مذکور ہے کہ میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا جاؤنگا سجدہ کرنے کے لیے بارگاہ الٰہی میں چنانچہ میں سجدہ میں گر جاؤنگا اس کے بعد مجھے سر اٹھانے کا حکم ہوگا پھر میں اٹھ کر اپنی امت کو دائیں بائیں پہچانونگا عرض کیا گیا کہ حضور آپ کیسے پہچانیں گے فرمایا ان کے چہرے اور دیگر اعضاء وضو کے، وضو سے روشن اور چمکتے ہونگے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام کو اس وقت غیبی علم سے پہچان نہ ہوگی بلکہ ان کے علامات وضو سے پہچان ہوگی۔

محمد عمر " لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا ہائے تعصب بڑی بری بلا ہے جس کے

ساتھ تعصب سوطاعن طعنہ سے باز نہیں آتا خواہ خود ہی اس میں مطعون ہو جائے نعمانی صاحب نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم غیب کا استدلال ایسی حدیث سے اخذ فرمایا کہ جس نے نعمانی صاحب کے تمام مجوزہ اعتراضات کی گٹھری کو پرزے پرزے کردیا نعمانی صاحب تم اپنے خشکیہ میں اپنے خشکیہ معہودہ کے خلاف دلیل لے آئے اس حدیث شریف سے تو صاف ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم قیام قیامت ہے کیونکہ اس حدیث پاک میں قیامت کے افعال ذاتیہ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا ہے۔

(۱) میں قیامت کے دن پہلے اذن دیا جاؤنگا۔ اس اذن کا ظہور بروز قیامت کو انشاءاللہ ضرور ہوگا۔ لیکن آپ نے پہلی اطلاع فرمادی۔

۲۔ قیامت کے دن۔ رب کریم کے دربار میں آپ کا سربسجود ہونا یہ بھی قیامت کے ذاتیات سے ہے۔

۳۔ آپ کو سجدہ سے سر اٹھانے کا حکم الٰہی ہوگا۔

۴۔ آپ کی امت کا آپ کے دائیں و بائیں ہونا اور درمیان میں آپ کا موجود ہونا

۵۔ آپ کا اپنی امت کو پہچاننا: یہ پہچان بھی ابھی بروز قیامت ہوگی لیکن آپ نے اطلاع ہزارہا سال پہلے فرمادی۔

۶۔ آپ کو قیام قیامت سے اپنی امت کے اعضاء وضو کی روشنی کا ابھی ملاحظہ فرمانا اور قیامت کی اس ذاتی خبر غیبی کو ایمان داروں کے لئے ابھی سے مطلع فرمادینا۔

۷۔ دنیا میں اپنی امت کے وضو سے منوّر اخروی کی فضیلت کو بیان فرمانا اور یہ تم نے سمجھا ہے کہ آپ محض اسی علامت سے ہی پہچانیں گے اور کوئی علامت امتی ہونے کی نہ ہوگی تمہارا یہ اجتہاد غلط ہے بلکہ آپ امت کے باطنی اعمال کو اور نیات کو بھی ملاحظہ فرما کر اپنی امت میں شامل فرمادیں گے اور اگر تمہارے اجتہاد کو ہی صحیح تسلیم کرلیا جائے تو اصیحابی اصیحابی والی حدیث سے منافقین بھی غُرٌّ مُحَجَّلُوْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ سے آپ

کی اُمت میں شامل ہو جائینگے۔ حالانکہ وہ آپ کی امت میں شمولیت سے محروم ہونگے۔

تو اس حدیث شریف سے ایمان داروں کے لئے علم قیام قیامت اظہر من الشمس ہے اور تمہارے اجتہاد متعلقہ عدم علم نے عکس نقیض کا کام دیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کے آدمیوں کو یوں پہچان لوں گا جیسا کہ گھوڑے کا مالک اپنے پانچ کلیان گھوڑے کو پہچان لیتا ہے بھلا مالک کو اپنے مملوک کا علم نہ ہو یہ بعید از عقل ہے اور آپ کے ارشاد عالیہ سے جو قیامت کے علم کی نفیس دلیل ثابت ہو رہی ہے اہل ایمان سے پوشیدہ نہیں۔

وہابی "بخاری مسلم کی روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت کے دن بیہوش ہو جائینگے۔ پھر سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا پس اچانک میں دیکھوں گا کہ جناب موسیٰ عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے ہیں پس مجھے معلوم نہیں کہ آیا وہ بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے۔ اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا وہ ان میں سے ہیں جن کو اللہ تعالے نے اس دن کی بیہوشی سے مستثنیٰ کر دیا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کو علم جمیع ماکان ومایکون کا نہیں۔

محمد عمر "اس حدیث پاک میں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو امور کو ظاہر فرمایا قیامت کے واقعات واقعیہ کو تا آپ کا علم غیب قیامت ثابت ہو دوسرا امر موسیٰ علیہ السلام کی عزت کا پاس یعنی اَکُوْنُ اَوَّلُ مَنْ اُفِیْقُ سے آپ نے اپنی اولویت کی حقیقت کو ظاہر فرما کر پھر موسیٰ علیہ السلام کی عزت کا پاس خاطر فرمایا اور نعمانی صاحب کو یہ سمجھ نہ آئی فَلَا اَدْرِیْ محاورہ کے بموجب فرما کر بعد ازاں ارشاد فرمایا مَنِ اسْتَثْنَی اللّٰہُ عزوجل یا موسیٰ علیہ السلام اس شخص سے ہیں جن کو اللہ تعالے نے بیہوشی سے مستثنیٰ فرمایا اس فرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ کوئی اور شخص بھی ہے جس کو اللہ تعالے نے پہلے بیہوشی سے ممتاز فرمایا جن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی

نفس اسلام

شمار فرمایا اور وہ اَوَّلُ مَنْ اُفِیْقُ ہے۔ باقی رہا آپ کا ارشاد کہ خبر نہیں موسیٰ علیہ السلام ان بیہوشوں سے ہیں جو مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا بیہوشی کے مستثناؤں سے ہیں اور آپ کا یہ جملہ شکیہ محض اپنی انکساری اور موسیٰ علیہ السلام کو بلحاظ نبی اللہ ہونے کے ان کی عزت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا ورنہ آپ کا فرمان اَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یُّفِیْقُ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اولیت اور موسیٰ علیہ السلام کی ثانویت ثابت کر رہا ہے اور فرمان الٰہی وَتَرَی النَّاسَ سُکَارٰی وَمَا ھُمْ بِسُکَارٰی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو بیہوشی سے ممتاز فرما رہا ہے کہ آپ رائی یعنی بیہوشوں کو دیکھنے والوں میں شامل ہیں باقی لوگ مرئی بیہوش ہو گئے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب قیامت کی خاص خبر کہ موسیٰ علیہ السلام بھی اس شخص کیساتھ ہونگے جو بیہوشی سے مستثنیٰ ہوگا تو یہ اپنے اپنی ذات کے متعلق ہی ارشاد فرمایا جو مذکورہ ایت کریمہ اور حدیث شریف کے ابتدائی جملہ سے ثابت ہے اور فَلَا اَدْرِیْ کا جملہ ایسا ارشاد فرمایا جس سے اپنی ذات کریمہ کو فخر سے بھی مبرا رکھا اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی بیہوشی سے مستثنیٰ فرما دیا تو فَلَا اَدْرِیْ کا جملہ شان موسویت کو ملحوظ رکھنے کے لئے نہ کہ اپنی بے علمی کے اظہار کے لئے فرمایا جیسا کہ تم نے سمجھا ہے اور یہ عام محاورہ بھی ہے کہ جو شخص کسی خاص مقام اعلیٰ پر پہنچے تو ان کے پیچھے فوراً ہی کوئی دوسرا بھی وہاں پہنچ جائے تو وہ اس دوسرے کی شان کے اظہار کے لئے اور اپنی انکساری ثابت کرنے کے لئے فوراً کہہ دیتا ہے کہ خبر نہیں کہ تو مجھ سے بھی پہلے ہی پہنچا معلوم ہوتا ہے تو وہ حقیقت کے مطابق عرض کرتا ہے۔ کہ نہیں حضور آپ ہی پہلے ہیں تو یہ آپ نے اپنی انکساری کا ثبوت دیا اور جواب موسیٰ علیہ السلام کو ظاہر تو نہیں فرمایا لیکن اگر تم موسیٰ علیہ السلام کا جواب سنو تو پھر تمہیں شان و فرمان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم معلوم ہو۔

آیئے فقیر آپ کو شان موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں شان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم عرض کرتا ہے۔ قیامت کو موسیٰ علیہ السلام کے متعلق تو آپ نے فرمایا فَاِذَا مُوْسٰی علیہ

nafseislam
نفس اسلام

السلام باطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ میں دیکھوں گا۔ کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کے کنارے کو پکڑے ہوئے ہیں۔

لیکن مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان قیامت عرض کرتا ہوں۔

مستدرک ۴/۵۶۱ فَیُلْقٰی لَهٗ كُرْسِیٌّ عَنْ یَمِیْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے خداوند کے دائیں جانب کرسی سجائی جائے گی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا کنارہ تھامے ہوں گے اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم عرش خداوندی کے دائیں جانب کرسی نشین ہونگے۔

کہیں جناب وہابی صاحب پایہ تھامنے والا مقدم یا دائیں جانب کرسی نشین مقدم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنے ایمان کو درست کرنے کی کوشش کرو۔

ثابت ہوا کہ فرمان لا ادری محض انکساری کے لئے ہی ہے نہ حقیقت کے اظہار کے واسطے اور اگر لا ادری کے ماقبل ومابعد کی عبارت ومقام کے مطابق معنی نہ کروگے تو معاذ اللہ تمہیں خدا کو بے علم تسلیم کرنا پڑیگا سنیئے۔

یونس ۱۱/۲ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ۔ فرمادیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا خبر دیتے ہو اللہ کو جو اللہ تعالےٰ آسمانوں اور زمین میں نہیں جانتا پاک ہے اور بلند ہے اس چیز سے جو تم شرک کرتے ہو

رعد ۱۳/۵ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوْهُمْ اَمْ تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ

اور انہوں نے اللہ کے لئے شریک بنائے فرمادیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ اے مشرکو نام تو ان کا بتاؤ کیا تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو جس کو اللہ زمین میں جانتا نہیں۔

Nafse Islam
نفس اسلام

یا بناوٹی بات ہے۔

ان آیات کریمہ میں اگر لا تعلمھم کے تمہاری طرح ظاہری معنی ہی لیے جاویں تو معاذ اللہ خداوند عالم الغیب کو بھی بے علم تسلیم کرو ایسے ہی لا ادری سے بھی ظاہری معنی نہ لیے جاوینگے بلکہ محاورہ کے لحاظ سے معنی لیے جاوینگے۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں نے اللہ سے سوال کیا کہ یا اللہ میری امت کا حساب میرے ہاتھ میں دے دے تاکہ دوسری امتوں کے سامنے ان کی رسوائی نہ ہو تو میری طرف اللہ تعالے نے وحی کی کہ اے محمد صلے اللہ علیک میں ان کا حساب لوں گا اور اگر کوئی ان سے لغزش ہوئی تو میں تم سے پوشیدہ رکھوں گا تاکہ وہ آپ کے پاس شرمسار نہ ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعض کی لغزشیں ہمیشہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی مخفی رہینگی لہذا آپ کو کل علم نہ ہوا ورنہ ماکان و یکون کا۔

محمد عمر "وہابی صاحب آپ کا ٹھٹہ تو پورا ہو چکا اب اصل حقیقت فقیر عرض کرتا ہے۔ اس حدیث پاک کو بیان کرنے سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد معاذ اللہ اپنی بے علمی کا اظہار نہیں جو تم نے سمجھا ہے ہمیشہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو بیان کرتے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس بیان سے آپ کا مقصد کیا ہے چنانچہ آپ کے مقصد کے مطابق اپنی تفصیل کو دیکھنا چاہیے ورنہ یاد رکھو مجرم ثابت ہوگے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد اس حدیث شریف سے محض امت کو تسلی دینا ہے کہ اللہ تعالے میری امت کے جرموں پر میری وجہ سے پردہ پوشی فرمائینگے۔ اور اس پردہ پوشی کا وعدہ میں نے ابھی دنیا میں ہی اللہ کریم سے لیا ہے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم امت کے جرائم پر خداوند سے پردہ پوشی کا وعدہ لیں اور تم محض امتی ہونے کا دعوے رکھنے والے معاذ اللہ آپ کو بے علم ثابت کرنے کے درپے ہو کچھ خدا کا خوف کرو۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے نے مجھے فرمایا سَتَرْتُہَا عَنْکَ آپ کی وجہ سے میں اُن کی لغزشوں کو پردہ پوش کردوں گا یعنی آپ کی اُمت کے ایسے افراد سے ان کی لغزشوں کا حساب ہی نہیں لوں گا تاکہ آپ کے پاس کھڑے ہونے والے آپ کے قرب میں رسوائی کا منہ نہ دیکھیں۔ اور پھر اس کا جواب قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔

زمر ۲۴ لِیُکَفِّرَ اللّٰہُ عَنْہُمْ اَسْوَءَ الَّذِیْ عَمِلُوْا تاکہ مٹا دے اللہ تعالٰے ان کے بُرے اعمال کو وَیَجْزِیَہُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اور اچھا بدلہ دے گا۔ ان کو جو وہ عمل کرتے تھے۔

- چنانچہ اس حدیث مذکورہ بالا میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے انعام کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ یہ جو اللہ تعالٰے نے متبعین سے لغزشوں کی معافی کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ وعدہ بھی میں نے رب العزۃ سے لیا ہے تاکہ متبعین میرے پاس کھڑے ہوں۔ تو دوسری امتوں کے مقابلہ میں میرے غلام بالکل بے گناہ میدان حشر میں کھڑے ہوں چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

جامع صغیر ۲۴ سَاَلْتُ اللّٰہَ الشَّفَاعَۃَ لِاُمَّتِیْ فَقَالَ لَکَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ میں نے اللہ سے اپنی امت کے متعلق سفارش کی تو اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ آپ کی طفیل ستر ہزار بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہونگے۔

کیوں جناب یہ ہے تمہاری پیش کردہ حدیث کی ترجمانی آیت وحدیث سے جو تم نے اپنی رائے سے ترجمانی کر کے معاذ اللہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کو ثابت کرنا چاہا! اور چوتھا جواب پردہ پوشی عدم علم کو مستلزم نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے تمام اعمال میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔

جامع صغیر ۲/۵۰ عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ بِاَعْمَالِہَا حَسَنِہَا وَسَیِّئِہَا
مجھ پر میری امت مع اچھے برے اعمال کے پیش کیے گئے

مشکوٰۃ شریف ۶۹ عُرِضَتْ عَلَیَّ ذُنُوْبُ اُمَّتِیْ فَلَمْ اَرَ ذَنْبًا اَعْظَمَ مِنْ سُوْرَۃٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ اَوْ اٰیَۃٍ اُوْتِیْہَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِیَہَا۔

میرے سامنے میری تمام امت کے گناہ پیش کیے گئے (تو تمام امت کی تمام برائیاں دیکھیں) قرآن کی سورۃ یا آیت پڑھ کر پھر اس کو جس شخص نے بھلا دیا اس سے بڑا گناہ اور میں نے کوئی نہیں دیکھا۔

کیوں جناب اب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اعتبار کریں کہ آپ کو امت کے تمام سیات کا علم ہے یا وہابیوں کی بات پر اعتماد کریں مسلمان تو یہ گوارہ نہیں کرسکتا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کسی غیر کی بات کو صحیح سمجھے ہم احناف کو بفضلہ تعالےٰ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر یقین ہے کہ آپ کو تمام کے سیئات کا بھی علم ہے اور تمہارا اعتراض بے علمی کا بنی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات کے واسطے لغو ثابت ہوا کیونکہ اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ آپ ہر عامل کی ہر لغزش سے ہر وقت واقف ہیں جو اصغر اور اکبر کی تمیز فرما رہے ہیں اور اس مختلف فیہا حدیث میں آپ کی فضیلت زیادہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے امتی کو مجرمانہ حیثیت میں آپ کے پاس پہنچنا گوارہ ہی نہیں فرمایا بخود آپ کی امت کو لغزشوں سے مبرا کرکے دربار رسالت میں پیش کرینگے

ابن ماجہ ۲۹۶
ترمذی شریف ۲/۸۹

وَاِنَّ اُمَّتِیْ سَتَفْتَرِقُ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّہَا فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً وَّہِیَ الْجَمَاعَۃُ۔
اور بے شک میری امت عنقریب بہتر فرقوں میں متفرق

ہو گی تمام دوزخی ہونگے۔ سوائے ایک کے (یعنی ایک فرقہ ان سے جنتی ہوگا) اور وہ جماعت ہے۔

بزبان نبی صلے اللہ علیہ وسلم ثابت ہوا کہ آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے سیئات وحسنات اور ان کے حاملین کا علم ہے کیونکہ ابھی تمام فرقے پیدا ہوئے نہیں اور آپ نے ان کی تفریق کاملہ سے متنبہ فرمایا فرقے کا تعلق اعتقاد سے اور اعتقاد کا تعلق قلب سے تو آپ کو علم قلوب حاصل ہوا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام قیامت تک کے آنے والوں کے علم قلوب کے عالم ہیں حاملین حسنہ ہوں یا سیئہ

وہابی "بخاری مسلم میں حدیث ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تین دفعہ بیہوشی طاری ہوئی جب ہوش میں آئے تو دریافت فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے عرض کیا گیا نہیں اور تین دفعہ ہی غسل فرمایا اور نماز کے لئے تیاری کرتے تو پھر بیہوش ہو جاتے تین دفعہ ایسے ہی ہوا اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو کیا نماز پڑھ چکے سوال کیوں کرتے اور غسل کیوں کرتے ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان ومایکون کا علم نہیں۔

محمد عمر "حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا بار بار غسل کرنا ہماری تعلیم کے لئے تھا کہ اگر کسی کو بیہوشی طاری ہو جائے تو غسل کر لینا چاہیئے قاضی عیاض نے لکھا ہے۔ کہ آپ کا غسل قائم مقام وضو کے تھا اور یہ غسل آپ کے تقدس پر مبنی ہے کیونکہ بیہوشی ناقض وضو ہے لیکن اگر غسل کر لیا جاوے تو سنت ہے۔ بیہوشی سے غسل کو سنت مقرر کرنے کے لئے آپ نے بار بار غسل فرمایا نہ کہ اس سے آپ کی بے علمی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ وہابیوں نے سمجھا ہے اور آپ کا سوال فرمانا کہ أَصَلَّى النَّاسُ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی اس سے اپنی امت کو تعلیم دینا مقصود تھا کہ میری اطاعت کو مقدم سمجھیں اور سمجھانا مقصود تھا کہ فریضہ نماز بھی میری اطاعت کے بغیر جائز نہیں اور بار بار آپ کا سوال کرنا اس بات کی دلیل تھی کہ مجھے بار بار اغماء کے طاری ہونے سے تمہیں یہ غلطی نہ لگے کہ انتظار کئے خود بخود

جماعت کراؤ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ آپ کو علم غیب کلی جمیع ماکان و ما یکون حاصل تھا کیونکہ آپ کو علم تھا کہ صحابہ کرام خود بخود نماز پڑھ لیں گے اس واسطے آپ نے اپنی اطاعت میں رکھنے کے لیے بار بار اشارۃ النص سے اپنی اطاعت میں رکھنے کی ترغیب دلائی دوسری دلیل اس سے یہ ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میں تیسرے اغماض کے بعد مسجد میں جا سکوں گا۔ اس لیے ان کو فقرہ سوالیہ سے ہی جماعت کرانے سے روکتے رہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چونکہ آپ کے ہر اشارہ کو سمجھتے تھے رُکے رہے۔

وہابی "ابو داؤد کی حدیث میں اسی مرض الموت کی جماعت کے واقعہ میں ہے۔ کہ آپ نے فرمایا این ابوبکر تو اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان وما یکون کا علم نہیں۔

محمد عمر "خداوند دشمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دے جو عالمین کے علیم و رحیم کی معاذ اللہ بے علمی ثابت کرے نعمانی صاحب کو اتنا علم بھی نہیں کہ یہاں این کا استعمال قائم مقام اُدْعُوْ کے ہے یعنی ابوبکر کو بلاتا ہوں اس سے آپ کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو این کے استعمال سے بے علم کہو گے تو دُنیائے وہابیت میں یہ فتویٰ خداوند پر بھی ثابت ہوگا۔

۱۔ انعام ۷/۴ | وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ۔

۲۔ نحل ۱۴/۴ | ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ

۳۔ قصص ۲۰/۷ | فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ۔

۴۔ حم سجدہ ۲۵/۶ | وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي۔

کیا اللہ تعالےٰ کو شرکاء کا علم نہیں جو اپنی خبرگائی سے قیامت کو سوال کریگا بلکہ ان کا بلانا مقصود ہے تاکہ ان شرکاء کو مشرکین پر جھلتایا جاوے۔

۵۔ تکویر ۳۰/۱ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۔ اور جب زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کا سوال کیا جاویگا کہ کونسے گناہ میں قتل کی گئی۔

اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ خداوند کا بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ سے سوال کرنا بے علمی پر دال نہیں بلکہ اثبات جرم مقصود ہے۔

۶۔ تکویر ۳۰/۱ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَیْطٰنِ الرَّجِیْمِ فَاَیْنَ تَذْهَبُوْنَ اور یہ شیطان مردود کا قول نہیں تم کہاں جاتے ہو۔

اس آیہ کریمہ سے این فرما کر قرآن کی طرف بلانا مقصود ہے۔

چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا این ابوبکر فرما کر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بلانا مقصود تھا جو آپ کی بے علمی پر دال نہیں بلکہ این ابوبکر فرمانا آپکے علم غیب کی علامت ہے کہ آپ گھر میں تشریف فرما ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ مسجد میں تو آپ ان کو مسجد سے طلب فرما رہے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ ابوبکر ہے یا نہیں کیونکہ اگر فرماتے کہ ابوبکر ہے یا نہیں تو کچھ سوال کی گنجائش تھی الغرض آپ کا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مسجد سے بلانا آپ کے غیبی علم کو ثابت کر رہا ہے۔

وہابی "حدیث قرطاس میں اپنے پہلے قلم دوات طلب فرمائی اور صحابہ کرام کے جھگڑے پر آپ نے فرمایا چلے جاؤ اگر علم غیب پہلے ہی ہوتا تو پہلے قلم دوات کیوں طلب کرتے معلوم ہوا کہ کل علم جمیع ماکان ومایکون کا نہیں تھا۔

محمد عمر "نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قلم دوات کا سوال کرنا عدم علم کا ثبوت نہیں بلکہ علم غیبی کا ثبوت ہے کیونکہ امتحان مقصود تھا تاکہ جو لوگ قانون خداوندی سے

ناواقف ہیں ان کو یہ موقع نہ ملے کہ نبی اللہ کا تو وصال ہو گیا بس اب اسلام رخصت ہو گیا بلکہ ان کو یہ ثابت ہو جائے کہ اسلام قیامت تک قائم و دائم رہیگا کیونکہ قرآن باقی ہے اور قانون خداوندی باقی ہے اور دوسری غیبی علم ہونے کی وجہ یہ تھی کہ بعد میں صحابہ کرام کے مخالفین نے دل میں یہ خیال نہ کریں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بعد میں قرآن کریم کو چھوڑ گئے آپ نے اپنے سامنے ہی سوال کر کے ان کے عامل بالقرآن ہونے کا ثبوت دے دیا تاکہ ان کو ثابت ہو جائے کہ یہ قرآن کے باہر نہیں جائینگے۔ سوم انہوں نے عِنْدَنَا كِتَابُ اللّٰهِ حَسْبُنَا سے آپ کی مرضی کے مطابق آپ کے سامنے ہی اقرار کر لیا ورنہ پہلے اپنے کبھی کچھ لکھا؟ جب نہیں تو محض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ان کے آئندہ لائحہ عمل بالقرآن کی عوام کو تسلی کرانا مقصود تھا یہ آپ کے علم غیب کی دلیل ہے نہ کہ عدم علم کی جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

وہابی “نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ پتر لاؤ میں تمہیں امت کے لئے کچھ ہدایات لکھ دوں جن کے لکھنے کے بعد امت گمراہ نہ ہو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضور میں یوں ہی یاد رکھوں گا آپ نے فرمایا میں نماز کی وصیت کرتا ہوں اور زکوٰۃ کی اور غلاموں سے حسن سلوک کی۔

اگر نبی علیہ السلام کو علم غیب ہوتا کہ مجھے زبانی ہی کہنا پڑے گا تو پہلے پتر طلب نہ فرماتے معلوم ہوا کہ آپ کو علم ماکان و ما یکون کا نہیں تھا۔

محمد عمر ” نعمانی صاحب تم تو بار بار اوچھے ہتھیاروں پہ اتر آئے تمہیں تو خداوند کریم پر بھی یہ قانون استعمال کرنے سے گریز نہ ہوا۔ کیونکہ خداوند کو اگر علم غیب ہوتا تو پہلے شیطان کو کیوں ملائکہ کا سردار بنایا بعد میں پھر نکالنا پڑا اور دوسرا جواب اگر خداوند کو علم ہوتا کہ آدم علیہ السلام جنت میں رہنے کے قابل نہیں ہیں آخیر انہوں نے منہی عنہ کو کھا ہی لیا ہے تو پہلے ہی زمین پر اتار دیتے تیسرا جواب پہلے پچاس نمازیں کیوں

فرض فرمائیں جب علم تھا تو پہلے ہی پانچ کر دیتے معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا امر اول کے خلاف ظاہر کرنا یہ امر کے عدم علم پر دال نہیں ہوتا بلکہ علیم کی امر اول میں حکمت ہوتی ہے چنانچہ اس میں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا امتحان مقصود تھا کہ علی رضی اللہ تعالے عنہ لوگوں کے فائدے کو مقدم سمجھتے ہیں یا مجھے تو آپ امتحان میں پاس نکلے آپ کو چھوڑ کر نہ گئے یہ حکمت تھی حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان اول کی پانچواں جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالے کی زبان اور تحریر مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم یکساں ثابت ہوئی ورنہ آپ ضرور منگوا لیتے لہذا ثابت ہوا کہ

حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کی روایت کا اعتماد ایسا ہے جیسا کہ حدیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا چھٹا جواب اللہ تعالے نے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ملائکہ کو کیوں کہا جب علم تھا کہ انہوں نے خلاف مشورہ دینا ہے۔ ان تمام استدلات سے واضح ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا خلاف امر اول عمل کرنا حکمت سے خالی نہیں ہوتا اور مختار ہیں جس علم کو جس طرح چاہیں جاری فرما سکیں کسی کو اعتراض کی گنجائش نہیں اور معترض ان کا نافرمان سمجھا جاویگا۔

وہابی "حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تین دن کسی کو نہ دیکھتے تو اس کا حال دریافت فرماتے اگر وہ کہیں باہر گیا ہوتا تو دعا خیر فرماتے اگر گھر پر بیمار ہوتا تو خود تشریف لیجا کر حال دریافت فرماتے اور بیمار پرسی کرتے اگر غیب ہوتا تو ایسا کیوں کرتے۔

محمد عمر "یہ تعلیم امت تھی کہ تم بھی اگر کسی مومن ساتھی کو چند دن نہ دیکھو تو اس کے گھر جا کر اسکی خبر گیری کیا کرو تاکہ تمہاری محبت میں فرق نہ آئے اور کسی دشمن کو تمہاری جدائی کا موقعہ نہ ملے۔

دوسرا جواب آپ رحمۃ للعالمین ہیں رحمۃ خود مرحوم کو تلاش کرے تو یہ کمال رحمت

ہے اور اگر کوئی آپ کی ایسی رحمت کو عدم علم پر محمول کرے تو وہ آپ کی رحمت سے بے نصیب ہے۔ تیسرا جواب ملائکہ صبح شام کے بدلتے ہیں تو اللہ تعالے ملائکہ سے سوال کرتے کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ تو کیا خداوند کو علم نہیں ہوتا جو اپنے بندوں کا حال دریافت فرماتا ہے تو جیسا کہ یہاں شان مومنین ثابت ہوتی ہے وہاں شان صحابہ کرام ظاہر کرنی مقصود تھی۔

اس میں بھی تو شان صحابہ کرام ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے دوست خاص معاذ اللہ منافق نہیں وہ میرے محب ہیں میں ان کا محب ہوں اس سے تو آپ کی شان علمی ثابت ہوئی کہ آپ کو علم غیب تھا کہ میرے بعد میرے صحابہ کرام پر لوگ معاذ اللہ منافق ہونے کی تہمت لگائیں گے۔ اس اعتراض کی صفائی کے لئے آپ گھر تشریف لے جاتے تاکہ ان کی محبت کا اظہار ہو جائے اور دشمن کو ثابت ہو جائے کہ معاذ اللہ اگر وہ منافق ہوتے تو آپ ایسے لوگوں کے گھروں میں کیوں تشریف لے جاتے رہے یہ آپ کے علم غیب ہونے کی علامت ہے۔

وہابی "ایک دن بعض صحابہ کرام کی معیت میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم باہر نکلے تو ایک نئی قبر کو دیکھ کر آپ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا گیا کہ یہ قبر فلاں باندی کی ہے تو آپ نے کھڑے ہو کر تمام کی معیت میں قبر پر ہی دوبارہ نماز پڑھائی اور فرمایا فَاِنَّ صَلٰوتِیْ لَهٗ رَحْمَةٌ میرا نماز پڑھنا اس کے لئے رحمت ہے اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو ایسا کیوں کرتے معلوم ہوا کہ آپ کو روزمرہ کے حوادثات کا بھی علم نہیں چہ جائیکہ ماکان وما یکون کا علم ہو۔

محمد عمر "تم نے تو نعمانی صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ آپ کا ان کے پہلے جنازے میں تشریف نہ لانا آپ کے عدم علم پر دال نہیں بلکہ آپ کے مختار کل ہونے پر دال ہے کہ آپ کو معلوم تھا کہ میں نے دوبارہ جنازہ پڑھا لینا ہے اس لئے مجھے اب جانے کا کیا فائدہ۔ دوسرا جواب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

آپ کا میت کو سامنے رکھ کر نماز جنازہ پڑھنا اور قبر پر پڑھنا یکساں مفید ہے اسی لئے فَاِنَّ صَلٰوتِیْ لَهٗ رَحْمَةٌ فرمایا۔

تیسرا یہ ثابت ہوا کہ آپ ہر مومن کے نفس کے وارث ہیں۔ کیونکہ بغیر وارث اصلی کے دوسرا جنازہ کوئی نہیں لوٹا سکتا۔

چوتھا یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ میرے بعد میرے کلمہ پڑھنے والے ایسے پیدا ہونگے جو میرے نفع دینے کے قائل نہ ہونگے آپ پہلی دفعہ اسی لیے شامل نماز جنازہ نہیں ہوئے قبر پر پڑھایا تاکہ ان منکرین کو ثابت ہو جائے کہ میرا نفع میرے امتی کو مرنے کے بعد بھی ویسے ہی پہنچتا ہے جیسا کہ دنیا میں اور جس کو نفع نہیں پہنچتا وہ سمجھے کہ میں آپ کا امتی نہیں۔

کیوں جناب نعمانی صاحب یہ ہے حدیث پاک جس کو تم نے عدم علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثابت کرنے کی بیفائدہ کوشش کی اس سے تو آپ کا حصول علم غیب ثابت ہوا۔

وہابی ”آپ کو اگر جنازہ کے لیے بلایا جاتا تو پہلے دریافت فرما لیتے کہ اس کا چال چلن کیسا ہے اگر اچھا ہوتا تو پڑھتے ورنہ میت کے گھر والوں کو کہہ دیتے کہ تم خود پڑھ لو معلوم ہوا کہ آپ کو علم غیب نہ تھا اگر ہوتا تو دریافت کیوں فرماتے۔

محمد عمر ”پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ معاملہ ہر ایک سے نہیں ہوتا تھا جیسا کہ تم نے پیچھے ابھی حدیث شریف باندی والی میں پڑھا ہے کہ آپ نے بن دریافت کئے جنازہ پڑھایا اور اسکی قبر پر پڑھایا اور اگر کسی کے متعلق دریافت فرماتے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ تم بلا واقفیت اعتقاد کسی کا نماز جنازہ نہ پڑھنا دوسری حکمت دریافت فرمانے کی یہ ہے کہ اس کے اعمال صالحہ کی تشہیر ہو جائے تو وہ اس صورت میں بھی قابل بخشش ہو جائے اور تیسری وجہ یہ کہ اگر اور برا ہوا اور میں نے اسکے جنازہ پڑھنے میں پس و پیش کی تو عوام کو معلوم ہو جائیگا کہ آپ برائی کو پسند نہیں فرماتے اگر ہم نے بھی برائی ترک نہ کی تو ہمارا جنازہ بھی آپ نہ پڑھائینگے۔ تو ہم کب فلاح پا سکتے ہیں ایک تو وہ میت اس قابل نہ ہو گی کہ اس کا جنازہ

آپ پڑھائیں۔ اور دوسروں کو عبرت ہوئی ہزاروں کی اصلاح کی جانی مقصود تھی تو یہ تہدیداً تھا نہ کہ بسبب بے علمی کے جیسا کہ تم نے سمجھا ہے کیونکہ آپ نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ مومن کے جنازہ پر تشریف لائے ہوں اور جنازہ نہ پڑھا ہو کسی سے پس و پیش ضرور کیا۔

وہابی " نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غلام آیا تو آپ نے ہجرت پر اس سے بیعت لی اور آپکو معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے بعد ازاں اسکا مالک اس کو لینے آگیا تو آپ نے اس کو دو حبشی غلاموں کے بدلہ میں خرید لیا پھر آپ بیعت نہ کرتے حتیٰ کہ دریافت فرما لیتے کہ کیا وہ غلام ہے اگر آپ کو جمیع ماکان و مایکون کا علم غیب ہوتا تو اس تلخ تجربہ کے بعد آپ کو ہر مبایع کے متعلق یہ تحقیق کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

محمد عمر " نعمانی صاحب بیچارے ایسے سادہ لوح ہیں کہ قول راوی سے استدلال لیتے ہیں جس میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب اور کشف الصدور کے منکر ہیں لیکن راوی کے علم غیب کا اقرار کر رہے ہے بھلا راوی کو کیسے علم ہوا کہ لَمْ يَشْعُرْ أَنَّهُ عَبْدٌ تمہارا استدلال تب صحیح ہو سکتا تھا کہ جب بعد میں آپ فرماتے کہ میں نے غلطی کی مجھے علم نہ تھا جب آپ نے اپنے اس امر کو غلطی نہیں فرمایا تو بھلا تمہاری کون سنے یہ دربار رسالت دربار رحمۃ للعالمین ہے آپ کے در دولت پر سائل آئے پھر خالی چلا جائے تو وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ میں فرق آجاتا باقی رہا اس غلام کے متعلق بغیر تحقیق بیعت میں داخل فرمانا اور باقی کی تحقیق کرنا یہ آپ کے جمیع ماکان و مایکون کے علوم غیبیہ کے حصول کا سبب ہے کہ آپ کو ہر ایک کا علم ہے کہ کون حقدار ہے اور کون نہیں آپ کو اس غلام کے ماقبل و مابعد کے اعمال و نتیجے کا علم تھا اسکے بدلہ میں دو غلام بھی دیگر آزاد فرما لیا باقی جس کے متعلق آپ تحقیق فرماتے ہونگے وہ حقدار آزادی نہ ہوگا۔ اس کے سابقہ اور آئندہ کے اعمال آزادی کے قابل نہ ہونگے اسی واسطے آپ تحقیق فرما لیتے خریدتے نہیں ویسے ہی رہنے دیتے جیسا کہ ایک اونٹنی نے آپ کے سامنے اپنے مالک کی شکایت کی تو آپ نے اسے خرید

کر آزاد کر دیا اب تم کہو کہ تمام اونٹیوں کو آپ آزاد کیوں نہیں کراتے تو یہ تمہارے عدم علم کی دلیل ہے نہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کی آپ کسی کو آزاد کرائیں تو یہ بھی آپ کے جمیع علوم غیبیہ کی دلیل ہے اور اگر نہ آزاد کرائیں تو یہ بھی آپ کے جمیع ماکان وما یکون کے حصول کی علامت ہے ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تم سے کم عالم نہ تھے انہوں نے آپ کے عدم علم کے استدلال ایسے کیوں نہ پیش کئے اب تمہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کا الہام ہوا ہے اور غلام کو آزاد کرانا وہابی دین میں تلخ تجربہ ہے لیکن مسلمانوں کے نزدیک بقانون خداوندی کار ثواب ہے پہلے ص ۴۲۶ پر بھی گزر چکا ہے۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص میرے کسی صحابی کی طرف سے کوئی شکایت مجھ تک نہ پہنچائے میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس اس حال میں آؤں کہ میرا سینہ (تمہاری طرف سے صاف ہو) اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ آپ کو جمیع ماکان وما یکون کا علم نہیں ورنہ کسی کی زبانی کسی کا بیان سن کر آپ پر کوئی اثر نہ ہوتا۔

محمد عمر "وہابیوں کی عادت ہے کہ استدلال بے بنیاد جڑ دینا کام ہے۔ نعمانی صاحب نے بھی اپنے مذہبی وطیرہ کو ہی لیا ہے شیخ علاؤالدین صاحب کنز العمال میں فضل صحابہ کے ماتحت اس حدیث کو شان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں پیش کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے میرے کسی اصحابی کی عیب جوئی نہ کرو کیونکہ اگر تم نے کچھ ان کی غیبت بیان کی تو تمہارے غیبت کرنے سے میرے سینے میں تمہارے متعلق رنج ہوگا تو دونی لعنت کے مستحق تم ہو گے ایک میرے اصحابی کی غیبت کرکے اور دوسرا مجھے تکلیف دے کر اور میں چاہتا ہوں کہ میں تمہاری طرف نکلوں تو میرے سینے میں تمہاری طرف سے کوئی رنج حائل نہ ہو بلکہ میں تمہاری طرف سے سلیم الصدر ہوں کہیں جی نعمانی صاحب اس حدیث میں مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم علم کی کونسی دلیل ہے کچھ سوچ کر تو بیان کیا کرو یا محض وہابیوں کو ہی خوش کرنا مقصود ہے۔ استدلال بنے یا نہ بنے مضائقہ نہیں نافہم۔

وہابی "آپ سورہ کی فصل کو نہ جانتے تھے بسم اللہ نازل ہوئی تو آپ کو سُوَر کی فصل کا پتہ چلا کہ بسم اللہ سورتوں کی فصل ہے۔

محمد عمر "تم نے تو بھائی اس اعتراض میں بڑی کمزوری دکھائی تمہیں کہنا چاہیئے تھا کہ آپ کو قرآن کا علم نہ تھا اللہ نے عطا کیا میرے دوست کیسے بھولے جا رہے ہیں آپ کو قرآن کا پورا علم خدا کی طرف سے پہلے ہی تھا باقی آپ بغیر وحی اظہار نہ فرماتے کیونکہ ارشاد الٰہی ہے۔ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤی اِلَیْكَ وَحْیُهٗ جب تک وحی سے فیصلہ نہ ہو یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ قبل از انزال جلدی نہ فرمادیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ قبل از وحی آپ کو علم قرآن ہے لیکن بغیر وحی اظہار کی اجازت نہیں کہیں جی وہابی صاحب حدیث کا جواب قرآنی آیت کریمہ سے ملا اس کا نام ہے جواب اب ایسا سوال منہ پر نہ لانا۔

وہابی "حضور نے فرمایا کہ نماز میں میرا ارادہ ہوتا ہے کہ خوب لمبی نماز پڑھوں لیکن بچے رونے کی آواز میرے کان میں پہنچتی رہے تو میں نماز کو مختصر کر دیتا ہوں اس سے بھی آپ کے علم غیب کی نفی ثابت ہوئی کیونکہ اگر آپ کو پہلے بچے رونے کا علم نہ ہوتا تو نماز لمبی کرنے کی نیت ہی نہ کرتے۔

محمد عمر "اس میں تو غیب کی دلیل ہے کہ بچہ اپنے مکان میں روئے اور نبی صلے اللہ کے کان مبارک مسجد میں سنیں لیکن وہابی اسکو بھی آپ کی بے علمی سمجھے تو اس کو خدا سمجھے دوسرا جواب اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ نماز میں بھی آپ ہمارے نفع کی ہی لحاظ رکھتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد کے لئے اپنے دلی ارادہ کو ظاہر فرما کر ہماری رعایت رکھنے کا احسان جتایا وہابی جس کو بے علمی سمجھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ علم ہوتا تو پہلے نماز لمبی کی ہی نیت کریں کی اور یہ نہ سمجھا کہ لمبی نماز کی نیت کر کے پھر ہماری رعایت کے واسطے مختصر کریں احسان

بھی تب بھی تو ہے اگر پہلے ہی مختصر نماز کی نیت فرما لیتے تو پھر احسان جتانے کا مطلب کیا اور آپ کا احسان بھی ہے مگر یہ وہابیوں پر احسان کیسا اگر آپ لمبی نماز فرماتے تو وہابی تب بھی تنگ ہی ہوتا پھر کب خوش ہوتا۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم جوتے کی آہٹ تک لوگوں کے منتظر رہتے اگر علم غیب ہوتا تو جوتوں کی آہٹ کی انتظار کیوں کرتے۔

محمد عمر "یہ بھی آپ کا محبت والا احسان کو ظاہر فرمانا ہے جیسا کہ کسی کی والدہ کہے کہ بچہ میں تیرے جوتوں کی آہٹ کی منتظر رہتی ہوں تو بچہ کہہ دے کہ تو تو جاہل ہے تو لعنت ہے ایسے بچے کی ایسی سمجھ پر۔

ایسے ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی شفقت ومحبت کا احسان جتایا کہ میں جلدی نہیں کرتا جب تک میرے کان میں تمہارے جوتوں کی آہٹ آتی رہتی ہے میں تمہیں اپنے ساتھ ملانے سے محروم نہیں رکھتا یہ آپ کی کمال رحمت کا اظہار فرمانا ہے نہ کہ اس سے معاذ اللہ آپ کی بے علمی کا اظہار ہے جیسا کہ وہابی سمجھ بیٹھا۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بستر پہ کھجور پاتا ہوں اور اس کو کھانے کے لئے اٹھا لیتا ہوں لیکن زکوٰۃ کے خوف سے اسکو رکھ دیتا ہوں۔ اگر آپ کو غیب ہوتا تو پہلے کھجور اٹھاتے کیوں لہذا علم غیب کی نفی ثابت ہوئی

محمد عمر "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بے علمی ثابت کرنے کے لئے یہ واقعہ بیان نہیں فرمایا بلکہ آپ معلم الہٰی ہیں اس لئے اتقاء کا سبق سمجھایا ہے۔ وہابی بس کر آپ کی بے علمی سمجھ بیٹھا ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی سمجھا دیا ہے کہ ایک کھجور بھی اگر لقطہ پڑی ہو اور تمہارا دل بھی چاہے تو کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ تم نے میری سنت پر عمل کرنا ہے۔

وہابی "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا میں خوب جانتا ہوں جب تم مجھ سے راضی ہوتی

ہو اور جب غصہ میں ہوتی ہو۔ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا آپ کس طرح پہچانتے ہیں فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو (قسم کھاتے وقت) کہتی ہو "رب محمد کی قسم" اور جب ناخوشی میں ہوتی ہو تو کہتی ہو "رب ابراہیم کی قسم" (صدیقہ فرماتی ہیں) میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ خدا کی قسم میں اس وقت بھی بظاہر آپ کے نام کو چھوڑتی ہوں۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ آپ علامات سے معلوم کرتے تھے غیبی علم نہ تھا۔

محمد عمر " فرمان مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم اس حدیث شریف میں کتنا واضح ہے اِنِّی لَاَعْلَمُ اِذَا کُنْتِ عَنِّی رَاضِیَۃً وَاِذَا کُنْتِ عَلَیَّ غَضْبٰی۔ کہ بے شک جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہو یا خفا ہوتی ہو تو تیری رضا اور غصے کا مجھے علم ہوتا۔ رضا و غضب باطن سے متعلق ہے اور آپ اگر اپنے علم باطنی معلوم کرنے کے مدعی بھی ہوں پھر بھی وہابی کو اعتبار نہیں آتا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے جب اس باطنی علم کی دلیل طلب فرمائی تو آپ نے بغیر کسی اطلاع دینے کے ان کے محاورے کا بھی اظہار فرما دیا۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کو آپ کے علم غیبی کے دعوے اِنِّی لَاَعْلَمُ فرمانے سے آپ کے علم غیبی پر یقین ہو گیا پر منکرین کے لئے دلیل بھی واضح کرا دی لیکن وہابی آپ کے دعوے پر، آپ کے علم غیب جاننے پر دلیل پیش کرنے سے ایمان لاتا تا آپ کے اس صاف دعوے علم غیب بیچ دلیل پیش کرنے کو نفسانی حسد و بغض کی بنا پر عدم علم کی دلیل پیش کرتا ہے میرے خیال میں نعمانی صاحب کو تو ذہول ہو گیا ہو گا۔ کیونکہ ایسے اہل علم کی یہ شان نہیں ورنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنے علم غیب ہونے کی دلیل پیش کرنا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کا اس کو تسلیم کرنا نعمانی صاحب کے دعوے کو الٹ دیتا ہے فَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن۔

وہابی " بخاری مسلم وغیرہ کی حدیث ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اس کی بات نہیں میں بشر ہوں اور میرے پاس فریق (اپنے

مقدمے لے کر آتے ہیں ایسی صورت میں ممکن ہے کہ تم میں کوئی فریق دوسرے سے اچھا بولنے والا ہو۔ میں سمجھ لوں کہ وہ سچا ہے اور میں اس کے حق میں مقدمہ کا فیصلہ دے دوں، حالانکہ حق اس کا نہ ہو، پس اس طرح میں جس کسی کو دوسرے مسلمان کا حق دلوا دوں تو اس کے لیے وہ جائز نہیں ہو جاتا۔ بلکہ وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہی ہے اب خواہ وہ اسے لے لے یا چھوڑ دے۔

اس حدیث کے مضمون سے ہی ہمارا مدعیٰ صاف ہے یعنی آپ کو علم کلی جمیع ماکان وما یکون نہیں تھا۔

محمد عمر " پہلی بات قابل غور یہ ہے کہ یہ ارشاد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی فیصلہ کرتے وقت فرمایا اور اپنے پر چسپاں کر کے مخاصمین کو حق گوئی کی ترغیب دلائی اور عذاب الٰہی سے ڈرایا دھمکایا یا کبھی آپ کی تمام عمر میں آپ سے معاذ اللہ ایسا خلاف امر فیصلہ ہوا ہو تو پھر اپنے معذرۃً ان جملوں کو استعمال فرمایا ہو اور یہ ممکن بھی نہیں کیونکہ جب ارشاد الٰہی لِتَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ہے آپ غلط فیصلہ کر ہی نہیں سکتے حقیقت یہی ہے کہ آپ نے مخاصمین کو ڈرا دھمکا کر حق گوئی کی ترغیب دلائی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کے حکم کے لیے یہ اصول مقرر کرنا مقصود تھا کہ شاہدین اور مدعی اور مدعی علیہ کے ظاہری بیانات پر فیصلہ دیا جائے باطن میں خواہ کچھ ہو اگر باطن میں خلاف ہوگا تو اس کا وجہ بیان کنندہ پر ہوگا نہ کہ فیصل پر اس واسطے فرمایا فَاَقْضِیْ لَهٗ عَلٰی نَحْوِ مَآ اَسْمَعُ مِنْهُ "میں فیصلہ کروں گا اس طرح جیسا کہ میں نے اس سے سنا چونکہ باطن کا علم حکم کو لازمی نہیں اور نہ باطنی علم پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور نہ فیصل کا علم باطن مخاصمین یا شاہدین کے واسطے کافی ہو سکتا ہے اس واسطے آپ نے اپنے علم غیبی پر موقوف نہیں رکھا بلکہ اس قانون کو گواہوں اور مخاصمین کے بیانات پر موقوف رکھا چونکہ ہر بات کا اجراء آپ کی سنت کے مطابق ہونا تھا۔ اس واسطے آپ نے ایسی سنت مقرر فرمائی جو ظاہر پر موقوف ہو اور نہ آپ سے کسی کے

حق میں معاذ اللہ تمام عمر غلطی ہوئی۔ جیسا کہ نعمانی صاحب نے سمجھا ہے ورنہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کی تکذیب لازم آئیگی۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علوم غیر نافع حاصل نہیں تھے کیونکہ آپ خداوند سے دعا فرماتے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ دوسری حدیث میں ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ اے اللہ میں علم نہ نفع دینے والے سے پناہ مانگتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ آپ کو علم جمیع ماکان ومایکون کا نہیں تھا۔

محمد عمر "ہر شئی کے حصول کے دو طریقے ہیں ایک خود طلب کرکے حاصل کرنا دوسرا یہ ہے کہ معطی خود اپنی طرف سے انعام فرما دے جب خود کسی شئی کو حاصل کیا جائے تو اعلیٰ شخص اعلیٰ شئی کو طلب کرتا ہے تو معطی رب کی طرف وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ کے قانون سے ادنیٰ اشیاء کا عموم بالتبع انعام فرما دیتا ہے۔ کیونکہ جو اعلیٰ شئی تھی اس کا علم تو رب العزت سے اپنے سوال کرکے لے لیا لیکن اللہ تعالے نے آپ کے اس سوال پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ فرمایا آپ یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے سوال کو رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا سے عام رکھیں تاکہ ہر شئی کا علم آپ کو عطا کیا جائے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ ادنیٰ شئی کا علم ادنیٰ نہیں ہوتا شئی ادنیٰ ہو تو ہو لیکن اس کا علم ادنیٰ نہیں ہوا کرتا جیسا کہ رب العزت ہر ادنیٰ و اعلیٰ کا عالم ہے تو اس کے علم میں ادنیٰ شئی کا علم نقص نہیں کہلا سکتا ایسے ہی اگر رب العزت آپ کو ادنیٰ شئی کا علم عطا فرما دے تو آپ کے علم میں کمی نقص نہیں آئیگی۔

تیسرا جواب ہر شئی کا علم نفع دینے والا ہوتا ہے مثلاً ادنیٰ شئی کا علم اگر آپ کو نہ ہو تو اس میں بھی نفع نہیں کیونکہ وہابی کو اعتراض کا موقع مل جائیگا کہ آپ کو ادنیٰ شئی کا علم حاصل نہیں لہٰذا آپ کو ادنیٰ اشیاء کا علم بھی دشمن کے مقابل میں نافع ہے تو ادنیٰ شئی کا علم بھی

سوال علمانا فیھا میں آگیا جس کو وہابی نہ سمجھ سکا۔

وہابی " حدیث شریف میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب اپنا نسب بیان فرماتے تو معد بن عدنان بن ادو سے آگے نہ بڑھتے اور فرماتے تھے کہ لہذا نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں حق تعالے فرماتے ہیں کہ ان کے درمیان بہت سے قرن گذرے ہیں اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ غیر معلوم حصہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم شریف میں بھی نہ تھا حالانکہ ماکان وما یکون میں وہ بھی داخل ہے لہذا آپ کو کلی علم نہ ہوا۔

محمد عمر " پہلا جواب تو یہ ہے کہ تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو سب مخلوق سے اعلم جانتے ہیں اس استدلال سے تم نے اپنے عقیدے کی خود ہی تکذیب کر دی جب تمہارے نزدیک آدم علیہ السلام تک کے آدمیوں کا ہی آپ کو پتہ نہیں تو ان سے زیادہ علم کے تم کب قائل ہوئے۔

دوسرا جواب جتنے وہ بالا قُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِکَ کَثِیْرًا ہیں وہ یا جنتی ہوں گے یا دوزخی اور دونوں کے اعداد و شمار کی کتاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی جس کا بیان آگے باب ۴۶۶ میں مذکور ہے۔ ورنہ ترمذی شریف ۲/۳۶ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہ کی حدیث کہ جس میں انہوں نے ذکر فرمایا ہے۔ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِیْ یَدِہٖ کِتَابَانِ مذکور ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کو تمام قرون کا علم ہے۔

تیسرا جواب اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَہٗۤ اِلَّا اللّٰہُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ قرآن کی حقیقت کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور علم میں جو مضبوط ہیں اور سب علم والوں سے مضبوط علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اسی واسطے قُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِکَ کَثِیْرًا کی حقیقت کے آپ اعلم ہیں آپ سے کوئی

نسب مخفی نہیں۔

چوتھا جواب آپ کا فرمان کَذَبَ النَّسَّابُوْنَ تمام نسب بیان کرنے والے جھوٹے ہیں اگر آپ کو معاذ اللہ یہی نسب کا علم ہی نہیں بقول تمہارے تو دوسروں کو کاذب کیسے کہتے معلوم ہوا کہ آپ کو صحیح نسب کا علم ہے اسی واسطے دوسروں کی تکذیب فرمائی۔

پانچواں جواب آپ کو علم نہیں لیکن علم غیب کا تمہیں ہوئے ہے؟ کیونکہ اپنے ورثوں کو جھوٹا فرمایا کر اپنی بے علمی کا اظہار نہیں فرمایا تو تمہیں آپ کی بے علمی غیب سے ثابت ہو گئی کچھ تو سوچ کر بات کرو۔ باقی چند اعتراضات غیب کل کے جوابات انشاء اللہ ضمیمہ مقیاس حنفیت میں بیان ہونگے۔

علم غیب از احادیث

۱۔ بخاری شریف ۲/۱۰۸۲ | عن الزھری قال اخبرنی انس بن مالک ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال۔ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسْاَلَ عَنْ شَیْئٍ فَلْیَسْاَلْ عَنْہُ فَوَاللہِ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْئٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ بِہٖ مَا دُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا

(آپ نے قیامت کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا کہ جس کا دل چاہے وہ کسی قسم کا سوال کرے۔ قسم خدا کی جب تک میں اس مقام پر کھڑا ہوں مجھ سے جو بھی تم کسی چیز کے متعلق سوال کروگے تو میں تمہیں خبر دوں گا،

۲۔ بخاری شریف ۲/۱۰۸۲ ۱/۱۸۲ | اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
مَا مِنْ شَیْئٍ لَمْ اَرَہٗ لَقَدْ رَاَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا حَتّٰی الْجَنَّۃَ

فَرَاَیْتُہٗ (کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں نے نہیں دیکھا اس کو میں نے اس مقام پر دیکھ لیا ہے۔ حتیٰ کہ جنت اور دوزخ بھی) معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم کلی ہے

۳۔ **مسلم شریف** ج ۲/۳۹۰ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ حَتّٰی رَاَیْتُ مَشَارِقَہَا وَمَغَارِبَہَا۔ (بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو اکٹھا کیا ہوا ہے۔ میں نے اس کے تمام مشرقوں کو اور مغربوں کو دیکھ لیا ہے)

۴۔ **مسلم شریف** ج ۲/۳۹۰ عَنْ اَبِیْ زَیْدٍ (یعنی عمر بن اخطب) قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّہْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا کَانَ وَبِمَا ھُوَ کَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا۔ (عمر بن اخطب سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھے تو آپ نے ہمیں ظہر تک خطاب فرمایا پھر منبر سے اترے تو ہمیں نماز پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لے گئے تو عصر تک ہمیں خطاب فرمایا۔ پھر اترے اور نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے۔ حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تو آپ نے جو کچھ بھی پہلے ہو چکا تھا۔ اور جو کچھ بھی آئندہ ہونے والا تھا تمام بیان فرما دیا۔ جو ہم سے زیادہ حافظے والا تھا وہ ہم سے زیادہ عالم ہو گیا) اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی معجزانہ طاقت پر ایک ہی دن میں غیب کلی کو بیان فرما دیا۔

کیوں جناب وہابی صاحب اس کو کہتے ہیں سو سنار کی اور ایک لوہار کی نعمانی صاحب نے کتاب تنقیص علم حضور صلے اللہ علیہ وسلم میں لکھی تو دیوبندی صاحب کے پاؤں

آسمان پر ہو گئے مگر کراچی لکھی لیکن ایک حدیث ایسی نہیں بیان فرمائی جس سے آپ کے غیب کل یعنی ماکان وما یکون کے علم کی نفی ثابت ہو محض اپنے اجتہاد سے تمام کام لیا فقیر نے یہ حدیث مسلم شریف صحاح ستہ سے جس میں یہ بات نہیں کہ حدیث پیش کر دی اور اخیر میں محمد عمر نے کر دیا کہ آپ کا غیب کل ثابت ہو گیا نہیں نہیں بلکہ حدیث شریف صحاح کے صحیح الفاظ موجود ہیں کہ عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالے عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابی فرماتے ہیں فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ ہمیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ماکان وما یکون کی خبر منبر پر چڑھ کر ایک ہی دن میں فرما دی کیونکہ آپ کو وہابی دیوبندی کا علم غیب تھا کہ بعض میری اُمت بننے کا دعوے کرنے والے میرے علم غیب ماکان وما یکون کا انکار کرینگے اور میری سفارش کے قائل اور میرے نفع کو نفع سمجھنے والے اور میری گستاخی کو اپنا نقصان سمجھنے والے اُمتی جن کو اپنے اعمال پر ناز نہ ہوگا۔ میری سفارش پر آسرا رکھنے والے میرے علم غیب ماکان وما یکون کا عقیدہ رکھیں گے اور میری اس شان علمی کو برغم انف عدو بیان کرینگے تو سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی دن میں تمام ماکان وما یکون کا علم بیان فرما دیا یہ ہے میرے آقائے بے مثال کی قوت علمی قربان جاؤں آپ کے علم شریف ماکان وما یکون پر جس کا دیوبندی وہابی منکر ہے اور قربان جاؤں آپ کی قوت گویائی پر قوت بیانیہ بھی میرے خالق نے آپ کو ایسی عطا فرمائی جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے علم کے مقابلہ میں ملائکہ عاجز ہیں اور سرنگوں ہیں اسی طرح علم غیب ماکان وما یکون حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علم اقدس کے مقابلہ میں ایک چلو برابر ہے جس کا وجود فی الخارج ابتدا سے تا انتہا ہزاروں برسوں میں ہونا ہے آپ نے ایک ہی دن میں بیان کر ڈالا۔ کوئی وہابی دیوبندی آپ کے علم غیب ماکان وما یکون کی نفی کی ایک ہی حدیث پیش کر دے فقیر اس کو ایک صد روپیہ بطور انعام انشاء اللہ پیش کریگا اور اس پر طرہ یہ ہے کہ جتنی احادیث

ایسی پیش کرے اتنے سو ہی خدا کے فضل سے انعام حاصل کرے۔ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ۔

اے امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کسی دیوبندی وہابی کی اقتدا میں اپنے ایمان کو کھو بیٹھنا یہ عقیدہ نہ بنا لینا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ یعنی اگلا پچھلا نہیں ورنہ یاد رکھو کملی والے کا دامن ہاتھ سے جاتا رہیگا جب پھر قیامت آئیگا آپ کی سفارش سے بھی محروم ہو گے اور وہ تو اس عقیدہ پر اپنے اعمال بھی ضائع کر چکے آپ حضور صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھ کر علی الاعلان مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم غیب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھا دیں اور تم سرے سے آپ کی ذات عالم کو اس سے بے خبر کر دو تو تمہارے اس ایمان کو اللہ تعالےٰ قعر دیوبند میں ہی رکھے تاکہ دوسرے سادہ لوح بھولے بھالے مسلمانوں کو قعر جہنم میں نہ لے جاؤ

۵۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۲ | ب پر بھی یہی حدیث موجود ہے۔

۶۔ بخاری شریف ۱/۴۵۳ مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶ عن عمر قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَالِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِیَهٗ مَنْ نَسِیَهٗ۔ حضرت عمر سے روایت ہے کہ ایک مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مجلس میں کھڑے ہوئے تو آپ نے ابتدائے خلقت سے کر جنتیوں کے جنت کے مقامات میں داخل ہونے تک اور دوزخیوں کو دوزخیوں کے مقامات میں داخل ہونے تک تمام خبریں ہمارے سامنے بیان فرما دیں جس کو یاد

رہا جس کو بھول گیا بھول گیا، اِس حدیث سے بھی جس کے راوی حضرت عمرؓ ہیں ثابت ہوا کہ آپ کو علم کلی تھا جس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا۔ جس پر حضرت عمرؓ کی شہادت بھی موجود ہے۔

۷۔ بخاری شریف ۲/۱

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَتْقَاكُمْ وَاَعْلَمَكُمْ بِاللّٰهِ اَنَا (حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ آپ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم تمام سے زیادہ متقی اور زیادہ جاننے والا ہوں۔)

۸۔ ترمذی شریف ۲/۳۶

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدِهٖ كِتَابَانِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ فَقُلْنَا لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهٖ هٰذَا الْكِتَابُ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَاءُ اَهْلِ النَّارِ وَاَسْمَاءُ اٰبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا الخ.

(عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کیسی ہیں؟ تو ہم نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ مگر یہ کہ آپ ہمیں ارشاد فرمائیں تو آپ نے فرمایا یہ کتاب جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے یہ رب العلمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام جنتیوں کے نام اور ان کے آبا کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں

پھر اُن کے اخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ تو اُن میں نہ زیادہ کیا جائیگا اور نہ کم کیا جائے گا ہمیشہ تک۔ پھر فرمایا یہ جو کتاب میرے بائیں ہاتھ میں ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہے اس میں تمام دوزخیوں کے نام ہیں۔ اور اُن کے آبا کے نام اور اُن کے قبیلوں کے۔ پھر اُن کے آخیر پر میزان لگائی گئی ہے۔ نہ اُن میں کچھ زیادہ کیا جائیگا اور نہ کم ہمیشہ کے لئے۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام جنتیوں اور تمام دوزخیوں کی فہرستیں اللہ تعالٰے نے عطا کر دی ہوئی ہیں۔ جن میں ان کے اعمال بھی شامل ہیں۔ اب تم کہو کہ آپ کو غیب کلی نہیں تو تمہاری بات کو سچا مانا جائے یا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو۔ بہرصورت اِس حدیث پاک کے مطابق نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہر مسلمان کو غیب کلی تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

۹۔ بخاری شریف $\frac{1}{22}$ عن ابی ھریرۃ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّی اَسْمَعُ مِنْکَ حَدِیْثًا کَثِیْرًا اَنْسَاہُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَاءَکَ فَبَسَطْتُہٗ فَغَرَفَ بِیَدَیْہِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّہٗ فَضَمَمْتُہٗ فَمَا نَسِیْتُ شَیْئًا بَعْدَہٗ

ابو ہریرہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں آپ سے بہت حدیثیں سنتا ہوں تو ان کو بھول جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلا۔ تو میں نے چادر پھیلائی آپ نے اپنے دستِ پاک کا ایک چلو لیا۔ پھر فرمایا ملا لو تو میں نے ملایا اسکو تو میں اس کے بعد کچھ نہیں بھولا) جن کے ایک چلو سے نسیان چلا جائے اور قوتِ حافظہ بڑھ جائے اور نسیان وجود سے ہی نکل جائے تو ان کی ذات کو کلی دانی کہے تو وہ مردود ناری ہے۔

۱۰۔ بخاری شریف $\frac{1}{17}$ عن ابن عباس قَالَ ضَمَّنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَالَ اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ

نفس اسلام

الْکِتَابَ (ابن عباسؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ بغلگیر کیا اور فرمایا کہ اے اللہ اس کو کتاب (قرآن شریف) کا علم سکھا دے۔ حضرت عباسؓ کو بغلگیر کر کے اُستاد المفسرین بنا دیا۔

۱۱- کنز العمال ۱/۳۰۵ | عن علیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَا نَسِیْتُ (حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے کبھی نسیان نہیں ہوا۔

۱۲- زرقانی ۲۰۴/۷ | (عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ (اے اَظْھَرَ وَکَشَفَ) لِیَ الدُّنْیَا (بِحَیْثُ اَحَطْتُ بِجَمِیْعِ مَا فِیْھَا) فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ (اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّہٗ نَظَرَ حَقِیْقَۃً) (ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ظاہر فرمایا تو جو کچھ اس تمام دنیا میں تھا میں نے اُس کا احاطہ کر لیا۔ تو میں اس تمام دنیا کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اور قیامت تک جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے دیکھ رہا ہوں۔ جیسا کہ اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔ یہ آپ نے حقیقۃً دیکھا ہے۔ یہ جتنی حدیثیں بیان کی گئیں سب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کو صراحۃً ثابت کر رہی ہیں اجتہاداً ثابت نہیں کئے گئے فافہم و آمین۔

وہابی "مولوی صاحب تم نے تو اتنی حدیثیں اور بے بہا آیتیں پیش کر دیں جن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا علم غیب کلی ثابت ہوتا ہے جو ما کان وما یکون کا مجموعہ ہے اور تم نے ان آیات قرآنیہ کی وضاحت بھی کر دی جن کو ہمارے اکابرین پیش کرتے وقت ناز سے جھوم جھوم کر بیان کرتے لیکن متقدمین کی تفسیر کا حوالہ

تم نے ایک بھی پیش نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے تمام متقدمین کے خلاف بیان کیا ہے

محمد عمر " جناب وہابی صاحب یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ فقیر متقدمین کے خلاف بیان کرے فقیر نے پہلے قرآنی آیت کی تفسیر قرآنی آیت سے ہی بیان کی اور حدیث کی تفسیر اصل حدیث شریف سے ہی پیش کی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کلی یعنی علم ماکان وما یکون کو اپنے اجتہاد سے بیان نہیں کیا بلکہ آیت صریحہ سے اور احادیث صحیحہ مرفوعہ واضحہ کو بیان کر دیا اپنی طرف سے کوئی بات نہیں لگائی لفظی ترجمے جو کسی کی سمجھ میں آجائے ایمان درست کرے اب اگر تمہارا ارادہ کتب تفاسیر سے تحقیق کرنے کا ہے تو آیئے تمہیں متقدمین کی کتب تفاسیر سے بھی اسی عقیدہ کو ظاہر کر دوں تاکہ تمہیں ثابت ہو جائے کہ یہ عقیدہ ہمارا وضع کردہ نہیں ہے بلکہ قرآن کریم احادیث صحیحہ سے مفسرین نے بھی یہی سمجھا ہے۔ اِنَّہٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا ھُوَ بِالْھَزْلِ یہ بات فیصلے کی ہے ہزل نہیں۔

علم غیب نبی صلے اللہ علیہ وسلم از تفاسیر

۱۔ تفسیر نیشاپوری ۴/۱۴۸ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ، قَالَ السُّدِّيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عُرِضَتْ عَلَيَّ اُمَّتِيْ فِيْ صُوَرِهَا كَمَا عُرِضَتْ عَلٰى اٰدَمَ وَاُعْلِمْتُ مَنْ يُّؤْمِنُ بِيْ وَمَنْ يَّكْفُرُ "سدی نے کہا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ پر میری تمام امت اپنی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی۔ اور مجھے معلوم ہو گیا کہ میرے ساتھ کون ایمان لائیگا اور کون کفر کرے گا"۔

۲۔ تفسیر نیشاپوری ۵/۱۴۰ (وعلمك ما لم تكن تعلم من اخبار الاولين فيه معنيان احدهما ان يكون كما قال ما كنت تدري ما الكتاب ولا الايمان اي انزل الله عليك الكتاب والحكمة واطلعك على اسرارهما واوقفك على حقائقهما مع انك ما كنت قبل ذالك عالما لشيء منهما الثاني ان يكون المراد منها خفيات الامور وضمائر القلوب اي علمك ما لم تكن تعلم من اخبار الاولين) اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے اولین کی خبروں سے۔ اس میں دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ ایمان کو یعنی اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی۔ اور ان کے بھیدوں پر مطلع فرمایا۔ اور ان دونوں کی حقیقتوں پر واقف کیا۔ باوجود اس کے کہ آپ اس سے پہلے ان سے کچھ نہیں جانتے تھے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ اس سے مراد تمام خفیہ امور ہیں۔ اور تمام دلوں کے بھید ہیں۔ یعنی آپ کو اللہ نے سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے تمام اولین کے اخبار سے،

۳۔ تفسیر نیشاپوری ج ۱ (ثم نقل عن ابن عباس ان الانسان آدم علمه الاسماء كلها او محمد صلى الله عليه وسلم والبيان القرآن فيه بيان ما كان وما يكون الى يوم القيامة) ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ انسان آدم علیہ السلام ہیں ان کو اللہ نے کل اسماء سکھائے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور بیان قرآن ہے۔ جس میں ما کان وما یکون کا قیامت تک بیان ہے۔

کیوں جناب یہ ہے حوالہ تفسیر نیشاپوری کا جس میں صاف صاف مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے ما کان وما یکون کا علم سکھایا۔

۴۔ تفسیر ابن جریر ۱۹۲/۵ | وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خَبَرِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ قَبْلَ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ مُذْ خَلَقَكَ (اور سکھایا اللہ نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ تمام اولین کی خبروں سے اور آخرین کی خبروں سے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہونے والا تھا پہلے اس سے آپ پر اللہ کا فضل ہے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم جب سے اللہ نے آپ کو پیدا فرمایا) پیدائشی علم کا بڑا افضل ہے۔ ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے پیدائش سے ہی علم ما کان وما یکون عطا فرمایا ہوا ہے۔

۵۔ تفسیر ابن جریر ۲۰/۹۱ | حدثنا بشر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادۃ قولہٗ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ عَلَّمَهُ اللّٰهُ بَيَانَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ بَيَّنَ حَلَالَهُ وَحَرَامَهُ لِيَحْتَجَّ بِذٰلِكَ عَلٰى خَلْقِهِ (قتادہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کا فرمان کہ اس نے آپ کو بیان سکھایا۔ سکھایا آپ کو اللہ تعالےٰ نے دنیا و آخرت کا بیان۔ حلال اور حرام کے درمیان تاکہ خلقت پر اس کے ساتھ حجت ہو جائے)

۶۔ تفسیر خازن ۱/۴۹۶ | (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ يَعْنِيْ مِنْ اَحْكَامِ الشَّرْعِ وَاُمُوْرِ الدِّيْنِ وَقِيْلَ عَلَّمَكَ مِنْ عِلْمِ الْغَيْبِ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَقِيْلَ مَعْنَاهُ وَعَلَّمَكَ مِنْ خَفِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَاَطْلَعَكَ عَلٰى ضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ وَعَلَّمَكَ مِنْ اَحْوَالِ الْمُنَافِقِيْنَ وَكَيْدِهِمْ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا، يَعْنِيْ وَلَمْ يَزَلْ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ عَظِيْمًا (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے یعنی شریعت کے احکام سے اور دین کے امور سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس نے آپ کو سکھایا علم غیب سے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور بعضوں نے

کہا ہے کہ معنی اس کے اور سکھایا اُس نے آپ کو تمام امور کے بھیدوں سے اور مطلع کیا اُس نے آپ کو تمام قلب کے ضمائر سے اور سکھایا اُس نے آپ کو منافقین کے احوال سے اور اُن کے مکر سے جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اور آپ پر اللہ کا فضل بڑا ہے یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ پر اللہ کا فضل (علم غیب) ہمیشہ بڑا ہے۔

۷۔ تفسیر خازن ج ۴ (اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ) يَعْنِي عَلَّمَ مُحَمَّدًا ؐ الْقُرْاٰنَ (خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ) اَرَادَ بِالْاِنْسَانِ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِي بَيَانَ مَا يَكُوْنُ وَمَا كَانَ لِاَنَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم يُنَبِّئُ عَنْ خَبَرِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَعَنْ يَوْمِ الدِّيْنِ (رحمٰن جس نے قرآن سکھایا یعنی سکھایا اُس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن پیدا کیا اُس نے انسان کو اُس کو بیان سکھایا۔ ارادہ کیا اُس نے انسان کے ساتھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا سکھایا اُس کو بیان یعنی جو چیز پیدا ہو چکی۔ اس واسطے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اولین اور آخرین اور قیامت کے دن کی خبر دیتے ہیں۔

اِس سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا بیان سکھایا۔ اور اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ اولین اور آخرین کی خبر رکھتے ہیں اور قیامت کے دن کی بھی آپ کو خبر ہے۔ کیوں جناب وہابی صاحب اب تو قیامت کے دن کا علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے کتب تفاسیر اہل السنت والجماعت سے بھی ثابت ہو گیا۔

۸۔ تفسیر معالم التنزیل ج ۴ قَالَ ابْنُ كَيْسَانَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ يَعْنِي مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم عَلَّمَهُ الْبَيَانَ يَعْنِي بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ لِاَنَّهٗ كَانَ يُبَيِّنُ عَنِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَعَنْ يَوْمِ الدِّيْنِ (کہا ابن کیسان نے پیدا کیا اُس نے انسان کو یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو سکھایا اُس کو بیان یعنی اُس چیز کا بیان جو پہلے پیدا ہو چکی ہے اور جو

پیدا ہو گی۔ اس واسطے کہ آپ تمام اوّلین اور تمام آخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں۔ تو کیوں جناب مولوی صاحب علمِ قیامت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت ہو گیا ایمان لاؤ۔ یا نہ

۹۔ **تفسیر مدارک** ۱/۱۹۵ { وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ أُمُوْرِ الدِّيْنِ وَالشَّرَائِعِ أَوْ مِنْ خَفِيَّاتِ الْأُمُوْرِ وَضَمَائِرِ الْقُلُوْبِ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا فِيْمَا عَلَّمَكَ وَأَنْعَمَ عَلَيْكَ

(اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے دین اور شریعتوں کے امور سے یا تمام پوشیدہ امور سے اور دلوں کے پوشیدہ رازوں سے اور اللہ تعالےٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے اُس چیز میں جو اس نے آپ کو سکھایا اور آپ پر جو اس نے انعام کیا)۔

۱۰۔ **تفسیر عرائس البیان** ص۱۵۹ { (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) ای عَلَّمَكَ عُلُوْمَ عَوَاقِبِ الْخَلْقِ وَعِلْمَ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ یعنی تمام خلقت کے عواقب کے علوم اور مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ کا علم)

۱۱۔ **تفسیر جامع البیان** ص۸۵ { (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) قَبْلَ نُزُوْلِ ذٰلِكَ مِنْ خَفِيَّاتِ الْأُمُوْرِ (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ اس کے نزول کے پہلے تمام پوشیدہ امور)

۱۲۔ **تفسیر حسینی** ص۱۱۶ { (وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ) در بحر الحقائق مے فرماید کہ آں علم مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ است۔ (اور سکھایا اس نے آپ کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔ بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ وہ مَا كَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ کا علم ہے۔

الظَّاهِرَةِ (مَا جَمَعَهُ اللّٰهُ لَهُ مِنَ الْمَعَارِفِ) أَيِ الْجُزْئِيَّةِ (وَالْعُلُومِ) أَيِ الْكُلِّيَّةِ وَالْمُدْرَكَاتِ الظَّنِّيَّةِ وَالْيَقِينِيَّةِ أَوِ الْأَسْرَارِ الْبَاطِنِيَّةِ وَالْأَنْوَارِ الظَّاهِرِيَّةِ۔

یہ ہے عقیدہ ملاں علی قاری کا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام علوم جزیہ وکلیہ کے قائل ہیں۔

"**وہابی**" بحرالرائق اور قاضی خاں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے نکاح کے وقت اللہ اور اس کے رسول کی شہادت میں نکاح منعقد کیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا بلکہ جو یہ عقیدہ رکھے کہ آپ کو غیب ہے تو وہ کافر ہو جانے گا یہ ہے فقہا کا عقیدہ۔

"**محمد عمر**" اس کا جواب اگر میں کہونگا۔ تو شاید تم یہ خیال کرو کہ یہ تاویل کرتا ہے کیونکہ یہ عبارت بحرالرائق اور فتاوے قاضی خاں نے بیان کی ہے چنانچہ اس میں بھی بعض فقہار کا اختلاف ہے۔ دیکھیے:۔

شامی ۲/۳۸۰ قِيلَ يَكْفُرُ لِأَنَّهُ اعْتَقَدَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَالِمُ الْغَيْبِ قَالَ فِي التَّاتَارْخَانِيَّةِ وَفِي الْحُجَّةِ ذُكِرَ فِي الْمُلْتَقَطِ أَنَّهُ لَا يَكْفُرُ۔

(بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں۔ تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تاتارخانیہ اور کتاب الحجۃ ملتقط میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا)۔

معلوم ہوا کہ فقہار کا اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ:۔

جامع فصولین جلد ۲ میں لکھا ہے کہ جو انبیار کے واسطے غیب کا اقرار نہ کرے وہ کافر ہے۔

اور فتاوے قاضی خاں اور بحرالرائق کا جواب علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے

ملا علی قاری ؒ نے انبیاء علیہم السلام ملائکہ اور مومنین کے واسطے علم کا عجیب نکتہ بیان فرمایا کہ ، اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کی اور مومنین کی تعریف علم سے کی ہے جہالت کی نفی کے ساتھ نہیں ۔ اس سے ثابت ہوا ۔ کہ جو شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تعریف علمی کرے تو اس نے آپ کے علم کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کی تعریف بیان کی اور جس شخص نے آپ سے جہالت کی نفی کی اور آپ کے علم کا انکار کیا تو اس نے آپ کی مذمت کی ۔ خصوصاً جس شخص نے آپ کے واسطے معاذ اللہ بے علم ہونے کا دعوے کیا تو وہ خبر نہیں کونسے قعرِ جہنم میں پڑیگا ۔

شرح فقہ اکبر ص ۹۶ { إِنَّ اللّٰهَ تعالیٰ أَطْلَعَ نَبِيَّهُ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰى مَا يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ مِنَ الْخِلَافِ وَمَا يُصِيْبُهُمْ قَالَ أَبُوْ سُلَيْمَانَ الدَّارَانِيُّ الْفِرَاسَةُ مُكَاشَفَةُ النَّفْسِ وَمُعَايَنَةُ الْغَيْبِ وَهِيَ مِنْ مَقَالَاتِ الْإِيْمَانِ بے شک اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جو آپ کی اُمت میں ہونا تھا اور جو آپ کی اُمت سے آپ کے بعد اُن کے خلاف اعمال ہونے تھے اور جو اُن کو مصیبت پہنچنی تھی مطلع کر دیا ۔ ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے کہ فراست نفس کے مکاشفے اور غیب کے معائنے کو کہا جاتا ہے ۔ اور یہی مقالاتِ ایمان سے ہے ۔

معلوم ہوا کہ ملا علی قاریؒ کے نزدیک اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے جو شخص اللہ تعالےٰ کی اطلاع سے غیب کلی کا قائل نہ ہو وہ ایمان سے خالی ہے ۔ اور جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے غیب کے معائنے کا قائل نہ ہو اور آپ کے مکاشفۂ نفس کا عقیدہ نہ رکھے تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے فراست کا منکر ہے ۔ اور ایمان سے خالی ہے یہ عقیدہ ملا علی قاریؒ کا ہے ۔ جس پر آپ نازاں تھے ۔ اور سنیئے :-

شرح شفاء ۱/۴۲۰ :- (وَمِنْ مُعْجِزَاتِهِ الْبَاهِرَةِ) أَيْ آيَاتِهِ

الظَّاهِرَةِ (مَا جَمَعَهُ اللّٰهُ لَهُ مِنَ الْمَعَارِفِ) أَيِ الْجُزْئِيَّةِ (وَالْعُلُوْمِ) أَيِ الْكُلِّيَّةِ وَالْمُدْرَكَاتِ الظَّنِّيَّةِ وَالْيَقِيْنِيَّةِ أَوِ الْأَسْرَارِ الْبَاطِنِيَّةِ وَالْأَنْوَارِ الظَّاهِرِيَّةِ۔

یہ ہے عقیدہ ملا علی قاری کا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام علوم جزیہ وکلیہ کے قائل ہیں۔

وہابی "بحر الرائق اور قاضی خاں میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے نکاح کے وقت اللہ اور اس کے رسول کی شہادت میں نکاح منعقد کیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا بلکہ جو یہ عقیدہ رکھے کہ آپ کو غیب ہے تو وہ کافر ہو جانے گا۔ یہ ہے فقہا کا عقیدہ۔

محمد عمر "اس کا جواب اگر میں کہونگا۔ تو شاید تم یہ خیال کرو کہ یہ تاویل کرتا ہے۔ کیونکہ یہ عبارت بحر الرائق اور فتاوے قاضی خاں نے بیان کی ہے۔ چنانچہ اس میں بھی بعض فقہار کا اختلاف ہے۔ دیکھئے:۔

شامی ۲/۲۸۰ قِيْلَ يَكْفُرُ لِأَنَّهُ اعْتَقَدَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَالِمُ الْغَيْبِ قَالَ فِي التَّاتَارْخَانِيَّةِ وَفِي الْحُجَّةِ ذُكِرَ فِي الْمُلْتَقَطِ أَنَّهُ لَا يَكْفُرُ۔

(بعضوں نے کہا ہے کہ جو شخص اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں۔ تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ تاتارخانیہ اور کتاب الحجۃ ملتقط میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا)۔

معلوم ہوا کہ فقہار کا اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ:۔

جامع فصولین جلد ۲ میں لکھا ہے کہ جو انبیار کے واسطے غیب کا اقرار نہ کرے وہ کافر ہے۔

اور فتاوے قاضی خاں اور بحر الرائق کا جواب علامہ جلال الدین سیوطی رح نے لکھا ہے

تنویر الحلک فی رؤیة النبی و الملک ص۲۴ وَمَا ذَكَرَ قَاضِي خَان مِنْ كُفْرِ مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ تَزَوَّجْهَا بِشَهَادَةِ الرَّسُوْلِ وَالْمَلَائِكَةِ وَعَلَّلَا بِأَنَّ الرَّسُوْلَ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ حَيًّا فَكَيْفَ يَعْلَمُهُ مَيِّتًا قُلْنَا وَاللّٰهُ قَادِرٌ أَنْ يُحْضِرَهُ وَهُوَ يُكَلِّمُ كُلَّ مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ وَسَائِرَ أُمَّتِهِ وَإِنَّمَا أَتَى الْكُفْرُ مِنْ إِنْكَارِهِ الشُّهُوْدَ فِي النِّكَاحِ وَهُوَ ثَابِتٌ بِالْحَدِيْثِ الْمُتَوَاتِرِ فَإِنْكَارُهُ كُفْرٌ وَالنِّكَاحُ بِلَا وَلِيٍّ وَشُهُوْدٍ خَاصٌّ لِنَبِيِّنَا صلی اللّٰہ علیہ وسلم کما فی الخصائص ——(اور جو قاضی خاں نے ذکر کیا ہے کہ وہ شخص کافر ہے جس نے اپنی عورت کے نکاح کے وقت رسول اور فرشتے کی گواہی کے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس سے بڑی بات کہی اُس نے کہ رسول زندہ غیب کو نہیں جانتا مردہ کیسے جان سکتا ہے ہم کہتے ہیں کہ اللہ قادر ہے اس بات پر کہ آپ کو حاضر کر دے اور جو شخص آپ پر سلام بھیجتا ہے اور تمام امت کے ساتھ آپ کلام کرتے ہیں۔ اور جو اُس نے کفر کا فتوے دیا ہے وہ نکاح میں گواہوں کے انکار سے ہے۔ جن کا ثبوت حدیث متواتر سے ہے تو اُس کا انکار کفر ہے۔ اور نکاح بلا ولی کے اور بلا گواہوں کے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔ جیسا کہ خصائص کبرے میں موجود ہے)

اور اس کا جواب شیخ محمد بن اسمٰعیل نے اس طرح سے دیا ہے:-

جامع فصولین ۲/۳۰۲ | بِأَنَّ الْمَنْفِيَّ هُوَ الْعِلْمُ بِالْاِسْتِقْلَالِ لَا الْعِلْمُ بِالْاِعْلَامِ فقہا نے جو لکھا ہے کہ نکاح کے وقت اگر اللہ اور اس کے رسول کو گواہ کہے تو وہ کافر ہے۔ کیونکہ وہ آپ کے علم غیب کا معتقد ہے۔ تو محمد بن اسمٰعیل نے جواب دیا ہے کہ یہ علم بالاستقلال کی نفی ہے۔ علم بالاعلام کی نفی نہیں۔ معلوم ہوا کہ علم ذاتی کی نفی ہے عطائی کی نہیں۔

انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سے استعانت وہابیہ کے نزدیک شرک ہے اور عقیدہ دیوبندیہ بھی یہی ہے اور احناف کے نزدیک از روئے قرآن و حدیث استعانت جائز ہے۔ اب تم سوچو کہ کون ہو؟

اَدِلّہ استعانت

۱۔ التحریم ۲۸/۱ | وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ (اور اگر تم ایک دوسری کی مدد کرو گی آپ پر تو بے شک اللہ تعالےٰ وہ آپ کا مددگار ہے۔ اور جبرئیل علیہ السلام اور مومنین سے صالحین اور فرشتے بھی اس کے بعد امداد کرنے والے ہیں۔)

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کو تنبیہ فرمائی ہے کہ اگر تم میرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر ایک دوسری کی مدد کرو گی تو یاد رکھو آپ کی امداد کرنے والے بہت بڑی جماعت ہیں۔ سب سے پہلے اللہ مددگار ہے پھر جبرئیل علیہ السلام پھر جتنے مومنین صالحین ہیں۔ موجود ہوں یا زمانہ ماضی میں یا استقبال میں اور اسکے بعد تمام ملائکہ بھی آپ کے مددگار ہیں۔ صالح المومنین جو موجود تھے اُن کے علاوہ باقی جن پہ صالح المومنین کا لفظ صادق آسکتا ہے جو کہ لَتَنْصُرُنَّہٗ سے ثابت ہے اور اللہ بھی اور جبرئیل علیہ السلام بھی اور ملائکہ کی مدد بھی آپ کو غائبانہ پہنچتی ہے۔ جو اس آیت سے صراحۃً ثابت ہے اور لفظ ظہیر فعیل کے وزن پہ ہے صفت مشبہ ہونے کی وجہ سے ان تمام کی جماعت ہر وقت آپ کے مدد و معاون ہیں۔

نقش اسلام

۲-توبہ ۱/۹ } وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (اور بعض مومن آدمی اور مومنہ عورتیں بعض کے مددگار ہیں دونیا میں ہوں یا برزخ میں)

وہابی:- ولی کے معنی مددگار ہیں؟

"محمد عمر" ہاں ضرور۔ رعد ۱۳/۲ اولیاء کے معنی شاہ رفیع الدین صاحب نے کارساز کے ہیں۔ اور مولوی اشرف علی صاحب نے ترجمہ مددگار کیا ہے۔

۳-توبہ ۱۱/۹ } لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (البتہ تحقیق تمہارے پاس تشریف لائے تمہارے نفسوں سے ایسے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) جن پر تمہاری تکلیف شاق گزرتی ہے۔ اور ہر وقت تم پر حرص کرنے والے ہیں۔ مومنوں کے ساتھ آپ (ہر وقت ہر زمان) شفقت کرنے والے ہیں اور (ہر وقت ہر زمان) رحم کرنے والے ہیں)

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ آپ ہماری تکلیف کو کسی وقت گوارا نہیں فرما سکتے۔ مومن خواہ کسی مکان یا کسی زمان میں ہو۔ جب مومنین کی تکلیف آپ کو گوارا نہیں تو مشکل کشائی کی صورت کو بھی اللہ تعالے نے مومنین کے واسطے آپ کی شفقت اور رحم سے ہی حل فرمایا۔ تو آپ کی امداد ہر مومن کو ہر حال پہنچتی ہے۔ اسی واسطے مومن کا یہی عقیدہ ہے۔

۴-مائدہ ۶/۸ } اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (اور کوئی بات نہیں تمہارا مددگار اللہ تعالے ہے اور اس کا رسول

WWW.NAFSEISLAM.COM نفس اسلام

(صلے اللہ علیہ وسلم) اور وہ ایماندار جو نماز قائم رکھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اور ایمانداروں کو مددگار بنا لیتا ہے تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب ہونے والے ہیں۔

اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ بھی اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بھی اور اولیاء کرام بھی امداد کرتے ہیں۔ اور جو شخص ان سے فریاد طلب کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے مطابق یہ تمام گروہ کامیابی کا باعث بنتے ہیں مستغیث کو ان کی طرف سے کمزوری نظر نہیں آتی۔ کیونکہ یہ گروہ تمام ہی غلبے والے ہیں۔ اور ان کا مستغیث کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا۔

وہابی "یہاں تو زندے مراد ہیں۔ کیونکہ نماز کو قائم زندے ہی رکھ سکتے ہیں۔

محمد عمر "اہل اللہ کی امداد اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امداد روحانیت پر مبنی ہوتی ہے۔ یعنی ان کا امداد کرنا روحانی طاقت پر منحصر ہوتا ہے چنانچہ ان کی روحانی طاقت عالمین میں یکساں رہتی ہے۔ اور خصوصاً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک عالمین میں متغیر نہیں ہوتی۔ اور اولیاء کرام کا محض انتقالِ مکانی ہوتا ہے۔ باقی طاقتیں بدستور قائم رہتی ہیں۔ جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے بھی سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ یعنی ان کی حیات و ممات یکساں ہے ارشاد فرمایا ہے۔ اہل قبور سے ہمیں آس نہیں توڑنی چاہیئے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

۵۔ المتحنہ ۲۸/۲ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ اے ایمان والو قوم پر اللہ نے غضب کیا ہے تم ان سے دوستی نہ کرو وہ آخرت سے بے امید ہو چکے ہیں جیسا کہ

کفار قبروں والوں سے آس توڑ بیٹھے ہیں)

باقی رہا کہ اہل قبور کا قیام نماز تو وہ بھی حدیث پاک سے ثابت ہے۔

نسائی ۱/۲۴۲ { عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَتَیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِهٖ۔

(انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک رات سیر کرایا گیا۔ تو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ ایک سرخ ٹیلے کے قریب اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بعد از وصال بھی وہ نماز کو قائم رکھتے ہیں تو جو اپنے رب کے اعمال صالح کرنے میں غافل نہیں تو وہ اپنی ولایت میں غافل کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور جب اہل قبور ولی کی ولایت بدستور رہے۔ تو اس کی امداد بھی اللہ کے فرمان کے مطابق بدستور ہے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کوئی تخصیص دنیا میں رہنے والوں کے لئے فرما دیتا۔ جب اس نے کوئی تخصیص نہیں فرمائی تو تم مخصص کون ہو۔

باقی۔ رہا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی کئی احادیث صحیحہ سے ثبوت ملتا ہے۔

۶۔ **بخاری شریف** ۱/۱۸۴ **ترمذی شریف** ۱/۱۲۷ { عن انس بن مالك اَنَّهٗ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ (انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حدیث بیان کی ان کو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے

دوست اُس سے منہ پھیرتے ہیں تو اُن کے جوتوں کی آواز وہ صاحبِ قبر سنتا ہے۔ اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو اُس کو بٹھاتے ہیں تو اُسے کہتے ہیں کہ اس شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق تُو کیا کہتا تھا۔ تو مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں) آگے ترمذی شریف میں یوں ارشاد ہے کہ اس کو دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ تُو دلہن کی نیند سو جا)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو پہچاننے والا آپ کی امداد سے قبر میں بھی پناہ گزین رہتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ شیطان کے امداد کرنے پر تم ایمان لے آؤ۔ اور اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اور اولیاء کرام کے متعلق اللہ تعالے نے امداد کا ارشاد فرما دے تو فوراً انکار کر دو۔

"وہابی" کیا شیطان بھی غائبانہ امداد کر سکتا ہے؟

"محمد عمر" ضرور۔ اللہ تعالے فرماتے ہیں:۔

اعراف ۲/۸ | اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (بے شک ہم نے بنایا شیطانوں کو بے ایمانوں کیواسطے مددگار) کیا تمام جن و انس کو شیطان ایک ہی وقت میں بہکا سکتا ہے؟ اور بے ایمانوں کی امداد کر سکتا ہے؟ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین امداد نہیں کر سکتے۔ یہ تمہارا انصاف اجازت دیتا ہے؟ جادو کے نفع نقصان کے تم قائل ہو جاؤ۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں۔ سُنیئے:۔

بقرہ ۱/۱۲ | فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۚ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (سیکھتے تھے وہ لوگ اُن دونوں فرشتوں سے جس کے ساتھ وہ مرد اور عورت کی جدائی کر دیتے تھے۔ اور

وہ کسی کو نقصان دینے والے نہیں۔ مگر اللہ کے اذن کے ساتھ)

جادو کا نقصان تو اللہ کے اذن کے ساتھ تسلیم ہے۔ لیکن تم کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے نقصان کی طاقت جو اللہ کی دی ہوئی ہے اُس سے انکار ہے۔

۸ مستدرک ۲/۶۱۵ } عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا اقْتَرَفَ اٰدَمُ الْخَطِیْئَۃَ قَالَ یَا رَبِّ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِیْ فَقَالَ اللہُ یَا آدَمُ وَ کَیْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَ لَمْ اَخْلُقْہُ قَالَ یَا رَبِّ لِاَنَّکَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ بِیَدِکَ وَ نَفَخْتَ فِیَّ مِنْ رُّوْحِکَ رَفَعْتَ رَاْسِیْ فَرَاَیْتُ عَلٰی قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ فَعَلِمْتُ اَنَّکَ لَمْ تُضِفْ اِلٰی اِسْمِکَ اِلَّا اَحَبَّ الْخَلْقِ اِلَیْکَ فَقَالَ اللہُ صَدَقْتَ یَا آدَمُ اِنَّہٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَیَّ اُدْعُنِیْ بِحَقِّہٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکَ وَ لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ ہٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ

(عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو انہوں نے اقرار کیا اے رب میرے میں سوال کرتا ہوں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل۔ تاکہ تو مجھے بخشدے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے آدم علیہ السلام، تو محمد علیہ الصلوٰۃ کو کیسے جانتا ہے۔ حالانکہ میں نے ابھی اُس کو پیدا نہیں کیا۔ عرض کیا اے میرے رب جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنا رُوح پھونکا تو میں نے سر اُٹھایا۔ عرش کی چوکھٹ پر لکھا ہوا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ دیکھا۔ اس سبب سے میں جانتا ہوں۔ تو میں نے معلوم کیا کہ تو نے یا اللہ اپنے نام کی طرف ویسے نسبت نہیں کی مگر تیری تمام مخلوق کا تجھے زیادہ محبوب ہوگا۔ تو اللہ نے فرمایا تو نے سچ کہا اے آدم علیہ السلام بے شک میرے نزدیک وہ تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اُس کی طفیل مجھ سے دعا مانگے تو میں نے تجھے بخشا۔ اور اگر

نفس اسلام

محمد صلے اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا اس حدیث کی سندیں درست ہیں)

فرمایئے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام کی غائبانہ امداد فرمائی یا نہ بلکہ اللہ تعالے نے آپ کے وسیلے کا آدم علیہ السلام کو ارشاد فرمایا۔ اگر بقول تمہارے شرک تھا تو کیا اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کو شرک کا سبق دیا۔ معلوم ہوا کہ اپنے پیاروں کے توسل سے اللہ تعالے دعا جلدی منظور فرماتے ہیں۔

و مستدرک ۱/۵۲۶ و ۱/۳۱۳
ابن ماجہ ص ۱۰۰
ترمذی شریف ۲/۱۹۷

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عَلَيْهِ وسلم عَلِّمْنِيْ دُعَاءً اَدْعُوْا بِهٖ يَرُدُّ اللّٰهُ عَلَيَّ بَصَرِيْ فَقَالَ لَهٗ قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَشَفِّعْنِيْ فِيْ نَفْسِيْ فَدَعَا بِهٰذَا الدُّعَاءِ فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ وَفِي الْمُسْتَدْرَكِ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ فَتَقْضِيْهَا لِيْ

(عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی دعا سکھایئے کہ میں وہ دعا مانگوں تو اللہ میری آنکھوں کو بینا کر دے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ تو کہہ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے نبی کی امداد کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ جو نبی مجسمہ رحمت ہیں۔ یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں بے شک متوجہ ہوتا ہوں آپ کی امداد کے ساتھ اپنے رب کی طرف۔ اے اللہ تو میرا سفارشی بنا آپ کو مجھ میں اور میرے نفس میں۔ تو اس نابینے نے یہ دعا کی پھر کھڑا ہوا تو اچانک بینا ہو گیا۔ اور مستدرک کے الفاظ ہیں کہ میں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی امداد کے ساتھ آپکے رب

کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس حاجت میں تو اس کو میرے لئے پوری فرما)

اس حدیث پاک سے کئی مسائل متنازعہ فیہ ثابت ہو گئے (۱) مشکل کشائی کے لئے دربارِ رسالت میں حاضر ہونا سنت ثابت ہوا (۲) اللہ کی طرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا سفارشی پیش کرنا۔ اور اللہ تعالےٰ سے کہ آپ کی سفارش کا جتانا (۳) مشکل کشائی کے وقت آپ کے اسم پاک ذاتی کو یا محمد کہہ کر پکارنا۔ تاکہ آپ کی سفارش ذاتی مشکل کشائی کا باعث بنے (۴) اس پکار کو اللہ تعالےٰ کا منظور فرمانا ثابت ہوا۔

۱۰۔ **معجم صغیر للطبرانی ص ۱۰۳** | میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد عثمان ابن حنیف رضؓ نے کسی دوسرے آدمی کو یہ دعا فرمائی تو اس کی آنکھیں درست ہو گئیں۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ عثمان بن حنیف رضؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے آپ کو متصرف فی الامور سمجھ کر غائبانہ پکارتے تھے۔ اور اسی تعلیم کو آگے جاری فرمایا

۱۱۔ **خصائص کبرےٰ ۲/۲۶۰** | عَنْ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً قَضَیْتُ لَہٗ مِائَۃَ حَاجَۃٍ (حضرت خالدؓ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا میں اس کی سو حاجت کو پوری کرتا ہوں)

۱۲۔ **کنز العمال ۶/۲۲** | اَلَا مَا بَالُ اَقْوَامٍ یَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَحْمِیْ لَا تَنْفَعُ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ رَحْمِیْ لَمَوْصُوْلَۃٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار کیا حال ہوگا ان لوگوں کا جو گمان کرتے کہ میرا رحم نفع نہیں پہنچاتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بے شک میرا رحم ضرور پہنچنے والا ہے دنیا اور آخرت میں۔

Nafse Islam
نفس اسلام

۱۳- ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۳ شرح شفا لعلی قاری ۲/۱۴

شرح شفا لخفاجی ۳/۲۹۰، کتاب الاذکار للنووی ص ۱۳۵ | حَدَّثَنَا اَبُو نُعَیْمٍ

قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْكَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدَاهُ وَقَدْ رُوِیَ اَنَّهٗ وَقَعَ مِثْلُهٗ لِاَبْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالےٰ عنہما فَقَالَ یَا مُحَمَّدَاهُ (عبدالرحمٰن بن سعد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کا پاؤں سُن ہو گیا۔ تو کسی آدمی نے اُسے کہا کہ تُو اپنے بڑے محبوب کو یاد کر۔ تو عبداللہ بن عمرؓ نے کہا یا محمداہ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم میری فریاد رسی فرمائیے اور ابن عباسؓ سے بھی ایسے ہی روایت مذکور ہے تو انہوں نے فرمایا یا محمداہ)

اس حدیث پاک سے دو مسئلے ثابت ہوئے (۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو وقتِ مصیبت یا محمداہ یعنی متصرف فی الامور سمجھ کر غائبانہ اپنی حاجت میں پکارنا (۲) یا حرف ندا سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھنا یہ ہے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا عقیدہ اور عمل اور فتوےٰ جو خیر القرون سے ہے

کنز العمال ۷/۱۹۶ | وَاَنَا بَیْنَ اَظْهُرِکُمْ فَاللّٰهُ کَافِیْکُمْ وَرَسُوْلُهٗ

قربِ قیامت جب دجال کا ظہور ہوگا تو اس کو شیاطین ثابت قدم رکھیں گے اور میں تمہارا پشتیبان ہوں گا تو اللہ اور اس کا سچا رسول تمہارے لئے کافی ہوگا۔

تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ قربِ قیامت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کی غائبانہ امداد فرمائینگے یعنی قیامت کا قرب ہوگا دنیا ختم ہونے کو ہوگی لیکن حضور

صلے اللہ علیہ وسلم کی امداد ختم نہ ہوگی سب کے سب منقطع ہونگے لیکن انکا اسرار نہ زائل ہوگا

۱۴۔ شرح فقہ اکبر ص۱۱۳ فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بِالنِّسْبَۃِ اِلٰی جَمِیْعِ الْاُمَمِ کَاشِفُ الْغُمَّۃِ وَنَبِیُّ الرَّحْمَۃِ (پس تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمام امتوں کی طرف مصیبتوں کے حل کرنے والے اور رحمت والے نبی منسوب ہیں۔

۱۵۔ تحفۃ الذاکرین شوکانی ص۱۵۵

کتاب الاذکار ص۲۰۱

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّۃُ اَحَدِکُمْ بِاَرْضٍ فَلَاۃٍ فَلْیُنَادِ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَحْبِسُوْا قَالَ النَّوَوِیُّ بَعْدَ اَنْ رَوٰی ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ کِتَابِ ابْنِ سُنِّیْ قُلْتُ وَحَکٰی لِیْ بَعْضُ شُیُوْخِنَا الْکِبَارِ فِی الْعِلْمِ اَنَّہٗ انْفَلَتَتْ مَعَنَا بَہِیْمَۃٌ نَعْجِزُ عَنْہَا فَقُلْتُہٗ فَوَقَفَتْ فِی الْحَالِ بِغَیْرِ سَبَبٍ

(ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم سے کسی کا چوپایہ جنگل میں دوڑ جائے تو پکارے۔ اے اللہ کے بندو روک لو۔ نووی نے ابن سنی کی کتاب سے اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے کہا اور میرے بڑے بڑے علمی مشائخ نے بھی بیان کیا ہے کہ ہمارے پاس بھی ایک چوپایہ بے قابو ہوگیا تو ہم اس سے عاجز ہوگئے۔ تو میں نے بھی وہی (یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَحْبِسُوْا) کہا تو فوراً بغیر سبب کے رُک گیا)

اس حدیث پاک سے صاف ثابت ہوگیا۔ کہ اولیاء اللہ کو متصرف فی الامور سمجھ کر حاجات کے لئے غائبانہ پکارنا جائز ہے۔ اور اس حدیث کو نقل کرنے والے رئیس وہابیین مولوی شوکانی ہیں۔ اور علامہ نووی نے بھی اس حدیث پاک کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے

اپنے کبار مشائخ کا تجربہ بھی صحیح ثابت فرمایا۔ اور علماء و مشائخ کا عمل بھی ثابت کیا۔ چنانچہ مولوی شوکانی نے غائبانہ استعانت من عباد اللہ کی دوسری حدیث نقل فرمائی ہے:-

۱۶ تحفۃ الذاکرین ص۱۵۵

وَاَخْرَجَ الْبَزَّارُ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً فِی الْاَرْضِ سِوَی الْحَفَظَةِ یَكْتُبُوْنَ مَا سَقَطَ مِنْ وَرَقِ الشَّجَرِ فَاِذَا اَصَابَ اَحَدَكُمْ بِشَیْئٍ بِاَرْضِ فَلَاةٍ فَلْیُنَادِ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰهِ قَالَ فِیْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ وَفِی الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی جَوَازِ الْاِسْتِعَانَةِ بِمَنْ لَا یَرَاهُمُ الْاِنْسَانُ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَصَالِحِی الْجِنِّ وَلَیْسَ فِیْ ذٰلِكَ بَاْسٌ كَمَا یَجُوْزُ لِلْاِنْسَانِ اَنْ یَسْتَعِیْنَ بِبَنِیْ اٰدَمَ اِذَا عَثَرَتْ دَابَّتُهٗ اَوِ انْفَلَتَتْ۔ اور ابن عباسؓ کی حدیث سے بزار نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محافظین فرشتوں کے علاوہ اللہ تعالٰے نے اور فرشتوں کو مقرر کیا ہوا ہے جو درخت کا پتہ بھی زمین پر گرے وہ لکھتے ہیں تو جب تمہیں کسی جنگل میں کوئی تکلیف پہنچے تو پکارنا چاہیئے۔ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰهِ یعنی اے اللہ کے بندو میری امداد کو پہنچو۔ مجمع الزوائد میں کہا ہے کہ اس کے رجال ثقات ہیں۔ (یعنی اس حدیث کے رواۃ غیر مستند نہیں ہیں) اور حدیث میں دلیل ہے استعانت کے جواز کی جس شخص کو انسان نہ دیکھتا ہو۔ اللہ کے بندوں سے یعنی فرشتوں اور نیک جنوں سے۔ اور اس میں کوئی خوف نہیں ہے۔ جیسا کہ انسان کو جائز ہے کہ بنی آدم سے رفاقانہ، مدد طلب کرے جب اس کا چوپایہ دوڑ جائے یا بے قابو ہو جائے ملاحظے

جناب اب تو تمہارے سردار کی یہ صحیح حدیثیں بیان ہو گئیں۔ جن پر تم غیر معتبر ہونے کا فتوے بھی نہیں دے سکتے۔ پھر مولوی شوکانی صاحب نے اپنا عقیدہ بھی بیان کر دیا۔ جو تمہارے لئے قطعی حجت ہے۔

۱۷۔ قصیدۃ النعمان ص۲۳ } مولفہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

یَا مَالِکِی کُنْ شَافِعِی فِی فَاقَتِی   اِنِّی فَقِیْرٌ فِی الْوَرٰی لِغِنَاکَ
یَا اَکْرَمَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَنْزَ الْوَرٰی   جُدْ لِی بِجُوْدِکَ وَاَرْضِنِی بِرِضَاکَ
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُوْدِ مِنْکَ وَلَمْ یَکُنْ   لِاَبِی حَنِیْفَۃَ فِی الْاَنَامِ سِوَاکَ

(اے میرے مالک (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے) میرے فاقہ میں سفارش فرمایئے۔ میں تمام مخلوقات میں آپ کے غنیٰ کا محتاج ہوں۔ اے جن و انسان کے بزرگ ترین اے مخلوقات کے خزانے اپنی سخاوت سے کچھ مجھے بھی عطا فرمایئے۔ اور اپنی رضا سے مجھے بھی پسند فرمایئے۔ میں آپ کی سخاوت کا طمع کرنے والا ہوں اور سوائے آپ کے تمام مخلوقات میں ابوحنیفہ کا کوئی حامی نہیں۔)

حنفی کہلانے والو یہ ہے امام ابوحنیفہؒ کا مذہب۔ اب تم اپنی حنفیت کو امام ابوحنیفہؒ کے عقیدہ کی کسوٹی پہ پرکھو کہ واقعی تم حنفی ہو یا نہیں۔ اور استمداد من عباد اللہ کا انکار کرکے حنفی کہلانے کے حقدار ہو یا وہابی؟

نفس اسلام

نذر و نیاز اور قبور بزرگان دین پر چادر چڑھانا

اور مجاوریت کا ثبوت

وہابی بزرگان دین کو نذر و نیاز دینا برا سمجھتے ہیں بلکہ حرام سمجھتے ہیں اور قبول کرنے والوں کو معاذ اللہ ملنگ اور دین کے ڈاکو کہتے ہیں۔

اور احناف بزرگان دین کو نذر و نیاز دینا سنت اور باعث برکت سمجھتے ہیں اور حرام کہنے والوں کو منکر قرآن کریم و دشمن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہیں اب تم سوچو کہ کون ہے۔

قصص ۲۰/۶ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اور کیا نہیں جگہ دی ہم نے ان کو امن والے حرم میں کھچے چلے آتے ہیں اس کی طرف ہر شی کے پھل خاص ہماری طرف سے رزق ہے اور لیکن اکثر ان کے بے علم ہیں۔

اس آیۂ کریمہ میں اللہ رب العزۃ بیت اللہ کے مجاوروں کنجی برداروں کو اپنا احسان جتاتا ہے کہ یہ تمہارے پاس جو پھلوں کے نذرانے چاروں طرف سے کھچے چلے آتے ہیں کوئی ٹوکری پھلوں کی لا رہا ہے کوئی جھولی بھر کر لا رہا ہے کوئی گٹھری باندھ کر لا رہا ہے ہر ملک سے چڑھاوے چڑھ رہے ہیں یہ ہماری طرف سے رزق حلال پاک ہے۔

اس آیۂ کریمہ سے پانچ مسائل کا ثبوت ملا۔

۱۔ بیت اللہ کی کنجی برداری یعنی مجاوری کا ثبوت جس سے مقامات متبرکہ کی مجاوری بحکم الٰہی جائز ثابت ہوئی۔ جو اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ سے ثابت ہے۔

۲۔ مقامات متبرکہ کی طرف پھلوں کے نذرانے لے جانا جیسا کہ اِلَيْهِ کی ضمیر ثبوت دے رہی ہے۔

۳۔ مقامات متبرکہ کے چڑھاوے یہ خدائی رزق حلال پاک اور خاص خدائی انعام ہے جس پر اس کا احسان جتلاتا ہے۔

۴۔ یہ رزق جو عوام وہاں لے جاتے ہیں جب وہ وہاں دیا جائے تو رِزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا یعنی پھر وہ خاص خدائی رزق ہونے کی وجہ سے تبرک بن جاتا ہے تو اگر مجاورین اس کو تقسیم کر دیں تو تبرکاً پاک سمجھ کر لیا جاوے تو ثواب ہے تو ایک تو وہ رِزْقًا مِّنْ لَّدُنَّ

ہونے کی وجہ سے اور دوسری وجہ آگے حدیث شریف میں ان شاء اللہ ذکر ہوگی۔

۵۔ اگر مجاورین بے علم بھی ہوں تو رب العزت ان کے بے علم ہونے کی وجہ سے ان کے نذرانے میں فرق نہیں لاتا۔ البتہ ان کو بے عمل نہ ہونا چاہیئے کیونکہ بے عمل لائق مجاورۃ نہیں۔

وہابی "تم نے مولوی صاحب عجیب دلیل نکالی بیت اللہ کی مجاوری سے قبور کی مجاوری کا استدلال لے لیا وہ قبر ہے وہ بیت اللہ ہے کچھ تو خیال کرو اگر یہ مجاوری جائز ہوتی تو صحابہ کرام نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ کرتے کیسی بناوٹی باتیں گھڑتے ہو۔

محمد عمر "بیت اللہ تو ابوجہل وغیرہ نے بھی تعمیر کیا پھر ابراہیم علیہ السلام کی یا آدم علیہ السلام کی ابتدائی بنیاد سمجھ لوگے اور اس کے حرم خاص مطاف میں انبیاء علیہم السلام کی قبریں بھی ہیں جن کا ثبوت مفصلہ موجود ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ الیہ کی تعمیر بیت اللہ کی طرف راجع ہے جس سے ثابت ہوا کہ نذر و نیاز لوگ لاتے کعبہ کے لئے تھے لیکن کھاتے مجاورین تھے اور مجاوریت کا ثبوت قرآن کریم میں لَا يُجَاوِرُوْنَكَ سے ثابت ہے کہ ان منافقوں کو خدا آپ کی مجاوری نصیب نہ کرے گا اور تیسری عرض ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی کنجی برداری اور مجاورت کا کام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خود سرانجام دیا ہے سنیئے۔

مشکوٰۃ شریف ۱۴۹

ابوداود ۲/۱۰۳

حدثنا احمد بن صالح ابن ابی فُدَیکٍ اخبرنی عمرو بن عثمان بن ہانی عن القاسم قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَۃَ فَقُلْتُ یَا اُمَّہْ اِکْشِفِیْ لِیْ عَنْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَاحِبَیْہِ رضی اللہ تعالٰی عنہما فَکَشَفَتْ لِیْ عَنْ ثَلٰثَۃِ قُبُوْرٍ۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خدمت اقدسہ میں حاضر ہوا تو عرض کیا اماں جان دیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کا طلبگار رہوں، میرے لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر سے اور صاحبین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اچھاڑ اٹھایئے تو اپنے میرے لئے تین قبروں سے اچھاڑ کو ہٹایا۔

اس سے تین مسائل ثابت ہوئے (۱) قبور کی زیارت کے لیے جانا (۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا روضہ اطہر کی کنجی بردار کرنا ورنہ آپ سیدھے روضہ اطہر پہ پہنچ جاتے (۳) قبر پہ اچھاڑ کا ہونا ثابت ہوا۔

قبور پہ اچھاڑ چڑھانے کی ایک اور دلیل عرض کروں۔

المغرب ۲/۲۷ | (فی حدیث) فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سُجِّیَ قَبْرُھَا بحوالہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی قبر کو اچھاڑ کپڑے کا چڑھا گیا۔

توبۃ ۱۱/۱۲ | خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔

ان کے مالوں سے نذرانہ قبول فرمایئے ان کے ظاہر کو بھی پاک کیجیے اور اس کے ساتھ ان کے باطن کا تزکیہ نفس بھی فرمایئے (اور نذرانہ قبول فرما کر بعد ازاں) ان کے لئے دعا خیر بھی فرمایئے آپ کا دعا فرمانا ان کے لیے تسلی ہے اور اللہ تعالٰی بڑا دعاؤں کے سننے والا ہے اور دلوں کے بھیدوں کو جاننے والا ہے۔

اس آیۃ کریمہ سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ پیر و پیغمبر و بزرگان دین کا معتقدین سے نذرانہ قبول کرنا۔

۲۔ معتقدین کے ظاہر و باطن کی اصلاح کرنا۔

۳۔ بعد از قبول نذرانہ ان کے لئے دعا کرنا۔

طلاق ۲۸/۱ | وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

اور جو شخص اللہ سے متقی ہے اس کے لئے اللہ دنیاوی مشکلات سے نکلنے کا آسان طریقہ بنا دیتا ہے اور اسکو ایسی جگہ سے رزق بھیجتا ہے جو کسی کے گمان میں نہیں اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہی اس کے لئے کافی ہے بے شک اللہ تعالےٰ اپنے حکم کو کر گزرنے والا ہے ضرور اللہ نے ہر شئی کے لئے اندازہ بنایا ہے۔

ثابت ہوا کہ متقین چونکہ محض خداوند کے توکل پر ہی اسرار رکھتے ہیں تو اللہ تعالےٰ ان کے تمام دنیاوی مشکلات کو بھی خود بخود آسان فرماتے ہیں اور ایسے مقامات سے ان کو اللہ تعالےٰ رزق بھیجتا ہے کہ کسی کے گمان میں بھی نہیں آتا کہ کہاں سے آیا اور کتنا آیا اور کس وقت آیا خرچ لنگر بدستور جاری رہتا ہے اور یہ ان کا کام نہیں بلکہ رب العزت فرماتے ہیں کہ یہ اللہ کا کام ہے کیونکہ وہ اللہ کے کام لگے رہتے ہیں تو ان کے کام کو خداوند اپنے حکم سے ہی کر گزرتے ہیں اور ہر شئی کا اللہ نے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جتنا کسی بزرگ متقی ولی اللہ کا خرچ ہوتا ہے وہ بافراغت اس کو ارسال کرتا ہی رہتا ہے حاسد جلیں تو جلیں اس کو کیا اور اس کو کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے،

مولود کے ساتھ نذرانہ پیش کرنا

مسلم شریف ۲/۲۰۹ | فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَ لِیْ اَبُوْ طَلْحَةَ اِحْمِلْهُ

حَتّٰى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَبَعَثْتُ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ أَمَعَهُ شَيْءٌ قَالُوا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم۔

ام سلیم رضی اللہ تعالٰی عنہا کے گھر بچہ پیدا ہوا تو مجھے ابو طلحہ نے کہا اسے اٹھائے حتیٰ کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئی اور بچے کے ساتھ اس نے کھجوریں بھیجیں تو بچے کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لے لیا پھر فرمایا کیا اس کے ساتھ کوئی شئی ہے انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں کھجوریں ہیں تو ان کھجوروں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے لے لیا۔ پھر آگے مذکور ہے کہ ان کھجوروں سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ذرا سی کھجور چبا کر بچے کے منہ میں ڈالی اور اسکا نام عبد اللہ رکھا۔ یہ بچہ عبد اللہ بن ابی طلحہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ہی پیدا ہوا تھا ماقبل مذکور ہے آپ نے فرمایا تھا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ آپ نے دعا فرمائی تو بچہ پیدا ہوا۔ اس حدیث پاک سے سات مسائل ثابت ہوئے۔

۱- پیر و پیغمبر اولیا اللہ کی دعا سے خداوند کا بچہ عطا کرنا۔

۲- جو بچہ بزرگوں کی دعا سے پیدا ہو اس کو ان کے پاس بھیجنا۔

۳- بچے کے ساتھ میوہ جات کا نذرانہ بھیجنا۔

۴- بچے کو بابرکت بنانے کے واسطے اہل اللہ کا بچے کو گود میں اٹھانا۔

۵- بچے کو اہل اللہ کا خود گھٹی دینا۔

۶- اہل اللہ کا خوشی سے نذرانہ طلب کرنا اور قبول فرمانا

۷- اہل اللہ کا بچے کے لئے نام تجویز فرمانا۔

nafseislam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

پیروں بزرگوں پیغمبروں کو پہلا پھل نذرانہ کرنا

پھر خود کھانا۔

مسلم شریف ۱/۴۴۲

ابن ماجہ ۲۴۷

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوْا بِهٖ اِلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاِذَا اَخَذَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا ثُمَّ یَدْعُوْ اَصْغَرَ وَلِیْدٍ لَهٗ فَیُعْطِیْهِ

ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اس کو دربار رسالت میں نذرانہ پیش کرتے تو جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پھلوں کا نذرانہ قبول فرماتے دعا فرماتے اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت فرما۔ ہمارے مدینے میں برکت فرما اے اللہ ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے مد میں برکت فرما۔ (جب دعا کو ختم فرماتے) پھر چھوٹے بچوں کو بلاتے تو وہ نذرانہ ان کو تقسیم فرما دیتے آگے امام نووی نے لکھا ہے قَالَ الْعُلَمَاءُ كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ رَغْبَةً فِیْ دُعَائِهٖ لِلثَّمَرِ فِی الْمَدِیْنَةِ وَالصَّاعِ وَالْمُدِّ اِعْلَامًا لَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم بِابْتِدَاءِ اِصْلَاحِهَا لِمَا یَتَعَلَّقُ بِهَا مِنَ الزَّكٰوةِ وَغَیْرِهَا وَتَوْجِیْهًا لِلْخَارِصِ

اس حدیث پاک سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ پہلا پھل باغات سے پیروں پیغمبروں بزرگوں کو پھلوں میں برکت کے واسطے

نذرانہ بھیجنا۔

۲۔ پھلوں کو سامنے رکھکر اہل اللہ کا دعا کرنا یا قرآن پڑھنا

۳۔ پھر قبول کنندہ کا خاص طور پہ معصوم بچوں میں اس کو تقسیم کرنا۔

اس کے آگے دوسری حدیث ہے اس میں اخیر حدیث پاک کا یہ جملہ ہے۔ ثُمَّ یُعْطِیْهِ اَصْغَرَ مَنْ یَحْضُرُہٗ مِنَ الْوِلْدَانِ پھر آپ اس نذرانے کو حاضرین سے جو سب سے چھوٹے بچے ہوتے ان کو تقسیم فرماتے۔

"بچے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا تبرک لے کر ضرور خوش ہوتے ہونگے" اور سنیئے

معجم صغیر ۱۶۳ عن ابن عباسؓ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ اِذَا اُتِیَ بِالْبَاکُوْرَۃِ مِنَ الثَّمَرَۃِ قَبَّلَهَا وَجَعَلَهَا عَلٰی عَیْنَیْہِ ثُمَّ اَعْطَاهَا اَصْغَرَ مَنْ یَحْضُرُہٗ مِنَ الْوِلْدَانِ

ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو جب پہلے پھل کا نذرانہ پیش کیا جاتا تو آپ اس کو قبول فرماتے اور اس کو اپنے سامنے رکھ کر جو آپ کے پاس چھوٹے بچے حاضر ہوتے تقسیم فرما دیتے۔

کیوں جناب وہابی صاحب نذرانے حرام ہیں یا سنت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم زندہ کرو اور بزرگان دین کو پہلے پھل کا نذرانہ دیا کرو تاکہ برکت حاصل ہو جائے۔

بزرگوں کو نذرانہ پیش کرنا اور ان پہ ان کا دُعا پڑھنا اور تبرکاً اس کو باقی طعام میں ملانا

ترمذی شریف ۲/۲۲۳ عن ابی ھریرۃ قَالَ اَتَیْتُ النبی صلی

اللہ علیہ وسلم بِتَمَرَاتٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اُدْعُ اللّٰہَ فِیْہِنَّ بِالْبَرَکَۃِ فَضَمَّہُنَّ ثُمَّ دَعَا لِیْ فِیْہِنَّ بِالْبَرَکَۃِ فَقَالَ لِیْ خُذْہُنَّ فَاجْعَلْہُنَّ فِیْ مِزْوَدِکَ ہٰذَا اَوْ فِیْ ہٰذَا الْمِزْوَدِ کُلَّمَا اَرَدْتَّ اَنْ تَاْخُذَ مِنْہُ شَیْئًا فَاَدْخِلْ یَدَکَ فِیْہِ فَخُذْہُ وَلَا تَنْثُرْہُ نَثْرًا فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذَالِکَ التَّمْرِ کَذَا وَکَذَا مِنْ وَسْقٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَکُنَّا نَاْکُلُ مِنْہُ وَنُطْعِمُ وَکَانَ لَا یُفَارِقُ حَقْوِیْ حَتّٰی کَانَ یَوْمُ قَتْلِ عُثْمَانَ فَاِنَّہٗ انْقَطَعَ ہٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ من ہذا الوجہ فقد روی ہذا الحدیث من غیر ہذا الوجہ عن ابی ہریرۃ۔

ابن ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا آپ نے کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں لایا پھر میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا فرمایئے کہ ان میں برکت کرے تو آپ نے ان تمام کو جمع کیا پھر ان میں برکت کے لئے دعا فرمائی تو آپ نے مجھے فرمایا ان کو اٹھالے اور ان کو اپنے اس توشہ دان میں ڈال دے جب تو اس سے کچھ لینے کا ارادہ کرے تو اپنے ہاتھ کو اس میں ڈال پھر اس کو لے اور اس توشہ دان کو بکھیرنا نہیں تو میں نے اس کھجور سے فی سبیل اللہ کئی اونٹ کے لدے لے لئے اور ہم اس سے کھاتے بھی اور کھلاتے بھی تھے اور میرا اصل ذخیرہ ختم نہیں ہوتا تھا حتیٰ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کے دن ختم ہوا۔

اس حدیث سے تین امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

۱۔ بزرگوں کے دربار میں نذرانہ لے جانا۔

۲۔ جب وہ اس میں کچھ پڑھ دیتے ہیں تو تبرک بن جاتا ہے۔

۳۔ اس تبرک کو باقی اشیاء میں ملایا جائے تو برکت ہوتی ہے بدعت نہیں شرک

نہیں حرام نہیں۔

کیوں جناب وہابی صاحب ہم اگر ختم پڑھے ہوئے تھوڑے سے کھانے کو تبرکاً باقی تمام کھانے میں ملائیں تو تم سیخ پا ہو جاتے ہو اب بتاؤ اب تو ایسے کرنا مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ثابت ہو گیا۔ امید ہے کہ اب تم بھی ایسے سنت سمجھ کر عمل کرو گے۔

ختم طعام پر پڑھنا اور بعد میں کھانا

اور سنئے حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جب شادی کی تو ولیمے کے کھانے پر آپ نے خود ختم پڑھا۔

مستدرک ۲/۱۸۴ عن انس بن مالك رضی اللہ تعالی عنہ قال لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم زَيْنَبَ بَعَثَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ حَيْسًا مِنْ تَوْرٍ مِنْ حِجَارَةٍ قَالَ اَنَسٌ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِذْهَبْ فَادْعُ مَنْ لَقِيتَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَدَعَوْتُ فَمَا اَبْقَيْتُ اَحَدًا اِلَّا دَعَوْتُهُ قَالَ وَوَضَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَدَهٗ فِي الطَّعَامِ وَدَعَا فِيْهِ وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَ فَجَعَلُوْا يَاْكُلُوْنَ وَيَخْرُجُوْنَ۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے نکاح کیا ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے پتھر کا ایک پیالہ میٹھے دلیے سے بھر کر بھیجا حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا تجھے جو مسلمانوں سے ملے بلا لاؤ میں نے کوئی نہ چھوڑا جس کو دیکھا بلا لیا فرمایا حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نبی صلے اللہ

علیہ وسلم نے اپنا دست پاک کھانے پر رکھا اور اس پر دعا فرمائی اور فرمایا (ماشاء اللہ) فرمایا تمام ہی (اس پیالہ دلیہ کو) کھا کر سیر ہوتے اور نکل جاتے۔

اس حدیث شریف سے چار امور کا سمجھنا ضروری ہے۔

۱۔ پتھر کے ایک پیالے سے کئی آدمیوں کا سیر ہونا۔

۲۔ دلیا کھلانا سنت ثابت ہوا۔

۳۔ میٹھا دلیہ پکا کر نذرانہ بھیجنا اور آپ کا قبول فرمانا۔

۴۔ کھانا کھانے سے پہلے کھانے پر دعا پڑھنا۔

کیوں جناب وہابی صاحب تم نے بھی کبھی اس حدیث پر عمل کیا ہے۔

دن مقرر کر کے نیاز پکانا

بخاری شریف ۱/۱۲۸ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَتْ فِينَا امْرَأَةٌ تَجْعَلُ عَلٰى اَرْبِعَاءَ فِي مَزْرَعَةٍ لَهَا سِلْقًا فَكَانَتْ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ تَنْزِعُ اُصُولَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِنْ شَعِيْرٍ تَطْحَنُهَا فَتَكُوْنُ اُصُوْلُ السِّلْقِ عَرْقَهُ وَكُنَّا نَنْصَرِفُ مِنْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَرِّبُ ذٰلِكَ الطَّعَامَ اِلَيْنَا فَنَلْعَقُهُ وَكُنَّا نَتَمَنّٰى يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِطَعَامِهَا ذٰلِكَ۔ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے مسلمانوں میں ایک عورت تھی جو نالے کے پانی سے اپنے کھیت میں چقندر بوتی تو جب جمعہ کا دن ہوتا چقندر کی جڑیں علیحدہ کر کے دیگچی میں ڈالتی اور اس پر ایک مٹھی بھر جو ڈال کر تمام کو (نیاز) پکاتی تو چقندر کی جڑیں ایسی گوشت کے قائم مقام ہوتیں

جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو ہم اس عورت پر السلام علیکم جا کہتے تو اس طعام کو وہ ہمارے سامنے قریب کر دیتی تو ہم اسکو چاٹتے اور ہر جمعہ کے دن ہم اس کھانے کے متمنی ہوتے۔

اس سے تین مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ مقررہ دن میں نیاز پکانا۔

۲۔ برکت والے دن کا تقرر کرنا۔

۳۔ نیاز کھانے والے کا نیاز کا متمنی ہونا۔

وہابی "بزرگوں کے لئے نذر و نیاز پیش کرنے کے قائل تو ہم ہو جائیں لیکن بعض پیر ایسے ظالم ہوتے ہیں مرید خواہ کیسا بھی تنگ ہو وہ اپنی نذر لینے سے درگزر نہیں کرتے۔

محمد عمر "جو بزرگان دین ہیں اور رہنمایان طریقت ہیں وہ کسی سے مانگتے نہیں جاتے مدعیان رہنمائی اسلام خواہ لاکھوں روپے چندہ مانگ مانگ کر کھا جائیں تو متہم نہیں مگر پیشوایان حقیقت کو بغیر طلب اگر کوئی برضائے خود نذرانہ مالانہ وال لہ اجرہ پیش کر دے تو تم ان کو مطعون بناتے ہو کچھ خدا کا خوف کرو اور اگر کوئی معتقد پیشوا کو تنگی کی حالت میں بھی نذرانہ مرشد حق کی خوشنودی کے لئے ادا کرے تو وہ بھی مالک کل کو ہی راضی کرتا ہے۔

تنگی کی حالت میں صرف کرکے پیشوایان حق کو راضی رکھنا

بخاری شریف ۱/۵۳۵ | عَن ابی ھریرۃ اَنَّ رجلًا اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فبعث الی نسائہ؛

فَقُلْنَ مَا مَعَنَا اِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ یَّضُمُّ
اَوْ یُضِیْفُ ھٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا فَانْطَلَقَ بِہٖ اِلٰی امْرَأَتِہٖ
فَقَالَ اَکْرِمِیْ ضَیْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا اِلَّا
قُوْتُ صِبْیَانِیْ فَقَالَ ھَیِّئِیْ طَعَامَکِ وَاَصْبِحِیْ سِرَاجَکِ وَنَوِّمِیْ صِبْیَانَکِ اِذَا
اَرَادُوْا عَشَاءً فَھَیَّأَتْ طَعَامَھَا وَاَصْبَحَتْ سِرَاجَھَا وَنَوَّمَتْ صِبْیَانَھَا
ثُمَّ قَامَتْ کَاَنَّھَا تُصْلِحُ سِرَاجَھَا فَاَطْفَأَتْہُ فَجَعَلَا یُرِیَانِہٖ اَنَّھُمَا یَاْکُلَانِ
فَبَاتَا طَاوِیَیْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم
فَقَالَ ضَحِکَ اللّٰہُ اللَّیْلَۃَ اَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِکُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی
اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَۃٌ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُولٰئِکَ ھُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مصطفےٰ صلے اللہ علیہ
وسلم کے دربار شریف میں حاضر ہوا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ازواج مطہرات کی طرف
بھیجا تو انہوں نے فرمایا کہ سوائے پانی کے اور ہمارے پاس کچھ نہیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو اس شخص کو اپنا مہمان بنائے تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ
عنہ نے عرض کیا حضور میں حاضر ہوں تو وہ اس مہمان کو اپنی عورت کے پاس لے گئے پھر انہوں
نے اپنی بیوی کو کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی اچھی مہمان نوازی کرنا تو ان کی بیوی صاحبہ
نے عرض کی کہ جناب کہ ہمارے پاس سوائے چھوٹے بچوں کی غذا کے اور کچھ نہیں
تو ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ کھانا تیار کرو اور دیے کو روشن کرو اور بچوں
کو بھوکے ہی سلاؤ جب انہوں نے عشا کا ارادہ کیا تو آپ کی بیوی نے کھانا تیار کر لیا اور چراغ
روشن کیا اور بچوں کو سلا دیا پھر کھڑی ہوگئیں گویا کہ وہ چراغ کو درست کر رہی ہیں تو اسکو بجھا دیا تو
دونوں ایک دوسرے کو کھلاتے ہوئے معلوم کر رہے ہیں درویش نبوی کو کھانا کھلا دیا، اور خود
دو بچے میاں بیوی ناوند بھوکے رات سو رہے جب صبح ہوئی تو دربار مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں حاضر

ہوئے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے رات کو تمہاری اس کارروائی سے بڑا خوش ہوا پھر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور اپنی جانوں پر ان کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان کو تنگی ہو اور جو شخص اپنے نفس کی بخیلی سے بچ گیا تو وہی ہیں وہ بچنے والے۔

اس حدیث پاک سے چند مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ رہبر کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا خواہ کیسا بھی معذور ہو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی رضا سے رضاء مرشد کو مقدم رکھنا۔

۲۔ پیشوا کا مہمان نوازی ارشاد فرمانا تو باوجود تنگدستی کے ان کے حکم وارشاد کی تعمیل کرنا خواہ خود اور اپنے اہل وعیال کو بھوکا سلائے اور اس حالت میں بھی معترض نہ ہونا بلکہ خوش ہونا۔

۳۔ مرشد کی رضا سے بموجب آیۂ کریمہ خداوند کریم کو راضی ہونا۔

۴۔ خداوند کا غیب میں راضی ہونا اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خداوند کے غیبی رضا کا علم ہونا۔

۵۔ صاحب ارشاد کے واسطے مالی قربانی کرنا۔

جب مرید کا تعلق مرشد سے اس سنت کے مطابق ہو جائے تو ہر قسم کی رحمت الٰہیہ کا نزول ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

مستدرک ۱/۶۲ } عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم البرکۃ مع اکابرکم ھذا حدیث صحیح علی شرط البخاری ولم یخرجاہ

ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اکابرین کی معیت میں برکت ہے۔

جائیں ہم تو خوشحال ہوں یا تنگحال اہل اللہ کی معیت اور ان کی غلامی اور ان کی رضا کے خواہاں ہیں اور اس عمل کو رضا الٰہی سمجھتے ہیں اور یہی سبق ہمیں قرآن کریم اور حدیث مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے ان کے علاوہ سب گمراہی ہے۔

وہابی "پیری مریدی محض کھانے کا ڈھنگ بنا ہوا ہے مرید بنایا اور پیسے بٹور لئے۔"

محمد عمر "فقیر نے پہلے قرآن وحدیث سے بوضاحت اس کو بیان کر دیا ہے۔ لیکن اب تمہارے اس اعتراض کو بھی رد کرتا ہوں کہ آیا بوقت بیعت مرید اپنے پیشوا کو کچھ نذر و نیاز پیش کر سکتا ہے یا نہیں۔

بوقت بیعت مرید کا پیر طریقت کو ہدیہ پیش کرنا اور پیر کا قبول فرمانا طمع نفسانی پر محمول نہیں بلکہ سنت ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب سلسلہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ہدیہ پیش فرمایا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تناول فرمایا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی تقسیم فرمایا۔

مستدرک ۳/۲۰۳

دلائل النبوۃ ۱/۸۹

عن سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ..... قَطَعْتُ تَمْرًا جَيِّدًا ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ صَدَقَةٌ فَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوْا وَلَمْ يَأْكُلْ ثُمَّ لَبِثْتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ

هَدِيَّةٌ فَأَكَلَ مِنْهَا وَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوْا فَقُلْتُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روائت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے تازی کھجوریں توڑیں پھر چلا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس کھجور کو میں نے آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ حضور صدقہ ہے تو آپ نے قوم کو فرمایا کہ کھاؤ اور آپ نے خود نہ تناول فرمایا۔ پھر میں جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرا رہا پھر میں نے اتنی ہی کھجور لی اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے رکھ دی تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ کیا ہے تو میں نے عرض کی کہ حضور نذرانہ ہے تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے خود بھی تناول فرمایا اور قوم کو بھی کھانے کی اجازت فرمائی تو میں نے مال زکوٰۃ آپ کو خود نہ تناول فرماتے دیکھا اور نذرانہ قبول فرماتے اور استعمال کرتے دیکھ کر ایمان لے آیا، پھر میں نے کہا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ کیوں زکوٰتی ملاؤ اب بتاؤ طلبا کے نام سے زکوٰۃ مال خود ہضم کر جاؤ تو تمہارے لئے جائز اور اولیاء اللہ کو اگر خداوند کریم غیبی خزانے سے مریدین و معتقدین کو بھیج کر بلاطلب نذرانے عطا فرماوے تو ان کو حرام کہو معلوم ہوا کہ تمہارا یہ عقیدہ حدیث مذکورہ کے عکس نقیض ہے اور اولیاء اللہ کا اپنے معتقدین و مریدین سے بلاطلب نذرانے قبول فرمانا سنت مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور جو سنت مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو فتویٰ حرام دے وہ خود مشکوک ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ۔

وہابی جمعرات کی خصوصیت کے منکر ہیں اور جمعرات منانے والوں کو مخول کرتے ہیں۔ اور احناف جمعرات کو خاص دن شمار کرتے ہیں۔ اب تم سوچو تم کون ہو۔

فضیلت جمعرات

۱۔ **کنز العمال** ۶/۲۹۹ | اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا یَوْمَ الْخَمِیْسِ۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے سے روائت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے اللہ میری امت کو برکت عطا کر جو جمعرات کے دن میں عبادات میں جلدی کرنے والے ہوں۔

۲۔ **کنز العمال** ۶/۲۹۹ | اِنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ آدَمَ تُعْرَضُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ۔

اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کے اعمال پیر کے دن اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں۔

۳۔ **مسند امام احمد بن حنبل** ۲/۳۲۲ | حدثنا عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا ابو عاصم انا محمد بن رفاعۃ عن سهیل ابن ابی صالح عن ابیہ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَکْثَرَ مَا یَصُوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ قَالَ فَقِیْلَ لَہٗ قَالَ فَقَالَ اِنَّ الْاَعْمَالَ تُعْرَضُ کُلَّ اِثْنَیْنِ وَخَمِیْسٍ اَوْ کُلَّ یَوْمِ اِثْنَیْنِ وَخَمِیْسٍ فَیَغْفِرُ اللہُ لِکُلِّ مُسْلِمٍ۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے۔ کہ بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

پیر اور جمعرات کو زیادہ روزے رکھتے ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ آپ کو اس کے متعلق، عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا بے شک پیر وار اور ہر جمعرات یا ہر دن پیر وار کے یا ہر دن جمعرات کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں تو اللہ تعالے ہر مسلمان کو بخش دیتا ہے۔

کیوں جناب اب تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ثابت ہو گیا کہ جمعرات کی بڑی خصوصیت۔ اور فضیلت ہے کہ اس دن میں عبادت زیادہ کرتے ہیں اور اپنے اکابرین کی طرف سے بھی صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ تاکہ جانبین کی بخشش کا باعث بنے۔

۴۔ ترمذی شریف ۱/۹۲

حدثنا محمد بن یحیی نا ابو عاصم عن محمد بن رفاعة عن سهيل بن ابي صالح عن ابيه عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قَالَ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَاُحِبُّ اَنْ يُّعْرَضَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ۔

ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیر وار اور جمعرات کے دن تمام اعمال دربار الٰہی میں پیش کئے جاتے ہیں تو میں اس امر کو محبوب سمجھتا ہوں کہ میرے عمل پیش کئے جائیں اس حالت میں کہ روزے دار ہوں۔

یہ محض تعلیم امت کے واسطے ہے کہ اے مسلمان تو پیر وار اور جمعرات کو روزہ رکھ تاکہ جب دربار الٰہی میں تیرے اعمال پیش ہوں تو تو روزے کی حالت میں ہو تو تیری بخشش ہو جاوے ورنہ آپ کو تو خداوند نے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ کا سفید چیک عطا کیا ہوا ہے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منزّہ ہیں۔ اس لئے خود بے گناہ ہیں بلکہ گنہگاروں کو بے گناہ بنانے والے ہیں تو شاید کوئی کہے معاذ اللہ آپ نے فلاں گناہ کیا تو اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ بقول دشمن اگر آپ سے کوئی لغزش سرزد بھی ہو جائے تو قبل از فعل میں نے اس کو بخش دیا بلکہ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ کے قانون سے وہ لغزش آپ کی نیکی شمار ہو گی تو جب آپ کو

یہ درجہ حاصل ہے۔ تو ثابت ہوا کہ آپ کی طرف سے کوئی لغزش والا فعل وقوع میں آ ہی نہیں سکتا پھر میرے اعمال پیش کئے جاویں تو میں روزے دار ہو دونوں کا مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ امت بھی آپ کی ہے تو آپ نے امت کے اعمال سیئات کو اپنی طرف منسوب فرماتے ہوئے فرمایا کہ میں پیر وار اور جمعرات کا روزہ اس لئے رکھتا ہوں کہ میرے اعمال یعنی میری امت کے اعمال دربار الٰہی میں پیش ہوں تو ان میں بعض سیئات بھی ہوں گے اس لئے میں ان دونوں دنوں میں روزہ رکھتا ہوں تاکہ میرے روزہ رکھنے کی وجہ سے خداوند میری امت کے اعمال سیئہ کو معاف فرماوے جب آپ ان دونوں دنوں میں ہماری معافی کے لئے اتنی کوشش فرماویں تو ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم بھی ان دونوں دنوں میں عبادت کی کوشش اور اپنے سابقین کے واسطے بھی بخشش کے اسباب مہیا کریں تاکہ ہماری بھی ان دونوں دنوں میں سنت مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے بخشش ہو جاوے تو آپ نے ہماری تعلیم کے واسطے ان دنوں کی عبادت واستغفار کا ارشاد فرمایا چنانچہ ہماری سمجھ میں جمعرات اور پیر وار کی خصوصیت آچکی ہے۔ ہم خصوصاً ان دونو دنوں میں ہر عبادت اور صدقے کی کوشش کرتے ہیں تم بھی اگر امت مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہو تو کوشش کرو ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ تم وہابی ہمیں مطعون کرتے ہو کہ یہ جمعراتی طعام ہیں اب تم فیصلہ کرو کہ یہ طعن کہاں تک پہنچتا ہے اور اپنے دل سے فیصلہ کرو کہ آج اس مسئلہ کو سن کر تم یہ طعن و تشنیع جمعرات کی کروگے یا نہیں اور کرنی چاہیئے یا نہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے چونکہ متقدمین و سابقین کیلئے یہ کوشش فرمائی اسی لئے ہم سب کو شامل سمجھتے ہیں۔

وہابی "تمہارے اس استدلال سے ثابت ہوا کہ تم بزرگان دین کو بھی گنہگار سمجھتے ہو۔ کیونکہ گنہگاروں کے لئے تو بجا تم نے ان کی بخشش کے لئے ان کی طرف سے کچھ خرچ کیا یا کلام پڑھ کر بخشی تاکہ ان کے اعمال میں ترقی ہو لیکن تم تو

بزرگوں کے لئے بھی جمعرات کو یہ سلسلہ کرتے ہو۔

محمد عمر "بجا! ہم اکثر اپنے عزیزی فوت شدہ کے لئے ہی یہ تمام صدقہ خیرات و روزہ اس کی طرف سے رکھتے ہیں تاکہ میت کے اعمال صالحہ میں زیادتی ہو اور اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ کے قانون سے ان کی سیئات خداوند کریم مٹا دیں اور حسنات کی زیادتی سے اس کی بخشش ہو جائے لیکن بعض بزرگان دین کے لئے بھی ہم اس کار خیر سے حصہ لیتے ہیں کیونکہ اولیاء اللہ کے لئے یہ دن بڑی خوشی کا ہے۔ ان کے اعمال صالحہ اس دن اللہ تعالےٰ کے دربار میں پیش ہوتے ہیں تو خداوند ان کے اعمال صالحہ کو ملاحظہ فرما کر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کے ارشاد سے راضی ہوتے ہیں تو ان کی رضا کے لئے رب العزت انعامات تقسیم فرماتے ہیں تو ادھر ہم بھی خداوند کریم کی اس سنت کو ادا کرتے ہوئے ان کی طرف سے صدقہ خیرات کرتے ہیں یا کلام پڑھ کر ان کی ملک کرتے ہیں یا ان کی طرف سے روزہ رکھتے ہیں۔ تو جب اولیاء اللہ کو اس کا ثواب پہنچتا ہے تو وہ بھی ہمارے حق میں دعا کرتے ہیں۔ تو رب العزت وَرَضُوْا عَنْهُ کے قانون سے ان کی رضا کے لئے ان کی دعا کو قبول فرماتے ہیں ان کی طفیل اور ان کی دعا سے ہماری بخشش بھی ہو جاتی ہے تو ہم اولیاء اللہ کے لئے یہ سلسلہ اس لئے کرتے ہیں کہ خداوند ہمیں بھی اس کار خیر کی وجہ سے جو محض للہ کیا گیا ہے بخشش فرما دیں اور جمعرات کے دن کی فضیلت ملاحظہ ہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۵ کنز العمال ۶/۲۶۹ { تُفْتَحُ الْجَنَّةُ کُلَّ اِثْنَیْنِ وَخَمِیْسٍ وَتُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِیْ کُلِّ اِثْنَیْنِ وَخَمِیْسٍ تمام جنت کے دروازے ہر پیر وار و جمعرات کو کھولے جاتے ہیں اور ہر پیر وار و جمعرات کو تمام اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔

nafseislam WWW.NAFSEISLAM.COM

کیوں جناب وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ کا پورا نقشہ بنتا ہے یا نہیں تو تم کو بھی اگر فریق اول میں شامل ہو کر اسی حلیہ سے کھلے دروازوں جنت میں پہنچنے کی خواہش ہے تو جمعرات مناؤ ورنہ دوسرے فریق میں شامل تو خود بخود ہی ہو جاؤ گے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

وہابی "علامہ عمری صاحب یہ تو معلوم ہو گیا کہ جمعرات کی بڑی فضیلت ہے اور اس دن عبادت کرنے کا زیادہ ثواب ہے لیکن ملاؤں کو جمعرات کے دن حلوا اور گوشت گھی والے پراٹھے اور دودھ زیادہ کیوں پسند ہے اور ان کو لوگ بھی زیادہ تر دیتے ہیں۔ اس کی کیا کوئی شرعی دلیل ہے۔

محمد عمر "حلوا اور گوشت دودھ وغیرہ محض ملاؤں اور مسلمانوں کو ہی پسند نہیں بلکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے اس لئے ان کو بھی پسند ہے اور لوگ بھی اسی لئے ان کا ہی صدقہ کرتے ہیں۔ سنیئے

فضیلت دودھ

ابن ماجہ ۲۴۶ } عَائِشَةَ تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى اللّٰه عليه وسلم اِذَا اُتِيَ بِلَبَنٍ قَالَ بَرَكَةٌ اَوْ بركتان۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دودھ دیا جاتا تھا تو آپ فرماتے ایک برکت ہے۔ یا دو برکتیں۔

فضیلت حلوا و شہد

ابن ماجہ ۲۴۶ | عن عائشہ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُحِبُّ الْحَلْوٰءَ وَ الْعَسَلَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حلوے اور شہد کو زیادہ محبوب رکھتے تھے۔ اب تمہارا ظن کہاں تک پہنچتا ہے خود سوچو

فضیلت گوشت

ابن ماجہ ۲۴۵ | عن ابی الدرداء قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سَیِّدُ طَعَامِ اَھْلِ الدُّنْیَا وَاَھْلِ الْجَنَّۃِ اللَّحْمُ۔ ابو درداء رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا والوں اور جنت والوں کا اعلیٰ کھانا گوشت ہے

ابن ماجہ ۲۴۷ | عن ابن عمر قال قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ یَوْمٍ وَدِدْتُ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا خُبْزَۃً بَیْضَاءَ مِنْ بُرَّۃٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَۃٍ بِسَمْنٍ نَاْکُلُھَا۔

ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا دلی ارادہ ہے کہ اگر ہمارے پاس پراٹھا گھی کا گندھا ہوا ہو تو کھائیں معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو گھی کے پراٹھے کا شوق تھا۔ اور لوگ پیش کرتے تھے۔ آپ تناول فرماتے ملاحظہ ہو۔

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

ایک پراٹھہ پکا کر نذرانہ کرنا اور قبول فرمانا

ابن ماجہ ۲۴۷ } عن انس بن مالك قَالَ صَنَعَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم خُبْزَةً وَصَنَعَتْ فِيهَا شَيْئًا مِنْ سَمْنٍ - انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک پراٹھہ گھی کا تیار کیا معلوم ہوا کہ پکوا کر نذرانہ کرتے۔ باقی گٹھلیوں کے ساتھ ذکر وصلوٰۃ پڑھنے کو بدعت سمجھتے ہیں۔ اکثر بزرگانِ احناف نے ہر روز اس کو اپنا معمول بنایا ہوا ہے اب تم سوچ تم کون ہو۔

گٹھلیوں یا کنکریوں کے ساتھ ورد وظیفہ پڑھنا

الترمذی شریف ۲/۱۹۶ } حدثنا احمد بن الحسن اصبغ بن الفرج اخبرني عبد الله بن وهب عن عمرو بن الحارث انه اخبره عن سعيد بن ابي هلال عن خزيمة عن عائشة بنت سعد بن ابي وقاص عَنْ اَبِيهَا اَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ الله صلى الله عليه وسلم عَلَى امْرَاَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوَاةٌ اَوْ قَالَ حَصَاةٌ تُسَبِّحُ بِهَا فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا اَوْ اَفْضَلُ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ الله عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ الله عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَاللهُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ

وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلُ ذَالِكَ هٰذا حدیث حسن غریب من حدیث سعد۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سعد بن ابی وقاص کی بیٹی حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتی ہیں حضرت سعد نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے پاس گیا اور اس کے آگے کھجور کی گٹھلیاں تھیں یالنے کہاکہ کنکریاں تھیں جن کے ساتھ وہ تسبیح پڑھ رہی ہے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے اس سے آسان یا افضل نہ بتادوں سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ (اخیر لاحول ولاقوۃ الاباللہ تک جو اوپر لکھا ہے تمام ایسے ہی پڑھ لیں) تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی لوگ گٹھلیوں یا پتھر کے کنکروں کے ساتھ تسبیح وغیرہ پڑھا کرتے تھے تو بزرگان دین بھی گٹھلیاں اور کنکریاں ملا کر سنت پر عمل کرنے کے لئے پڑھتے ہیں جسکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مشکل فرمادیا اور پھر اس کی آسان صورت بھی فرمادی اب تم نہ آپ کے فرمودہ آسان کا وظیفہ کرو اور نہ مشکل کا وظیفہ کرو بلکہ مشکل وظیفہ وعبادت کرنے والوں کو روکو تو معلوم ہوا کہ تم مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ کی اقتداء میں مسلمانوں کو عبادت سے روکتے ہو اگر یہ بدعت ہوتا جیسا کہ تمہارا دعوےٰ ہے تو آپ کے زمانہ کے بعد یہ جاری ہوتا اور پھر بھی بدعت حسنہ ہوتی سیئہ پھر بھی نہ کہلاتی لیکن جب یہ طریقہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رائج ہوا تو سنت ثابت ہوا اور اگر یہ طریقہ برا ہوتا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی روک دیتے تمہیں آج تکلیف نہ اٹھانی پڑتی اور جب آپ نے نہیں روکا تو تمہاری آج کون سر پھرا مانتا ہے اور سنیئے اس حدیث کے اسناد مستدرک میں دوسرے طرق سے مذکور ہیں جو اس کے لئے ممد وشاہد ہے۔

مستدرک ۱/۵۴۷ حدثناہ اسمٰعیل بن احمد الجرجانی ثنا محمد

بن الحسن بن قتیبۃ العسقلانی ثنا حرملۃ بن یحییٰ انبانا ابن وھب اخبرنی عمرو بن الحارث اَنَّ سعید بن ابی ھلال حدثہ عن عائشۃ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن ابیہا الخ اور اس اسناد کو علامہ ذھبی نے صحیح لکھا ہے۔ اور ابوداود نے باب التسبیح بالحصیٰ لکھ کر اس روایت کو بیان کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث کے اسناد کو اور طریقے سے بیان فرمایا ہے سنیئے۔

۱۴ ابوداود ۱/۲۱۷ **باب التسبیح بالحصیٰ** حدثنا احمد بن صالح ثنا عبد اللہ بن وھب اخبرنی عمرو اَنَّ سعید بن ابی ھلال حَدَّثَہٗ عَنْ خُزَیمۃ عَنْ عائشۃ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن ابیہا الخ۔ ایک حدیث کا تین اسناد سے صحیح نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا مسلمانوں کے لیے بلا تاویل حجۃ ہے کوئی ایمان لائے یا نہ

۲ مستدرک ۱/۵۴۷ حدثنا علی بن الحمشاد العدل ثنا ھشام بن علی السدوسی ثنا شاذ بن فیاض ثنا ھاشم بن سعید عن صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَبَیْنَ یَدَیَّ اَرْبَعَۃُ اٰلَافِ نَوَاۃٍ اُسَبِّحُ بِھِنَّ فَقَالَ یَابِنْتَ حُیَیٍّ مَا ھٰذَا قُلْتُ اُسَبِّحُ بِھِنَّ قَالَ قَدْ سَبَّحْتُ مُنْذُ قُمْتُ عَلٰی رَأْسِکِ اَکْثَرَ مِنْ ھٰذَا قُلْتُ عَلِّمْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ قُوْلِیْ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَیْءٍ ھٰذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ

صفیہ بنت حُیَیّ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں پڑی تھیں ان کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی تھی تو آپ نے فرمایا اے حُیَیّ کی بیٹی

afse Islam
نفس اسلام

یہ کیا ہو رہا ہے میں نے عرض کی کہ حضور ان کے ساتھ میں تسبیح پڑھ رہی ہوں آپ نے فرمایا کہ میں جب سے تیرے سر پہ کھڑا ہوں اس سے زیادہ میں نے تسبیح پڑھ لی ہے میں نے عرض کی کہ حضور مجھے بھی سکھایئے آپ نے فرمایا تو پڑھ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَيْءٍ اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں اور بخاری مسلم نے اسے بیان نہیں کیا اور اس اسناد کو علامہ ذہبی نے بھی صحیح لکھا ہے۔ احادیث مذکورہ بالا جن کی اسناد محدثین کی معتبر اور صحیح تسلیم شدہ ہیں سے ثابت ہوا کہ گٹھلیوں سے ورد و وظائف کا پڑھنا سنت ہے اور سنت کو بدعت کہنے والے پر جو فتویٰ عائد ہوتا ہے وہ میں وہابی صاحب کے انصاف پر ہی چھوڑتا ہوں وہ خود ہی لگا لیں گے۔

وہابی "بھائی صاحب جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا کہ اَلَا اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا اَوْ اَفْضَلُ کہ کیا میں تجھ کو اس سے آسان یا افضل نہ بتاؤں تو معلوم ہوا کہ آپ نے جو فرمایا وہ گٹھلیوں سے آسان تھا۔

محمد عمر "قانون خداوندی ہے کہ خداوند دین دشمن سے جب علم چھینتا ہے تو عقل بھی ساتھ ہی مفقود کر دیتا ہے اگر ھذا کا مرجع نواۃ یا حصاۃ ہوتے تو آپ اسم اشارہ ھذہ مؤنث فرماتے کیونکہ مرجع مؤنث تھا اور دوسری بات یہ ہے اگر مرجع نواۃ یا حصاۃ ہوتے تو بجائے گٹھلیوں کے پڑھنے کا آلہ کوئی اور فرماتے نہ کہ ذکر لیکن جب ایسر اور افضل اور اکثر کی تفصیل بیان کردہ ذکر سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ مِنْ شَيْءٍ الخ سے فرمائی تو ثابت ہوا کہ ھذا کا مرجع ذکر ہے نہ حصاۃ و نواۃ جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہا جو وظیفہ پڑھ رہی تھیں آپ نے اس ذکر سے افضل اور آسان اور اکثر وظیفہ دوسرا فرمایا نہ گٹھلیوں سے افضل جو تمہارے دماغ نے اختراع کیا ہے بلکہ انہی گٹھلیوں سے جیسا کہ وہ ذکر پڑھ رہی تھیں اس کی بجائے انہوں

نفس اسلام

نے آپ کا فرمودہ وظیفہ اپنی گٹھلیوں پر پڑھا۔

میت کو قبر میں دفن کرکے احناف اس کے سر کی جانب بیٹھکر ختم پڑھتے ہیں اور وہابی بدعت سمجھتے ہیں اب تم سوچو کہ تم کون ہو۔

قبر کے پاس ختم کا پڑھنا

بیہقی شریف ۴/۵۶ اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ حدثنا ابو العباس محمد بن یعقوب ثنا العباس بن محمد قال سألت یحیی بن معین عن القراءۃ عند القبر حدثنا مبشر بن اسماعیل الحلبی عن عبد الرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج عن ابیہ اَنَّہٗ قَالَ لِبَنِیْہِ اِذَا اَدْخَلْتُمُوْنِیْ قَبْرِیْ فَضَعُوْنِیْ فِی اللَّحْدِ وَقُوْلُوْا بِاسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَسُنُّوْا عَلَیَّ التُّرَابَ سَنًّا وَاقْرَءُوْا عِنْدَ رَأْسِیْ اَوَّلَ الْبَقَرَۃِ وَخَاتِمَتَہَا فَاِنِّیْ رَاَیْتُ ابْنَ عُمَرَ یَسْتَحِبُّ ذٰلِکَ

عبدالرحمٰن اپنے باپ علاء سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو وصیت کی کہ جب تم مجھے قبر میں داخل کرو تو مجھے لحد میں رکھو اور بسم اللہ کے نام سے اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہم اسکو رکھ رہے ہیں اور میری قبر پر مٹی کا کوہان بلند کرنا اور میرے سر کے قریب سورہ بقرہ کا اول پڑھنا یعنی الم سے اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک اور اخیر کی آیتیں یعنی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ تک کیوں جناب وہابی صاحب تم نے کبھی اس ختم کی سنت کو ادا کیا ہے سنت حسنہ کے عاملین احناف ہی ہیں۔

"وہابی" تمہارے مرنے دھرنے میں کئی کئی بدعتیں جاری ہیں جیسا کہ میت کو جب

تم دفنا کر آتے ہو تو گھر میں ایک کپڑا بچھا کر آدمی بیٹھتے ہیں۔ اور رواج ہے کہ اس کے ملنے والے آکر وہاں بیٹھ کر افسوس کرتے ہیں اور فاتحہ خوانی ہوتی ہے کیا یہ چھوڑی میت کی رچانا شرع میں درست ہے؟ یہ تمام بدعات ہیں جو تم نے اپنی طرف سے گڑھی ہوئی ہیں۔

محمد عمر ”کپڑا بچھا کر بیٹھنا یا مسلمانوں کا اجتماع تو شرعاً ناجائز نہیں باقی رہا بعد از دفن میت ایسا کرنا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور میت والوں کے پاس ان کی دلجوئی کے لیے جانا مسنون ہے۔ بدعت نہیں اور میت کے لیے کچھ قرآن پڑھکر بخشنا یا اُن کے حق میں دعاء خیر تو یہ بھی سنت ہے سنیئے“

چھوڑی کا ثبوت

ابوداود ۲/۸۹ } عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قبرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی میتا فلما فرغنا انصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانصرفنا معہ فلما حاذی بابہ وقف فاذا نحن بامرأۃ مقبلۃ قال أظنہ عرفہا فلما ذھبت اذا ھی فاطمۃ فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اخرجک یا فاطمۃ من بیتک قالت أتیت یا رسول اللہ أھل ھذا البیت فرحمت الیھم میتھم او عزیتھم بہ

عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا! ہم نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک میت کو دفن کیا پھر جب ہم فارغ ہوئے نبی

نفس اسلام

صلے اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور ہم بھی آپ کے ساتھ واپس لوٹے تو جب آپ اپنے دروازے کے بالمقابل آئے ٹھہر گئے تو اچانک ایک عورت آرہی ہے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے فرمایا میں نے گمان کیا کہ آپ نے اس کو پہچان لیا ہے تو جب وہ چلی گئی تو وہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں تو اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ تجھے کس کام نے اپنے گھر سے باہر نکالا تو آپ نے عرض کیا کہ حضور میں اس گھر والوں کی طرف آئی ان کی میت کے لئے فاتحہ خوانی کی ہے یا نے ان کی دلجوئی کی میت کے سبب۔

پس جناب وہابی صاحب ثابت ہوا کہ آپ کے زمانہ میں بھی چھوڑی کا رواج تھا۔ اور ان کی چھوڑی پر میت کی فاتحہ خوانی کی جاتی اور اہل خانہ کو صبر و تحمل کی ترغیب دلائی جاتی۔ جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کیا تو صاحب میت کے گھر چل کر جانا اور اس کے ساتھ دلجوئی کی کلام کرنا سنت ثابت ہوا تم سمجھو یا نہ اور چھوڑی کے لئے میت والے کپڑا بھی ضرور بچھاتے ہونگے ورنہ تمام قریبی کہاں آکر بیٹھتے ہونگے ہاں البتہ چھوڑی پر حقہ نوشی اور بے وضو بیٹھنا اور غیبت جھوٹ کا رواج شرعاً منع ہے اگر باوضو بیٹھا جائے اور جو آئے بیٹھے اور صاحب میت کی دلجوئی کرے اور میت کو کچھ کلام پڑھ کر بخشے تو دو زر ثواب ہر گز نہ عذاب اور ثواب و سنت کے طریقہ کو عذاب کہنے والا خود عذاب میں گرفتار ہے اور رہیگا۔

ابوداؤد ۲/۸۹ } عن انس قال اَتَی النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَی امْرَأَۃٍ تَبْکِی عَلٰی صَبِیٍّ لَہَا فَقَالَ لَہَا اِتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس تشریف لائے جو اپنے لڑکے پر رو رہی تھی تو آپ نے اس کو فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ میت والوں کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا سنت ہے

وہابی "میت والے کے گھر جا کر ان کی دلجوئی کرنا تو سنت ثابت ہو گیا اور وہاں جا کر فاتحہ خوانی کا رواج تم نے کہاں سے نکال لیا۔

"محمد عمر" بھائی فقیر اسکو بھی حدیث شریف سے ثابت کرتا ہے۔

میّت کے لئے فاتحہ خوانی

مسلم شریف ۲/۳۰۲ { عبید ابی عامر کے مرنے کے بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دست پاک اٹھا کر دعا فرمائی تھی

فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِيْ عَامِرٍ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ۔

پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کے لیے پانی منگایا پھر اس سے وضو کیا پھر آپ نے دونو دست پاک اٹھائے پھر فرمایا اے اللہ عبید ابی عامر کو بخش دعا کے وقت میں نے دیکھا کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آرہی تھی پھر فرمایا کہ اے اللہ اس کو قیامت کے دن اپنی بہت مخلوق پر مرتبہ عنایت فرما۔

وہابی "معلوم ہو گیا کہ میت کے لئے واقعی دعائے مغفرت کرنی ثواب ہے" لیکن جب تم میت کے لئے دعائیں مانگ لیتے ہو تو ایک زورسے بول اٹھتا ہے کہ مولوی صاحب دعا خیر کرو تو پھر بار بار ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے۔

nafse islam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

محمد عمر " یہ بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اسی حدیث کے آگے مذکور ہے کہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ تعالے عنہ کے کہنے سے حضرت عبید رضی اللہ تعالے عنہ کے لئے آپ نے دعا فرمائی تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالے عنہ نے عرض کی کہ حضور میرے لئے بھی دعا خیر فرمایئے " تو جناب حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر کرم نوازی فرمائی اور پھر دعا خیر فرمائی۔

فاتحہ کے بعد دعا خیر

مسلم شریف ۲/۳۰۲ فَقُلْتُ وَلِي يَا رَسُولَ اللهِ فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَاَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا وَقَالَ اَبُو بُرْدَةَ اِحْدٰهُمَا لِاَبِي عَامِرٍ وَالْاُخْرٰى لِاَبِي مُوسٰى

ابو موسیٰ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ بعد میں میں نے عرض کی حضور میرے لئے بھی دعا خیر فرمایئے تو آپ نے میرے لئے بھی دعائے بخشش فرمائی پھر فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اے اللہ عبد اللہ بن قیس کے گناہ بھی بخش دے اور قیامت کے دن اس کو جنت میں داخل فرما اور ابو بردہ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ ایک دعا آپ نے ابو عامر کے لئے فرمائی اور دوسری دعا ابو موسیٰ اشعری کے لئے۔

کیوں جناب دعا خیر کا ثبوت حدیث شریف سے ثابت ہو گیا اب تم بھی اس پر عمل کرنا۔

فرقہ وہابیہ دیوبندیہ نماز کے بعد بلند آواز سے اجتماعی طور پر

درود شریف پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں اور پڑھنے والے کو روکتے ہیں اور احناف کی مساجد میں صلوٰۃ فریضہ کے بعد درود شریف کو بلند آواز سے لازمی پڑھا جاتا ہے۔ اب تم اپنے عمل سے فیصلہ کر لو کہ تم وہابی ہو یا حنفی

۱۔ احزاب ۲۲/۷ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے رہتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور سلام حق سلام بھیجو (یعنی ذوق شوق سے)

اس آیۃ کریمہ سے اللہ تعالے نے مومنوں پر درود شریف پڑھنا حکماً فرض کیا۔ اور اس کی دلیل کو حکم پر مقدم فرمایا۔ کہ اللہ اور اُس کے تمام فرشتے ہر وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ لہٰذا تم بھی صلوٰۃ وسلام ذوق شوق سے پڑھو۔ لہٰذا ہر مسلمان پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے صلوٰۃ وسلام پڑھنا فرض ہوا اور اُس فریضہ کو ادا کرنے کے واسطے فریضہ صلوٰۃ خداوندی کو فریضہ صلوٰۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملحقہ حکم بجا لانا اور فریضتین سے سبکدوش ہو کر مستقل رحمت سے سرشار رہنا ہے۔ اللہ اور اُس کے ملائکہ کی سنت پر عمل کر کے حزب اللہ میں شمولیت کرنا ہے۔ کیونکہ اپنے عمل کو رب کریم کے عمل سے بقدرِ ہمت ادا کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اُسے روکے تو وہ اس حزب اللہ سے نکالنے کے درپے ہے اور اُن کی رحمت

nafseislam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

سے دور بتا رہا ہے۔ باقی رہا نمازِ فریضہ کے بعد متصل ہی اس فریضہ صلوٰۃ وسلام کو حتمی طور ادا کرنا اور اس ہیئت کذائیہ سے بلند آواز کے پڑھنا تو اس کا ثبوت احادیثِ صحیحہ میں موجود ہے۔

۲۔ بخاری شریف ۱/۱۱۶
مسلم شریف ۱/۲۱۷

عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ حِیْنَ یَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ کَانَ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ کُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِكَ اِذَا سَمِعْتُہٗ

(ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بعد از فراغت نمازِ مکتوبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا۔ اور فرمایا ابن عباسؓ نے نمازی جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو میں اس ذکر کو اپنے کانوں سے سنتا تھا۔ اور میں زیادہ جانتا رہا)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بلند آواز سے مل کر ذکر کرنا بعد از نمازِ فریضہ یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہاں کونسا ذکر مراد ہو سکتا ہے۔ تو یہ لازمی امر ہے کہ وہ درود شریف ہی ہے۔

۳۔ خصائص کبرٰی ۲/۱۹۶

عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالٰی وَرَفَعْنَا لَكَ ذِکْرَكَ قَالَ قَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ قَالَ اللہُ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ (ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اللہ تعالے کے ارشاد وَرَفَعْنَا لَكَ ذِکْرَكَ کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے کہا ہے کہ اللہ نے فرمایا جب میں ذکر کیا جاؤں تو آپ بھی میرے ساتھ ذکر کئے جائیں گے)

اِس حدیث قدسی سے اللہ تعالےٰ نے اپنے ذکر کے ساتھ ذکر رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی لازمی قرار دیا۔ جیسا کہ صلوٰۃ الٰہی پڑھی جائے تو یہ عمل ذکرِ الٰہی ہے تو اس کے بعد صلوٰۃ رسول صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے فرمان سے لازمی ہوا۔ تو جو شخص بعد از نمازِ فریضہ درود پاک کو بدعت سمجھے تو وہ منکرِ فرمانِ خداوندی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے۔ تو بعد ازاں محمد رسول اللہ پڑھنے کو بدعت کہے تو اُس کو مومن و مسلمان نہیں کہا جائیگا۔ کیونکہ اُس نے ذکرِ الٰہی کے ساتھ ذکرِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو لازمی نہیں سمجھا۔ قرآن کریم میں تمہیں کئی ایسی مثالیں ملیں گی جن میں اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے عمل کے ساتھ ملحق فرمایا۔ چنانچہ مذکور ہے اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور پھر فرمایا وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یعنی اطاعت اللہ کا الحاق اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ان کی نافرمانی اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے متعلق ہے۔ ایسے ہی نمازِ فریضہ کے بعد درود شریف کا انکار کرنا بعین نمازِ الٰہی کا انکار کرنا ہے۔

وہابی: نمازِ فریضہ کے بعد دعائیں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھی ہیں۔ لہٰذا وہ دعائیں ہی ہونگی۔

محمد عمر: بڑا افسوس ہے کہ تم ذکر اور دعا کی تمیز بھی نہیں کر سکتے۔ دعائیں درود شریف کے بعد ہوتی ہیں۔ ورنہ اللہ کے دربار سے بغیر درود شریف دعائیں مردود ہو جاتی ہیں۔

۴۔ **ترمذی شریف** ۱/۶۴ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّكَ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بن الخطاب نے فرمایا۔ کہ دعا زمین و آسمان کے درمیان اٹکی رہتی ہے۔ اُس سے کچھ بھی اوپر نہیں جاتی حتےٰ کہ اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر تو درود پڑھے)

معلوم ہوا کہ دعا بغیر درود شریف زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے ایک واحد طاقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام کی ہے۔ جو اس دعا کو دربار رب تک پہنچاتی ہے۔

۵۔ ترمذی شریف ۲/۱۸۶

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَاعِدٌ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَجِلْتَ اَيُّهَا الْمُصَلِّیْ اِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُهُ قَالَ ثُمَّ صَلّٰى رَجُلٌ اٰخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم اَيُّهَا الْمُصَلِّیْ ادْعُ تُجَبْ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ

(فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ ہمارے درمیان نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے نماز پڑھی۔ پھر اس نے کہا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ تو آپ نے فرمایا کہ اے نمازی تو نے بڑی جلدی کی ہے۔ جب تو نماز پڑھے تو وہیں بیٹھا رہ۔ تو اللہ کی تعریف بیان کر جو اس کے لائق ہے اور مجھ پر درود پڑھ۔ پھر اللہ سے دعا مانگ۔ (فضالہؓ نے فرمایا کہ اس آدمی (عبداللہ بن مسعود) نے بعد ازاں نماز پڑھی۔ پھر اللہ کی تعریف بیان کی۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا۔ اے نمازی (اب مانگ)، دعا مانگ تو قبول کیا جائیگا۔

اس حدیث پاک میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد از نماز فریضہ بغیر درود شریف پڑھے کے دعا نہ مانگنے دی بلکہ نماز کی ترتیب پوری فرمائی۔ پہلے نماز فریضہ بعد ازاں تسبیحات و تحمید اور بعد ازاں صلوٰۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم پھر دعا۔ چونکہ عبداللہ بن مسعودؓ نے بعد از نماز فریضہ درود شریف نہیں پڑھا تھا۔ اس واسطے انھوں نے نماز کو دوبارہ

فرمایا۔

۶۔ ترمذی شریف ۱/۶۴ | عن عبد اللہ قال کنت اصلی والنبی صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر وعمر معہ فلما جلست بدأت بالثناء علی اللہ ثم الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم دعوت لنفسی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سل تعطہ سل تعطہ۔ حضرت عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ آپ کے ساتھ ہو لئے۔ جب بھی میں بیٹھا تو اللہ کی ثنا سے شروع کیا۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر اپنے نفس کے لئے دعا مانگی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مانگ لے عطا کیا جائے گا۔ مانگ لے عطا کیا جائے گا

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا۔ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا ہمیشہ عمل ایسا ہی ہوتا تھا۔ کہ نماز سے فارغ ہوئے اور تسبیحات پڑھیں اور پھر درود پاک شروع کر دیا۔ پھر دعا مانگتے تھے تو جو طلب کرتے تھے ان کا سوال پورا ہوتا تھا۔ اسی واسطے جو لوگ درود شریف نہیں پڑھتے وہ اجابت سے محروم رہتے ہیں۔

۷۔ ترمذی شریف ۲/۱۷۴ | عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما جلس قوم مجلسا لم یذکروا اللہ فیہ ولم یصلوا علی نبیہم الا کان علیہم ترۃ فان شاء عذبہم وان شاء غفر لہم۔ ابوہریرہؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ فرمایا آپ نے کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھے اس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا اور انہوں نے اپنے نبی علیہ السلام پر درود شریف نہیں پڑھا تو ان پر اللہ کو اختیار ہے اگر چاہے تو عذاب کرے ان کو اور اگر چاہے

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

تو اُن کو بخشے۔

معلوم ہوا کہ نماز سے فارغ ہو کر جب تم بیٹھتے ہو تو اللہ تعالےٰ کے عذاب اور بخشش کے مابین رہتے ہو۔ یعنی بغیر درود شریف اور بغیر ذکر اللہ مشیت ایزدی پر انحصار ہے دعا کا قبول ہونا ضروری نہیں۔ اور درود شریف پڑھنے سے اللہ تعالےٰ دعا کو لوٹاتے نہیں۔

۸- جلاء الافہام لابن قیم ص۲۶

ذکرها ابو موسی المدینی من طریق عبد الغنی بن سعید قال سمعت اسماعیل بن احمد بن اسماعیل الحاسب قَالَ اَخْبَرَنِی ابو بکر محمد بن عمر قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُجَاهِدٍ فَجَاءَ الشِّبْلِیُّ فَقَامَ اِلَیْهِ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ مُجَاهِدٍ فَعَانَقَهٗ وَ قَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ فَقُلْتُ لَهٗ یَا سَیِّدِیْ تَفْعَلُ هٰذَا بِالشِّبْلِیِّ وَاَنْتَ وَجَمِیْعُ مَنْ بِبَغْدَادَ یَتَصَوَّرُ اَنَّهٗ مَجْنُوْنٌ فَقَالَ لِیْ فَعَلْتُ بِهٖ کَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم فَعَلَ بِهٖ وَذٰلِكَ اِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم فِی الْمَنَامِ وَقَدْ اَقْبَلَ الشِّبْلِیُّ فَقَامَ اِلَیْهِ وَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبَا الشِّبْلِیِّ فَقَالَ هٰذَا یَقُوْمُ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَةِ وَیَقُوْلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ فَلَمَّا دَخَلَ الشِّبْلِیُّ سَاَلْتُهٗ عَمَّا یَذْکُرُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذَکَرَ مِثْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ۔ ابو موسیٰ مدینی نے ہمیں بیان کیا عبد الغنی بن سعید کے طریقے سے انہوں نے کہا کہ میں نے اسمٰعیل بن احمد بن اسماعیل حاسب سے سُنا کہ اُس نے کہا کہ مجھے ابوبکر محمد بن عمر نے خبر دی اُس نے کہا کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا تو شبلی آیا۔ ابوبکر بن مجاہد اُس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوا اور اُس سے معانقہ کیا اور اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے اُسے کہا اے میرے صاحب تو یہ شبلی کے ساتھ کرتا ہے حالانکہ تم اور تمام

جو شخص بغداد میں ہے تصور کرتے ہو کہ وہ دیوانہ ہے۔ تو اُس نے مجھے کہا کہ میں نے اُس کے ساتھ کیا ہے جیسا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اُس کے ساتھ کرتے دیکھا۔ اور یہ میں نے نبی صلے علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ شبلی آیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور اُس کی دو آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شبلی کے ساتھ آپ یہ کیا کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ اپنی نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ یہ تمام آیت پڑھتا ہے۔ اور اُس کے بعد مجھ پر صلوٰۃ پڑھتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اُس نے کوئی فرضی نماز نہیں پڑھی مگر وہ ہر نماز کے پیچھے پڑھتا ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آخر تک اور تین دفعہ یہ پڑھتا ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ تو اُس نے کہا کہ جب شبلی آیا تو میں نے بھی یہ نماز کے بعد کا واقعہ جو بیان کیا گیا تھا دریافت کیا تو اُس نے ویسے ہی بیان کیا)۔

اب تو تمہارے بڑے امام اور تمہارے شیخ ابن قیم کی طرف سے دلیل صحیح مل گئی اب بھی اگر صلوٰۃ وسلام بعد از نماز فریضہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز سے نہ پڑھو تو پھر میں تو یہی کہونگا کہ اللہ تمہیں ہدایت دے۔

جلاء الافہام ص ۷۳ } قَالَ الطبرانی حدثنا یحیی ابن ایوب العلاف حدثنا سعید ابن ابی مریم عن خالد بن یزید عن سعید ابن ابی ہلال عن ابی الدرداء قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُّصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا بَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِيْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ

(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو۔ کیونکہ وہ حاضری والا دن ہے اُس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ کوئی ایسا آدمی نہیں۔ جو مجھ پر درود پڑھتا ہو مگر اس کی آواز مجھے پہنچتی ہے۔ جہاں بھی ہو۔ ہم نے عرض کیا آپ کے وصال کے بعد بھی؟ آپ نے فرمایا کہ میرے وصال کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء کے جسموں کو کھانا زمین پر حرام کیا ہے)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا۔ کہ آپ ہماری آواز کو جس جگہ سے بھی ہم درود شریف پڑھیں سنتے ہیں۔ آپ کی سمع مبارک کا اتنا بلند پایہ ہے تو آپ کی نظر پاک بھی ہمیں ضرور ملاحظہ فرما رہی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ تو جیسا کہ ہمارے درود پاک کو سن کر ہماری مشکلیں حل فرماتے ہیں ویسا ہی تمہیں درود شریف پڑھنے کے وقت تمہارا شاذ ہونا بھی آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اور تمہاری اس علیحدگی کا فتوے بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی بیان کیا جاتا ہے:۔

۹- ابن ماجہ ص۶۵ عن ابن عباسؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر صلوٰۃ پڑھنا بھول گیا تو وہ جنت کا راستہ بھلایا جائیگا)۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نسیان کے معنی ترک کے ہیں۔ تو جو شخص درود شریف پڑھنے کے وقت درود شریف کو چھوڑ کر مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرتا ہے تو خواہ وہ کتنا ہی عامل کیوں نہ ہو اس کو جنت کا راستہ نہیں مل سکتا۔

۱۰- خصائص کبرےٰ ۲/۲۶۰ اِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ خَطِئَ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ (بے شک نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے

نفس اسلام

پاس میں ذکر کیا گیا تو اُس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا تو اُس کو جنت کا راستہ بھلا دیا جائیگا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو لوگ آپ پر لوگوں کو درود پڑھتے دیکھ کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں یا مسجد سے نکل جاتے ہیں تو اُن کی تمام عبادت اُن کے لئے جنّت کی راہ بند ہوگی۔

وہابیوں کے سردار اور بانیٔ وہابیتِ ہند نواب صدیق حسن خاں صاحب بھی تسلیم کر چکے ہیں۔

۱۱۔ مسک الختام شرح بلوغ المرام ۱/۲۵۹

نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

نسب العینِ مومناں و قرۃ العین عابداں است۔ و در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالتِ عبادات و نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر است و بعضے از عرفا قدس سرہم گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہتِ سریان حقیقت است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرائر موجودات و افراد ممکنات پس آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم در ذواتِ مصلیاں موجود و حاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل نبود تا با نوار قرب و اسرارِ معرفت منور و فائز گردد۔ آمدے شعر

در راہِ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست ۔ مے بینمت عیاں و دعا مے فرستمت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی مومنوں کے نسب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام حالتوں اور تمام وقتوں میں خصوصاً عبادات کی حالت میں اس مقام میں نورانیت اور انکشاف بہت زیادہ قوی تر ہوتی ہے بعض از عرفا قدس سرہم نے کہا ہے کہ یہ خطاب حقیقتِ محمّدیہ کے سریان کے سبب سے ہے تمام موجودات کے ذرّوں اور ممکنات کے افراد میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درود پڑھنے والوں کے وجودوں میں موجود اور حاضر ہیں۔ تو نمازی کو چاہیئے کہ اس حقیقت سے خبردار رہے۔ اور اس شہود سے غافل نہ ہو تا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار

سے منور اور فائز ہو جائے۔ دل عشق کے رستے میں قرب اور بعد کا مرحلہ نہیں ہے۔ میں تجھے ظاہر دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں۔

۱۲۔ ضیاء القلوب مصنفہ حاجی امداد اللہ صاحب ص ۹۔ دل کو تمام خیالات سے خالی کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کریں۔ اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کی دائیں اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ کی بائیں اور اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ کی ضرب دل پر لگائے۔

فرمایئے اب تو آپ کے بزرگ نے ایک عجیب عمل ارشاد فرمایا جس پر تمہیں خود نہ ہونا چاہیئے ورنہ ان پر بھی تمہیں وہی فتوے دینا پڑے گا۔ جو دیگر عالمین پر اور جب تم نے ان پر بھی فتویٰ جڑنے سے دریغ نہ کیا تو ایسے اہل اللہ پر فتویٰ شرک ثبت کرنیوالے کو خداوند جنت ان شاء اللہ کبھی نہ دیگا۔

احناف نماز جنازہ کے بعد دعا مانگتے ہیں۔ وہابی برا جانتے ہیں دیوبندی بھی منکر ہیں۔ اب تم فیصلہ کرو کہ دعا کا انکار کرتے ہوئے تم کون ہو۔

۱۔ فرقان ۱۹/۱۶ قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ فَقَدْ کَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَکُوْنُ لِزَامًا فرما دیجئے یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرا رب تمہاری پرواہ نہ کریگا۔ اگر تمہاری دعا نہ ہو۔ پھر

تحقیق تم نے جھٹلا دیا تو جلدی عذاب چمٹنے والا ہوگا)

اس آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نیک عمل کے بعد اللہ سے دعا کریں تو اللہ تعالےٰ پرواہ کرتے ہیں ورنہ نہیں۔ مثلاً نماز جنازہ نیک عمل ہے۔ اس کے بعد اگر اللہ سے دعا کی جائے تو اللہ تعالےٰ صلوٰۃ جنازہ کی پرواہ کرینگے اور بخشیں گے۔ ورنہ اگر تم نے دعا نہ مانگی بلکہ اس کو بدعت کہا تو تم نے اسکو جھٹلا دیا تو بفرمانِ الٰہی عذابِ الٰہی میں جلدی مبتلا ہو جاؤ گے۔

۲ مومن ۲۴/۶ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ (اور آپ کے پروردگار نے کہا کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا تمہارے واسطے بے شک جو لوگ میری دعا سے تکبر کرتے ہیں جلدی جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہونگے)

اللہ کریم نے اس آیۃ کریمہ میں اپنے مومنوں کو خاص طور پر دعا مانگنے کا ارشاد فرمایا اور مومنوں کی دعا کو خصوصیت سے قبول فرمانے کا وعدہ بھی کیا۔ اور جو لوگ اللہ کی دعا سے تکبر میں رہیں تو ان کو اللہ تعالےٰ ذلیل کر کے جہنم میں ڈال کر فرمائیں گے کہ تم وہ جماعت ہو کہ مجھ سے مانگنے والوں کو بھی روکتے تھے اور میرے دربار میں میرے بندوں کو بدعتی کہہ کر ہاتھ پھیلانے نہ دیتے تھے۔ اب تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ جو لوگ نماز فریضہ جنازہ کے بعد دعا سے روکتا ہے تو کیا اس کی سزا جو اللہ تعالےٰ نے سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ فرمائی ہے نہ دیگا؟ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا اعلانِ عام ہے لیکن بعض کا خیال یہ ہے کہ اللہ ہر وقت سمیع و بصیر ہے۔ اور اس سے دعا کا حکم عام ہے۔ لیکن صلوٰۃ جنازہ کے بعد نہیں۔

۳ مومنون ۱۸/۶ وَقَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا

اور قیامت کو اللہ تعالےٰ ارشاد فرمائیگے: ذرا مرے ہوئے جہنم میں پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو کیونکہ ایک فرقہ میرے بندوں سے دعا مانگتے تھے کہ اے رب ہمارے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ اور تو بہتر ہے رحم کرنے والوں کا۔ تو تم نے ان کا مذاق بنایا)

اس آیۃ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو لوگ خداوند کریم سے دعا مانگنے کو منع کرتے ہیں اور مسخرا کرتے ہیں وہ بفرمان الٰہی بلا عذر جہنم میں جائیں گے۔ نماز جنازہ کے بعد اللہ سے سوال کرنے کو بدعت کہنے والو! ذرا سنبھل کر قدم رکھنا۔

۴۔ بقرہ ۲/۲۲ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (اور جب سوال کریں آپ سے میرے بندے میرے متعلق تو میں قریب ہوں۔ جواب دیتا ہوں دعا مانگنے والے کی دعا کا جب مجھ سے دعا مانگے۔ ان کو چاہیے کہ میرے حکم کو قبول کریں اور میرے ساتھ ایمان لائیں تاکہ وہ رشد پائیں)

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالےٰ نے اعلان عام فرمایا کہ میں اپنے بندوں سے بہت قریب ہوں۔ جب مجھ سے میرا بندہ کوئی دعا مانگے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیۃ کریمہ میں اپنے سوال کے ساتھ عِبَادِيْ کی قید فرمائی تاکہ یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اپنے بندوں کی دعا کو جلدی قبول فرماتے ہیں تو جنازہ کے بعد دعا نہ مانگنے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ عِبَادِيْ میں داخل نہیں ہیں تو ان کو یقین ہے کہ ہماری دعا مردود ہے۔ مانگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے منع کیا جاتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو واقعی اللہ کے فرمان کے مطابق منکرین دعا سچے ہیں۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ اور کفار کی دعا سوائے بے اثر ہونے کے اور کچھ نہیں۔ اور

اسی واسطے چونکہ ان کی دعا مردود ہوتی ہے مطلقاً منع کر دیتے ہیں۔ ورنہ مومنین کی شان ہے وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ (ایماندار اور صالحین کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں اور اپنے فضل سے ان کو زیادہ دیتے ہیں)۔ یا یہ وجہ ہے کہ وہ اپنی میت کو بیقین سمجھتے ہیں کہ یہ دعا کے اہل نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ان کے بیٹے کے متعلق دعا کرنے سے روکا اور فرمایا کہ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ وہ تمہارے اہل سے نہیں ہے۔ ورنہ اگر میت کی نیکی پر مانع کا اعتقاد صحیح ہو تو وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (اور نیکی پر اور تقویٰ پر تم ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور گناہ اور ظلم پر معاونت نہ کرو) کے رو سے میت کی معاونت بدعا بفرمان الٰہی ضروری سمجھیں۔ چونکہ مانعین کو یقین ہے کہ ہماری میت عداوتِ رسالت میں مستقل رہی ہے۔ اس کے لئے دعائے امداد کرنی گناہ سمجھتے ہیں۔

۵۔ الم نشرح پ ۳۰

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو بعد میں اللہ سے دعا مانگو۔ اس کا ثبوت حدیث پاک میں موجود ہے۔

۶۔ تفسیر ابن جریر طبری ۳۰/۱۴۰

حدثنی علی قال حدثنا ابو صالح قال حدثنی معاویۃ عن علی عن ابن عباس فی قولہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ یقول فی الدعاء (ابن عباسؓ سے روایت ہے فرماتے تھے کہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ کہ جب تم فارغ ہو جاؤ تو کھڑا رہو۔ تو یہ قیام دعا کے واسطے ہے۔

(۲) حدثنی محمد بن سعد قال حدثنی ابی قال حدثنی

عمی قال حدثنی ابی عن ابیہ عن ابن عباس فَاِذَا فَرَغْتَ مِمَّا فُرِضَ عَلَیْكَ مِنَ الصَّلٰوۃِ فَسْئَلِ اللّٰہَ وَارْغَبْ اِلَیْہِ وَانْصَبْ لَہٗ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب تُو فارغ ہووے اُس چیز سے جو اللہ نے تجھ پر نماز فرض کی ہے تو اللہ سے سوال کر اور اس کی طرف رغبت کر اور اس کے لئے کھڑا رہ)

(۳) حدثنی محمد بن عمرو قال حدثنا ابو عاصم قال حدثنا عیسٰی ح قال حدثنی الحرث قال حدثنا الحسن قال حدثنا ورقاء جمیعا عن ابن ابی نجیح عن مجاہد قولہ فَاِذَا فَرَغْتَ قَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَانْصَبْ فِیْ حَاجَتِكَ اِلٰی رَبِّكَ (مجاہد سے روایت ہے کہ جب تُو فارغ ہووے تو اللہ نے فرمایا کہ جب تُو کھڑا ہو نماز کی طرف تو اپنی حاجت میں اپنے رب کی طرف کھڑا رہ)

(۴) حدثنا بشر قال حدثنا یزید قال حدثنا سعید عن قتادہ قولہ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ قَالَ اَمَرَہٗ اِذَا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اَنْ یُّبَالِغَ فِیْ دُعَائِہٖ (قتادہ سے روایت ہے کہ جب تُو فارغ ہووے تو کھڑا رہ۔ اور اپنے رب کی طرف رغبت کر۔ اللہ کا فرمان یہ ہے کہ جب فارغ ہو اپنی نماز سے تو اپنی دعا میں پہنچ)

(۵) حدثنا ابن ثور عن معمر عن قتادہ فی قولہ فَاِذَا فَرَغْتَ مِنْ صَلٰوتِكَ فَانْصَبْ فِی الدُّعَاءِ (قتادہ سے روایت ہے اللہ کے فرمان میں کہ جب تُو اپنی نماز سے فارغ ہووے تو دعا میں کھڑا رہ)

اس آیۃ کریمہ کی ان تمام تفاسیر سے ثابت ہوا کہ جب کسی نماز سے تُو فارغ ہووے نماز جنازہ ہو یا اور کوئی نماز کے بعد وہیں ٹھہرے رہنا اور بحکمِ الٰہی وہیں دعا مانگنا ضروری ہوا۔ چنانچہ اصولِ تفسیر کے مطابق سب سے مقدم عبد اللہ بن عباسؓ کی

nafseislam
نفس اسلام

تفسیر ہے۔ پھر قتادہ کی پھر مجاہد کی۔ لہٰذا ان تمام کی مستند تفاسیر سے اس آیۃ کریمہ کا ترجمہ ثابت کیا گیا۔

۶۔ تفسیر خازن و تفسیر معالم التنزیل ۷/۲۲۰

(فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ) قال ابن عباس وقتادہ والضحاک ومقاتل والکلبی فَاِذَا فَرَغْتَ من الصلٰوۃ المکتوبۃ فانصب الی ربک فی الدعاء وارغب الیہ فی المسألۃ یعطیک (ابن عباسؓ اور قتادہ اور ضحاک اور مقاتل اور کلبی نے کہا ہے کہ جب تو نماز فرضی سے فارغ ہو جائے تو اپنے رب کی طرف دعا میں کھڑا رہ۔ اور سوال کرنے میں اس کی طرف رغبت کر وہ تجھے عطا کریگا)

۷۔ ابن کثیر ۲/۵۲۶ ابن کثیر نے بھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے **غنیۃ الطالبین ص ۲۴۷/۱** بھی اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

اللہ تعالٰے عالم الغیب کو علم تھا کہ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں نماز کے بعد دعا کو بدعت کہیں گے۔ اس واسطے اس نے اس آیۃ کریمہ کو نازل فرما کر ہر نماز کے بعد خصوصاً نماز فرضی کے بعد دعا کو ضروری قرار دیا۔ نماز جنازہ ہو یا غیر تا کہ جو شخص نماز کے بعد دعا کو برا سمجھے گا تو وہ مستوجب عتاب ہوگا۔

۷۔ حشر ۲۸/۱۔ وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اور جو لوگ ان کے بعد آئے وہ دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بھی بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ گزر چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے واسطے کھوٹ نہ کر دیجے حاسدنہ پیدا کر

نفس اسلام

اے رب ہمارے بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے

اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالے نے مومنین کی شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مومنین جب ایمان کے ساتھ عالم ارواح میں پہنچ جاتے ہیں تو اُن کے بقایا مومنین کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ اپنے سابقین کے لیے دعائیں مانگتے ہیں۔ کہ اے اللہ ہمیں بخش اور ہمارے سابقین بالایمان کو بھی بخش۔ اور ہمیں ایسا بنا دے کہ ہم اُن کے لئے ایسے دعائیں مانگتے ہیں۔ اور اُن سے ہمیں حسد نہ ہو کہ اُن کے لئے دعا نہ کریں یا دعا مانگنے والوں کو دعا مانگنے سے روکیں۔

اب فیصلہ تم پر ہے کہ جنازہ کے بعد تم مومنین سابقین کے متعلق دعا کرنے سے روکتے ہو تو اس کی دو ہی صورتیں ہیں کہ یا تم اُن کے بھائی نہیں یا وہ تمہارے بھائی نہیں۔ یعنی یا تم ایماندار نہیں یا وہ ایماندار نہ تھے۔ اللہ تعالے ہمیں اور تمہیں توفیق عنایت فرما دے کہ ہم قرآن پاک پر عمل کرتے ہوئے اپنے سابقین کے حق میں دعائے خیر کریں۔

نفس اسلام

دلائل دعا از احادیث

۱۔ مستدرک ۱/۴۹۱ } عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ لَّا یَدْعُ اللّٰہَ یَغْضَبْ علیہ ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ سے دعا نہیں مانگتا اللہ تعالے اُس پر غضب کرتا ہے، فتفکر

۲۔ مشکوٰۃ شریف ص۱۹۵ } لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندے کی دعا تقدیر کو پھیر دیتی ہے اگر کوئی شئی تقدیر کو نہیں پھیر سکتی سوا دعا کے۔

ثابت ہوا کہ تقدیر میں اگر میت کو اللہ کی طرف سے عتاب لکھا ہو تو دعا کرنے سے انشاء اللہ العزیز وہ عتاب سے رحمت کی طرف بدل جاتا ہے۔

۳- بیہقی شریف ۴/۴۲

فتح ربانی ۷/۱۲۶

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ فَمَاتَتْ اِبْنَةٌ لَهٗ وَکَانَ یَتْبَعُ جَنَازَتَهَا عَلٰی بَغْلَتِهٖ خَلْفَهَا فَجَعَلَ النِّسَاءُ یَبْکِیْنَ فَقَالَ لَا تَرْثِیْنَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم نَهٰی عَنِ الْمَرَاثِیْ فَتُفِیْضُ اِحْدَاکُنَّ مِنْ عَبْرَتِهَا مَا شَاءَتْ ثُمَّ کَبَّرَ عَلَیْهَا اَرْبَعًا ثُمَّ قَامَ بَعْدَ الرَّابِعَةِ قَدْرَ مَا بَیْنَ التَّکْبِیْرَتَیْنِ یَدْعُوْا ثُمَّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم یَصْنَعُ فِی الْجَنَازَةِ هٰکَذَا

(عبداللہ بن ابی اوفیٰ اصحاب شجرہ سے تھے۔ ان کی ایک بیٹی فوت ہو گئی (تو کسی عذر کی وجہ سے) اس کے جنازے کے پیچھے ایک خچر پر سوار تھے عورتوں نے رونا شروع کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ کوئی عورت واویلا نہ کرے۔ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے واویلے سے منع فرمایا ہے۔ تم اپنی آنکھوں سے آنسو بہا سکتی ہو جو چاہے۔ پھر اس پر چار تکبیریں نماز جنازہ پڑھیں۔ پھر نماز جنازہ ختم کرنے کے بعد آپ وہیں کھڑے رہے۔ اندازہ دو تکبیروں کے مابین کا دعا فرماتے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنازہ میں ہمیشہ ایسا کرتے تھے)

اب تو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا فعل بھی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل ثابت ہو گیا۔ اگر تم اب بھی دعا بعد نماز جنازہ نہ پڑھو تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی رسی قیامت کے دن منکر کے گلے میں ہو گی۔ اور تمہارے اس انکار کی شہادت ہم بھی انشاء اللہ دیں گے۔

۴۔ شرح عقائد نسفی ص ۱۲۲ | وَفِيْ دُعَاءِ الْاَحْيَاءِ لِلْاَمْوَاتِ وَ صَدَقَتِهِمْ اَيْ تَصَدُّقِ الْاَحْيَاءِ عَنْهُمْ اَيْ عَنِ الْاَمْوَاتِ نَفْعٌ لَهُمْ اَيْ لِلْاَمْوَاتِ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَةِ

(اور زندوں کا مُردوں کے واسطے دعا کرنے میں اور اُن کی طرف سے صدقہ کرنا یعنی زندوں کا مُردوں کی طرف سے صدقہ کرنا مُردوں کے واسطے نفع ہے معتزلہ صدقہ اور دعا دونوں کے منکر ہیں)

یہ کتاب مذکورہ بالا احناف کے عقائد کی مستند کتاب ہے جس سے یہ ثابت ہوا کہ مُردوں کے حق میں دُعا کرنا یا اُن کی طرف سے صدقہ کرنا احناف کے نزدیک مستحب و مفید ہے معتزلہ اس کے مخالف ہیں۔ اصلی حنفیت کا دم مارنے والو ذرا انصاف سے کہیو کہ تم جنازے کے بعد دعا کا انکار کر کے حنفی ہو یا معتزلی

جو دعا سے روکے وہ تمام زمانے سے زیادہ احمق ہے

۵۔ تتمہ مجمع البحار ص ۶۵ | وَتَحَقَّقَ مَا ذَكَرْنَا اَنَّ كَوْنَ الدُّعَاءِ غَيْرُ جَائِزٍ لَمْ يَقُلْ بِهٖ اَحَدٌ كَمَا نُقِلَ عَنْ حَمَقَةِ زَمَانِنَا مِمَّنْ لَا شُعُوْرَ لَهُمْ فِيْ عِلْمِ الدِّيْنِ بِوَجْهٍ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ الْمُسْتَخْبِثَةِ طَهَّرَ اللّٰهُ الْاَرْضَ مِنْهُمْ بِمَنِّهٖ۔ اور جو انہوں نے ذکر کیا نے ثابت ہوتا ہے کہ دعا کرنی ناجائز ہے۔ حالانکہ دعا کو کسی نے ناجائز نہیں کہا جیسا کہ نقل کیا گیا ہے ہمارے زمانہ کے ایسے احمقوں سے جن کو علم دین میں کوئی سمجھ نہیں بوجہ بدعتی ہونے کے جو نہی نکلی ہے۔ اپنے احسان سے اللہ تعالےٰ زمین کو ان سے پاک کرے۔

Nafse Islam WWW.NAFSEISLAM.COM

سوال دیوبندی نمبر ۳

حرمین میں وہابی رہتے ہیں کیا وہ پلید ہیں اور تم نے وہابیوں کے پیچھے نماز نہیں ادا کی؟

محمد عمر "فقیر خدا کے فضل سے بلا مخالفتِ غیر اپنی جماعت علیحدہ کرواتا رہا ہے۔ وہابیوں نے عدالت سعودیہ میں بہت شکایات کیں۔ لیکن فقیر کے خلاف وہاں کوئی کلمہ ادا نہیں کیا۔ تو حاسدین کی کوئی دال نہ گلی۔ اب حرمین شریفین سے مدینہ طیبہ کا حال ملاحظہ ہو۔

مدینہ طیبہ میں نجدی کی طرف سے ایک مولوی عبدالخیر دیوبندی مفتی مقرر ہے اہالیانِ مدینہ طیبہ اُس کو اکثر بُرائی سے یاد کرتے ہیں۔ کیونکہ اُس نے حلقہ روضہ انور کے اندرونی و بیرونی جوانب میں اور مسجد کے ستونوں اور دیواروں پر جہاں جہاں حضور پُر نور شفیعِ یوم النشور کی شان میں ترکوں نے پتھروں میں آیاتِ شریفہ مثلاً اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا [illegible] کندہ کروائی ہوئی تھیں لوہے کی چھینیوں سے چھلوا دیا ہے اور بعض کو سریش کی قسم کا مصالحہ چسپاں کر کے آیات کو بند کر دیا ہے اور جس جس جگہ آپ کے اسمائے گرامی مکتوب تھے روغن سے پلستر کر کے مٹا دیئے گئے ہیں۔ اور جالی پاک میں جہاں مواجہ مبارک کی جانب یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پیتل کی ڈھلائی میں لکھا ہوا تھا اُس سے لفظ یا کو کاٹ دیا گیا ہے اور آپ کے اسم پاک کو ہتھوڑوں سے کوٹ کر ٹیڑھا کر دیا گیا ہے۔ کئی متبرکہ مقامات ہیں ترکوں نے مساجد تعمیر کی ہوئی تھیں مثلاً جنت البقیع کے جانبِ شرق مسجد بغلہ و مسجد توبہ وغیرہم کو شہید کر دیا گیا ہے۔ میدانِ اُحد میں دو مسجدیں مسمار کر کے بنیادوں سے اکھاڑ کر میدان بنا دیا گیا ہے اُحد کے راستہ میں ایک مسجد تعمیر تھی جس کا محض نشان باقی ہے۔ باقی سب شہید کر دی گئی ہے مسجد حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا تمام سنگ مرمر اور عشرہ مبشرہ کے مکانوں کا سنگ مرمر اکھاڑ کر ابن سعود عبدالعزیز نے دار الخلافہ ریاض میں لیجا کر اپنے مکانات

میں استعمال کرچکا ہے۔ جنت البقیع کے تمام مقابر کو مسمار کرکے مزروعہ زمین کی طرح برباد کیا گیا ہے۔ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے مابین ہر منزل پر مسجد بنی ہوئی تھی اُن تمام کو شہید کر دیا گیا ہے۔ ساکنانِ مدینہ طیبہ کو تنگ کرکے جلا وطن کر دیا گیا ہے۔ جو اس وقت مصر و ماحولہ اور قسطنطنیہ و ماحولہا میں پناہ گزیں ہیں۔ اور بعض کو شہید کر دیا گیا ہے حضرت عثمانؓ کا کنواں مسجدِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں بالکل بند کر دیا گیا ہے۔ یہ تو ہے مختصر حال مدینہ طیبہ کا اب مکہ مکرمہ کا حال سُنیئے۔ مکہ مکرمہ کی اکثر مساجد کو شہید کر دیا گیا ہے مثلاً جبل ابوقبیس پر ایک مسجد تھی جو حرم سے بیٹھے جنوب مشرق میں نظر آرہی ہے۔ اور اس مقام پر ابراہیم علیہ السلام نے اذان فرمائی اور حضرت بلالؓ نے بھی پہلی اذان وہیں پڑھی اُس مسجد کو بھی شہید کر دیا گیا ہے۔ ترکوں نے ابوجہل کے مکان میں ٹٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ اُس کا بدلہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدائشی مکان کو شہید کرکے اوپر بول و براز ڈال کر لیا جا رہا ہے۔

وہابی "اگر اللہ تعالٰے کے نزدیک ان متبرکہ مقامات کو شہید کرنا گناہ تھا تو برباد کنندگان کو ابرہہ کی طرح ہلاک کیوں نہ کیا۔

محمد عمر "اس میں حکمتِ الٰہی ہوتی ہے۔ کیا اللہ کی مساجد کو شہید کرنا بھی جائز ہے؟ جب اس کام سے اللہ تعالٰے نے اُن کو نہیں روکا تو بیتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیسے روکا جاتا۔ کیونکہ اللہ کی مساجد کو بھی تو شہید کیا گیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ کی غیبی خبر کو اللہ تعالٰے نے سچا کرنا تھا۔ اسی لئے نہیں روکا اور نہ ہلاک کیا۔ کہ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی خبرِ صادق میں تکذیب لازم نہ آئے۔

جوابِ نمبر ۳۔ احزاب ۲۲/۶ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِيْنَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰهُمْ وَتَوَكَّلْ

عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا۔ اور فرمایا وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا پھر فرمایا ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ پھر فرمایا وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ۔

ان ارشادات الٰہیہ پر آپ ایسے عامل تھے اور رہے اور رہیں گے جس کی مثال تمہارے سامنے موجود ہے۔

جواب نمبر ۴ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مگر تمام جہانوں کے واسطے رحمت)

آپ کو اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ نے ایسا رحمت بنا کر بھیجا کہ کافر اور منافق بھی آپ کی رحمت سے محروم نہ رہے۔ صرف نجدی اپنے اعمال میں ایسا تھا جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے محروم رہا۔ انہی اعمال کی بنا پر تو آپ نے دعا نہیں فرمائی۔ لیکن آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے نجدی کو گرفتار بھی نہیں کرتے۔

جواب نمبر ۵ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ (اے محبوب جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ کو لائق نہیں کہ ان کو عذاب کرے۔ اسی واسطے جب تک آپ وہاں تشریف فرما ہیں۔ عذاب الٰہی نازل نہیں ہو سکتا۔ اور بعد کے متعلق ارشاد فرمایا فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ (جب ہم آپ کو یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لے جائیں گے تو ان سے ہم بدلہ لینے والے ہیں۔ یہ تو تمہارے اعتراض کی بات نہیں۔ ان کو ایسے نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ وقت آنے پر ان سے ذرا ذرا بدلہ لیا جائیگا۔ کیونکہ ہر کام کا وقت مقرر ہوتا ہے۔

انہی اعمال کی بنا پر تو قرنِ شیطان کا خطاب ملا۔ ورنہ اور بد عمل لوگوں سے ان کا کونسا تھا۔ باقی رہا حرمین شریفین کی ذاتی طہارت و شرافت بر وقت نص قطعی سے ثابت ہے عارضات سے ان میں نجاست کا حکم نہیں لگا سکتے۔ جیسا کہ سمندر میں نجاست گرنے سے پلیدی کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ یہ حرمین شریفین چونکہ خود مطہر بالذات ہیں ان کو کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ مکہ معظمہ بتوں سے نجس نہ ہو سکا۔ اور اسی وجہ سے اُس کو ہر سال دھویا جاتا ہے۔ حرمین شریفین میں نہ خود فقیر نے وہابیوں کی اقتدا کی اور نہ کوئی تخریبی کارروائی کی۔ حالانکہ تمام پنجاب کے وہابیہ نے حکومتِ سعودیہ سے مختلف جھوٹی شکایتیں کیں۔ لیکن حکومت نے بعد از تحقیق آمرین بالمعروف کے کچھ نہ کہنا اور میرے ساتھ کوئی مذہبی مداخلت سے پیش نہ آئے۔ حالانکہ حکومت سعودیہ کی سنّی مشہور تھی اور فقیر بھی اُس کا مطالعہ کر چکا تھا۔ چنانچہ مولوی اسمٰعیل صاحب یہاں خود ترجمانی فرماتے ہیں۔

تحفہ وہابیہ ص ۶۹ | اگر کوئی حق نہ ماننے والا الا اللہ کی ہستی کو قبول نہ کرنے والا یہ اعتراض کرے کہ تم جو قطعی طور پر کہتے ہو۔ کہ جو کوئی یوں کہے یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں تو وہ شخص مشرک ہو گا اور اُس کا خون مباح ہو گا۔ میں کہتا ہوں ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں۔ ان میں غالب حصہ اُن لوگوں کا ہے۔ جن سے آجکل ہم جنگ کر رہے ہیں۔

تحفہ وہابیہ ص ۷ | مولود شریف کرنے والے یا تسبیح ہاتھ میں رکھنے والوں کو سمجھایا جاتا ہے۔ اگر مان لیں تو بہتر ورنہ حاکم اُن کو سزا دیتا ہے کہ وہ باز آئیں۔

اب انصاف سے غور فرمائیے کہ شامی کا ۲/۲۴۴ کا مسروقہ حوالہ اور یہ عبارت ان میں کوئی تطبیق ہے یا نہیں۔ عبارت مذکورہ بالا سے خود بخود ہر ذی شعور وہابیت کے بنیادی مفاسد کو اور حقیقی مخالفتِ اسلامی کو بطریق احسن سمجھ سکتا ہے۔

حرمین شریفین میں سونے کو اقتباس کرکے قصور کے وہابیہ نے مسجدوں کو ڈیرہ بنا رکھا تھا تو فقیر نے ان کے اس ہیچ کو اور مسلمانوں کے ورغلانے کو لوگوں کے سامنے عیاں کیا۔ چنانچہ اِس مسئلہ کو واضح کرنے سے وہابیہ نے حرمین شریفین کا حوالہ دیا۔ تو یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ حرمین شریفین کے احکام باقی مساجد سے جداگانہ ہیں جس کو وہابیہ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ فرقہ وہابیہ کے نزدیک مساجد ثلاثہ کی طرف سفر کرنا جائز ہے۔ ماسوا دیگر مساجد کے۔ اور وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا بیت اللہ کی شان ہے جس کے سامنے لیٹے رہنا بھی عبادت ہے۔ اور حرمین شریفین سے باقی مساجد کا ازروئے ثواب بھی امتیاز ہے۔ دوسری وجہ وہابیہ کے نزدیک خون بہنے سے وضو فاسد نہیں ہوتا جب وضو فاسد نہ ہوا تو خون سے مسجد کی چٹائی نجس ہونے کا احتمال یقینی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ وہابیہ کے نزدیک منی پاک ہے۔ جیسا کہ عنقریب ہی انشاء اللہ ذکر ہوگا۔ ان تمام بناؤں پر اصحاب مساجد حنفیہ حتی الامکان وہابیوں سے اپنی مساجد کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور اسی بنا پر احناف وہابیہ کی مسجد سے بھی اجتناب کر لیتے ہیں۔ آخری فیصلہ یہی ہے کہ وہابیہ اپنی مساجد میں جاکر شب باشی اختیار کریں تو بہتر ہے تاکہ ہمیں اس شرعی مسئلہ کے اظہار کی ضرورت ہی درپیش نہ آئے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو تم آگے چاہے مانو یا نہ مانو

اب تم اپنے بڑے بھائیوں کے امتیازی مسائل بھی سن لو جو کہ منبع وہابیت ہیں۔

"وہابی" بھائی مجھے وہابی سے خطاب نہ کرو۔ کیونکہ ہمارے اکابر اس کو برا سمجھتے ہیں۔

"محمد عمر" کیوں بھئی وہابی کے خطاب سے آپ کو کیوں چڑ آئی۔ حالانکہ تمہارے اکابرین اپنا وہابی ہونا تسلیم کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

اخبار توحید۔ مدیر سید محمد داؤد غزنوی ۱۷ اپریل ۱۹۲۹ء۔ اگر کوئی

شخص خالص اللہ کی عبادت کرنے والا ہو ایک خدا کے ماننے والا ہو نصوص محکمہ اور احادیث مسلّمہ کا تابع ہو تو اُسے شیخ الاسلام عبد الوہاب کے نام سے منسوب کر کے "وہابی" کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ ان تیرہ بختوں کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ اول تو یہ نام اہلحدیث سے موسوم ہے۔ اور اگر "وہابیت" کی ہی رٹ لگاتا ہے تو چلو وہابی ہی سہی۔

اہلحدیث کا مذہب مصنفہ مولوی ثناء اللہ صاحب ص ۲۰

إِنْ كَانَ تَوْحِيدُ الْإِلٰهِ تَوَهُّبًا فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ إِنِّي وَاهِبِي

یعنی اگر توحید خداوندی سے آدمی وہابی بنتا ہے تو جنوں اور انسانو تم گواہ رہو ہم وہابی ہیں۔

تجلی اسمانی - مولوی نور حسین گھرجاکھی ص ۶

ہن ہیں لکھ عقیدے تیرے ویاں جواب شتابی یاد کریں گا توں بھی جنوں ملیا اک "وہابی"

مولوی اسمٰعیل صاحب غزنوی نے "تحفۂ وہابیہ" کے نام سے ایک کتاب کا ترجمہ لکھا۔ جس کا نام پہلے گذر بھی چکا ہے۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے تحریک وہابیت ایک رسالہ کا نام رکھا۔ اگر یہ لفظ برا ہوتا تو انہوں نے اس عنوان سے اپنی کتابوں کی اشاعت کیوں فرمائی۔ اب وہابیہ کے چیدہ چیدہ چند عقائد ملاحظہ فرمایئے۔

غیر مقلدین وہابیوں کا خُدا

مولوی وحید الزماں کے مترجم قرآن مجید کے حاشیہ ص ۶ پر لکھا ہے:۔

(اللہ) جب کرسی پر بیٹھتا ہے تو چار انگل بھی بچی نہیں رہتی ہے۔ اور اس کے بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔

غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک صفاتِ الٰہیہ حادثہ ہیں

کنز الحقائق مؤلفہ وحید الزمان صـ ۳۴ { اللہ تعالیٰ کئی ناموں اور صفتوں سے موصوف ہے۔ جو قرآن و حدیث میں آئی ہیں۔ ان میں سے بعض ذاتیہ قدیم ہیں۔ جیسے حیات۔ علم۔ قدرت۔ ارادہ مشیت۔ سمع۔ بصر اور قوت الکلام۔ اور بعض فعلیہ حادثہ ہیں۔ جیسے کلام کرنا اور عرش پر استوا کرنا وغیرہ۔

غیر مقلدین وہابیوں کا کلمہ

فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۴۴۹ } سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وظیفہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔ الجواب۔ وظیفہ مجموعہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول کا ثابت نہیں ہے۔ وظیفہ کے واسطے صرف لا الٰہ الا اللہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم حررہ السید ابو الحسن عفی عنہ سید نذیر حسین۔

غیر مقلدین وہابیوں کا نیا قرآن اور نیا رسول

سوانح عمری مولوی عبد اللہ صاحب امرتسری صـ ۳۵-۳۶-۳۷ اور فرماتے تھے (مولوی عبد اللہ صاحب)

کہ الہام ہوا فَاِذَا قَرَاْنٰہُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَہٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ یعنی جو کچھ الہام ہوتا ہے اُس کے لفظ یاد رکھئے۔ اور اُس کا بیان کرنا تفسیر ہمارا ذمہ ہے اور فرماتے تھے الہام ہوا وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ الآیۃ یعنی اے جو وہ شخص کہ ڈرا اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور یہ بھی الہام ہوا۔ کہ ہمیشہ بدلِ خود مطالعہ کردہ باشش۔ مبادا کہ واسے از ماسوای بنشیند یعنی ہمیشہ اپنے دل میں جھانکتے رہو ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کدورت بیٹھ جاوے۔ اور شہر دہلی میں یہ الہام ہوا۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ زَھْرَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اور باغ سکندریہ میں یہ الہام ہوا قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَلِاَوْلَادِکَ وَاَتْبَاعِکَ قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ یعنی کہدے اپنی بیویوں اور اولاد تابعداروں کو کہ کھڑے ہو جاؤ اللہ کے لئے تابعدار ہو کر۔ اور اس کے اخیر میں یہ الہام ہوا اَنَا جَلِیْسُکَ وَاَنِیْسُکَ فَلَا تَحْزَنْ یعنی میں تیرا ہمدم و غمگسار ہوں تو غم نہ کھا۔ اور یہ بھی الہام ہوا وَلَا تَنْسَ مَا اُوْدِعَتْ فِیْ قَلْبِکَ کَاَنَّ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ یعنی جو عہد اور تفکر قرآن کا تیرے دل میں ہم نے ڈال دیا ہے اُس کو مت بھول۔ کیونکہ مومن کا خواب ایک حصہ ہے نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے۔ اور فرماتے تھے۔ دہلی میں یہ الہام ہوا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا اور فرماتے تھے تین بار یہ الہام ہوا وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا اور فرماتے تھے الہام ہوا وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی یعنی البتہ جلدی دے گا تجھ کو رب تیرا پھر تو خوش ہو جاوے گا۔ اور فرماتے تھے الہام ہوا اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ۔

یہ وہابیوں کے نئے قرآن اور مصنوعی وحی کے بعض اختراعی الہام تھے جو بیان ہوئیں

کے امام کو مختلف مقامات پر ہوئے۔ کیا یہ غلام احمد قادیانی سے کم ہیں۔

فرقہ وہابیہ کے امام مولوی ثناء اللہ صاحب نے سو سے زیادہ آیات کی تحریف کی اور معجزاتِ انبیاء کا بھی انکار کیا۔ یہ تحفہ بھی فرقہ وہابیہ کو زیبا ہے۔

وہابیوں کے مذہب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر ودیگر انبیاء و صلحاء کے مزارات پر جانا شرک ہے

فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۲۱۵ } وَفِی الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی مَنْعِ شَدِّ الرِّحَالِ اِلٰی قَبْرِہٖ صلی اللہ علیہ وسلم وَاِلٰی غَیْرِہٖ مِنَ الْقُبُوْرِ وَالْمَشَاھِدِ لِاَنَّ ذٰلِكَ مِنْ اَعْیَادٍ بَلْ مِنْ اَعْظَمِ اَسْبَابِ الْاِشْرَاكِ بِاَصْحَابِھَا وَھٰذِہٖ ھِیَ الْمَسْاَلَۃُ الَّتِیْ اَفْتٰی فِیْھَا شَیْخُ الْاِسْلَامِ رحمۃ اللہ علیہ اَعْنِیْ مَنْ سَافَرَ لِمُجَرَّدِ زِیَارَۃِ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ (اور حدیث میں دلیل ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف سفر کرنے کی ممانعت پر اور اس کے علاوہ باقی قبور اور زیارتوں کی طرف بھی اس واسطے کہ یہ عیدوں سے ہے۔ بلکہ شرک کے بڑے اسباب سے ہے اس کے اہل کے ساتھ اور یہی مسئلہ ہے جس میں ابن تیمیہ نے فتویٰ دیا۔ یعنی جس نے محض انبیاء اور صالحین کی قبور کے واسطے سفر کیا۔ میں بھی یہی عقیدہ رکھتا ہوں)

رحلۃ الصدیق مصنفہ صدیق حسن خان ص ۶۹ } وَالسَّتَفْتُمُ
الْمُجَرَّدِ

الزِّيَارَةُ فِيهِ نِزَاعٌ وَمَنْ سَافَرَ لِمُجَرَّدِ قَبْرٍ فَلَمْ يَأْتِ بِزِيَارَةٍ شَرْعِيَّةٍ بَلْ بِدْعِيَّةٍ (محض زیارت کے واسطے سفر کرنا اس میں نزاع ہے اور جس نے سفر محض قبر کے واسطے کیا تو اس نے زیارت شرعیہ نہیں کی بلکہ بدعت کی ہے)

عرف الجادی ص ۲۰۹

و وجہ منع از سفر زیارۃ خواہ قبور انبیاء باشد یا غیر ایشاں آنست کہ دلیلے بر جواز آں از کتاب و سنت یا اجماع یا قیاس قائم نیست (زیارت کے سفر سے منع کرنے کی وجہ خواہ انبیاء کی قبور ہوں یا ان کے سوا یہ ہے کہ کوئی دلیل اس کے جواز پر کتاب اور سنت یا اجماع یا قیاس سے قائم نہیں ہے)

فقہ محمدیہ کلاں ص ۱۰۵

مکان متبرک کی طرف سفر کرنا درست نہیں برابر ہے کہ کسی نبی کی قبر ہو یا ولی کی۔ لیکن اگر تقرب الی اللہ مقصود نہیں بلکہ کوئی اور حاجت ہو مانند تجارت اور سیکھنے علم وغیرہ کے تو اس کے لئے ہر جگہ اور ہر مکان کی طرف سفر کرنا درست ہے بالاجماع۔

مسئلہ سماع موتی مصنفہ حافظ عبداللہ صاحب

طلب علم اور دیگر ضروریات کے لئے سفر کا کوئی حرج نہیں۔ صرف کسی جگہ کی طرف جس میں قبر نبوی بھی داخل ہے ثواب کی نیت سے سفر کرنا جائز نہیں۔

تحفہ وہابیہ مصنفہ اسماعیل غزنوی ص ۱۶-۱۵

آستانوں کی زیارت کیلئے ہے شد رحال
ارے یہ کیا شانِ پرستاری اصنام نہیں

باوجودیکہ مساجد کی طرف چل کر جانے میں بے شمار فضائل مروی ہیں آہ پھر

قبور کی طرف سفر کر کے جانا کیونکر شرعًا جائز اور موجب ثواب ہو سکتا ہے بلکہ یہ بطریق اولیٰ ممنوع ہوگا۔

مذہب وہابیہ کے نزدیک دنیا کے ہر گوشہ میں سفر کرنا جائز ہے۔ لیکن روضۂ مطہرہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم و مزاراتِ دیگر انبیاء و صلحاء کی طرف سفر کرنا گناہ ہے یہ ہے فرقۂ وہابیہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اور بیتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حسد اور بغض۔ تو بھلا مذہبِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کو کیا تعلق۔ جس کی ذات سے حسد اُس کے مکان کی طرف جانا گناہ۔ تو اُس کے رہنے کی طرف جانا کیسے ثواب ہو سکتا ہے۔ محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔ اور دشمن کی ہر چیز دشمن خداوند کریم چونکہ آپ کے محب ہیں اس واسطے آپ پر صلوٰۃ و سلام بھیجتے ہیں۔ اور لاکھوں ملائکہ روضۂ مطہرہ کے گرد مؤدبانہ صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں۔ اور مومنین بھی اُسی جماعت میں وہاں جا کر شمولیت کرتے ہیں۔ لیکن وہابیوں کو وہاں سے نفرت ہوتی ہے۔ اور وہاں اگر نیانا چلا بھی جائے تو مشرک بدعتی ہو جاتا ہے۔ یہ ہے شانِ وہابیت ہاں البتہ حنفی وہاں جانے سے مشرک اور بدعتی نہیں ہوتا بلکہ وہاں جا کر گناہ سے پاک اور مبرا ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ کا روضۂ اطہر دنیا کے تمام مقامات سے بالاتر ہے۔

بیت اللہ ہو یا غیر

وہابیوں کے مذہب میں بیتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر

تطہیر الاعتقاد ص۲۶ فَاِنْ قُلْتَ هٰذَا قَبْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ عُمِّرَتْ عَلَيْهِ قُبَّةٌ عَظِيْمَةٌ اُنْفِقَتْ فِيْهِ الْاَمْوَالُ قُلْتُ هٰذَا اُجْهَلٌ عَظِيْمٌ

بحقیقۃ الحال (پھر اگر تو کہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پر ایک بڑا قبہ تعمیر کیا گیا ہے۔ جس میں بہت مال خرچ کیا گیا ہے۔ تو میں کہتا ہوں یہ حقیقۃ بڑی جہالت ہے۔

فتح المجید ص۲۰۱ فَاِنَّ عَلَیْہِ الْقِبَابَ الَّتِیْ صَارَتْ اَعْظَمَ ذَرِیْعَۃِ الشِّرْکِ وَالْاِلْحَادِ وَاَکْبَرَ وَسِیْلَۃٍ اِلٰی ھَدْمِ الْاِسْلَامِ وَخَرَابِ بُنْیَانِہٖ غَالِبُ (پھر تمام قبے شرک اور الحاد کا بڑا ذریعہ ہیں اور اسلام کو مٹانے اور اس کی بنیادوں کو خراب کرنے کی طرف زبردست ہیں۔

وبل الغمام شوکانی فَمَا اَقْبَحَ مَا ابْتَدَعَہُ الْجَھَلَۃُ مِنْ زَخْرَفَۃِ الْقُبُوْرِ وَتَشْیِیْدِھَا وَمَا اَشْنَعَ مَا خَالَفُوْا وَصِیَّۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِہٖ فَجَعَلُوْا قَبْرَہٗ عَلٰی ھٰذِہِ الصِّفَۃِ الَّتِیْ ھُوَ عَلَیْھَا الْاٰنَ وَقَدْ شَدَّ مِنْ عَضُدِ ھٰذِہِ الْبِدْعَۃِ۔

عرف الجادی ص۶۰ وازبنا بر قبر نہی آمدہ پس ہر چہ مرتفع یا مشرف بودن قبر رفتہ باشد آید از منکرات شریعت باشد وانکار بر آں و برابر ساختنش بخاک واجب است بر مسلمین بدوں فرق آنکہ قبر پیغمبر باشد یا غیر او۔

ان عبارات مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ وہابیہ کے نزدیک گنبد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنا واجب ہے۔ اور اسی حالت میں بلند رہنا ان کے نزدیک گناہ ہے جو آپ کے مکان کو دنیا میں بلند نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ نظروں کے سامنے نہیں کر سکتے۔ آپ کے اسم پاک کو بلند نہیں پڑھنے دیتے۔ افسوس آج

مسلمانوں کے سامنے وہ منافقانہ شکل سے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ مسلمانو! ایسے عقائد سن کر پڑھ کر بھی اگر تم جہنم کا ایندھن بنو تو اس سے اور زیادہ کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے۔

احناف کے نزدیک محض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیّت سے روضۂ اطہر کی طرف سفر کرنا قرآن کریم واحادیث صحیحہ و اجماع سے ثابت ہے۔

نساء ۵/۹ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا (اور جب کہا جاتا ہے ان کو تم اس چیز کی طرف آؤ جو اللہ نے اتاری ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف تو آپ منافقین کو ملاحظہ فرمائیں گے وہ آپ سے منہ پھیرتے ہیں پوری طرح منہ پھیرنا)

معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اور قرآن شریف کی طرف بلایا جائے تو منافقین پوری طرح آپ سے منہ پھیر جاتے ہیں۔ مومن کی یہ شان نہیں۔

نساء ۵/۱۴ وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَی اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِکْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (اور جو شخص نکلتا ہے اپنے گھر سے ہجرت کرنے والا اللہ اور اُس کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پھر اس کو موت نے لے لیا تو اس کا اجر اللہ پر لازمی ہے اور اللہ تعالے بخشنے والا رحم کرنے والا ہے)

تفسیر ابن عباس ص۶۳ (وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ) بمكة (مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ) الى طاعة الله (وَرَسُوْلِهٖ) الى رسوله بالمدينة (ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ) بالتنعيم (فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ) وجب ثواب هجرته (عَلَى اللّٰهِ)

اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے مکان کو چھوڑ کر مکہ معظمہ ہو یا غیر پہنچے تو اُس کا ثواب اللہ تعالے پر لازمی ہے اور دوسرا امر یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سفر کرنا اللہ کی طرف پہنچنا ہے۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روکتا ہے وہ اللہ سے روکتا ہے اور جو بیتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے شہید کرنے کو جائز سمجھتا ہے یا واجب تو اُس کے دونوں جہانوں کے مکانوں کو برباد کرنا اللہ تعالے پر واجب ہے۔ اور بیتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم بلکہ بیوتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم جن کی شان میں اللہ تعالے نے ایک خاص سورہ حجرات نازل فرمائی اور آپ کے بیوت کی توقیر بیان فرمائی تو اُن کی طرف نگاہِ بد سے دیکھنے والے کو اللہ تعالے نے دین و دنیا میں نظرِ غضب سے اپنی لعنت کا مستوجب قرار دیتا ہے۔

نساء ۵/۹ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (اور اگر یہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کرکے جناب کی خدمت اقدس میں حاضر ہو جائیں تو اللہ سے بخشش طلب کریں اور اُن کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی بخشش کے خواہاں ہوں تو وہ اللہ تعالے کو بڑا توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پائیں گے)۔

اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوا کہ ہر گنہگار کو لازمی ہے کہ وہ دربارِ رسالت میں پہنچے

جس میں اس بات کی تمیز نہیں فرمائی کہ تا حین حیات دنیاوی ہی پہنچا جائے بعد میں نہیں بلکہ بوحرفِ شرط سے حکم عام کر دیا۔ کہ جب کوئی ظالم ظلم کرے قبل از وصال ہو یا بعد از وصال تو اُس کی بخشش کے واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا دربار کھلا ہے۔

منٰفقون پ۲۸ { وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (اور جب اُن کو کہا جاتا ہے آجاؤ تم بخشوا لیں گے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو اپنے سروں کو وہ پھیرتے ہیں۔ اور آپ اُن کو دیکھیں گے کہ وہ تکبر کرتے ہوئے منہ پھیرتے ہیں)

زید { کیا وجہ ہے کہ یہ وہابی آپ کے پاس جانے سے چراتے ہیں۔

"محمد عمر" اس کا سبب خاص ہے کہ اگر ہم اس کو بیان کریں۔ تو اللہ تعالےٰ شاید ان کو ہدایت دے۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔

یوسف ۱۳/۱۲ { قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (فرما دیجئے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہی ہے میرا راستہ میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں بینائی پر ہوں اور میرا متبع بھی)

معلوم ہوا کہ جو آپ کے راستے سے متنفر ہے وہ اللہ سے متنفر ہے اور فرمایا

انعام ۸/۱۹ { وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ (اور بلاشک یہی میرا راستہ سیدھا ہے تو تم اس پر چلو)

وہابی" یہ زندگی میں ہوگا مرنے کے بعد کب ہو سکتا ہے۔

"محمد عمر" نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی دریافت فرمالیں۔

کنز العمال ۸/۹۹ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ (جس شخص نے حج کیا پھر میری قبر کی زیارت کی میرے وصال کے بعد ایسے ہوا جیسا کہ کسی نے میری حیاتی میں زیارت کی ۔)

ثابت ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات وممات یکساں ہے۔

دار قطنی ۲/۲۷۹ حدیث مذکورہ بالا کو باسند بیان کیا گیا ہے۔

ابن ماجہ ص۱۱۹ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا نبی زندہ ہے۔ رزق دیا جاتا ہے) یعنی اُس کو لباس وخوراک اللہ کی طرف سے پہنچتے ہیں اور یہی زندہ ہونے کی دلیل ہے معلوم ہوا کہ آپ کی حیات وممات یکساں ہیں۔

مسلم شریف ۱/۳۱۴
نسائی شریف ۱/۲۸۵
مستدرک ص۳۷۶

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنْتُ نَہَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا (نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا تھا۔ پس اب تم زیارت کر لیا کرو)

جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عام قبور کی زیارت کا ارشاد فرمایا اور زیارت قبور سفر سے ہی ہو سکتی ہے تو روضۂ اطہر کی زیارت کو جانا بطریق اولیٰ ضروری ہوا۔ کیونکہ زُوْرُوْا صیغۂ امر ہے۔

بیہقی شریف ۵/۲۴۹ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُرِیْدُ

قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ حَتّٰی اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰی حَرَّةِ وَاقِمٍ فَلَمَّا تَدَلَّيْنَا مِنْهَا فَاِذَا قُبُوْرٌ بِمَحْنِيَّةٍ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَقُبُوْرُ اِخْوَانِنَا هٰذِهٖ قَالَ قُبُوْرُ اَصْحَابِنَا فَلَمَّا جِئْنَا قُبُوْرَ الشُّهَدَاءِ قَالَ هٰذِهٖ قُبُوْرُ اِخْوَانِنَا۔

ابوداؤد ۱/۲۸۶ | مذکورہ بالا حدیث اس میں موجود ہے۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم قبور کی زیارت کے واسطے سفر کرکے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ابوداؤد ۱/۲۸۹ | عَنْ نَافِعٍ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ اِذَا ذَهَبَ اِلٰی قُبُوْرِ الشُّهَدَاءِ عَلٰی نَاقَتِهٖ رَدَّهَا هٰكَذَا فَقِيْلَ لَهٗ فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ هٰذَا الطَّرِيْقِ عَلٰی نَاقَتِهٖ۔ (حضرت نافعؓ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ جب وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر شہداء کی قبور کی طرف گئے۔ اور اس اونٹنی کو ایسے اور ایسے موڑا تو ان کو اس کے متعلق کہا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی اونٹنی پر اس راستے میں دیکھا۔

فرمایئے نام کے اہلحدیث جواب تو بلند آواز سے آمین پکار دو۔ اور شدِّ رحال سے زیارتِ قبور کے واسطے جانا سنت کہدو اور عمل بھی کرو کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا مع صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سفر کرکے جانا اور آپ کے بعد اسی سنت پر عمل کرنے کے واسطے صحابہ کرام کا عمل ثابت ہونا یہ ایک جزو ایمان ہے۔

”لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ“ کا مطلب

”وہابی“ کیا ہوا؟

محمد عمر“ جواب :- یہ حدیث منسوخ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

شرح نخبۃ الفکر ص۴۶ يُعْرَفُ النَّسْخُ بِأُمُوْرٍ أَصْرَحُهَا مَا وَرَدَ فِي النَّصِّ كَحَدِيْثِ بُرَيْدَةَ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا الخ

(امام قسطلانی نے لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ کی حدیث کے متعلق لکھا ہے کہ اس حدیث کو کئی امور سے منسوخ کیا گیا ہے۔ جو نص میں وارد ہے۔ بریدہ کی حدیث سے جو صحیح مسلم میں موجود ہے كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ الخ۔ دوسری حدیث یہ۔

بخاری شریف ۱/۱۵۹ **مسلم شریف** ص۴۴۸ عن ابن عمر قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ۔ (ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر ہفتے کو کبھی پیدل اور کبھی اسوار ہو کر مسجد قبا تشریف لاتے تھے۔ اور عبد اللہ ابن عمرؓ بھی اسی فعل کو ہمیشہ کرتے تھے)

علامہ ابن حجر نے ان دونوں حدیثوں سے ثابت کیا کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ کی حدیث منسوخ ہے۔

جواب۲: **مختصر معانی** ص۱۰۵ اِنَّ النَّفْيَ فِي الْاِسْتِثْنَاءِ الْمُفَرَّغِ الَّذِيْ حُذِفَ فِيْهِ الْمُسْتَثْنٰى مِنْهُ وَاُعْرِبَ مَا بَعْدَ اِلَّا بِحَسَبِ الْعَوَامِلِ يَتَوَجَّهُ اِلٰى مُقَدَّرٍ وَهُوَ مُسْتَثْنٰى مِنْهُ لِاَنَّ اِلَّا لِلْاِخْرَاجِ يَقْتَضِيْ مُخْرَجًا عَامًّا لِيَتَنَاوَلَ الْمُسْتَثْنٰى وَغَيْرَهٗ فَيَتَحَقَّقُ الْاِخْرَاجُ مُنَاسِبٌ لِلْمُسْتَثْنٰى فِيْ جِنْسِهٖ بِاَنْ يُقَدَّرَ۔

مطول ص۲۴۵ میں بھی ایسے ہی لکھا ہے۔

ثابت ہوا کہ استثنیٰ مفرغ جس میں کہ مستثنیٰ منہ حذف کیا گیا ہو۔ جیسا کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ میں ہے۔ اس میں اِلَّا کے ماقبل مستثنیٰ منہ مذکور نہیں ہے تو اس میں مستثنیٰ منہ کو مقدر مانا جائیگا۔ کیونکہ اِلَّا اخراج کے لئے آتا ہے اور اخراج مخرج عام کو چاہتا ہے۔ لہٰذا مستثنیٰ منہ کا مقدر ماننا ضروری ہوا اور وہ مستثنیٰ کی جنس سے ہی مقدر مانا جائیگا۔ ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ جو مستثنیٰ ہے اس کی جنس سے ہی لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ کے جملہ میں اِلَّا کے ماقبل مساجد کو ہی مقدر مانا جا سکتا ہے نہ کہ کچھ اور لہٰذا باقی مساجد کی طرف شد رحال سے اس حدیث میں ممانعت ثابت ہوئی۔ اور شد رحال باقی مساجد کی طرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ بالا حدیث سے جائز ثابت ہوتا ہے اور یہ حدیث لَا تُشَدُّ الرِّحَالَ والی اس حدیث سے منسوخ ثابت ہو چکی ہے۔ نہ کہ زیارت قبور کا سفر جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ فرقہ وہابیہ روضۂ اطہر کی طرف جانے سے مطلقاً اس واسطے منع کرتے ہیں کہ اگر روضہ اطہر پہ چلے گئے تو کہیں کفر و نفاق سے دھل نہ جائیں جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

کنز العمال ۶/۲۲۸ | غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ (مدینہ طیبہ کا غبار کوڑھ سے شفا بخشتا ہے)

غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ يُبْرِئُ الْجُذَامَ (مدینہ طیبہ کا غبار جذام سے بچا دیتا ہے)

غُبَارُ الْمَدِيْنَةِ يُطْفِئُ الْجُذَامَ (مدینہ طیبہ کا غبار جذام کو مٹا دیتا ہے)

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مدینہ طیبہ کے غبار کی شان ایسی ثابت ہوئی جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پھیرنے سے کوڑھی درست ہوتا تھا۔ وہابی بھی اسی وجہ سے مدینہ طیبہ کی طرف سفر کر کے جانا شرک کہتا ہے۔ کہ اگر مدینہ طیبہ کے بازار میں میں بھی چلا گیا تو ایسا نہ ہو کہ اندر کا کوڑھ چلا جائے۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اپنے محبوب

صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت نصیب فرما دے۔ اللہ آپ کا بغض حاسدوں کے دلوں سے نکالے۔ اور راہ راست پہ چلنے کی توفیق عطا فرما دے۔ خصوصًا مدینہ طیبہ کے راستہ کی۔ کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

کنز العمال ۶/۲۴۸ مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَفْعَلْ فَاِنِّيْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا (جو شخص مدینہ میں مرنے کی طاقت رکھے تو چاہیے کہ ایسا کرے۔ کیونکہ میں یہاں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا)۔

اِس حدیث پاک سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے شفیع مطلق ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ وہابیہ چونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سفارش کے اور امداد کے منکر ہیں اس واسطے اُن کا خیال ہے کہ شاید اگر وہاں جان نکل گئی ایسا نہ ہو کہ آپ ہماری بھی امداد فرمائیں۔ لیکن یہ اُن کا خیال غلط ہے۔ کیونکہ جب تک کہ وہ اپنے وجودوں سے حسد کو نکال کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر بنیتِ صحیحہ مدینہ طیبہ نہ جائیں۔ تب تک مومن نہیں۔ اور جب تک مومن نہ ہو تب تک شفاعت نصیب نہیں۔ چوتھی وجہ روضۂ اطہر سے منع کرنا اس سبب سے ہے کہ آپ نے فرمایا۔

بخاری شریف ۱/۱۵۹ کنز العمال ۶/۲۵۴ مسلم شریف ۲/۴۴۶

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا بَيْنَ قَبْرِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ (ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں سے ایک باغ ہے)۔

اللہ تعالےٰ جس مسلمان کو جنت سے بے نصیب رکھنا چاہتا ہے تو اس کو اس باغِ جنت سے بے نصیب رکھتا ہے۔

وہابی "نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا" میری قبر کو عید نہ بناؤ۔ اس حدیث پر عمل کرنے کے واسطے ہم نہیں جاتے۔

"محمد عمر" اِس کا مطلب تم نے سمجھا ہی نہیں۔ کیونکہ اس حدیث کا مطلب "میری قبر کو عید نہ بناؤ" یہ ہے کہ عید چونکہ سال بسال آتی ہے۔ جیسا کہ مثال مشہور ہے کہ جو دوست دیر سے ملے اُسے کہا جاتا ہے کہ تُو عید کا چاند بن گیا ہے۔ یعنی دیر سے پہنچا ہے یہی مطلب لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا کا ہے یعنی میری قبر پر دیر سے نہ پہنچنا بلکہ بفرمان الٰہی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ کو یاد رکھنا اور اِسی پر عمل کرنا۔ جب گناہ کرو، جرم کرو تو عید کی طرح دیر سے نہ آنا بلکہ جلدی پہنچنا۔

دوسرا مطلب یہ ہے جو عید میں لوگ فاخرانہ لباس پہن کر جاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں گناہ کی بخشش پر ناز ہوتا ہے۔ کہ ہم رمضان میں گناہ سے پاک ہو چکے ہیں اور عید میں شامل ہوا ہے۔ لہٰذا آپ نے روضۂ اطہر پر آنے والے کو ایسی عید منانے سے روکا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ۔ یعنی فاخرانہ لباس پہن کر میرے دربار میں حاضری نہ دینا بلکہ مجرمانہ حیثیت سے اپنے آپ کو ظالم سمجھتے ہوئے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ کا نقشہ ذہن میں رکھتے ہوئے حدودِ مدینہ طیبہ میں داخل ہو کر جَآءُوْكَ پر عمل کرنا تا کہ ملائکہ بھی تم کو پاک کر کے دربارِ رسالت کے لائق بنا دیں۔ اور جبرئیل علیہ السلام کی طرح ایسے مؤدبانہ داخل ہونا۔ کہ دربارِ اقدس میں حاضر ہوتے ہی وَيُزَكِّيْهِمْ کے اصول سے تمہاری صفائی جلدی ہو جائے۔

تیسرا مطلب یہ ہے کہ جیسا کہ تم عید میں تکبیریں پڑھتے ہو تا کہ ملائکہ کو معلوم ہو جائے کہ یہ عید منا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا یعنی عید کی طرح بلند آواز سے میری جنت کے پاس صلوٰۃ وسلام اور دعائیں نہ پڑھنا۔ بلکہ آہستہ اور عجز سے آواز نکالنا۔ تا کہ ادبانہ ہو کر بجائے تزکیہ اور بخشش کے پچھلی عبادت بھی اَنْ

تحبط اعمالکم کے رو سے ضائع کر جاؤ۔

"وہابی" حدیث شریف میں آتا ہے لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ (میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت کی جاتی ہے) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر پر متواتر جانے اور تعظیم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ بت پرست کرتے ہیں۔ اور وہی تمہارا عمل ہے۔

"محمد عمر" سبحان اللہ جناب تم نے تو علم غیب کا اپنی زبان سے اقرار کر لیا۔ کہ آپ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ضرور حاصل تھا لیکن مذہبی تعصب سے زبانی اقرار نہیں کرتے۔ اور اس حدیث کے مطلب کو غلط بیان کر کے عوام کی آنکھوں میں جادو کا کام کر رہے ہو۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کاٹنے کے اور۔ کیونکہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری قبر کو بت نہ بنانا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ بت کسے کہا جاتا ہے اور بت کیوں فرمایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے بت کے صفات بیان فرمائے۔ یَا اَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا (اے میرے باپ تو اس چیز کی کیوں عبادت کرتا ہے جو نہ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے اور نہ تجھ سے کسی تکلیف کو دور کرتی ہے) ثابت ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا۔ کہ ابھی وہ قوم پیدا ہی نہیں ہوئی جو آپ کی قبر کو بت سمجھے گی۔ لیکن آپ نے تیرہ سو سال پہلے ارشاد فرما دیا۔ کہ تم میری قبر کو بت نہ سمجھنا۔ یعنی جیسا کہ بت نہیں سنتا۔ میری قبر کو ایسے نہ سمجھنا۔ کیونکہ میں سنتا ہوں اور بعد از وصال بھی سنتا رہوں گا۔ اور بت دیکھ نہیں سکتا۔ میری قبر کو بت نہ سمجھنا۔ بلکہ مجھے قبر میں بھی بصارت والا سمجھنا۔ کیونکہ میں قبر میں بھی بصیر رہوں گا۔ پھر فرمایا بت نہ سمجھنا۔ یعنی جیسا کہ بت پرست سے بت کسی تکلیف کو دور نہیں کر سکتا ایسا مجھے نہ سمجھنا کیونکہ میں رحمۃ للعالمین ہوں۔ تمہاری ہر تکلیف کو دور کرتا رہوں گا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ

وسلم اگر سمیع نہ ہوں تو اللہ کا درود اور ملائکہ کا کیسے سن سکتے ہیں اور آپ کی چونکہ شان میں شَاهِدًا اللہ تعالیٰ نے فرما چکے ہیں۔ اس واسطے آپ کا مشاہدہ بھی ضروری ہے۔ اور کوئی وقت مشاہدہ سے خالی نہیں۔ اور آپ لوگوں سے بہر طور خصوصاً مومنین کا تزکیہ نفس فرما کر اور عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ سے لوگوں کی مشکل کشائی فرماتے ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تو اس حدیث کو بیان فرما کر تمہارا ایسا رد کیا اور اپنے علم کا ایسا اظہار فرمایا کہ تمہارے تمام عقیدے کو فَاِذَا هُوَ نَا اُحِقُّ سے معاملہ صاف کر دیا۔ اور پھر عام قبور کے متعلق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ادب کا سبق سکھایا۔

ابوداؤد ۲/۱۰۴ } عن ابی ھریرۃ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لَاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهٗ حَتّٰى تَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ (ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم سے کوئی آگ پر بیٹھ جائے تو اس کے کپڑوں کو آگ جلا دے یہاں تک کہ آگ اس کے چمڑے تک پہنچ جائے اس کے واسطے اس سے بہتر ہے کہ قبر پر بیٹھے)

دوسری حدیث میں مذکور ہے فَاِذَا رَجُلٌ يَّمْشِيْ فِي الْقُبُوْرِ عَلَيْهِ نَعْلَانِ فَقَالَ يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ وَيْحَكَ اَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ (تو اچانک ایک آدمی قبر میں مع جوتوں کے جا رہا تھا۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ او جوتوں والے افسوس ہے تجھ پر اپنے جوتے اتار دے) یہ ہیں آداب قبور جو قبرستان میں آپ جوتا لے کر بھی چلنے نہیں دیتے ایسا ادب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا بقول تمہارے آپ نے لیٹے ہوئے بتوں کی تعظیم فرمائی۔ بیت اللہ کو تو بتوں سے ایسا صاف فرمائیں کہ قیامت تک وہاں بت نظر نہیں آئیں گے۔ اور اہل قبور کی قبور کا احترام نبی صلے

اللہ علیہ وسلم نے پُر زور فرمایا۔ اور مسلمانوں کو بت شکن بنا کر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے مزارات پر فَزُوْرُوْهَا سے زیارت کا حکم جاری فرمایا۔ تا کہ انبیاء اور اولیاء کی قبور کی زیارت کر کے مسلمانوں کے دلوں میں خشیت الٰہی پیدا ہو جائے۔ ہاں البتہ دیوبندیوں اور وہابیوں کی قبریں بموجب تمہارے عقیدہ کے ضرور بت ہیں۔ کیونکہ اُن کے باشندے دنیا میں بھی ایسے ہی تھے جیسے قبور ہیں۔

غیر مقلدین وہابیوں کی فقہ کے مسائل

۱۔ فقہ محمدیہ کلاں مصنفہ محمد ابو الحسن مصنف فیض الباری صفحہ ۱۲-۱۳

پیشاب اور جماع کے وقت ذکر کرنا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہیں اگر کوئی ایسی حالت میں اللہ کا ذکر کرے تو گنہگار نہیں ہوتا۔ پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا مطلق جائز ہے۔ یعنی خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔

۲۔ فقہ محمدیہ کلاں صفحہ ۱۲-۱۳ } جماع کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا جائز ہے۔ خواہ عمارتوں میں ہو یا میدان میں۔

۳۔ فقہ محمدیہ کلاں صفحہ ۲۳ } جب بچہ عورت کی فرج سے باہر نکلے اور اُس پر فرج کی رطوبت ہو تو وہ بھی پاک ہے۔

۴۔ فقہ محمدیہ کلاں صفحہ ۲۴ } پاک ہے جھوٹھا کل درندے کا وہابیوں کے نزدیک خنزیر کا جھوٹھا پاک ہے۔

۵۔ فقہ محمدیہ کلاں صفحہ ۳۶ } ہر جانور کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کتے اور خنزیر کا بھی چمڑے

کا ظاہر بھی پاک ہو جاتا ہے اور باطن بھی۔

۶۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۳۷	چمڑا اُڑ کر نمکنے کی جگہ میں جا پڑے تو پاک ہو جاتا ہے۔
۷۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۴۰ عرف الجادی ص۱۰	انسان کی منی پاک ہے۔ امام مالکؒ اور امام حنیفہؒ کہتے ہیں کہ انسان کی منی ناپاک ہے۔ منی ہر چند پاک است۔
۸۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۴۱	زیادہ تر صحیح قول یہ ہے کہ کتے اور خنزیر کے سوا اور سب جانوروں کی منی پاک ہے۔
۹۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۴۱	عورت کی شرمگاہ کی رطوبت پاک ہے۔
۱۰۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۶۱	اگر قبل اور دبر کے سوا کسی اور جگہ سے خون نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر جاری ہو خون سر سے پاؤں تک۔
۱۱۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۶۱	اور اسی طرح نہیں ٹوٹتا وضو نکسیر چھوٹنے سے کہ وہ بھی مانند خون کے ہے۔
۱۲۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۶۲	اسی طرح وضو نہیں ٹوٹتا سنگی لگوانے سے۔
۱۳۔ فقہ محمدیہ کلاں ص۶۵	اگر سارا حشفہ غائب نہ ہو یعنی بلکہ بعض غائب ہو اور بعض باہر رہے۔ تو اس

نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

کے ساتھ کوئی حکم متعلق نہیں ہوتا۔ نہ اس پر غسل واجب ہوتا ہے اور نہ کوئی اور حکم اس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے (یعنی حد نہیں لگتی)

۱۴- فقہ محمدیہ کلاں حصہ دوم ص۱۰۶ | اور جائز ہے عزل کرنا عورت سے۔

۱۵- روضہ الندیہ ص۲۳۶ | وَيَجُوْزُ اِرْضَاعُ الْكَبِيْرِ وَلَوْ كَانَ ذَا اللِّحْيَةِ (اور جائز ہے بڑے کو دودھ پلانا۔ اگرچہ داڑھی والا ہو)

۱۶- فقہ محمدیہ کلاں ص۱۳۶ | لڑکے اور لڑکی کا نماز میں اٹھانا جائز ہے برابر ہے کہ فرضی نماز یا نفل ہو اور برابر ہے کہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا۔ اور اسی طرح نماز میں اٹھانا ہر جانور پاک کا پرندے اور بکری وغیرہ سے۔

(وہابیہ کے نزدیک امام مسجد وہابی جماعت بھی کرائے اور محلہ کے بچے بھی کھلائے تو نماز پڑھائے۔ اگر امام وہابی بٹیر بازی یا مرغ بازی نماز میں کرے تو مقتدیوں کو کوئی اعتراض نہیں، اور نہ نماز میں حرج ہے

قرآن کریم :- قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ (کھڑے ہو تم اللہ ہی کے واسطے فرمانبرداری کرنے والے)

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (تحقیق خلاصی پائی ان مومنوں نے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ وہی لغو سے منہ پھیرنے والے ہیں)

۱۷- فقہ محمدیہ کلاں ص۱۵۷ | اگر عورت مرد کے ساتھ کھڑی ہو جائے تو جمہور علماء کے نزدیک اس کی نماز بھی

نہیں ٹوٹتی۔ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر مرد عورت کے برابر کھڑی ہو جائے تو مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(آج کل مخلوط تعلیم سے لوگ گھبراتے ہیں چہ جائیکہ مخلوط نماز ہو)

۱۸۔ عرف الجادی ص۱۰ } پس دعوے انجس عین بودن سگ و خنزیر و پلید بودن خمر و دم مسفوح و عین مردار ناتمام است۔ پس کتے اور خنزیر کو نجس عین کہنا اور شراب اور خون بہنے والے اور عین مردار کا پلید ہونا صحیح نہیں۔

۱۹۔ عرف الجادی ص۱۱ } طہارت پاپوش آلودہ بنجاست ہمیں سودنش بزمین است و لبس در آں نماز گزاردن و مسجد در آمدن روا است و جائز است تاذین محدث و نجاست سے لتھڑی ہوئی جوتی کا پاک ہونا یہی ہے کہ اس کو زمین سے رگڑا جاوے اور پس اسی میں نماز ادا کرنی اور مسجد میں داخل ہونا جائز ہے۔ اور جنبی اذان کہہ سکتا ہے)

غیر مقلدین وہابیوں کے نزدیک اپنے نطفے کی لڑکی سے نکاح جائز ہے

۲۰۔ عرف الجادی ص۱۰۹ } ونیست وجہے از برائے منع نکاح با دخترے کہ ایں کس با مادرش زنا کردہ و ایں دختر بنت شرعی نیست تا داخل باشد زیر قولہ تعالے و بنٰتکم و دختران گفتہ کہ اسم بنت لاحق مخلوقہ بماء اوست زیرا کہ ایں لحوق اگر بشرع است باطل است و اگر مراد لغت

کہ غیر شرعی است پس مضر ما نیست۔ چہ اگرچہ مخلوق از آب اوست لیکن آب بے آبے ست کہ بداں لحوق نسب ثابت شدہ بلکہ آبے است کہ صاحب اورا جز حجر دیگر حاصل نیست۔

۲۱۔ نزول الابرار ۲/۲ | فَلَوْ زَنَا بِامْرَأَةٍ تَحِلُّ لَهُ اُمُّهَا وَبِنْتُهَا وَكَذَالِكَ اِبْنُهُ بِامْرَأَةٍ تَحِلُّ لِاَبِيْهِ وَكَذَالِكَ لَوْ زَنَا اَبُوْهُ بِامْرَأَةٍ فَتَحِلُّ لِاِبْنِهٖ (اگر کسی شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا تو اس کے واسطے اس کی ماں اور اس کی بیٹی حلال ہے۔ اور اسی طرح اس کا بیٹا ایسی عورت کے ساتھ جو اس کے باپ کے لئے حلال ہے۔ اور اسی طرح اگر کسی کے باپ نے عورت کے ساتھ زنا کیا تو وہ عورت اس کے بیٹے کے لئے بھی حلال ہے

وہابیہ کے نزدیک مُشت زنی واجب ہے

نفس اسلام

۲۲۔ عرف الجادی ص ۲۰۷ | بالجملہ استنزال منی بکف یا بچیزے از جمادات نزد دعا حاجت مباح است۔ بلکہ گاہے واجب گردد (الحاصل منی کا ہاتھ سے نکالنا یا کسی سخت چیز سے بوقت حاجت جائز ہے۔ بلکہ کبھی واجب ہو جاتا ہے)

وہابیہ کے نزدیک بِجّو کھانا جائز ہے

۲۳۔ عرف الجادی ص ۲۳۵ | بجو صید است (بجو شکار ہے)

وہابیہ کے نزدیک کتا کنوئیں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے بشرطیکہ رنگ، بُو و مزہ نہ بدلے

۲۴۔ فتاوی نذیریہ ۱/۳۰۰ سوال چہ فرمائند علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر سگ اندر چاہ افتد چہ حکم است بینوا۔

الجواب: حکم چاہ مذکور آنست کہ اگر آب آں چاہ از افتادن سگ متغیر نہ شدہ است بلکہ بر حال خود است آں چاہ طاہر است۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کتا کنوئیں میں گر پڑے کیا حکم ہے بیان کرو۔

الجواب: کنوئیں مذکور کا حکم یہ ہے کہ اگر پانی اس کنوئیں کا کتا گرنے سے متغیر نہ ہووے بلکہ اپنی حالت پر ہے وہ کنواں پاک ہے۔

۲۵۔ فتاوی نذیریہ ص ۳۴۸ سجدۂ تلاوت بے وضو نیز ثابت است (سجدۂ تلاوت بے وضو بھی جائز ہے)

۲۶۔ اخبار اہلحدیث ۲۱ محرم ۱۳۳۰ھ۔ مولوی ثناء اللہ نے دادی اور نانی کے ساتھ نکاح کرنے کو مباح اور جائز کر دیا۔ اور سوتیلے بھانجہ کی پوتی سے نکاح جائز کر دیا۔

(بحوالہ کتاب التوحید والسنہ مصنفہ عبدالاحد وہابی خانپوری)

عرف الجادی ص ۲۷ وہابیہ کے نزدیک عورت امام مقرر ہو سکتی ہے۔

وہابیہ کے نزدیک ساس سے جماع کرے تو عورت خود حرام نہیں ہوتی۔ اور

ساس سے نکاح جائز ہے۔

۲۷- نزل الابرار ۲/۲۹ | وَلَوْ جَامَعَ اُمَّ امْرَأَتِہٖ لَا تُحَرَّمُ عَلَیْہِ امْرَأَتُہٗ (اور اگر کسی نے اپنی ساس سے جماع کیا تو اس پر اس کی عورت حرام نہیں ہوتی)

۲۸- نزل الابرار ۲/۲۸ | وَکَذٰلِکَ لَوْ جَامَعَ زَوْجَۃَ ابْنِہٖ لَا تُحَرَّمُ عَلٰی ابْنِہٖ (اور اگر کسی شخص نے اپنے سگے بیٹے کی بیوی کے ساتھ جماع کیا تو اس کے بیٹے پر حرام نہیں ہوتی)

وہابیہ کے نزدیک کنجری بازی جائز ہے

۲۸- نزل الابرار ص۳۳ | وَنِکَاحُ الْمُتْعَۃِ وَالْمُؤَقَّتِ کَذٰلِکَ لِبَعْضِ اَصْحَابِنَا فِیْ نِکَاحِ الْمُتْعَۃِ تَجُوْزُھُمَا لِاَنَّہٗ کَانَ ثَابِتًا۔ وَقَدْ وَقَعَ الْاِجْمَاعُ عَلَیْہِ (اور نکاح متعہ اور وقت مقرر کرکے نکاح کرنا جائز ہے۔ اور اسی طرح ہمارے بعض اصحاب نے نکاح متعہ کو جائز رکھا ہے اس واسطے کہ وہ ثابت ہے۔ اور اس پر اجماع واقع ہے)

وہابی "تم نے ہمارے مذہب کے پول نکالے ہیں۔ لہٰذا میں تمہارے مذہب کے پول بھی ظاہر کرتا ہوں۔ ہدایہ میں لکھا ہے کہ جو شخص اپنی ماں بہن سے نکاح کرے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس پر حد واجب نہیں۔ خواہ اس کے ساتھ اس نے وطی بھی کی ہو۔ اور اس کو جانتا بھی ہو۔

محمد عمر "جناب عرض یہ ہے کہ واقعی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے اس واسطے کہ حد زجر اس شخص کے واسطے ہوتی ہے

جو شریعت کی حد میں رہ کر جرم کرے۔ کیونکہ جب اس پر شرعی حد لگ جاتی ہے۔ تو وہ شخص گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ والدہ اور ہمشیرہ وغیرہ کے ساتھ وطی کرنے والا چونکہ ایمان سے نکل جاتا ہے۔ اس واسطے وہ شرعی حد سے پاک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے:۔

بیہقی شریف ۸/۲۳۴
ابن ماجہ ۱۸۷

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ وَقَعَ عَلٰی ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْہُ (ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ذی محرم سے زنا کرے تو اس کو قتل کر دو)

چنانچہ فتح القدیر وغیرہ میں بھی یہی فیصلہ کیا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے زنا کی دونوں حدوں سے اس کو کوئی حد نہیں لگائی گئی۔ بلکہ شریعت کی حد توڑنے کی سزا قتل مقرر کی ہے۔

وہابی "تمہاری کتب فقہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مجنونہ یا صغیرہ سے زنا کرے تو حد نہیں لگائی جاتی۔

محمد عمر "غلط ہے۔

ہدایہ ۲/۴۷ وَاِنْ زَنٰی الصَّحِیْحُ بِمَجْنُوْنَۃٍ اَوْ صَغِیْرَۃٍ یُجَامَعُ مِثْلُھَا حُدَّ الرَّجُلُ خَاصَّۃً وَھٰذَا بِالْاِجْمَاعِ

(اگر صحیح نے دیوانی کے ساتھ زنا کیا یا صغیرہ سے جو قابل جماع ہو تو آدمی کو خود حد لگائی جاوے گی۔ اور یہ تمام احناف کا اتفاقی مسئلہ ہے)۔

وہابی "تمہاری فقہ میں لکھا ہے کہ جس شخص نے چارپائے سے وطی کی تو اس پر حد نہیں۔

محمد عمر "واقعی اس پر حد نہیں۔ کیونکہ اس پر زنا کی تعریف صادق نہیں آتی۔

اس واسطے کہ شریعت میں زنا کہتے ہیں آدمی کا وطی کرنا عورت غیر مملوکہ کی قبل میں۔ اور اس وطی سے اُس کو سزا دی جائے گی۔ ملاحظہ ہو۔

ہدایہ ۱/۴۹۵ } اَنَّهُ یُعَزَّرُ لِمَا بَیَّنَّا اِنَّ مَنْ اَتٰی بَهِیْمَةً فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوْهَا (اس کو سزا دی جائے گی۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

یعنی جس نے چوپائے سے وطی کی تو اس آدمی کو بھی اور چوپائے کو بھی قتل کر دو) حدیث پاک میں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی سزا فرمائی ہے۔

بیہقی شریف ۸/۲۳۴ } مَنْ وَقَعَ عَلٰی بَهِیْمَةٍ فَاقْتُلُوْهُ (جو شخص چار پائے سے زنا کرے تو اس کو قتل کر دو)

”وہابی“ تمہارے مذہب حنفی میں متعہ جائز ہے۔ دیکھو ہدایہ وَتُسْتَحَبُّ الْمُتْعَةُ لِكُلِّ مُطَلَّقَةٍ ہر مطلقہ کو متعہ مستحب ہے۔

”محمد عمر“ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ دیکھئے آپ کا بہتان۔

ہدایہ جلد ۳۰۲ } وَتُسْتَحَبُّ الْمُتْعَةُ لِكُلِّ مُطَلَّقَةٍ اِلَّا مُطَلَّقَةً وَاحِدَةً وَهِيَ الَّتِيْ طَلَّقَهَا الزَّوْجُ قَبْلَ الدُّخُوْلِ بِهَا وَقَدْ سَمّٰى لَهَا مَهْرًا (اور متعہ مستحب ہے ہر مطلقہ کو سوائے ایک طلاق کے اور وہ عورت ہے جس کو خاوند نے قبل دخول طلاق دی۔ اور اس کے لئے مہر مقرر کیا

معلوم ہوا کہ یہاں سامان مراد ہے۔ دیکھیے (ص ۳۰۲) میں لکھا ہے وَالْمُتْعَةُ ثَلٰثَةُ اَثْوَابٍ مِنْ كِسْوَةِ مِثْلِهَا وَهِيَ دِرْعٌ وَخِمَارٌ وَمِلْحَفَةٌ (اور متعہ تین کپڑے ہیں یعنی سامان اور وہ کرتہ ہے اور دوپٹہ اور چادر۔) حکم متعہ اس سے زیادہ صاف ملاحظہ ہو۔ ہدایہ اولین (۲۹۲) وَنِكَاحُ الْمُتْعَةِ بَاطِلٌ (نکاح متعہ باطل ہے۔ ہاں البتہ تمہارے مذہب میں متعہ جائز ہے۔ اپنے مذہب کا حال ہم پر

چسپاں کرتے ہو۔ دیکھئے نزول الابرار صفحہ ۳۳ جو پہلے گزر چکا ہے ملاحظہ ہو۔ اور یہ تو روافض کا شعار ہے۔ اسی واسطے آپ کو حضرت پیر پیراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے روافض کی ایک جماعت سے شمار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو غنیۃ الطالبین صـ۱۷۲ اَمَّا الرَّافِضَةُ فتفرقت اربع عشر فرقۃ القطعیۃ وَ الکیسانیۃ والکربیۃ وَ المغیریۃ والمحمدیۃ الخ اور محمدی تم خود لکھواتے ہو۔ دیکھئے آپ کے امام و مقتدا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ایضاح الحق میں فرماتے ہیں:۔ خود را از فقہاں جند محمدی باید ساخت۔ یعنی اپنے آپ کو محمدی لشکر میں منسلک کروادو۔

معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین صـ۸۱ :۔ آئمہ اہل سنت را برحق مے داند و خود را محمدی مے گوید (آئمہ اہل سنت کو برحق جانے اور اپنے آپ کو محمدی کہلائے)

تجلی آسمانی صـ۲۹ :۔

یعنی جیہڑا ہوگ محمدی اوہ جنت وچہ جاوے
باجھ محمدیاں دے سبھنوں دوزخ حکم سناوے

حضرت پیر پیراں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی غنیۃ الطالبین کو پڑھ کر محظوظ ہوتے ہو وہ تم کو جو محمدی ہونے کے دعویدار ہو فرقہ ناجیہ سے خارج کر رہے ہیں۔ چونکہ آپ کو محمد بن عبد الوہاب نجدی کے متبعین محمدی کہلانے والوں کا غیبی علم تھا۔ اس واسطے انہوں نے محمدی کہلانے والوں کو پہلے ہی فرقہ ناجیہ سے خارج کر دیا۔ کیونکہ وہابیوں کا محمدی کہلانا اس بنا پر نہیں کہ وہ اپنے آپ کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو محمد بن عبد الوہاب کی طرف منسوب کرتے ہوئے محمدی کہلاتے ہیں۔ جیسا کہ قادیانی اپنے آپ کو غلام احمد قادیانی کی طرف منسوب کرتے ہوئے احمدی کہلاتے ہیں۔ جو ناواقف کو دھوکا ہوتا ہے۔ ایسے ہی تمہارا بھی محمدی کہلانا

عوام الناس کو دھوکا دیتا ہے۔

پھر دوسری جگہ بھی حضرت غوث الاعظمؓ نے تمہارے برخلاف فتویٰ دیا ہے۔

غنیۃ الطالبین ص ۳۸ | روی عبد اللہ بن عمر عنہما اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لَیْسَ مِنَّا مَنْ حَلَقَ الشَّارِبَ۔ وَلِاَنَّ فِیْ ذَالِکَ مُثْلَۃً وَذِھَابًا لِمَاءِ الْوَجْہِ وَجَمَالُہٗ فِیْ بَقَاءِ اُصُوْلِ الشَّعْرِ زِیْنَۃٌ وَجَمَالٌ۔

(عبد اللہ بن عمرؓ عنہما سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ جس شخص نے مونچھیں منڈائیں وہ ہم سے نہیں ہے اور اس واسطے کہ اس میں بچپن ہے۔ اور چہرے کی رونق چلی جاتی ہے۔ اور چہرے کی خوبصورتی اور زینت مونچھوں کی جڑوں کو باقی رکھنے میں ہے)

اب تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچو کہ تمام فرقہ وہابیہ عموماً مونچھیں منڈواتے ہیں۔ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل ہیں یا خارج۔ باقی قابل غور یہ امر ہے کہ یہ فرقہ یا یہ عقیدہ کب سے شروع ہوا ہے۔

سب سے پہلا مدعی کوری توحید کا قائل انبیاء اور اولیاء کا حاسد اور آدم کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کی بڑ لگانے والا اور اپنے علم سے انبیاء کے علم کو کم سمجھنے والا اور عبادتِ الٰہیہ کا پکا دعویدار ابلیس تھا۔ جو اپنے نفس کے مقابلے میں نبی ولی کی عزت کو کم سمجھنے لگا۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس کی تمام عبادت حبط کر کے فَاخْرُجْ مِنْھَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ کا فتویٰ دے کر نکال دیا۔ اور راندۂ درگاہ بنا دیا۔ چنانچہ وہ موحد متکبر باوجود مردود و ملعون ہونے کے اکڑ کر پھرتا رہا۔ جیسا کہ آجکل بھی بعض متقی سنتِ ابلیسی کو ادا کرتے ہوئے ہندوستان کو جانشین کے حکم کے برخلاف کھڑے ہوتے ہیں بعد ازاں کفارِ مکہ جو ابلیس کے مرکزی ممبر تھے انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے برخلاف میٹنگ کی۔

اور اُس مقام کا نام جہاں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے برخلاف مجلس شوریٰ قائم کی جاتی تھی دار الندوہ سے موسوم کیا۔ جیسا کہ آجکل ہندوستان میں بھی اُن کے متبعین نے سنت کو رائج کرتے ہوئے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا اشاعتی مرکز کھولا کر دار الندوہ مقرر کیا ہوا ہے۔ تو اُس مکہ معظمہ کے کفار کی مجلس شوریٰ میں ابلیس بھی اپنے محبوب نجدی کی شکل میں متشکل ہو کر مکہ کے دار الندوہ میں پہنچا تو ہر ایک نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے برخلاف آپ کے مذہب کو مٹانے کے لیے مشورے پیش کئے۔ تو ابلیس بشکل نجدی بولا۔ کہ میں بھی مشورہ دے سکتا ہوں؟ تمام حیران ہو گئے کہ یہ مشورہ دینے والا کون ہے۔ ابوجہل نے اُس سے سوال کیا تو اُس نے جواب دیا کہ اَنَا شَیْخٌ مِّنْ اَھْلِ نَجْدٍ (میں نجدی بزرگ ہوں)" ابلیس کو بھی بشکل نجدی ظاہر ہونا پسند آیا"۔ تو ابوجہل نے مشورہ دریافت کیا" ابوجہل کو بھی یقین تھا کہ جتنی مخالفت اور عناد نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے نجدیوں کو ہے اتنی ہمیں بھی نہیں" ابلیس نے کہا کہ جب تک تم اُس کو قتل نہ کرو گے تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تمہاری حکومتیں چھین لے گا۔ تمہاری عزتیں جاتی رہیں گی۔ اَلَمْ تَرَوْا حُسْنَ حَدِیْثِہٖ کیا تم نے اُس کی اچھی اچھی باتوں کا ملاحظہ نہیں کیا وَحَلَاوَۃَ مَنْطِقِہٖ اور اس کی کلام کی مٹھاس نہیں دیکھی وَغَلَبَتِہٖ عَلٰی قُلُوْبِ الرِّجَالِ بِمَا یَاْتِیْ بِہٖ اور وہ قرآن کی برکت سے لوگوں پر چھایا ہوا ہے۔ ابوجہل کو شیخ نجدی کی شبیہ کا مشورہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے والا پسند آیا تو ابوجہل نے چند آدمی ننگے سر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر مسلح کھڑے کر دیئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا ارشاد فرمایا تو آپ نے سورہ یٰسین کی پہلی پانچ آیتیں پڑھ کر ایک مُٹھ مٹی اُن کی طرف پھینک دی۔ چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن کو تشریف لے جاتے ہوئے نظر نہ آئے۔ چنانچہ اُن اشخاص نائمین کی ہیئت

کلائیکر ادا کرتے ہوئے نجدی بھی ننگے سر نماز پڑھتا ہے۔ قیام بھی اُس کا اسی طور کو مستلزم ہوتا ہے۔ اور چونکہ ان کے سر پر آپ نے مٹی ڈالی تھی۔ وہی نشانی آج تک ان کے چہروں پر نمایاں ہو رہی ہے، یہ تمام واقعہ نجدی ارالندوہ، کا تاریخ طبری ۲/۹۸ ابن ہشام ۲/۹۳ میں مذکور ہے۔ تاریخ کامل لابن اثیر ۳۲/۳۸

چنانچہ دوسرے مقام پر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنِّیْ اَخْشٰی اَھْلَ نَجْدٍ میں نجدیوں سے ڈرتا ہوں۔ قسطلانی ۶/۳۱۴ اور بخاری شریف ۲/۱۰۵۰ مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۲ میں مذکور ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نجدیوں کے حق میں دعا نہیں فرمائی۔ بلکہ فرمایا کہ نجد سے فتنے اور زلزلے اٹھیں گے۔ اور قرن شیطان کا طلوع ہوگا اور آپ کا رُخ انور مشرق کی جانب تھا۔ آپ نے انگلی کے اشارے سے اَلْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا اَلْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ (فتنہ یہاں سے ہوگا۔ جہاں سے قرن شیطان طلوع ہوگا)، آپ کا اُس وقت علم غیب کی اطلاع دینا اس وقت میں من و عن صحیح ہو رہا ہے۔

درر کامنہ مصنف ابن حجر عسقلانی ص ۱۴۵ ابن تیمیہ حرانی نے بعد ازاں سنہ ۶۹۸ھ میں صوفیائے کرام کے حق میں زبان درازی شروع کی۔ اور اس امت میں یہ نیا مسئلہ نکالا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی کے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ اور نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اُن سے فریاد کرنا اور اُن سے امداد و شفاعت کی اُمید وابستہ رکھنا شرک ہے۔ اور یہ کہا کہ روضۂ اطہر پر سفر کر کے جانا شرک ہے۔ سب سے پہلا یہ شخص ہے جس نے ان مسائل کی بنیاد رکھی اور مسلمانوں کو مشرک کہا۔ چنانچہ روضۂ اطہر پر سفر کر کے جانے پر ابن تیمیہ سے تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ ہوا۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ حرانی کو بدلائل روضۂ اطہر پر سفر کر کے جانا ثابت کر دیا۔ ابن تیمیہ نے باوجود مغلوب ہونے کے توبہ نہ کی تو جلال الدین

نفس اسلام

قزوینی نے ابن تیمیہ کو قید کر دیا۔ بعد ازاں اُس کے توبہ کرنے پر بری کیا گیا۔ پھر بدلا۔ پھر قید ہوا تو بادشاہ کی طرف سے اعلان کیا گیا۔ کہ علماء کے اتفاق سے اس شخص کا عقیدہ درست نہیں ہے۔ لہذا مَنِ اعْتَقَدَ اِعْتِقَادَ ابْنِ تَیْمِیَّۃَ حَلَّ مَالُہٗ وَدَمُہٗ، جو تم میں ابن تیمیہ کے عقیدے کا ہے اُس کا مال لوٹ لو اور اُس کو قتل کر دو۔ چنانچہ چند دن کے واسطے وہابیت روپوش ہو گئی۔ بادشاہ کے مرنے کے بعد احمد بن محمد ابن تیمیہ کے شاگرد نے جامع امیر حسین اور جامع عمر بن عاص میں ابن تیمیہ کے عقیدے کا وعظ کیا۔ درر کامنہ صفحہ ۳۰۲ میں لکھا ہے کہ منبر پر کھڑے ہو کر احمد بن محمد نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور بزرگوں کی شان میں گستاخانہ لفظ استعمال کئے تو اُس کو ناصر بادشاہ نے اپنے نائب کے سپرد کر دیا تو اُس نے عدالت میں ہی محمد بن احمد کو مار مار کر خون آلود کر دیا۔ اور گدھے پر اُلٹا سوار کر کے شہر میں پھرایا۔ اور اعلان کیا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب میں وعظ کیا ہے۔ پھر اُس کو بھی قید کیا گیا۔ دوسری جگہ ابن تیمیہ کے دوسرے شاگرد ابن قیم نے نئے تیمی مذہب کی تبلیغ شروع کر دی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ چنانچہ انہی دونوں کے فتوے سے آجکل بھی وہابی اُن کی تقلید میں فتوے دیتے ہیں۔ ابن قیم وغیرہ تقلید کے برخلاف بھی کچھ کہنے پر تل آئے۔ آہستہ آہستہ ابن تیمیہ کے عقیدے کا دھواں رہتا رہا۔ باوجود اس کے شاہان اسلام کی طاقت کے باعث علی الاعلان اس مذہب کی اشاعت نہ ہو سکتی تھی۔ یہاں تک کہ سنہ ۱۱۰۵ھ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ابن تیمیہ اور ابن قیم کی پرانی شائع شدہ کتابوں کی اشاعت شروع کر دی۔ اور زور شور سے اس مذہب کی مستقل بنیاد رکھ دی اور اپنے آپ کو حنبلی مذہب کے نام کا پردہ ڈال کر تیمی مذہب کی اشاعت شروع کر دی۔ اور اپنے مذہب کی چند کتابیں کتاب التوحید و کشف الشبہات وغیرہما تصنیف کیں۔ اور ۱۱۴۳ھ میں قومی رہنما اور جبر کر کے تمام نجد پر چھا گیا۔ چنانچہ تمام عرب پر ایسا مسلط ہو گیا۔ کہ جو مسلمان نبی صلے اللہ

علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کو جائے یا انبیاء و اولیاء اور صالحین کے وسیلہ کا اظہار کرے تو اس پر مشرک کا فتوے لگا کر محمد بن عبد الوہاب کے مخالف مذہب کے ہونے کی بنا پر اسکو قتل کیا جاتا۔ لیکن اللہ نے اس کے بھائی شیخ سلیمان کو اس کے مقابلے کے واسطے بنا دیا جس نے تحریراً و تقریراً اپنے بھائی کا رد کیا۔ محمد بن اسمٰعیل یمنی نے محمد بن عبد الوہاب کی کتابوں کا مطالعہ کرکے وہابی مذہب کو قبول کر لیا۔ محمد بن اسمٰعیل یمنی نے یمن میں وہابیت کو کافی فروغ دیا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتکیں کافی اشاعت کی۔ اس طرف ہند میں شاہ ولی اللہ صاحب ہندی سنہ ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے جو محمد بن عبد الوہاب نجدی سے ۹ برس چھوٹے تھے۔ شاہ صاحب نے اپنے والد ماجد سے تمام علوم حاصل کئے شاہ صاحب کا عقیدہ حنفی تھا۔ اور انہوں نے اپنے باپ شاہ عبد الرحیم صاحبؒ کی ولایت کی جانشینی اختیار کی۔ شاہ صاحب کا نام احمد تھا۔ شہرت اس حد تک پہنچ گئی کہ کوئی شاہ ولی اللہ کہتا تھا کوئی قطب الدین کے لقب سے نوازتا تھا۔ چنانچہ آپکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت نے اتنا جانباز کیا کہ آپ نے ایک قصیدہ مدحیہ جس کا نام الطیب النغم فی مدح سید العرب و العجم تحریر فرمایا۔ جسکا ایک شعر تحریر کیا جاتا ہے ؎ ۲۲

وَصَلَّی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَا خَیْرَ خَلْقِہٖ
وَیَا خَیْرَ مَأْمُوْلٍ وَّیَا خَیْرَ وَاہِبِ

خود ترجمہ فرماتے ہیں رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بہترین خلق خدا و اے بہترین کیکہ امید او داشتہ شود و اے بہترین عطا کنندہ۔ اور بزرگان دین کے تمام وظائف کا ہر روز ورد فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ الانتباہ فی سلاسل اولیاء ایک کتاب لکھی جس میں لکھا کہ اوراد فتحیہ جس میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بھی ہے۔ مجھے اجازت ہے میں پڑھتا ہوں۔ جواہر خمسہ بھی پڑھا کرتے تھے جس میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ موجود ہے اور ہر روز پڑھتے تھے۔ اچانک ارادہ حج آپ کو حجاز لے گیا

وہاں محمد بن عبد الوہاب نے دیکھا کہ بڑا ذی اثر عالم ہے۔ شاہ صاحب سے بڑی محبت کا وطیرہ اختیار کیا۔ اور اپنے عقائد سے شاہ صاحب کو ورغلانا شروع کیا۔ داناؤں نے سچ کہا ہے

صحبت بد راہ تباہ مے کند   دیگ سیاہ جامہ سیاہ مے کند

باپ کی صحبت نے شاہ صاحب کو رنگا۔ اور حرمین شریفین تک رسائی کروادی جس کے متعلق آپ نے کئی کتابیں لکھیں۔ دیکھئے فیوض الحرمین وغیرہ۔ نجدی کی صحبت ہی تو رسائی بھی گئی۔ اور رنگ بھی جاتا رہا۔ جب واپس پہنچے تو حالت دگرگوں ہو چکی تھی۔ اور اپنے والد ماجد کا عطیہ ولایت بھی کھو بیٹھے تھے کہ والد ماجد کے بھیجے ہوئے مریدین نے جب ہتک آمیز کلمات بزرگوں کی شان میں سنے تو دست افسوس ملتے ملتے علیحدہ ہو گئے۔ محمد بن عبد الوہاب کے عقیدہ کی چند کتابیں بلاغ المبین وغیرہ انبیاء و اولیاء کی توہین میں شائع کیں۔ مسلمانان ہندوستان کا چونکہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کی سعی بلیغ سے حنفیت کا رنگ پکا ہو چکا تھا۔ اور شاہ عبد الرحیم صاحب کی صحبت سے لوگ متاثر تھے۔ شاہ صاحب کی تحریر و تقریر مسلمانوں کو بے رنگ نہ کر سکی۔ دہلی میں ایک شور برپا ہو گیا کہ ولی اللہ وہابی ہو چکا ہے چنانچہ حیات طیبہ کے صفحہ ۱۲ پر درج ہے کہ تمام علماء اسلام نے متفقہ طور پر فتوے کفر صادر کئے تو شاہ صاحب کا دینی و علمی وقار ہباءً منثورا ہو گیا۔ شاہ صاحب نے اپنے مذہب وہابیت کی اشاعت کے واسطے اپنے خاندانی مذہب حنفی کے نام کو بدل کر محمدی رکھ لیا۔ چنانچہ چند متمول اشخاص شاہ صاحب کے معتقد بن گئے۔ اور مذہبی آسانی اور آزادی دیکھ کر پسند کر لیا۔ اور شاہ صاحب کے ہر وقت حفاظت میں مقید ہو گئے کیونکہ ہر مسلمان شاہ صاحب کے کلمات کو انبیاء اللہ و اولیاء کرام کے برخلاف برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اور دیگر تمام مسلمان فرقہ وہابیہ سے باخبر ہو چکے تھے۔ اس واسطے عوام و خواص ان کو بجائے محمدی کے وہابی ہی کہتے تھے۔ کیونکہ سوائے شاہ صاحب کے اور کوئی عالم شخص وہابی نہ تھا۔ لوگ اس وقت شاہ صاحب کو مذہبی مجرم سمجھ کر حملہ آور بھی ہوتے

تھے۔ لیکن حکومت اسلامی کے انصاف سے خائف تھے۔ شاہ صاحب کس مپرسی کی حالت میں اپنے دینی وطن نجد کو آبائی وطن پر مقدم سمجھتے ہوئے محمد بن عبدالوہاب کے پاس جاکر وہابیت کے معتقد و نمائندے کی حیثیت میں قیام پذیر ہوئے۔ چنانچہ اخیر عمر میں جب لوٹے۔ محمدی مذہب کی حالت میں جب ہندوستان پہنچے تو اپنے جانشین و لائق بیٹے شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب چھوڑ گئے۔ ان دو حضرات نے بھی اپنے دادا کے حنفی مذہب کو پسند فرمایا۔ لیکن آبائی اثر ضرور متاثر ہوتا ہے کچھ نہ کچھ شاہ ولی اللہ صاحب کا معمولی سا رنگ چڑھا جس کا علماء کرام نے کافی جواب دیدیا۔ ان کے بعد ۱۱۹۳ھ میں ان کے بھتیجے اسمٰعیل پیدا ہوئے۔ علم دین حاصل کیا لیکن تجربہ سے بچارے بالکل عاری تھے۔ محمد اسمٰعیل صاحب نے بھی شاہ ولی اللہ صاحب کی "تائید میں اپنا مذہب محمدی کہلوایا۔ مگر تمام مسلمان ان کو بدعتی اور وہابی کے نام سے مدعو کرتے تھے۔ اسمٰعیل صاحب نے اپنے ساتھ ایک بالکل ان پڑھ شخص سید احمد بریلوی کو وہابیت کا دستی مدد و معاون بنالیا۔ دہلی میں کچھ حنفیت غالب تھی۔ صاحبزادگان شاہ ولی اللہ صاحب عقیدہ احناف کے مطابق فتوے دیتے تھے۔ بھلا اسمٰعیل صاحب کی کون سنے۔ اسمٰعیل صاحب چاہتے تھے کہ میں وہابیت کا پرچار کھلم کھلا کروں اور اس مذہب کی اشاعت ہندوستان میں بھی ہو۔ لیکن ان کو کوئی موقعہ نہ ملتا تھا۔ آخر کتاب التوحید مولفہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی ترجمانی میں کتاب تقویۃ الایمان صراط مستقیم اور تنویر العینین وہابیت کی تائید میں شائع کیں۔ لوگ سوائے چند اشخاص کے کتابیں پڑھ کر بڑے متنفر ہوئے اور ان کے جواب میں کتابیں لکھیں۔ چنانچہ سکھ قوم حکومت مغلیہ سے باغی ہو کر صوبہ پنجاب کے حاکم بن چکے تھے۔ انہوں نے مسلمانانِ پنجاب پر ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ خدایا تیری پناہ۔ اسمٰعیل صاحب نے سیاسی موقعہ سوچا کہ سکھوں کے برخلاف اعلان جہاد کر کے مسلمانوں کو اپنی فوج بنا کر پنجاب فتح کیا جائے تو حکومت وہابیہ مستقل بن جائیگی

اور آہستہ آہستہ سارا ہندوستان وہابیہ سے پُر ہو جائیگا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے سرحد ہندو افغانستان میں آکر آزاد قبائل کو سکھوں کے برخلاف جہاد کے واسطے بھڑکایا۔ ان میں چونکہ جہاد کی تڑپ پہلے ہی موجود تھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ لیکن اللہ کریم کو دونوں کی کامیابی الاعمال بالنیات کے اصول سے منظور نہ تھی۔ سکھوں کے مقابلہ میں شکست فاش دی۔ اور سنہ ۱۲۴۶ھ میں سکھوں کے ہاتھوں قتل کروا دیئے۔ اور ساری سکیم ملیامیٹ ہو گئی۔ اس طرف حجاز میں سنہ ۱۲۲۰ھ میں سعود امیر وہابیہ نجدیہ نے تمام قبے شہید کر دیئے حتٰی کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا روضہ اطہر بھی شہید کر دیا۔ سنہ ۱۲۲۹ھ میں سعود کے فوت ہونے کے بعد اس کی جگہ عبد اللہ بن سعود جانشین ہوا۔ سنہ ۱۲۳۳ھ میں ابراہیم بادشاہ مصر نے عبد اللہ کو شکست دے کر عبد اللہ کو قید کر کے مصر لے گیا۔ اور حجاز پر قبضہ کیا۔ ۱۲۳۵ھ میں عبد اللہ بن سعود نجدی کو مصر کے ہمایوں دروازہ کے پاس قتل کروا دیا۔ ہندوستان میں مولوی مملوک علی صاحب جو تمام وہابیہ کے اُستاد ہیں دہلی میں اجمیری دروازہ عربک ہائی سکول کے مدرس اول تھے۔ ان کو حرمین شریفین کی زیارت کا شوق ہوا تو وہاں پہنچتے ہی وہابیت سے متاثر ہو گئے۔ اور اپنا نام مملوک علی کی بجائے مملوک العلی بدل دیا۔ اور اور واپس گھر پہنچتے ہی نانوتہ ضلع سہارنپور سے مولوی محمد قاسم صاحب کو ساتھ لیتے آئے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب بھی مولوی مملوک علی صاحب کے پاس پہنچ گئے۔ دونوں نے مولوی صاحب مذکور سے علوم حاصل کئے۔ یہ دونوں مولوی مملوک علی صاحب کے بڑے شاگردوں میں سے تھے حقیقتہً مولوی مملوک علی صاحب سلطنت مغلیہ حنفیہ کے خوف سے اور علماء کرام کے جم غفیر کے ہراس سے اپنے وہابی مذہب کی علی الاعلان اشاعت تو نہ کر سکتے تھے۔ لیکن درس میں عقائد وہابیہ کے کئی پرزے تیار کر لئے۔ جو اس قابل بن گئے کہ عوام کالانعام کو وہابی عقیدہ سے مضبوط کر کے وہابی مشن کی ترقی کریں۔ مولوی مملوک علی صاحب دیوبندی مذہب کی مشین میں باقی سب پرزے یا فرع ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب مذکور نے

نفس اسلام

چند دیگر علماء کو کسی لالچ یا کسی دیگر وجوہات سے اپنا ہم عقیدہ بنا لیا۔ مثلاً مولوی صدر دین صاحب وغیرہ۔ نے تمام عقیدہ وہابیہ اور اعمال حنفیہ سے مجموعہ ایک مستقل مذہب ایجاد کر لیا۔ حکومت مغلیہ کا جب زوال ہوا اور حکومت برطانیہ مسلط ہوئی تو مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے مولوی رشید احمد صاحب کی امداد سے ریاست بہاولپور میں اپنا تسلط جمانا شروع کر دیا تو ہمارے بزرگ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے عقائد فاسدہ پر دونوں سے مناظرہ کر کے ان کو والی ریاست کی طرف سے اخراج کا حکم صادر فرمایا۔ اور ان کی شکست کا ایک رسالہ تقدیس الوکیل شائع کیا جس میں ان کے تمام عقائد جمع کر کے عرب و عجم کے علماء دین سے فتویٰ کفر ثبت کروا کر تمام ہندوستان میں تقسیم کیا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ دیابنہ منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔ آخر بیچاروں نے تنگ آ کر ہندوؤں کے ساتھ کانگرس جماعت کی تبلیغ شروع کر دی۔ یہاں تک کہ ہندوانہ لباس بھی اپنا فخر سمجھا۔ اور برخلاف قرآن کریم ہندو مسلم اتحاد کا سبق دینا شروع کر دیا۔ حتّٰے کہ ہندوؤں کے تہوار کی پوری کچوری کو جائز کیا۔ اور پیرانؒ کی گیارھویں پر حرام ہونے کا فتوے لگا دیا۔ ملاحظہ ہو فتوے رشیدیہ۔ اگر کسی مسلمان نے کسی اور بزرگ کی روح کو ثواب طعام بخشا اور قرآن پاک کو بھی اہل قبور کی ارواح کو بخشا یا چند آیات قرآن کریم بھی پڑھ کر بخشیں تو قرآن کریم کے پڑھنے سے اس کھانے کو بھی حرام کہہ دیا۔ جب ہندوؤں کو ان کی ہندو نوازی کا پورا اعتماد ہو گیا تو ہندوؤں نے سوچا کہ اگر ہم اسلام اور بانی اسلام کے نقائص تحریر کرتے ہیں تو ہمارا نقص بیان کرنا کامیاب نہ ہو سکے گا۔ البتہ انہی دیوبندیوں سے ہی کام لیا جاوے تو ممکن ہے انہوں نے مولوی محمد قاسم صاحب سے مدرسہ قاسمیہ دار العلوم دیوبند کا اجرا کروایا۔ اور اب یہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم سے اسلامی طلباء کو ورغلانا شروع کر دیا۔ اور تراجم قرآن کریم اپنی مرضی کے مطابق شائع کرنے شروع کر دیئے۔ اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی اشرف علی

صاحب تھانوی نے ایسی کتابیں شائع کیں جن میں انبیاء عظام اور اولیاء اللہ کی ہجو کرتے ہیں کی۔ اور ہندو مذہب کی وکالت رچائی۔ اور جواب لکھنے والوں سے اپنی بناوٹ کو حقیقت کہا۔ حتیٰ کہ حسین علی صاحب واں بھچراں دیابنہ سے یہاں تک سبقت لے گئے۔ اور معاذ اللہ یہ کہا کہ انبیاء و اولیاء تمام شیطان ہیں۔ برطانیہ بھی اسلام اور بانی اسلام کا چونکہ بڑا دشمن تھا۔ اس نے بھی اس شاخ کو ترقی سے ہی نوازا۔ اور باقی اسلامی مدارس آہستہ آہستہ ان کی کس مپرسی کی حالت سے کمزور ہو گئے۔ کیونکہ ان کا پشت پناہ انگریز اور ہندو مغول قومیں تھیں وہ ترقی کر گیا۔ حتیٰ کہ ریاستوں سے چندہ آنا شروع ہو گیا جس سے نئے ہیں دیابنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے استاد بننے کے مدعی بن گئے۔ چنانچہ ہر کمالے را زوال است رب کریم نے اعلیحضرت قبلہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو ان کے مقابلہ کے واسطے قائم کر دیا۔ انہوں نے فضل ایزدی سے دیوبندیوں کے ہر قول کا جواب احسن طریقہ سے دیا۔ جب تائب ہوتے نظر نہ آئے تو ان کے اکابر کے تمام عقائد لکھ کر تمام علماء عرب و عراق کو بھیجے تو انہوں نے ان عقائد دیوبندیہ پر زور فتوے کفر ثبت کیے تو اعلیحضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو شائع کر دیا۔ جس کا نام حسام الحرمین رکھا جس کا جواب آج تک دیابنہ نہ دے سکے۔ اور نہ اپنے عقائد سے تائب ہوئے بلکہ تاویلات فاسدہ سے اپنی گندگی کو چھپانے کی کوشش کی۔ حتیٰ کہ اب تک ان کے معتقدین ان کی تقلید میں کانگریس کے ہی کلمہ گو ہیں اور اپنے عقائد فاسدہ پر ڈٹے ہوئے ہیں۔

۱۲۴۸ھ کو بانس بریلی میں نواب صدیق حسن خان پیدا ہوئے۔ قنوج میں پرورش پائی۔ بھوپال میں جا کر ایک سیاسی چال سے نواب بن گئے۔ علم دین حاصل کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۲۸۵ھ میں حج کو تشریف لے گئے تو وہاں سے وہابیت کا سبق سیکھ آئے اور ہندوستان واپس آ کر استاد الوہابین بن گئے۔ اور بھوپال میں تمام ہندوستان سے وہابی علماء کو اکٹھے کر کے فقہ وہابیہ کی تدوین کی۔ جس سے پردہ سے نکل کر مذہب وہابیہ ایک

مستقل مذہب شروع ہوگیا۔ خود بھی کتابیں لکھیں اور مولوی بشیر احمد شہسوانی وغیرہ سے بھی کتابیں لکھوائیں۔ اور حیدر آباد دکن جو مسلمانوں کے واسطے پرانا تباہی کا گھڑا مشہور چلا آیا ہے وہاں وحید الزمان صاحب نے بھی وہابیت کی فقہ پر کئی کتابیں لکھیں۔ بہت کوشش کی لیکن سوائے چند حواریوں کے کسی کو اس مذہب میں نہ ڈھال سکے۔

دہلی میں مولوی نذیر احمد صاحب نے درس شروع کر دیا۔ اور اسمٰعیل صاحب دہلوی کے عقیدے سے اپنے آپ کو محمدی کہلانا شروع کر دیا۔ حتٰے کہ کچھ عرصہ بعد غیر مقلد بننے کا دعوے کیا۔ پھر حنبلی کہلوا کر پکے نجدی کی شکل میں منتقل ہو گئے۔ جن کے بڑے شاگرد حافظ محمد لکھوکے والے اور حافظ عبد المنان وزیر آبادی اور مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی یہ تینوں حضرات دہلی میں علم دین حاصل کرنے کو گئے لیکن وہابیت کے نرغے میں جا پھنسے۔ دہلی میں تو چونکہ حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب میرٹھی موجود تھے۔ مولوی نذیر حسین صاحب کا رد فرماتے رہے۔ اور مولوی احمد علی صاحب کے بڑے شاگرد نواب قطب الدین جنہوں نے مشکوٰۃ شریف کی شرح بھی لکھی ہے۔ مولوی نذیر حسین صاحب کا ایسا رد کیا۔ کہ مولوی نذیر حسین صاحب جب کبھی وہابیت کا مسئلہ جاری فرماتے یا تحریری اشاعت کرتے تو نواب صاحب بات کی ہی اس کا جواب لکھ کر طبع شائع کروا دیتے۔ مسلمانوں پر حقیقت واضح ہو جاتی اور دھوکے سے بچ جاتے۔ ہاں البتہ جو باہر کے طلبا بھولے بھالے بیچارے پھنس جاتے ان کا نکلنا مشکل تھا۔ چنانچہ حافظ محمد صاحب خاندانی حنفی علماء میں سے تھے۔ جب مولوی نذیر حسین صاحب سے تعلیم حاصل کر کے تشریف لائے تو ضلع فیروز پور میں اپنے گاؤں لکھوکے میں ایک وہابیت کا مرکز کھول دیا جس سے ان کے پرانے مریدین بھی متنفر ہو گئے۔ سوائے چند کے۔ احناف میں ان کے سر پر مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری اور ولی محمد صاحب جالندھری تھے۔ انہوں نے سوائے چند ان کے خاندان کے آدمیوں کے کسی کو وہاں نہ پھٹکنے دیا۔ چنانچہ اپنی ناکامی دیکھتے

ہوئے انہوں نے تفسیر محمدی ایک پنجابی زبان کے شعروں میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی کہ اس طرح نہ سہی ایسے ہی لوگ ضرور ہمارے مذہب کو ترقی دینگے۔ لیکن پھر بھی ان کی مرضی کے مطابق وہابیت نہ پھیل سکی۔ حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آباد میں بہت کوشش کر چکے لیکن وہاں ملاں ملتانی صاحب نے ان کو نہ اُٹھنے دیا۔ وزیر آباد میں تو اثر نہ ہو سکا البتہ گوجرانوالہ میں اُن کا اثر کافی رہا۔ فرقہ وہابیہ پہلے اپنے آپ کو امام حنبلؒ کی طرف غلط نسبت کرتے رہے۔ پھر اپنے مذہب کو محمدی لقب سے مشہور کیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی نجد سے آکر محمدی کہلوایا۔ اور وہ بھی نجد میں قیام پذیر رہے۔ ان کی اولاد حنفی کہلاتی رہی۔ اور اناں بعد اسمٰعیل صاحب دہلوی نے محمدی کہلوایا۔ مولوی نذیر حسین صاحب نے پھر محمدی کہلوایا۔ بعد میں وہابی پھر عرصہ تک غیر مقلد کہلواتے رہے۔ جب مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اہلحدیث اخبار نکالا تو تمام غیر مقلدین وہابیوں کو وہابی اور اہلحدیث کے لقب سے منسوب کرنے کی تلقین کی۔ چنانچہ آجکل فرقہ وہابیہ اپنے تمام اسماء سے مدعو ہوتا ہے۔ اور سمجھا جاتا ہے۔

وہابی ”بعض علاقوں میں تمہارے حنفیوں نے نئی نئی بدعتیں جاری کر رکھی ہیں۔ حالانکہ شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں اگر ہے تو اس کا ثبوت چاہیئے۔

۱۔ احناف میت کی چارپائی لے جاتے ہوئے کلمہ کا ذکر کرتے ہیں۔

۲۔ جنازہ پڑھ کر میت کے پاس میت کی طرف سے اس کے ورثاء ایک قرآن کریم اپنی طرف سے لاتے ہیں اور ساتھ کچھ رقم یا غلہ وغیرہ ہوتا ہے تو وہ ولی میت کہتا ہے کہ ہماری میت ھذا نے کچھ حقوق الہیہ کو ادا کیا ہے اور کچھ اس کے ذمہ حقوق اللہ فرائض و واجبات اور کفارات اور منذورات باقی ہیں ان باقی حقوق کے بدلے میں یہ فدیہ قرآن کریم اور یہ نقود یا غلہ وغیرہما کا اس عاجز میت کی طرف سے جواب ادا کرنے سے قاصر ہے ادا کر رہا ہوں تاکہ اللہ تعالےٰ اس حیلہ کو قبول فرما کر اس کے گناہوں کو ساقط فرماوے اور اپنے مغفورین میں شامل فرماوے۔

۳۔ اور یہ بھی رواج ہے کہ جب میت کو دفن کر کے فارغ ہوتے ہیں تو چلے جاتے ہیں۔ ایک آدمی قبر کے پاس ٹھہرا رہتا ہے اور وہ بلند آواز سے صاحب قبر کو تلقین کرتا ہے کہ اے فلاں فلانی کے بیٹے اے فلاں فلانی کے بیٹے اے فلاں فلانی کے بیٹے تین دفعہ ایسے کہکر پھر کہتا ہے کہ خداوند کریم کی طرف سے تیرے پاس منکر نکیر آئینگے اور وہ دریافت کرینگے کہ تیرا خدا کون ہے تیرا رسول کون کیا ہے دین تیرا کون ہے امام تیرا تو تو جواب دینا جیسا کہ تو دنیا سے نکلا اسی اقرار پر تھا لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وَاِنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا کیا یہ تینوں رواج بدعت ہیں یا واقعی ان کا کوئی ثبوت شرعیہ تمہارے پاس ہے تو بیان کرو۔

محمد عمر " جنازے کے ساتھ ذکر کرنا کسی صورت میں منع نہیں ہے کیونکہ ارشاد الہی ہے۔ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی تم اللہ کا ذکر بہت کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اور ذکر جہر کا انکار کرنا یا روکنا یہ معیت شیطانی کی بنا پر ہے جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔

زخرف ۲۵/۴ وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔

اور جو شخص چشم پوشی کرتا ہے رحمٰن کے ذکر سے مسلط کر دیتے ہیں ہم اس کے لئے شیطان کو تو وہ اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اور بے شک وہ ضرور روکتے ہیں ان کو اللہ کے رستے سے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت والے ہیں اور ایسے لوگوں کو جو ذکر اللہ سے روکتے ہیں اللہ تعالے نے ان کو حزب الشیطان سے خطاب کیا ہے سنیئے۔

مجادلہ ۲۸/۳ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ان پر شیطان مسلط ہے تو انہوں نے ذکر اللہ کو بھلا دیا ہے۔ یہی شیطانی فرقہ ہے خبردار ضرور شیطانی فرقہ وہ خسارے والے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے ہمیں ایسے لوگوں کے میل جول سے منع فرمایا ہے۔

حشر ۲۸ } وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ اور نہ ہو تم ان لوگوں کی طرح جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ اور حدیث شریف میں مذکور ہے۔

جنازہ کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھنا

جامع صغیر ۵۴ مصنف سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
کنوز الحقائق للامام مناوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۹
کنز العمال ۸/۹۹

} اَكْثِرُوْا فِی الْجَنَازَةِ قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جنازہ میں زیادہ پڑھا کرو۔

کنز العمال ۸/۹۹ } لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مرنا کے لیے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا سامان تیار کرو۔ تو ان مذکورہ بالا احادیث و روایات سے ثابت ہوا کہ جنازہ کے ساتھ کلمے کا ذکر ثواب ہے اور میت کو بھی مفید ہے۔

اور اس زمانہ میں ذکر جہری بالمیت کرنا اہل سنت کے لیے ضروری ہے کیونکہ مسلمانوں کو وہابی اور حنفی کے جنازے کا علم ہو جائے اگر وہابی کا جنازہ ہے تو نمازی کو دریافت نہ کرنا

پڑے کہ یہ جنازہ حنفی کا ہے یا وہابی کا تو آجکل چونکہ فرقے بہت پیدا ہو گئے ہیں۔ اسواسطے ما بہ الامتیاز صورت یہی ہے کہ کلمہ طیبہ بالجہر پڑھا جاوے۔

وہابی "فقہا نے ذکر بالجہر فی الجنازہ مکروہ لکھا ہے۔

محمد عمر "بحرالرائق ۲/۲۰۷ | میں مذکور ہے کہ وَلَا بَأْسَ بِمَرْثِيَّةِ الْمَيِّتِ یعنی میت کا شعروں میں مرثیہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ تم اپنے جنازہ کے ساتھ فقہاء کی اتباع میں مرثیہ خوانی کر لیا کرو ہم ذکر کلمہ کر لیا کریں گے۔

حیلہ اسقاط

آپ کا دوسرا سوال کہ حیلہ اسقاط تو اس کے متعلق عرض ہے۔

قرآن کریم میت کی طرف سے حفاظ یا امام مسجد کو پڑھنے کے لئے دینا بڑا ثواب ہے۔ جبتک قرآن کریم لوگ پڑھتے رہینگے۔ اتنا عرصہ ہی میت کو ثواب پہنچتا رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ ہے اور قرآن کریم کو کئی آدمیوں کے ملک کرنا ثواب کو زیادہ بڑھانے کے واسطے تاکہ قرآن کریم ایک اور کئی لوگوں کے ملک کرنے سے کئی قرآن کا ثواب میت کو پہنچ گیا۔ یہ ہے حیلہ میت کے گناہوں کے ساقط کرنے کا کام تھوڑا لیکن قرآن کریم کے شان سے میت کے لئے حیلہ زبردست بن گیا چنانچہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جامع صغیر ۲/۴۲ | اَلصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ روزے اور قرآن قیامت

کے دن بندے کی سفارش کریگے۔

اس لئے میت کی طرف سے قرآن کریم ہدیہ دیا جاتا ہے تاکہ میت کا سفارشی بنے اور دوسری وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم کے افشار کا ثواب بھی میت کو پہنچیگا جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

مشکوٰۃ شریف ۱۹۲ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اَہْلَ الْقُرْاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْاٰنَ فَاتْلُوْہُ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ مِنْ آنَاءِ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ وَاَفْشُوْہُ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اے قرآن والو قرآن میں غفلت نہ کرو اور اس کو پڑھو حق پڑھنے کا دن رات اور قرآن کا افشار کرو۔

اے مانعین اگر تم میت کی طرف سے ولی کے قرآن دینے کو بند کروگے تو بموجب اس حدیث پاک کے تم نے قرآنی افشار کو بند کردیا اور جو اس قرآنی علیہ سے میت کے اعمال سیئہ ساقط ہونے تھے وہ نہ ہوئے تو اس کے اس وجہ کا گناہ مانعین کو بھی ضروری ہوگا۔ باقی نقد یا غلے کا میت کی طرف سے صدقہ کرنا تو یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے میت وصیت کرے یا نہ اور میت کی طرف سے ہر صدقہ حلال شیٔ کا ہو سکتا ہے دیکھئے۔

مسلم شریف ۲/۱۴ عَنْ عائشۃ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اِنَّ اُمِّیَ افْتُلِتَتْ نَفْسُہَا وَلَمْ تُوْصِ وَاَظُنُّہَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَہَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْہَا قَالَ نَعَمْ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی آیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تو آپ سے عرض کی یا رسول اللہ بے شک میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی۔

اور مجھے اس سے گمان ہے کہ اگر اسے کلام کا موقعہ ملتا صدقہ کرتی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کر دوں تو کیا اسکو اس صدقے کا کوئی ثواب ملے گا آپ نے فرمایا ہاں

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ میت خواہ وصیت نہ بھی کرے پھر بھی اس کی طرف سے مطلق صدقہ دینا جانبین کو ثواب ہے چنانچہ اس حدیث کے ماتحت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تحریر فرمایا ہے۔ وَفِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ جَوَازُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَیِّتِ وَاِسْتِحْبَابُهَا وَاَنَّ ثَوَابَهَا یَصِلُهٗ وَیَنْفَعُهٗ وَیَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقَ اَیْضًا وَهٰذَا كُلُّهٗ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ۔

اور اس حدیث میں میت کی طرف سے مطلقاً صدقہ جائز اور مستحب ثابت ہوا اور بے شک صدقے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس کو نفع دیتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو بھی نفع ہوتا ہے اور اس تمام مسئلے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور امام بیہقی نے السنن الکبریٰ ۴/۶۲ میں باب مقرر فرمایا۔ (باب ما یستحب لولی المیت من التصدق عنہ وان لم یوص بہ) اور اس کے ماتحت وہی مذکورہ بالا حدیث بیان فرمائی ہے۔

کیوں جناب وہابی صاحب اب بتاؤ کہ میت کے گناہوں کے ساقط کرنے کے واسطے غلے یا داموں کا حیلہ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے ثابت ہوا میت قبل از موت وصیت کرے یا نہ اس کی طرف سے صدقہ دینے سے اس کے گناہ ساقط ہوتے ہیں اور علامہ نووی نے لکھا کہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے اب اگر تم اس خرچ کو معیوب جوگے تو تم مسلمانوں کے اجماع سے خارج ہو جاؤ گے۔ اور وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ میں داخل ہو کر خداوند کے عتاب نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

وہابی "اور یہ میت کی موجودگی میں کیوں دیا جاتا ہے گھر آ کر کیوں نہیں دیا جاتا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض اپنی غیرت کے واسطے اور ریا کاری ہے

محمد عمر "گھر میں اگر بھی ولی خرچ کرتا ہے لیکن وہاں میت کے پاس اس لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ کہ جب اس کو قبر میں رکھا گیا تو اس کا حساب شروع ہوگا اور میت کے ذمے کئی فرائض روزے ونماز و کفارات وغیرہم ہونگے اور ابھی اس کا حساب شروع ہونے والا ہے تو قبل از حساب ہی اس کی طرف سے ولی اس کے حساب میں یُسر کے لئے وہیں فقراء وحفاظ وعلماء وغیرہم کو تقسیم کر دیتا ہے۔ اور میت کے روزے کا ولی کو کفارہ ادا کرنا حدیث شریف میں مذکور ہے۔

ابن ماجہ ۱۲۷ عَنْ ابن عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ مَاتَ وَعَلَیْہِ صِیَامُ شَھْرٍ فَلْیُطْعَمْ عَنْہُ مَکَانَ کُلِّ یَوْمٍ مِسْکِیْنًا ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو شخص فوت ہو گیا اور اس پر ماہ رمضان کے روزے ہیں تو اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کا کھانا کھلایا جاوے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ولی میت کے رمضانی روزے کے بدلے مساکین کو غلہ یا نقدی پیسے ادا کرے تو ثواب ہے اور میت کی طرف سے اس کے روزوں کا حساب ولی کے ادا کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے یہ ہے حیلہ اسقاط اور ایسے ہی میت کے ذمہ جو نمازیں فریضہ قضا ہو چکی ہوں اس کی طرف سے بھی ولی ادا کرتا ہے اور یہ بھی شرعاً جائز ہے۔

مشکوٰۃ شریف ۱۲۱
ابن ماجہ ۸
ابوداؤد ۱/۱۸۵

عن سمرة بن جندب قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَلْیَتَصَدَّقْ بِدِیْنَارٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِنِصْفِ دِیْنَارٍ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت

ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے ایک جمعہ بلا عذر ترک کیا تو چاہیئے کہ ایک دینار صدقہ کرے اگر نہ طاقت رکھے تو نصف دینار دے۔

ابوداؤد ۱/۱۸۵ } قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَاتَتْہُ الْجُمُعَۃُ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَلْیَتَصَدَّقْ بِدِرْھَمٍ اَوْ نِصْفِ دِرْھَمٍ اَوْ صَاعِ حِنْطَۃٍ اَوْ نِصْفِ صَاعٍ

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص سے بلا عذر جمعہ فوت ہو گیا تو ضرور ایک درھم یا نصف درہم صدقہ کرے یا گندم کا ایک یا نصف صاع ہی صدقہ کرے جمعے کی چونکہ قضائی نہیں اس واسطے صدقہ ہے اور میت بھی چونکہ قضائی نہیں ادا کر سکتا اس واسطے میت کا ولی قبل از حساب ہی اسکی طرف سے گندم یا رقم صدقہ کر دیتا ہے تاکہ اس کے حساب میں تخفیف ہو جاوے۔

پھر تیسری دلیل یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

جامع صغیر ۲/۱۴ } اَلصَّدَقَۃُ تَمْنَعُ مِیْتَۃَ السُّوْءِ
صدقہ مردے سے عذاب کو روکتا ہے۔

کیوں جناب وہابی صاحب اب بتاؤ کہ اس صدقہ نے میت کو فوری فائدہ دیا یا نہ اور اس سے اس کی برائیاں اس صدقے کی وجہ سے ساقط ہوئیں یا نہ فقیر نے واضح طور پر اس حیلہ اسقاط کو از روئے حدیث ثابت کر دیا جس سے تم روک نہیں سکتے باقی رہا تمہارا کہنا کہ ظاہراً ریاکاری معلوم ہوتی ہے یہ غلط ہے کیونکہ اگر صدقہ دینا ریاکاری ہے تو تمہارا نماز پڑھنا روزہ رکھنا حج کرنا زکوٰۃ دینا سب ریاکاری ہو سکتی ہے دلوں کے حساب سے تو خداوند خود نبٹ لیں گے۔ صدقہ ظاہراً و چھپا کر دینا دونوں طرح جائز ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔

بقرہ ۳/۳۷ } اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ھِیَ وَاِنْ تُخْفُوْھَا وَتُؤْتُوْھَا

الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ اگر ظاہر کرو تم صدقوں کو تو بھی بہت اچھا ہے۔ اگر پوشیدہ کرو تم ان کو اور فقرا کو تقسیم کرو تو وہ بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور خداوند تم سے تمہارے گناہ مٹا دیگا اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ تعالے اخبردار ہے۔

قبر پر تلقین

(اور تیسرا مسئلہ) بعینہٖ حدیث شریف کے مطابق عمل ہے سنیئے

کنز العمال ۸/۸۹

إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِّنْ إِخْوَانِكُمْ فَنَشَرْتُمْ عَلَيْهِ التُّرَابَ فَلْيَقُمْ رَجُلٌ مِّنْكُمْ عِنْدَ رَأْسِهٖ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَةٍ فَإِنَّهٗ لَيَسْمَعُ وَلٰكِنْ لَا يُجِيْبُ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانَ ابْنَ فُلَانَةٍ فَإِنَّهٗ لَيَسْتَوِيْ جَالِسًا ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانَةٍ فَإِنَّهٗ يَقُوْلُ أَرْشِدْنَا رَحِمَكَ اللّٰهُ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ ثُمَّ لِيَقُلْ اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَأَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا فَإِنَّهٗ إِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ أَخَذَ مُنْكَرٌ وَنَكِيْرٌ أَحَدُهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهٗ اُخْرُجْ بِنَا مِنْ عِنْدِ هٰذَا مَا تُصْنَعُ بِهٖ فَقَدْ لُقِّنَ حُجَّتَهٗ وَلٰكِنِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حُجَّتُهٗ دُوْنَهُمْ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنْ لَمْ أَعْرِفْ أُمَّهٗ قَالَ انْسُبْهُ إِلٰى حَوَّاءَ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا مسلمان بھائی کوئی فوت ہو جائے تو تم

اس پر مٹی ڈال کر فارغ ہو جاؤ تو اس کی قبر کے سرہانے تمہارا ایک آدمی (وہابی دیوبندی نہ ہو سنی ہو) کھڑا ہو جائے پھر کہے اے فلاں شخص فلانی عورت کے بیٹے تو بے شک وہ سنے گا اور لیکن جواب نہیں دے گا پھر ضرور کہے اے فلاں شخص فلانی عورت کے بیٹے تو بے شک وہ (قبر میں) سیدھا بیٹھ جاویگا پھر چاہیے کہ کہے اے فلاں شخص فلانی کے بیٹے تو بیشک وہ صاحب قبر کہیگا جس نے ہمیں ہدایت دی تجھے رحم کرے اللہ تعالےٰ و یہ جواب دے گا صاحب قبر اور لیکن تم نہ سمجھو گے پھر چاہیے کہ کہے اس بات کو یاد کر جس پر تو دنیا سے نکلا گواہی وہ لا الٰہ الا اللہ وَاَنَّ محمدًا عبدُہٗ ورسولُہٗ اور یہ بھی شہادۃ دینا کہ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا پھر تحقیق جب اس نے یہ بیان کر لیا تو منکر نکیر کا ایک اپنے دوسرے کے ہاتھ کو پکڑ لیتا ہے پھر کہتا ہے اسکو اس کے پاس سے ہمارے ساتھ نکل کیا کریگا تو اس کے ساتھ میں تحقیق تلقین کیا اس نے اپنی حجت کو اور لیکن اللہ تعالےٰ عزوجل نے ان کے ورے ہی ارادہ کیا اس کا کہا ایک آدمی نے یا رسول اللہ پھر اگر نہ پہچانوں میں میت کی والدہ کو آپ نے فرمایا نسبت کر اس کو حوا کی طرف۔

اس حدیث سے تین امر ثابت ہوئے۔

۱۔ صاحب قبر کا دنیا والے کی پکار کو سننا اور اس کی آواز وغیرہ بھی پہچاننا۔

۲۔ صاحب قبر کو زندوں سے فائدہ پہنچنا

۳۔ صاحب قبر کو تلقین کرنا سنت ثابت ہوا۔

وہابی "تمہارے سنی بزرگوں کے مزارات کو روضہ کہ دیتے ہیں مثلاً کہتے ہیں روضہ داتا گنج بخش روضہ بابا فرید کیا یہ جائز ہے یا اس کا ثبوت شرعی ہے؟

"محمد عمر" ہاں ثبوت ہے۔

کنز العمال ۸/۸۸ اَلْقَبْرُ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ اَوْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبر گڑھا ہے آگ کے گڑھوں سے یا روضہ ہے جنت کے باغوں سے ۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کہ جن کی ولایت میں شک نہیں ان کی قبر کے روضہ ہونے میں بھی شک نہیں ۔

ارشادات حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

استمداد اولیاء اللہ کے متعلق آپ کا عقیدہ

فتوح الغیب مترجم شاہ عبد الحق محدث دہلوی مقالہ ۲۳ بِكَ تَنْكَشِفُ الْكُرُوْبُ وَبِكَ تُسْقَى الْغُيُوْثُ وَبِكَ تُنْبَتُ الزُّرُوْعُ وَبِكَ تُدْفَعُ الْبَلَايَا وَالْمِحَنُ عَنِ الْخَاصِّ وَالْعَامِّ ۔ و بہمت تو کشادہ مے شود و دور کردہ مے شود اندوہ ہائے سخت کہ دم باز گیرد و برکت تو دعائے تو آب دادہ مے شود خلق را و فرستادہ مے شود بارانہا و رویندہ مے شود کشتہا و بامداد و اعانت تو دور کردہ مے شود بلاہا و محنتہا از تمام مردم خاص و عام ۔ اور تیری ہمت سے دور ہو جائیں سخت غم و تکالیف) کہ فوراً واپس آجائے اور تیری برکت اور دعا سے بارش ہو جائے اور خلق کو بارش بھیجی جاوے اور تیرے وسیلے سے کھیت اگائے جائیں اور تیری امداد اور مدد سے بلائیں دور کی جائیں اور تمام تکلیفیں خاص و عام آدمیوں سے ۔ کیوں جناب وہابی صاحب تم اگر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بات معتبر سمجھتے ہو تو اب اولیاء اللہ کی غائبانہ استمداد کے قائل

NafseIslam WWW.NAFSEISLAM.COM

ہو جاؤ اور ایمان درست کر لو۔

فتوح الغیب مقالہ ۲۳۲/۲۹ } فَتَكُوْنُ فِيْ هٰذِهِ الْحَالَةِ كَاَنَّكَ اُحْيِيْتَ
بَعْدَ الْمَوْتِ فِي الْاٰخِرَةِ (پس مے باش

تو دریں حالت گویا کہ تو زندہ گردانیدہ شدہ پس از مردن بموت ارادی)

فتوح الغیب صـ۲۳۲ } فَتَكُوْنُ كُلِّيَّتُكَ قُدْرَةً تَسْمَعُ بِاللّٰهِ
وَتُبْصِرُ بِاللّٰهِ وَتَنْطِقُ بِاللّٰهِ وَتَبْطِشُ

بِاللّٰهِ وَتَسْعٰى بِاللّٰهِ وَتَعْقِلُ بِاللّٰهِ (پس مے باشد ہمہ وجود تو مظہر قدرت الٰہی تعالےٰ بلکہ عین قدرت مبالغۃً میشنوی بخدا و مے بینی بخدا و میگوئی بخدا و میگیری بخدا و میروی بخدا و مے فہمی بخدا)

پس ہو جائیگا تمام وجود تیرا قدرت الٰہی کا مظہر بلکہ عین قدرت مبالغۃً سنے گا تو خدا کے ساتھ اور دیکھے گا تو خدا کے ساتھ اور بولے گا تو خدا کے ساتھ اور پکڑیگا تو خدا کے ساتھ اور چلے گا تو خدا کے ساتھ اور سمجھیگا تو خدا کے ساتھ۔

کیوں جناب سن لو شان اولیاء اللہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زبانی۔

فتوح الغیب مقالہ ۳۶/۹ } وَيُغْرِقُكَ فِيْ بِحَارِ خَيْرِهٖ فَتَكُوْنُ وِعَاءً
لِكُلِّ خَيْرٍ وَمَنْبَعًا لِكُلِّ نِعْمَةٍ وَسُرُوْرٍ

وَبَهْجَةٍ وَنُوْرٍ وَضِيَاءٍ وَاَمْنٍ وَسُكُوْنٍ (و غرق گرداند ترا خدائے تعالےٰ در دریائے خیر خود پس میباشی تو ظرف و محل ہر نیکی و باشی تو چشمہ زائندہ مر نعمت را و خوشی و آراستگی را و روشنائی و امنی و آرام و نور را)

فتوح الغیب مقالہ ۲۸۱/۲۶ } وَهِيَ الَّتِيْ حَالَةُ الْفَنَاءِ الَّتِيْ عَلَيْهِ اَحْوَالُ
الْاَوْلِيَاءِ وَالْاَبْدَالِ ثُمَّ قَدْ

یَرِدُ إِلَیْہِ التَّکْوِیْنُ فَیَکُوْنُ جَمِیْعُ مَا یَحْتَاجُ إِلَیْہِ بِإِذْنِ اللّٰہِ وَھُوَ قَوْلُہٗ فِیْ بَعْضِ کُتُبِہٖ یَا ابْنَ آدَمَ أَنَا اللّٰہُ لَا إِلٰہَ إِلَّا أَنَا أَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ أَطِعْنِیْ تَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ دوایں بار آمدن باذنِ حق از سوال وطلب حوائج حالت فنا ونیستی است کہ آں نہایت احوال اولیاء وابدال است پس بعد از رسیدن بمرتبہ فنا وولایت وبدلیت گاہے رد کردہ میشود او سپردہ مے شود پیدا کردن اشیاء وتصرف در ساکنان کہ عبارت از خرق عادت وکرامت است پس یافتہ مے شود تمام آنچہ احتیاج کردہ میشود بسوئے آں بدستوری خدا وقدرت عزوجل یعنی آں درحقیقت فعلِ حق است کہ بردست ولی ظہور یافتہ وایں رد تکوین واعطاء تصرف درکائنات ثابت ومذکور است بقول حق سبحانہٗ در بعض کتابہائے کہ بر پیغمبراں خود فرستادہ اے فرزند آدم منم خدا نیست خدا جز من میگویم چیزے را پیدا شو پس پیدا مے شود آں چیز اطاعت وفرمانبرداری کن مرا میگوئی تو مر چیزے را شو پس میشود

یہ ہے فرمان حضرت شیخ پیراں عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس تصرف فی الامور کی طاقت ہر وقت رہتی ہے یا اذن کی ضرورت ہوتی ہے !

غنیۃ الطالبین ص ۹۸۴ وَقَدْ یُنْقَلُوْنَ إِلٰی حَالَۃٍ بَعْدَ أَنْ أُجْعِلُوْا الْأُمَنَاءَ وَخُوْطِبَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْھُمْ بِالْاِنْفِرَادِ فِیْ حَالَتِہٖ إِنَّکَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَکِیْنٌ أَمِیْنٌ فَلَا یُحْتَاجُوْنَ فِیْھَا إِلٰی إِذْنٍ لِأَنَّھُمْ صَارُوْا کَالْمُفَوَّضِ إِلَیْھِمْ أَمْرُھُمْ نَعَمْ فِیْ قَبْضَۃٍ حَیْثُ مَا ذَھَبُوْا فِیْ شَیْءٍ مِّنْ أُمُوْرِھِمْ اللہ کبھی امین بنائے جانے کے بعد ایک حالت کی طرف منتقل کیے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک بحالت خود تنہائی سے خطاب کیا جاتا ہے کہ تو آج کے دن ہمارے پاس صاحب

مرتبہ اور امان ہے۔ پس ایسے اذن کے محتاج نہیں ہوتے۔ چونکہ وہ سپرد کردہ امر ہم کی طرح ہو جاتے ہیں جہاں وہ کہیں جس کام پر مامور ہوں تو انہی کے قبضہ میں ہوتے ہیں۔

حاضر و ناظر و غیب کے متعلق حضرت پیران پیر صاحب کا ارشاد

غنیۃ الطالبین ص۲۶ | وَاَشْغَلَ قُلُوْبَهُمْ بِمُطَالَعَةِ اَسْرَارِ الْغُيُوْبِ (اور مشغول کیا اس نے ان کے دلوں کو غیوب کے بھیدوں کے مطالعہ کے ساتھ)

〃 ص۹۷۵: وَيَطَّلِعُ عَلٰى اَسْرَارِ حِكْمَتِهٖ فَلَا يَبُوْحُ بِهَا لِغَيْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (ولی اللہ کی شان ہے) اور مطلع ہو جاتا ہے اسکے خاص بھیدوں پر اللہ کے اسکے سوا کسی پاس ان کو ظاہر نہیں کرتا وہ ولی)

ص۹۸۱۔ ثُمَّ يَجْلِسُ عَلَى الْكُرْسِيِّ التَّوْحِيْدِ ثُمَّ يُرْفَعُ عَنْهُ الْحُجُبُ (پھر ولی اللہ بیٹھ جاتا ہے توحید کی کرسی پر۔ پھر اس سے تمام پردے اٹھائے جاتے ہیں۔

غنیۃ الطالبین ص۹۸۲ | اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَهُوَ عَزَّ وَجَلَّ اَطْلَعَهُمْ عَلٰى مَا اُضْمِرَتْ قُلُوْبُ الْعِبَادِ وَانْطَوَتْ عَلَيْهِ النِّيَّاتُ اِذْ جَعَلَهُمْ مِنْ جَوَاسِيْسِ الْقُلُوْبِ وَالْاُمَنَاءِ عَلَى السَّرَائِرِ وَالْخَفِيَّاتِ

(اللہ مومنوں کا مددگار ہے جو ایمان لائے اُن کو اندھیروں سے نکالتا ہے نور کی طرف اور وہ عزوجل بندوں کے دلوں کے بھیدوں پر اور نیتوں پر ان کو مطلع کرتا ہے۔ اس وقت میرے رب نے ان کو تمام قلوب کے جاسوس مقرر کر دیے ہیں۔ اور بھیدوں اور غیوبات کا امین و واقف بنایا ہے۔

غنیۃ الطالبین صفحہ ۸۹ { یُکْشَفُ لَہُمْ عَنِ الْمَلَکُوْتِ وَتُقْضٰی لَہُمْ اَنْوَاعُ الْعُلُوْمِ مِنَ الْجَبَرُوْتِ

وَیُلْقَوْنَ عَنْ غَرَائِبِ الْحِکَمِ وَالْعُلُوْمِ وَیَطَّلِعُوْنَ عَلٰی مَا غَابَ عَنْہُمْ مِنَ الْاَشْیَاءِ وَالْحُظُوْظِ (منکشف ہو جاتا ہے اور اولیاء اللہ کے واسطے عالم ملکوت اور روشن ہو جاتے ہیں ان کے لئے کئی قسم کے علوم عالم جبروت سے عجیب عجیب علوم اور حکمتیں ان کو القا کئے جاتے ہیں اور مطلع ہوتے ہیں کئی قسم کی غیبی خبروں)

صفحہ ۱۰۹ ۔ وَقِیْلَ اِذَا طَلَبْتَ اللّٰہَ بِالصِّدْقِ اَعْطَاکَ مِرْاٰۃً تُبْصِرُ فِیْہَا کُلَّ شَیْءٍ مِنْ عَجَائِبِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (اور بیان کیا گیا ہے جس وقت تو اللہ کو صدق دل سے طلب کرے تو تجھے اللہ ایک شیشہ عطا کریگا۔ جس میں تو دنیا و عقبیٰ کی کل اشیاء کو اس میں دیکھے گا)

اب تو حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ ہر ولی کے واسطے دنیا و عقبیٰ کے علم کلی کا حکم صادر فرما رہے ہیں اور اولیاء اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں۔ ان پر بھی فتوے کفر جڑ دیتے۔ یا اپنے ایمان کو ہی درست کر لو اگر تمہیں ضرورت ہو۔

حیات اولیاء اللہ از ارشاد حضرت پیران پیر صاحب

غنیۃ الطالبین صفحہ ۲۶ { وَہُمْ فِیْ نَعِیْمٍ لَا نَفَادَ لَہٗ وَلَا اِنْقِطَاعَ لَہَا دَائِمٌ لَا غَایَۃَ لَہٗ وَلَا مُنْتَہٰی فَاِذَا بَلَغَ الْکِتَابُ اَجَلَہٗ وَانْتَہٰی مَا قُدِّرَ لَہُمْ

مِنَ الْبَقَاءِ فِي دَارِ الْفَنَاءِ نَقَلَهُمْ مِنْهَا بِأَحْسَنِ الْاِنْتِقَالِ كَمَا يُنْقَلُ
الْعَرُوسُ مِنْ حُجْرَةٍ إِلَى دَارٍ مِنَ الْأَدْنٰى إِلَى الْأَعْلٰى فَالدُّنْيَا فِي
حَقِّهِمْ جَنَّةٌ وَفِي الْآخِرَةِ لِأَعْيُنِهِمْ قُرَّةٌ وَهُوَ النَّظَرُ إِلَى وَجْهِ
الْكَرِيْمِ مِنْ غَيْرِ حِجَابٍ (اور وہ ایسی نعمتوں میں ہیں جن کو ختم ہونا نہیں اور
ایسی عطاؤں میں ہیں جن کو انقطاع نہیں اور ایسے سروروں میں ہیں جن کی انتہا نہیں اور
نہ حد تو جب میعاد مقررہ کو پہنچ گیا ہے اور انتہا ہو گئی جو ان کے لئے بقا سے مقدر کیا
گیا دار فنا میں نقل کیا اس نے ان کو اس دار فنا سے بہت احسن انتقال کے ساتھ
جیسا کہ منتقل کیا جاتا ہے۔ دلہن کو تنگ مکان سے کشادہ مکان کی طرف ادنیٰ سے
اعلیٰ کی طرف تو دنیا ان کے حق میں جنت ہے۔ اور آخرۃ میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک
ہے اور وہ دیکھنا ہے اللہ کے وجہہ کو بلا حجاب)

تبرکاً بزرگ کے ہاتھ چومنا اور اسکے واسطے قیام کرنا

(از قلم حضرت پیر پیران رحمۃ اللہ علیہ)

غنیۃ الطالبین ص ۳۵ } وَاِنْ تَعَانَقَا وَقَبَّلَ اَحَدُهُمَا رَأْسَ الْاٰخَرِ وَيَدَهُ عَلٰى وَجْهِ التَّبَرُّكِ
وَالتَّدَيُّنِ جَازَ وَاَمَّا تَقْبِيْلُ الْفَمِ فَمَكْرُوْهٌ **فصل** وَيُسْتَحَبُّ الْقِيَامُ
لِلْاِمَامِ الْعَادِلِ وَالْوَالِدَيْنِ وَاَهْلِ الدِّيْنِ وَالْوَرَعِ وَالْكَرَمِ
النَّاسِ وَاَصْلُ ذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ اِلٰى
سَعْدٍ فِيْ شَاْنِ اَهْلِ قُرَيْظَةَ فَجَاءَ اِلٰى حِمَارٍ اَقْمَرَ۔ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ

وَقَدْ رَوَتْ عَائِشَةُ[عہ] ؓ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَى فَاطِمَةَ ؓ عَنْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهٖ وَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا وَإِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ إِلَيْهَا وَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا جَاءَكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوْهُ۔ (اور اگر دونوں بغلگیر ہوئے اور ایک دوسرے کے سر کو انہوں نے بوسہ دیا ایک دوسرے کے ہاتھ کو تبرکاً اور شرعاً جائز ہے اور لیکن منہ کو چومنا مکروہ ہے۔

فصل

اور مستحب ہے کھڑا ہونا امام عادل کے واسطے اور والدین کے واسطے اور دیندار کے واسطے اور پرہیزگار کے واسطے اور جو لوگوں کا بڑا ہو اس کے واسطے اور اس کا اصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی کو حضرت سعدؓ کی طرف بھیجا اہل قریظہ کے کام میں تو حضرت سعدؓ سفید گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے سردار کے ملنے کھڑے ہو جاؤ اور تحقیق حضرت عائشہؓ عنہا سے روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے تو حضرت فاطمہؓ آپ کی طرف کھڑی ہو جاتیں۔ اور آپ کے دستِ پاک کو پکڑتیں اور اس کو بوسہ دیتیں۔ اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔ اور جب حضرت فاطمہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں۔ تو آپ حضرت فاطمہ کے واسطے کھڑے ہوتے اور ان کے ہاتھ کو پکڑتے اور بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے کہ جب قوم کا بزرگ آئے تو اس کی عزت کرو۔)

[عہ] اور یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ابتداء تا انتہا ادب المفرد للبخاری ص۱۹۱ میں مذکور ہے

WWW.NAFSEISLAM.COM نفس اسلام

غنیۃ الطالبین ص ۲۳ وَاِنْ اَحَبَّ اَنْ يَّتَمَسَّحَ بِالْمِنْبَرِ تَبَرُّكًا بِهٖ

(اور اگر محبوب سمجھے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر کو تبرکاً ہاتھ پھیرے تو جائز ہے)۔

یہ ہے عقیدہ اور فرمان حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جنہوں نے از روئے حدیث صحیحہ تعظیم و تقبیل کو ثابت فرمایا۔ چنانچہ اس کے متعلق حدیثیں اور بھی موجود ہیں۔ لہٰذا ایماندار وں کے لئے درج کی جاتی ہیں:۔

ادب المفرد للبخاری ص ۱۹۴ عن ابن عمر قَالَ فَقَبَّلْنَا يَدَهٗ

(ابن عمرؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ ہم نے حضور کے دست پاک کو بوسہ دیا)۔

ص ۱۹۴۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَزِيْنٍ قَالَ مَرَرْنَا بِالرَّبَذَةِ فَقِيْلَ لَهَا هٰهُنَا سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ فَاَتَيْنَاهُ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَاَخْرَجَ يَدَيْهِ فَقَالَ بَايَعْتُ بِهَاتَيْنِ نَبِيَّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَاَخْرَجَ كَفًّا لَهٗ ضَخْمَةً كَاَنَّهَا كَفُّ بَعِيْرٍ فَقُمْنَا اِلَيْهَا فَقَبَّلْنَاهَا۔

(عبدالرحمٰن بن رزینؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو ان کو کہا گیا کہ یہاں سلمہ بن الاکوع ہیں تو ہم اس کے پاس آیا تو اس پر سلام علیکم کہا تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ نکالے تو اس نے کہا کہ میں نے ان دونوں ہاتھوں کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے تو اس کے لئے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی اس نے کھولی۔ گویا کہ وہ اونٹ کی ہتھیلی ہے تو ہم اس کے لئے کھڑے ہوئے تو ہم نے اس کو بوسہ دیا)

اس حدیث پاک سے بزرگ کے ہاتھ کو بوسہ دینا بھی ثابت ہوا اور مصافحہ بالیدین ثابت ہوا۔

nafseislam نفس اسلام WWW.NAFSEISLAM.COM

ادب المفرد للبخاری صـ ۱۹۴ | قَالَ ثَابِتٌ لِاَنَسٍ اَمَسِسْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِکَ قَالَ نَعَمْ فَقَبَّلَہَا (حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کو عرض کیا کہ کیا آپ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دست پاک کو چھوا ہے تو حضرت انسؓ نے فرمایا۔ ہاں تو حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو بوسہ دیا)

ادب المفرد للبخاری صـ ۱۹۵ | عَنْ صُہَیْبٍ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا یُقَبِّلُ یَدَ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَیْہِ (حضرت صہیبؓ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ آپ حضرت عباسؓ کے دست مبارک اور پاؤں کو بوسہ دیتے تھے)

فتاوی الامام النووی صـ ۳۶ | (مسئلہ) تَقْبِیْلُ یَدِ غَیْرِہٖ مَا حُکْمُہٗ (اپنے غیر کے ہاتھ کو بوسہ لینے کا کیا حکم ہے؟)

الجواب: یُسْتَحَبُّ تَقْبِیْلُ اَیْدِی الصَّالِحِیْنَ وَفُضَلَاءِ الْعُلَمَاءِ (مستحب ہے صالحین اور فضلاء اور علماء کے ہاتھ کو چومنا)

یہ تو عمل ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ تعالے اجمعین کا اور آئمہ عظام کا اور تمام کی سنت۔ اب تم دیوبندی اور وہابی اگر ان احادیث کو سن کر بھی مسنون طریقہ کو شرک کہو تو یہ تمہارے ایمان کا نقصان ہے۔ جیسا کہ جواہر القرآن صـ [illegible] وغیرہ میں درج ہے۔

دیوبندی:- مؤذن جب اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتا ہے تو تم انگوٹھے چوم کر آنکھوں پہ لگاتے ہو۔ تم نے یہ کیا بدعت نکالی ہوئی ہے۔

نفس اسلام

محمد عمر "یہ بدعت نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے ثابت ہے۔

طحطاوی شریف ص۱۲۲ ذَكَرَ الْقُهُسْتَانِيُّ عَنْ كَنْزِ الْعِبَادِ اَنَّهٗ يُسْتَحَبُّ اَنْ يَّقُوْلَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ سَتْبِقُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ سَمَاعِ الثَّانِيَةِ قُرَّتْ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ اِبْهَامَيْهِ عَلٰى عَيْنَيْهِ فَاِنَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم يَكُوْنُ لَهٗ قَائِدًا اِلَى الْجَنَّةِ وَذَكَرَ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ مَرْفُوْعًا مَنْ مَسَحَ الْعَيْنَيْنِ بِبَاطِنِ اَنْمُلَةِ السَّبَّابَتَيْنِ بَعْدَ تَقْبِيْلِهِمَا عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا حَلَّتْ شَفَاعَتِيْ وَكَذَا رُوِيَ عَنِ الْخِضْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبِمِثْلِهٖ يُعْمَلُ فِي الْفَضَائِلِ قہستانی نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے کہ مستحب ہے کہ اشہد ان محمد رسول اللہ جب مؤذن پہلی دفعہ کہے تو (سننے والا) کہے صلے اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری دفعہ اشہد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت (سننے والا) کہے قُرَّتْ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ اپنے دونوں انگوٹھوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر یہ پڑھے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم جنت میں اس کے قائد ہونگے۔ اور دیلمی نے فردوس میں ذکر کیا ہے ابوبکرؓ کی حدیث سے مرفوعاً دونوں ہاتھوں کے دونوں انگوٹھوں کے پوروں کا بوسہ لے کر آنکھوں پر ملنا مؤذن کے اشہد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت۔ اور

نفس اسلام

کہے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا تو اس کو میری شفاعت لازمی ہوئی اور اسی طرح خضر علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح فضائل میں عمل کیا جاتا ہے،

۱ **ردالمختار شامی ۱/۳۷۰** } (تتمۃ) یُسْتَحَبُّ اَنْ یُّقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْاُوْلٰی مِنَ الشَّهَادَۃِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِیَۃِ مِنْهَا قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَیِ الْاِبْهَامَیْنِ عَلَی الْعَیْنَیْنِ فَاِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَکُوْنُ قَائِدًا لَّهٗ اِلَی الْجَنَّۃِ۔

مستحب ہے یہ کہ کہا جائے موذن کے کلمہ شہادت اشہد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت صلے اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسرے کلمہ شہادت کے وقت کہے قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پھر کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ دونوں آنکھوں پر دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو رکھنے کے بعد اس لیے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنت کی طرف اس کے قائد ہونگے۔

کیوں جی نام کے حنفی کہلانے والو اگر حنفی ہو تو اس پر عمل کر کے اپنی حنفیت کو تمام کرو ورنہ حنفیت کہلانا چھوڑ دو کیونکہ جو فقہا کو سمجھ آئی ہے وہ تمہیں نہیں آئی۔

موضوعات ملا علی قاری ص ۶۴ } قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُهٗ اِلَی الصِّدِّیْقِ فَیَکْفِیْ الْعَمَلُ بِهٖ لِقَوْلِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ

حضرت ملا علی قاری ؒ فرماتے ہیں:۔ (میں کہتا ہوں کہ) یہ عمل جب صدیق اکبر تک مرفوع ثابت ہوا تو اس کے ساتھ عمل (انگوٹھے چومنے کا) کافی ہے نبی صلے

اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق کہ تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت لازمی ہے۔

تذکرۃ الموضوعات ببیدنگلان صـ ۳۴

وَحُكِيَ عَنْ بَعْضٍ مَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعَ ذِكْرَهُ فِي الْأَذَانِ وَجَمَعَ إِصْبَعَيْهِ الْمُسَبِّحَةَ وَالْإِبْهَامَ وَمَسَحَ بِهِمَا عَيْنَيْهِ لَمْ يَرْمَدْ أَبَدًا قَالَ ابْنُ صَالِحٍ وَسَمِعَ عَنْ بَعْضِ الشُّيُوخِ أَنَّهُ يَقُولُ عِنْدَ مَا يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللهِ يَا حَبِيبَ قَلْبِي يَا نُورَ بَصَرِي وَيَا قُرَّةَ عَيْنِي قَالَ وَمُنْذُ فَعَلْتُهُ لَمْ تَرْمَدْ عَيْنِي وَقَدْ جَرَّبَ كُلٌّ مِنْهُمْ ذَالِكَ وَرُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ مِثْلُ مَا رُوِيَ عَنِ الْخِضْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِعَيْنِهِ انتهى۔

و بعض سے بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جب آپ کا ذکر اس نے اذان میں سنا اور اپنی دونوں مسبحہ انگلیوں کو اور انگوٹھے کو اکٹھا کیا اور ان کو اپنی دونوں آنکھوں پر ملا تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی اور ابن صالح نے کہا اور بعض بزرگوں سے بھی سنا ہے کہ اپنی دونوں آنکھوں کو ملتے وقت کہے صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللهِ يَا حَبِيبَ قَلْبِي يَا نُورَ بَصَرِي وَيَا قُرَّةَ عَيْنِي تو آپ نے فرمایا کہ جب سے میں نے یہ عمل کیا ہے میری آنکھیں نہیں دکھیں اور یہ تمام بزرگوں کا تجربہ ہے۔ اور حضرت حسنؓ نے بھی روایت کیا ہے بعینہٖ جیسا کہ خضر علیہ السلام سے مروی ہے۔ فقط

انجیل برنباس صـ ۶۰

مرحبا ہے تجھ کو اے میرے بندے آدم اور میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا۔ اور یہ شخص جس کو تو نے دیکھا ہے تیرا ہی بیٹا ہے جو کہ اس وقت کے بہت

سے سال بعد دنیا میں آئیگا۔ اور وہ میرا ایسا رسول ہوگا۔ کہ اس کے لئے میں نے سب چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ وہ رسول کہ جب آئیگا دنیا کو ایک روشنی بخشے گا۔ یہ وہی ہے کہ اس کی روح ایک آسمانی روشنی میں ساٹھ ہزار سال قبل اس کے رکھی گئی تھی۔ کہ میں کسی چیز کو پیدا کروں۔ پس آدم علیہ السلام نے بمنت یہ کہا کہ اے پروردگار یہ تحریر مجھے میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر عطا فرما۔ تب اللہ نے پہلے انسان کو یہ تحریر اس کے دونوں انگوٹھوں پر عطا کی۔ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ عبارت لا الہ الا اللہ اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر یہ محمد رسول اللہ۔ تب پہلے انسان نے ان کلمات کو پدری محبت کے ساتھ بوسہ دیا اور اپنی دونوں آنکھوں سے ملا۔

تمت بالخیر

ایک ہزار روپیہ انعام

اس شخص کو دیا جاویگا جو اس کتاب مقیاس حنفیت کا جواب نمبر وار پیش کرکے شائع کرائے۔

اور یکصد روپیہ

ہر اس شخص کو دیا جاویگا جو کتاب مقیاس حنفیت کا ایک حوالہ غلط ثابت کردے اور جتنے حوالے غلط ثابت کرے اتنے سو روپے انعام حاصل کرے

محمد عمر اچھرہ۔ لاہور

تحریر نمبر ۵۵ غلام الدین خوشنویس چوک مستی لاہور